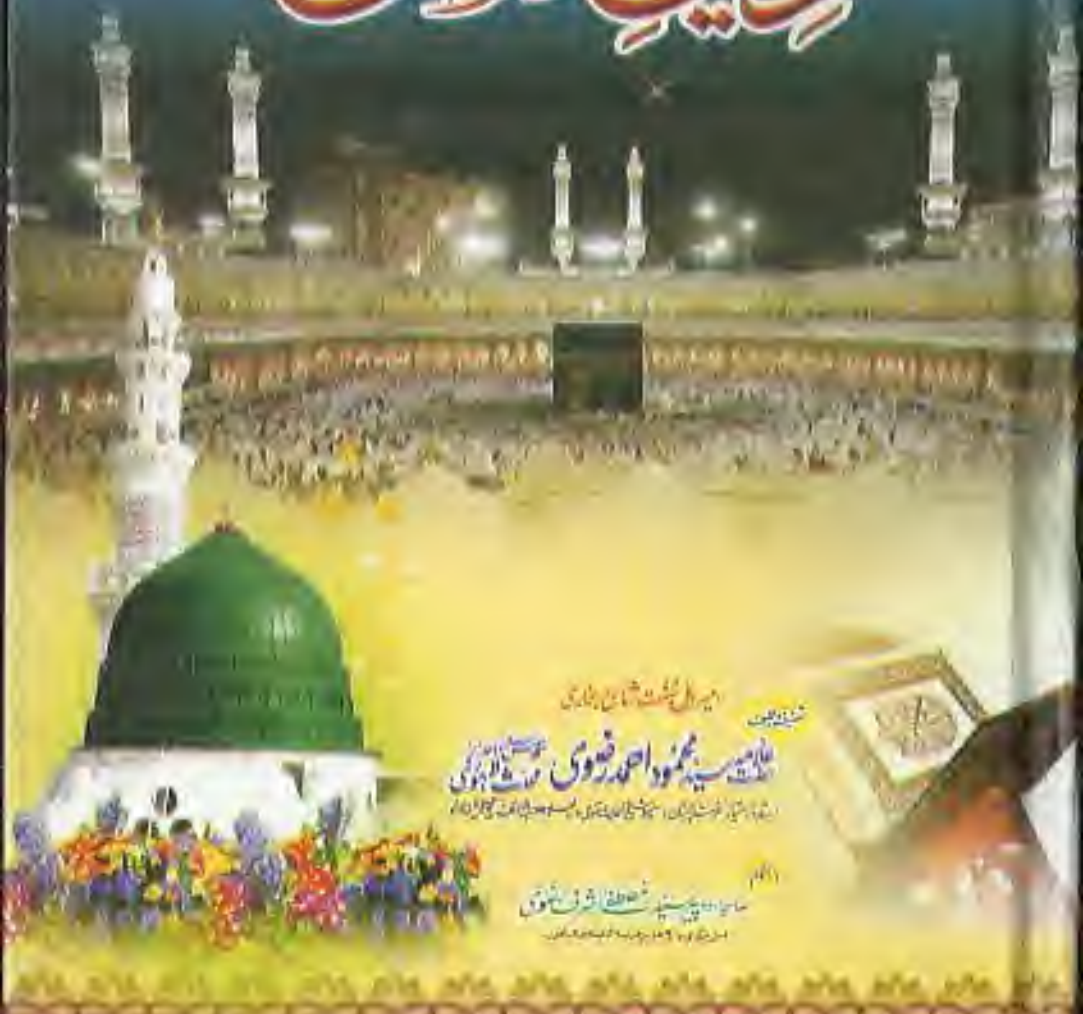


حیات مصطفیٰ



امیر اہل سنت شام و عراق

شیخ محمد

عالم سنی، محدث، اور فاضل دینی

مفت محمد امجد علی عثمانی

مفت محمد امجد علی عثمانی

مفت محمد امجد علی عثمانی

مفت محمد امجد علی عثمانی

رضوان کتب خانہ کتب و محضروں کے لئے

عقائد، عبادات، معاملات
اخلاق، معاشرت سے متعلق قرآن وحدیث
اور فقہ حنفی کی روشنی میں اسلامی تعلیمات کا قابل مطالعہ مجموعہ

مُصْطَفَا دین حنفی

تہذیب و الحیف

امیر اہل سنت شاہجہان پوری
علامہ سید محمود احمد رضوی محدث الہدی
(مکتبہ امتیاز، ٹکوت، پاکستان)

قسط

صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی ایم جی
میرزا محمد اسلم حزب الاسلام



رضوان کتب خانہ

کے جے بخش روڈ لاہور

Cell: 0300-8038838, 0300-9492310
042-37114729

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

جملہ حقوق بحق ناشر محفوظ ہیں

نام کتاب دین مصطفیٰ ﷺ

مصنف شارح بخاری علامہ سید محمود احمد رضوی مدظلہ

..... امیر و شیخ الحدیث حزب الاحناف لاہور

پروف ریڈنگ حضرت علامہ مولانا عطاء محمد گولڑوی

..... فاضل دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

کیڈنگ عزیز کیڈنگ سنٹر لاہور

باہتمام صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی

..... امیر دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

صفحات 622

ناشر شعبہ تبلیغ دارالعلوم حزب الاحناف لاہور

قیمت ۱/- روپے

ملنے کا پتہ

رضوان کتب خانہ

گنج بخش روڈ لاہور فون: 042-37114729

شعبہ تبلیغ دارالعلوم حزب الاحناف گنج بخش روڈ لاہور

فہرست

۳	فہرست مضامین	۳۲	جنوں کیلئے ثواب اور جنت نہیں ہے
۱۸	نظر اذلیلین	۳۲	جنوں کے اسلام لانے کا مختصر واقعہ
۲۰	مقصود کائنات	۳۶	کتاب الہی اور قرآن پر ایمان
۲۲	اسلام دین کامل ہے	۳۷	قرآن مجید مجمع القرآن
۲۳	عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت	۵۰	دوسرا دور
۲۵	ایمان کے بغیر عمل بے کار	۵۱	قرآن مجید کے فضائل و آداب تلاوت
۲۶	ایمان کے معنی	۵۳	علم تفسیر تحریف مفسر کی شرائط
۲۷	ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے	۵۳	آیات قرآن دو قسم پر ہیں
۲۷	مترکب کبیرہ کافر نہیں ہے	۵۵	شیخ کے معنی
۲۸	مشرک منافق مرتد	۵۵	کئی مدنی آیات
۲۹	ملہ کافر و منافق و ملہ و ذہن کا حکم	۵۷	رسولوں پر ایمان
۲۹	اسلام کے معنی	۵۸	نبوت کا بیان
۳۲	بنیاد اسلام	۶۰	نبوت محمدی
۳۲	کلمہ شہادت	۶۲	معجز و کرامت
۳۳	کلمہ طیبہ ایمان مجمل ایمان مفصل	۶۲	حضور سے محبت دین حق کی شرط اول ہے
۳۳	توحید صفات الہی	۶۶	قرآن میں حضور کے خصائص و فضائل
۳۵	لقاء الہی پر ایمان	۶۹	خاتم النبیین
۳۶	کیا دنیا میں ویدارا الہی ممکن ہے	۷۱	شیخ الحدیث
۳۷	دنیا میں ویدارا الہی حضور ﷺ کے ساتھ	۷۶	اور خاص حضور ﷺ کے متعلق
۳۷	خاص ہے	۷۹	حضور کے مشاہدات
۳۸	فرشتوں پر ایمان	۸۵	قبر میں حضور کے متعلق سوال ہوگا
۳۹	ملائکہ کے متعلق ایک شہادہ اور اس کا جواب		حضور کے جسم مبارک کے بعض خصائص حدیث
۴۰	فرشتوں کے اجسام فائدہ	۸۷	کی روشنی میں

۸۸	حضور کے خطبہ کی اثر انگیزی	۱۱۲	نزول وحی کی مدت
۸۹	اخلاق نبوی کی ایک جھلک	۱۱۳	نزول ملائکہ اور جبریل امیں اعلان نبوت
۹۳	حضور کے بعض معجزات اور خاصائص	۱۱۴	ایہ ۲ تا ۳ نبوت دینی تعلیم کا پہلا مرکز
۹۳	معراج شریف	۱۱۵	۴ نبوت ۵ نبوت
۹۳	حضور کے معجزات	۱۱۶	۶ نبوت حمزہ اور عمر کا اسلام لانا
۹۵	نور و بشر	۱۱۷	۷ نبوت اوقات خدیجہ اطالب
۹۶	نام اقدس سن کر انگوٹھے چرمتا	۱۱۷	۸ نبوت طائف کو روانگی
۹۸	انجیلا و اولیاء کا وسیلہ بننا	۱۱۸	۱۱ نبوت ۱۲ نبوت
۹۸	معاذے یا رسول اللہ	۱۱۸	مکہ سے ہجرت ۱۲ مفران مقرر ۱۳ نبوت
۹۸	خواب میں حضور کا دیدار	۱۱۸	
۹۹	حضور پر جھوٹ یا مدحنا سخت گناہ ہے	۱۱۹	میزبان رسول اللہ ایوب انصاری
۱۰۰	درد و شریف کے فضائل و برکات	۱۲۰	قیصر مسجد نبوی
۱۰۳	حیات سرور کائنات ﷺ	۱۲۱	اصحاب صفہ صحابہ کے مشاغل
	حضور ﷺ کے ظہور نبوت سے قبل دنیا کی حالت	۱۲۲	حضور کی مدنی زندگی ۱ نبوت
۱۰۳	ولادت باسعادت	۱۲۲	۲ اذان و روزے کی فرضیت کعبہ کا بلور قبلہ تقرر
۱۰۴	اتحاد نبوت سے قبل زندگی	۱۲۳	۳ سلسلہ غزوات و سرایا
۱۰۵	فطری عدل	۱۲۴	غزوہ بدر ۲
۱۰۶	علیہ اقدس علامات نبوت	۱۲۶	غزوہ موئق ذوالحجہ ۲
۱۰۷	نبوت کا وزن	۱۲۶	فاطمہ کی شادی روضہ کی فرضیت عید کی نماز کی ابتداء ۲
۱۰۸	جسم پاک بے سایہ	۱۲۷	غزوہ احد شوال ۳
۱۰۸	نسب شریف و رضاعت چھ برس کی عمر	۱۲۷	حضرت امام حسن کی ولادت قانون و رراحت
۱۰۹	شام کا سفر قیصر کعبہ صادق امین	۱۲۹	کاغذ ۳
۱۱۰	غار حرا کا مجاہدہ	۱۲۹	قل کعب بن اشرف یہودی ۳
۱۱۱	وحی کے معنی	۱۳۰	شراب کی حرمت ۳
۱۱۱	وحی کی دو قسمیں مکتوبہ و غیر مکتوبہ شدت		

۱۳۰	پردہ کا حکم غزوہ خندق ۵	۱۴۸	حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا
۱۳۱	بیعت رضوان صلح حدیبیہ و قندھ ۶	۱۴۹	حضرت سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا
۱۳۳	بیعت رضوان کا مختصر واقعہ	۱۵۰	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا
۱۳۵	غزوہ خیبر ۷	۱۵۱	وفات
۱۳۷	۸ نبوت کے چند اہم واقعات	۱۵۱	فضائل
۱۳۷	غزوہ موت غزوہ حنین ۸	۱۵۲	علمی زندگی
۱۳۸	۱۰ رمضان ۸ بمطابق جنوری ۶۳ ۱۱	۱۵۳	حضرت طلحہ رضی اللہ عنہا حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا
۱۳۸	مکہ غزوہ حنین شوال ۸	۱۵۳	حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا
۱۳۹	حرمت سودج اکبر ۹ کے اہم واقعات	۱۵۴	حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا
۱۳۹	وہ غزوات جن میں حضور اکرم ﷺ نے شرکت فرمائی	۱۵۵	ام المہاجرین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا
۱۴۰	حضور کی ازواج مطہرات و دیگر رشتہ دار	۱۵۵	حضرت یحییٰ بن جعفر رضی اللہ عنہا حضرت جبریل رضی اللہ عنہ
۱۴۲	حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ	۱۵۶	حضرت اسرار علیہ رضی اللہ عنہا
۱۴۳	حادث بن عبد المطلب زہیر بن عبد المطلب	۱۵۶	حضور ﷺ کی اولاد و سہارکہ
۱۴۳	ابوطالب بن عبد المطلب	۱۵۸	حضور کی چار صاحبزادیوں کے نبوت
۱۴۳	ابولہب بن عبد المطلب	۱۵۹	حضور ﷺ کے داماد حضور کے لواٹے
۱۴۳	عمات النبی ام حکیم ابیہا بنت عبد المطلب	۱۶۰	حضور کے خدام خاص
۱۴۳	عائکہ بنت عبد المطلب برہ بنت عبد المطلب	۱۶۱	حضور کا لباس اور دیگر اشیاء غذا
۱۴۴	امیر بنت عبد المطلب صفیہ بنت عبد المطلب	۱۶۲	مشاغل یا دالگی
۱۴۵	ازواج مطہرات امہات المؤمنین	۱۶۳	انتظام خانگی اہل و عیال کی سادگی
۱۴۵	حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ و مقام	۱۶۳	وفات نبوی ﷺ
		۱۶۴	ربیع الاول وفات نبوی ۱۱ھ
		۱۶۷	حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی فضیلت
			حضرت صدیق و فاروق کی عظیم و جلیل فضیلت
		۱۶۸	حضور ﷺ کی دنیا میں قیام مدت
		۱۷۰	مکمل زندگی پر ایمان

علم الحقین	۱۷۲	اداء الحمد مقام محمود	۱۹۲
بزرگ مسلمان کی روح کا مسکن	۱۷۳	دوزخ	۱۹۵
جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں	۱۷۴	قضاء و قدر پر ایمان	۱۹۷
قبر میں حضور کے متعلق سوال	۱۷۵	قضاء کی قسمیں	۱۹۷
انبیاء کے جسم مٹی نہیں کھاتی	۱۷۵	خلافت و امامت خلفائے راشدین	۱۹۹
حیات شہداء	۱۷۷	خلفائے راشدین کے درجات	۱۹۹
عذاب قبر حق ہے	۱۷۷	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت	۲۰۰
حشر و نشر سزا و جزا اور بارہ زندگی و قیامت	۱۷۹	صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت	۲۰۳
بہشت و شہر کا آغاز	۱۸۰	اصحاب بدر	۲۰۳
صور حضرت اسراہیل	۱۸۰	اہل بیت نبوت	۲۰۵
قیامت کا منظر قیامت کا زلزلہ	۱۸۱	یزید علیہ السلام	۲۰۶
دوسری بار صور پھونکا جائے گا	۱۸۳	حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ	۲۰۷
موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان	۱۸۳	اصدق الصادقین امیر المومنین حضرت سیدنا	
مرکز پھر جی اٹھنے کی کیفیت	۱۸۴	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ	۲۱۱
میزان عدل	۱۸۵	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حق و صداقت کی مشعل	
قیامت کے دن سوال و جواب	۱۸۶	ثنا ہیں	۲۱۲
قیامت کا دن بچاؤ ہزار برس کا ہوگا	۱۸۷	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامی کی	
حوض کوثر پہلے صراطِ میزان	۱۸۷	بنیادوں کو مستحکم کیا	۲۱۳
حوض کوثر	۱۸۸	سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے	
حوض کوثر کے ساقی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں	۱۸۹	مخالفہ اولیٰ	۲۱۳
مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں ہمیشہ		صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنا	
رہیں گے	۱۸۹	نائب امام مقرر کیا	۲۱۴
شرک ہمیشہ کیلئے دوزخ نہیں رہیں گے	۱۹۰	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زریں کار نامہ	۲۱۵
کیا قیامت کا علم کسی کو عطا ہوا ہے	۱۹۱	صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کو حیات نو	
جنت اور دوزخ	۱۹۲	بخشی	۲۱۵
حشر کے دن حضور ہی کام آئیں گے	۱۹۳	حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے	

عاشق صادق تھے	۲۱۶	ارشادات فاروق اعظم	۲۲۰
حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات	۲۱۶	عہد فاروقی کے اہم واقعات	۲۲۱
ایمان و اخلاص میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی		امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ خلیفہ سوم	۲۲۴
ہم پلہ نہیں	۲۱۷	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین	
عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صدیق ہم تمہاری گرد و گنجی		ہے	۲۲۴
نہیں پہنچ سکتے	۲۱۷	جمع و ترویج قرآن کا شرف جناب عثمان	
پہلے نے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار	۲۱۸	غنی رضی اللہ عنہ کو ملا	۲۲۵
نگاہ نبوت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ	۲۱۹	حضرت امام ذوالنورین کا انتخاب	۲۲۵
اکابر صحابہ کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے		عثمان رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے	
متعلق ارشادات	۲۲۱	کے ساتھ رہے	۲۲۶
امیر المومنین عمر فاروق رضی اللہ عنہ خلیفہ دوم	۲۲۳	خلافت عثمانی اسلامی فتوحات کا دور تھا	۲۲۶
حضور ﷺ نے عمر کو خدا سے مانگا	۲۲۳	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے چاچا	
فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عاشر رسول تھے	۲۲۳	تھے	۲۲۷
عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت ترقی اسلام کیلئے		امام ذوالنورین ہماجر اقول ہیں	۲۲۹
وقف کر دی تھی	۲۲۵	حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور سے دوسرے	
دور فاروقی اسلامی فتوحات کا دور تھا	۲۲۶	جنت خدیجی	۲۲۹
اسلام میں نظام حکومت کا دور عہد فاروقی		حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تب وحی تھے	۲۳۰
سے شروع ہوا	۲۲۶	بیعت رضوان اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ	
حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن مجید		غور کیجئے	۲۳۱
جمع ہوا	۲۲۷	تفصیل عثمان	۲۳۳
عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی ترقی و شادابی کی مثال		دور عثمانی ایک نظر میں	۲۳۵
قائم فرمادی	۲۲۷	حضرت امام ذوالنورین کے ارشادات	۲۳۶
آپ نے اعلانِ ہجرت کی	۲۲۸	امیر المومنین علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خلیفہ چہارم	۲۳۷
حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں		حضرت علی رضی اللہ عنہ کعبہ میں پیدا ہوئے آغوش	
شامل ہوئے	۲۲۸	نبوت میں تربیت پائی	۲۳۷
نگاہ نبوت میں حضرت فاروق کا مرتبہ	۲۲۹	شان علی رضی اللہ عنہ	۲۳۷

۲۶۲	ذوالقرنین کی نبوت لقمان حضرت	۲۶۲	مکروہ تنہی خلاف اولیٰ
۲۶۳	دعوت ولایت	۲۶۳	قلید مجتہد واجب ہے
۲۶۴	ولایت کو نبوت سے افضل جاننا	۲۶۴	مقلدین آثار ربوبہ خلی شامعی مالکی حنبلی
۲۶۵	اولیاء امت میں سب سے افضل صدیق	۲۶۵	اہلسنت و جماعت
۲۶۶	اکبر علیہ السلام ہیں	۲۶۶	حضرت امام مالک ۹۵ھ ۷۵ھ
۲۶۷	تصوف	۲۶۷	حضرت شافعی ۱۵۰ھ ۲۰۴ھ
۲۶۸	شریعت و طریقت پوری مریدی	۲۶۸	امام احمد طہیل ۱۶۳ھ ۲۴۱ھ
۲۶۹	سلاسل اربعہ	۲۶۹	امام عظیم ابوحنیفہ ۸۰ھ ۱۵۰ھ
۲۷۰	ولایت کے معنی	۲۷۰	حضرت امام کے فضائل و مناقب درجہ
۲۷۱	احکام اسلامیہ کا مرکز و ماخذ	۲۷۱	و مقام
۲۷۲	کتاب سنت اجماع امت قیاس	۲۷۲	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعائے برکت
۲۷۳	سنت رسول	۲۷۳	حضرت امام ہاقر کی شاگردی
۲۷۴	حضور کی تشریحی حیثیت	۲۷۴	حضرت امام جعفر صادق سے فیضیالی
۲۷۵	اجماع امت	۲۷۵	صحابہ کرام اور حضرت انس سے ملاقات
۲۷۶	قیاس و اجتہاد	۲۷۶	حضرت امام کے استاد حضرت عمار
۲۷۷	اجتہاد و قیاس جائز ہے	۲۷۷	حضرت امام عظیم تابعی ہیں
۲۷۸	مجتہد کی شرائط	۲۷۸	امام عظیم حضور ﷺ کا معجزہ ہیں
۲۷۹	کیا اب اجتہاد کا روزہ بند ہو گیا؟	۲۷۹	امام عظیم کا مرتبہ و مقام
۲۸۰	فقہ کی تعریف اور اصول فقہ	۲۸۰	حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت سے
۲۸۱	احکام اسلامیہ کی کیفیت	۲۸۱	مذہب خلی دریا نے عظیم ہے اور دیگر مذاہب
۲۸۲	چند فقہی اصطلاحات	۲۸۲	عوض
۲۸۳	فرض اعتقادی فرض عملی واجب اعتقادی	۲۸۳	شجرہ فقہ خلی
۲۸۴	واجب عملی	۲۸۴	امام عظیم کے مشہور طلحہ آخر فقہ خلی
۲۸۵	سنت مؤکدہ سنت غیر مؤکدہ	۲۸۵	حضرت ابو یوسف ۱۳۳ھ ۱۸۲ھ
۲۸۶	مستحب 'مباح' حرام قطعی	۲۸۶	امام محمد بن الحسن ۱۳۵ھ ۱۸۹ھ
۲۸۷	مکروہ تنہی اسماءات	۲۸۷	مذہب خلی کی چند اہم کتابوں کے نام

۳۰۷	چند فتاویٰ حنفیہ کی کتابوں کے نام	۳۰۷	مکروہ تنہی خلاف اولیٰ
۳۰۸	محمد بن کرام جہا امام عظیم کے شاگرد ہیں	۳۰۸	قلید مجتہد واجب ہے
۳۰۹	امام بیہقی بن سعید انصاری	۳۰۹	مقلدین آثار ربوبہ خلی شامعی مالکی حنبلی
۳۱۰	حضرت عبداللہ بن مبارک مجتہد	۳۱۰	اہلسنت و جماعت
۳۱۱	بیہقی بن زکریا بن ابی زید	۳۱۱	حضرت امام مالک ۹۵ھ ۷۵ھ
۳۱۲	امام وکیع بن الجراح بن زید بن ہارون	۳۱۲	حضرت شافعی ۱۵۰ھ ۲۰۴ھ
۳۱۳	حضرت داؤد طائی امام زفر مجتہد	۳۱۳	امام احمد طہیل ۱۶۳ھ ۲۴۱ھ
۳۱۴	امام عبدالرزاق بن ہمام مجتہد	۳۱۴	امام عظیم ابوحنیفہ ۸۰ھ ۱۵۰ھ
۳۱۵	حضرت حفص بن غیاث مجتہد	۳۱۵	حضرت امام کے فضائل و مناقب درجہ
۳۱۶	قاسم بن معن اسد بن عمرو علی بن اسمعہ	۳۱۶	و مقام
۳۱۷	غافقہ بن زید	۳۱۷	حضرت علی رضی اللہ عنہ کی دعائے برکت
۳۱۸	حضرت حبان رضی اللہ عنہ حضرت مسلم	۳۱۸	حضرت امام ہاقر کی شاگردی
۳۱۹	چند خلی مفسرین کے نام	۳۱۹	حضرت امام جعفر صادق سے فیضیالی
۳۲۰	چند مشہور خلی اولیاء کرام کے اسلام گرامی	۳۲۰	صحابہ کرام اور حضرت انس سے ملاقات
۳۲۱	حدیث کی مشہور کتابیں اور چند حدیثیں کے مختصر حالات	۳۲۱	حضرت امام کے استاد حضرت عمار
۳۲۲	امام بخاری ۱۹۴ھ ۲۵۶ھ	۳۲۲	حضرت امام عظیم تابعی ہیں
۳۲۳	امام مسلم ۲۰۶ھ ۲۶۱ھ	۳۲۳	امام عظیم حضور ﷺ کا معجزہ ہیں
۳۲۴	امام ابوداؤد ۲۰۴ھ ۲۷۸ھ	۳۲۴	امام عظیم کا مرتبہ و مقام
۳۲۵	امام ترمذی ۲۰۹ھ ۲۷۹ھ	۳۲۵	حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت سے
۳۲۶	امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ ۲۷۹ھ	۳۲۶	مذہب خلی دریا نے عظیم ہے اور دیگر مذاہب
۳۲۷	امام نسائی ۲۱۵ھ ۳۰۳ھ	۳۲۷	عوض
۳۲۸	امام دارمی ۲۱۸ھ ۲۸۵ھ	۳۲۸	شجرہ فقہ خلی
۳۲۹	امام دارقطنی ۲۰۶ھ ۲۸۵ھ	۳۲۹	امام عظیم کے مشہور طلحہ آخر فقہ خلی
۳۳۰	امام بیہقی ۳۸۳ھ ۴۵۸ھ	۳۳۰	حضرت ابو یوسف ۱۳۳ھ ۱۸۲ھ
۳۳۱	قرآن میں نماز کی فریضیت اور تاکید	۳۳۱	امام محمد بن الحسن ۱۳۵ھ ۱۸۹ھ

۳۱۹	نماز کی اہمیت	۳۲۸	فجر ظہر عصر مغرب عشاء
۳۲۰	تارک صلوٰۃ کا فرض ہے نماز کی برکات	۳۲۹	اذان کا بیان
۳۲۱	قرآن میں نماز کے اوقات	۳۳۰	اقامت بیٹھ کر کرنی جائے امام و مقتدی کی
۳۲۲	نماز وقت کے ساتھ فرض ہے	۳۳۱	انقلاب پر کھڑے ہوں
۳۲۳	وضو کا بیان وضو کا طریقہ	۳۳۱	اجابت اذان و اقامت
۳۲۴	وضو کے فرائض	۳۳۱	مؤذن کیسا ہو
۳۲۵	وضو کے مستحبات میں سے وضو کا چاہئے	۳۳۲	نماز ہر مسلمان پر فرض ہے
۳۲۶	بے وضو شخص کے احکام	۳۳۳	نماز پڑھنے کا طریقہ
۳۲۷	مذی نفل سے وضو جانا چاہئے	۳۳۳	قیام تہجد تسمیہ سورۃ فاتحہ
۳۲۸	استحباب کے مسائل	۳۳۵	سورۃ اخلاص تسبیح رکوع تسبیح
۳۲۹	یاسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل	۳۳۶	تحمید سجدہ کی تسبیح جلسہ دوسرا سجدہ
۳۳۰	موزوں پر مسج کا مسئلہ	۳۳۷	قیام قعدہ تشہد
۳۳۱	حاصل کا بیان	۳۳۸	درو و شریف سلام
۳۳۲	مندرجہ ذیل صورتوں میں غسل فرض ہے	۳۳۹	نماز کے بعد نماز سجدہ تلاوت
۳۳۳	یہ غسل مستون ہیں	۳۴۰	بلند آواز سے ذکر و درود
۳۳۴	یہ غسل مستحب ہیں غسل کے فرائض	۳۴۱	شرائط نماز
۳۳۵	جبھی مرد اور حیض و نفاس والی عورت کے لئے احکام	۳۴۱	نماز کی شرائط کے متعلق ضروری باتیں
۳۳۶	حیض و نفاس کا بیان	۳۴۲	مستورات کیلئے ستر عورت کا مطلب
۳۳۷	استحاضہ اور اس کے مسائل	۳۴۲	قبلہ کے متعلق مسئلہ
۳۳۸	حیض و نفاس کی مدت	۳۴۳	تعداد رکعات
۳۳۹	خون حیض کے رنگ	۳۴۴	اوقات مکروہہ
۳۴۰	حجیم کا بیان	۳۴۴	نماز فجر کے متعلق ضروری مسائل
۳۴۱	نیم کے تین فرض ہیں	۳۴۵	نماز کے اوقات مستحبہ
۳۴۲	حجیم کے ضروری مسائل	۳۴۶	فرائض نماز
۳۴۳	نماز کے اوقات	۳۴۷	تعمیر تحریمہ
۳۴۴		۳۴۷	قیام قرأت

۳۵۸	رکوع سجدہ سجدہ کے ضروری مسائل	۳۵۸	پڑھنے
۳۵۹	قعدہ و اخیرہ و خروج جھنڈ	۳۵۹	مسافر کی نماز
۳۶۰	مندرجہ ذیل صورتوں میں ترک جماعت	۳۶۰	نماز جمعہ کا بیان
۳۶۱	چائز ہے قضاء نماز	۳۶۱	جمعہ کے ترک پر عید شراکت جمعہ
۳۶۲	نماز کے واجبات	۳۶۲	جن میں پر جمعہ فرض ہے جن پر جمعہ فرض نہیں
۳۶۳	نماز کی سنتیں	۳۶۳	ضروری مسائل جمعہ
۳۶۴	نماز کے مستحبات	۳۶۴	جمعہ کے ادا کیلئے جماعت شرط ہے
۳۶۵	معدنات نماز	۳۶۵	اذان عام شرط جمعہ ہے
۳۶۶	نماز کے مکروہات تحریمہ	۳۶۶	جمعہ کیلئے وقت سعی کی جائے
۳۶۷	نماز کوڑنے کے بعد از سجدہ سہو کا بیان	۳۶۷	جمعہ کے خطبہ کے مسائل
۳۶۸	نماز وتر دعائے قنوت	۳۶۸	احتیاط الظہر
۳۶۹	جماعت و امامت کا بیان	۳۶۹	بعض فوائد کا بیان
۳۷۰	نماز کے متعلق بعض اہم و ضروری مسائل	۳۷۰	نماز حاجت
۳۷۱	فرض سنت مؤکدہ و تراویح اور نفل پڑھنا	۳۷۱	نماز استسارہ نماز اشراق
۳۷۲	اقداء کے مسائل	۳۷۲	نماز چاشت نماز ستر
۳۷۳	تصویر کے احکام سترہ کے مسائل	۳۷۳	اوائین نماز تہجد صلوٰۃ التبیح
۳۷۴	سونے پتیل کی انگلی	۳۷۴	نفل شروع کرنے سے واجب ہو جائے
۳۷۵	قبضہ سے نماز و وضو	۳۷۵	ہیں
۳۷۶	اگر شار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے	۳۷۶	نفل نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے
۳۷۷	تشہد میں نقلی اضافات	۳۷۷	سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے
۳۷۸	مقبوق النقیات میں کلمہ شہادت کی تکرار	۳۷۸	بعض وظائف ترقی رزق کا وظیفہ
۳۷۹	کرنے سجدہ کے احکام	۳۷۹	درو و شریف
۳۸۰	قعدہ قبلہ کی طرف پاؤں کرنا مکروہ ہے	۳۸۰	بیچ بیچ صغیر ہر فرض نماز کے بعد وظیفہ
۳۸۱	نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے	۳۸۱	کتاب الصوم روزہ کے مسائل
۳۸۲	نماز مریض کا بیان	۳۸۲	روزہ کی تعریف
۳۸۳	بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے چپے ممکن ہو نماز	۳۸۳	روزہ کے تین درجے

۳۹۱	روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے	۳۱۵	زمین کی پیداوار کی زکوٰۃ کے احکام
۳۹۲	فحائل رمضان	۳۱۷	کان اور فینہ میں جس لیا جائے گا
۳۹۳	رویت ہلال مسائل عمری	۳۱۸	مسارف زکوٰۃ ابن اسمیل
۳۹۵	ضروری مسائل	۳۱۹	ضروری مسئلہ
۳۹۵	روزہ کی نیت روزہ کی حقیقت	۳۲۰	حج ایک عظیم و عظیم عبادت
	روزہ نہ کھنے کے شرعی حکم روزہ توڑنا گناہ ہے		حج اور اس کے فرائض و واجبات اور سنتیں
۳۹۶		۳۲۲	حج واجب ہونے کی شرائط
۳۹۷	روزہ کے مفروضات	۳۲۳	شرائط حج
۳۹۷	ان صورتوں میں روزہ قاسد نہیں ہوگا	۳۲۴	حج کے فرائض حج کے واجبات
۳۹۸	روزہ کے مستندات	۳۲۶	حج کی سنتیں سفر حج کے آداب و سنن
۳۹۹	روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کا طرز مسائل تراویح	۳۲۸	احرام کا طریقہ
۴۰۰	احکام احتکاف	۳۲۸	حج تین طرح کا ہوتا ہے
۴۰۱	لیلیۃ القدر	۳۲۹	وہ امور جو احرام میں حرام ہیں
۴۰۳	نقصہ الوداع	۳۳۰	احرام میں یہ امور مکروہ ہیں
۴۰۵	قضاء عمری	۳۳۱	یہ امور احرام میں جائز ہیں
۴۰۵	عید کی سنتیں مباحات اور مستحبات	۳۳۲	قائدہ
۴۰۵	عید کی نماز کا وقت	۳۳۲	روضہ اقدس کی زیارت قریب العاجب ہے
۴۰۶	نماز عیدین کلمات تکبیر		حضور کے روضہ اور منبر کے درمیان کی جگہ
۴۰۶	کلمات تکبیر ترکیب نماز عید النضر	۳۳۳	جنت کا کھانا ہے
۴۰۷	صدقہ فطر شوال کے روزے	۳۳۳	حج بدل کے احکام
۴۰۸	زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن	۳۳۵	اسلامی تقریبات
۴۱۰	زکوٰۃ کے چند اہم اور ضروری مسائل	۳۳۸	عید میلاد النبی ﷺ
۴۱۳	چاندی کا نصاب سونے کا نصاب	۳۴۱	خانہ کعبہ کا اہتمام عقیدت
۴۱۴	چاندی کی زکوٰۃ کے احکام	۳۴۱	انٹیشن کی پریشانی
۴۱۴	اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان	۳۴۲	علامہ عبدالحق محدث دہلوی کا عقیدہ
۴۱۵	بکریوں کی زکوٰۃ	۳۴۳	محفل میلاد میں انوار کی بارش

۳۴۷	اہل مکہ کی میلاد شریف سے عقیدت	۳۴۹	غیر ضروری کو ضروری سمجھنا
۳۴۷	تمام اہل اسلام کا عمل	۳۵۰	بزرگان دین کے مزارات کی زیارت
۳۴۸	عید النضی	۳۵۱	عرس بزرگان دین
۳۴۹	قربانی ہر امت میں جاری رہی ہے	۳۵۲	فقہاء احناف نے تشریح کی ہے
۳۵۱	عشرہ ذی الحجہ کے مسائل	۳۵۳	گیارہویں شریف
۳۵۱	تکبیر تشریق ترکیب نماز عید	۳۵۴	مَا أَهْلُ بِهِ لِقَابِ اللَّهِ
۳۵۲	قربانی قربانی کس پر واجب ہے	۳۵۶	پیدائش سے موت تک
۳۵۳	قربانی کے دن		بڑی باتوں سے روکنا ہر مسلمان کا مذہبی و ملی فرض ہے
۳۵۳	قربانی کے بدلے صدقہ و خیرات	۳۵۷	ہر مسلمان کو مسلح ہونا چاہیے
۳۵۴	قربانی کا وقت	۳۵۷	حدیث الاعمال بلدیہ کے چند اہم فوائد
۳۵۴	قربانی کے جانور	۳۵۸	مسائل
۳۵۵	قربانی کا مستحسن طریقہ	۳۵۸	احسان بھی مومن کا ایک خاص وصف ہے
۳۵۵	قربانی کا گوشت قربانی کی کھال	۳۵۹	ہر عمل میں احسان ہے
۳۵۶	چند اہم مسائل	۳۵۹	اخلاص کا اخروی فائدہ
۳۵۸	عمر کی دس تاریخ دس محرم کا روزہ	۳۵۹	چند بڑے گناہ جن سے مسلمان کو بچنا
۳۵۸	حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس	۳۶۰	ضروری ہے گناہ تکبیرہ
۳۵۹	دس محرم کو اپنے اہل و عیال	۳۶۲	بعض وہ کام جن کے کرنے پر عید آئی ہے
۳۵۹	محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ	۳۶۳	قتل ناخن زنا بہت بڑا گناہ ہے
۳۶۰	اہم شکل نمی	۳۶۴	زنا کی سزا
۳۶۲	اسوۃ حسین رضی اللہ عنہ	۳۶۵	عمل قوم لوط جو اور شراب خوری
۳۶۳	کوٹھنوں کے خطوط	۳۶۵	نیک شادی شدہ عورت پر تہمت کی سزا
۳۶۵	دس محرم ۶۱ھ جمعہ کا دن شہادت	۳۶۶	حد قذف زنا کی تہمت کی سزا
۳۶۶	عید معراج النبی ﷺ	۳۶۷	سودی کاروبار قرض لے کر ادا نہ کرنا
۳۶۷	شب برأت روزہ	۳۶۸	والدین کی نافرمانی
۳۶۸	ایصال ثواب طوطی آتش بازی	۳۶۸	اطاعت والدین حد و شریعت کے اندر ہوگی
لیلیۃ القدر			

۵۰۸	سب سے زیادہ محسن سلوک کے مستحق ماں	۵۰۸	بچہ کا نام رکھنا
۲۹۵	باپ ہیں	۵۲۰	شام کے وقت بچوں کو باہر نہ نکالو
۲۹۵	صدقہ وغیرہ رشتہ داروں کو دینے میں	۵۲۰	سوئے میں بچوں کی حفاظت کا طریقہ
۲۹۵	زیادہ ثواب ہے	۵۲۱	ساتویں دن حقیقہ
۲۹۶	چغل خوری نجسیت و بدگوئی و فحش جائز ہے	۵۲۲	غنتہ سنت ہے لڑکیوں کے کان
۳۹۷	قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے	۵۲۲	سوئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے
۳۹۷	تسلیں کھانا، قسم کا کفار، جھوٹی قسم گناہ کبیرہ	۵۲۳	عورتوں کے سر کے بال مصنوعی ہال
۳۹۸	ہے	۵۲۳	یکشت داؤھی
۳۹۹	کاہن یا نجوی کی بات کو سچا ماننا کفر ہے	۵۲۴	مردوں کے بال اہلوسنہ کے بال مذہب و زینت
۳۹۹	رحمت خداوندی سے باغی کفر ہے	۵۲۵	استحاطہ محل نا جائز و حرام و گناہ کبیرہ ہے
۳۹۹	گناہ پر فخر کرنا شریعت کا مذاق اڑانا	۵۲۵	نا بالغ پر احکام شرع جاری نہیں ہوتے
۵۰۰	نشد کی حالت میں کفر چوری کرنا	۵۲۶	نا بالغ کے تصرفات کا حکم
۵۰۰	کاروبار میں دھوکہ فریب کرنا	۵۲۶	برتھ کنٹرول
۵۰۱	اشیاء خوردنی میں ملاوٹ	۵۲۷	علاج اور توکل
۵۰۱	معاملہ کاراست با زہی آخرت کی کامیابی کا	۵۲۷	مریض سے پرہیز کرنا جائز ہے
۵۰۲	مستحق ہے	۵۲۷	کلمات کفریہ کہنے سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے
۵۰۲	امانت میں خیانت	۵۲۷	مندرجہ ذیل کلمات زبان پر لانا کفر ہیں تو بہ
۵۰۳	روزہ حشر حق دار مدعی بن کر آئیں گے	۵۲۸	لازم و واجب ہے
۵۰۳	رشوت دینا لینا	۵۲۹	طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو ہے
۵۰۵	قطع تعلیق	۵۲۹	تقریب طلاق
۵۰۶	بغض و حسد، تعویذ کے معنی	۵۳۰	بلا وجہ طلاق دینا گناہ ہے
۵۰۶	وہ جرائم جن کا مرتکب مستحق تعویذ ہے	۵۳۰	تین طلاق ہرگز نہ پہنچے اس میں جائزین
۵۰۷	قانون شری کو اپنے ہاتھ میں لینا	۵۳۰	کا بھلا ہے
۵۰۷	غیر و اندوڑی ممنوع ہے	۵۳۱	عدت کا بیان
۵۰۷	خودکشی حرام ہے اسے حلال سمجھنے والا کافر	۵۳۲	تربیت اولاد

۵۳۳	لڑکی کے حقوق عاق کرنا	۵۳۳	لڑکی کے حقوق عاق کرنا
۵۳۵	کھانا کھانے اور پانی کے آداب	۵۳۵	کھانا کھانے اور پانی کے آداب
۵۳۵	آداب لباس	۵۳۶	پاجامہ، تہبند یا شلوار کا ٹخنوں سے نیچا رکھنا
۵۳۶	پاجامہ، تہبند یا شلوار کا ٹخنوں سے نیچا رکھنا	۵۳۷	چاندی سونا، جھٹل، تانبہ وغیرہ دھاتوں کے
۵۳۷	چاندی سونا، جھٹل، تانبہ وغیرہ دھاتوں کے	۵۳۷	احکام و مسائل
۵۳۷	احکام و مسائل	۵۳۷	جھٹل تانبے کے برتن
۵۳۷	جھٹل تانبے کے برتن	۵۳۷	وہ صورتیں جو مرد و عورت دونوں کے لئے
۵۳۷	وہ صورتیں جو مرد و عورت دونوں کے لئے	۵۳۷	جائز ہیں
۵۳۷	جائز ہیں	۵۳۷	مستورات کو چاندی کے زیورات اور زینم
۵۳۹	کاشتہاں جائز ہے	۵۳۹	کاشتہاں جائز ہے
۵۳۹	کسی اور وحاشات کے زیورات پہننا جائز نہیں	۵۳۹	مرد کو زینم پہننا ممنوع ہے
۵۳۹	مرد کو زینم پہننا ممنوع ہے	۵۳۹	سلام کے مسائل سلام کی اہمیت
۵۳۹	سلام کے مسائل سلام کی اہمیت	۵۳۹	سلام کے ضروری مسائل
۵۳۹	سلام کے ضروری مسائل	۵۳۹	کسی کے مکان میں جانے سے پہلے اجازت
۵۳۹	کسی کے مکان میں جانے سے پہلے اجازت	۵۳۹	لینا ضروری ہے
۵۳۹	لینا ضروری ہے	۵۳۹	چھینک و جھائی
۵۳۹	چھینک و جھائی	۵۳۹	بوقت مصیبت بے اختیار آفسودا جانے رحمت ہیں
۵۳۹	بوقت مصیبت بے اختیار آفسودا جانے رحمت ہیں	۵۳۹	انہی عورت کی طرف دیکھنا
۵۳۹	انہی عورت کی طرف دیکھنا	۵۳۹	تاک جھانک، کھیل کود و تفریح وغیرہ
۵۳۹	تاک جھانک، کھیل کود و تفریح وغیرہ	۵۳۹	مسابقت یعنی کسی کام پر شرط لگانا جائز ہے
۵۳۹	مسابقت یعنی کسی کام پر شرط لگانا جائز ہے	۵۳۹	حرام و حلال جانور
۵۳۹	حرام و حلال جانور	۵۳۹	خنزیر، مگرگٹ اور چھکلی کو مار دینا چاہیے

۵۵۸	مکان میں پرے گھوسلہ بنا لے کر خراب نہ کیا جائے	۵۵۸	چیزیں جو پاک ہیں
۵۵۹	جانوروں کو لڑنا ممنوع ہے	۵۵۹	مٹی و ودی ناپاک ہے
۵۵۹	بش خطر جہان جانور پالنا جانوروں کے حقوق	۵۵۹	وضو و غسل کے پانی کا حکم
۵۵۹	جانور کو تلیف دینا ناجائز ہے	۵۵۹	جوپانی سورج کی گرمی سے گرم ہو جائے
۵۵۹	ذبح کا طریقہ	۵۶۰	دوران بارش چھت پر نالہ وغیرہ کا حکم
۵۵۹	جانور ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے بچہ برآمد ہوا	۵۶۰	حرام جانور کا دودھ نجس ہے
۵۵۹	جانور ایسے ذبح کیا کہ سراگ ہو گیا	۵۶۰	درم کا وزن اور اس کی پیمائش
۵۵۰	کونسا می چیزوں کا پچھنا ممنوع و حرام ہے	۵۶۰	ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ
۵۵۰	مچھلی کے سوا پانی کے تمام جانور پھلوں کو پھینک دینے سے قبل پچھنا ممنوع ہے	۵۶۱	ناپاک مٹی یا تیل کو پاک کرنے کا طریقہ
۵۵۰	مردار جانور کے بال و پو بڑی کے احکام	۵۶۳	کنواں پاک کرنے کا طریقہ
۵۵۱	فکار جائز ہے اور ناجائز بھی	۵۶۵	منت کا بیان
۵۵۲	سدھائے ہوئے کتے سے فکار کے احکام	۵۶۶	ناجائز منت، مسہد میں چراغ
۵۵۵	حفاظت کے لئے کتا پالنا	۵۶۷	تعوذ گندہ نظر حق ہے نیک قالی اور بد قالی
۵۵۶	نباستوں جانوروں کے پیشاب اور دیگر چیزوں کے پاک و ناپاک ہونے کا بیان	۵۶۸	ماہ صفر کو شخص چائنا لغو ہے
۵۵۶	نباست لیلیٰ	۵۶۸	ہزاری و کبھی روزہ پریشان خواب
۵۵۷	نباست خفیفہ	۵۶۹	قری مہینوں کے نام
۵۵۷	مندرجہ ذیل جانوروں کے لعاب پینے اور جوٹھا پاک ہے	۵۷۰	حقوق و فرائض
۵۵۸	مندرجہ ذیل جانوروں کا جوٹھا ناپاک ہے	۵۷۰	منت ضروری ضروری ہے
۵۵۸	مندرجہ ذیل جانوروں کا جوٹھا مکروہ ہے	۵۷۰	حقوق العباد کا درجہ اللہ کے حق سے بھی زیادہ ہے
۵۵۸	بعض جانوروں کی بیٹھ و غیرہ اور بعض	۵۷۱	جہاد فرض ہے
		۵۷۱	مسلمانوں کے خون کی حرمت و عزت
		۵۷۲	والدین غریب ہوں تو ان کی ضروریات پوری کرنا واجب ہے
		۵۷۳	یتیم کی پرورش
		۵۷۴	مسایہ کا حق اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے

۵۷۵	فحائل اخلاق نیکی میں جلدی	۵۷۵	بالغ مرد و عورت کی دعا ببالغ لڑکے کی دعا
۵۷۵	نماز وقت میں ادا کرنا	۵۷۵	دُفن کے بعد دعا بعد نماز جنازہ
۵۷۶	قیامت کے دن راستہ کا حق سادہ زندگی زبان کی حفاظت	۵۷۶	قبر پر پانی چھڑکنا پھول ڈالنا ناجائز ہے
۵۷۷	تقاعدت، مہمان نوازی، انا و قربانی، عظم مسلمان کا حق مارنا، تکبر، غصہ، جھوٹ	۵۷۷	قبر کو پھینکنا
۵۷۸	بد زبانی نصیحت سب کا حمایت	۵۷۸	تقویت بھی سنت ہے شہید کو غسل نہ دیا جائے
۵۷۸	حبیب جوئی تجسس حسد	۵۷۸	نماز جنازہ پر بھی جائے
۵۷۹	دور خانہ میں منافقت، بدگمانی	۵۷۸	شہید غیر تقویٰ سوگ کے مسائل
۵۷۹	بلا ضرورت سوال حرام ہے	۵۷۸	عورت کے لئے سوگ واجب ہے
۵۷۹	علماء کا روبرو نہیں کرتے	۵۷۹	میت پر لوط حرام ہے
۵۸۰	سفید پوش فیور آدی کی امانت کا بہت ثواب ہے مال و دولت کو ضائع کرنا حرام ہے	۵۷۹	دقات شدہ مسلمان کی برائی کرنا جائز نہیں
۵۸۰	دولت مند کی بیماریاں	۵۷۹	دُفن کے بعد میت کو کھانا ممنوع دنا جائز ہے
۵۸۲	دولت مندوں کے اخلاقی فرائض	۵۸۰	قبر کی زیارت کو جانا
۵۸۳	قارون کا واقعہ	۵۸۰	قبروں کو تجدد، تفسیس حرام ہے
۵۸۵	رزق حلال کی اہمیت	۵۸۲	میت کے ساتھ کھانا لے جانا فضول ہے
۵۸۶	بیماری سے دُفن تک کے احکام و مسائل	۵۸۲	میت کے گھر کا کھانا ناجائز و ممنوع ہے
۵۸۷	موت کی دعا کرنا ممنوع ہے عیادت	۵۸۳	ایصالِ ثواب کا ممنوع طریقہ
۵۸۸	موت، تلقین	۵۸۵	ایصالِ ثواب جائز و مستحب ہے
۵۸۹	غسل، غسل کا طریقہ	۵۸۶	میت ایصالِ ثواب کا انتظار کرتی ہے
۵۹۱	کفن، کفن میں برکت	۵۸۷	قرآن مجید میں فرمایا
۵۹۲	کفن پہنانے کا طریقہ	۵۸۸	عظم شریف کا طریقہ
۵۹۳	جنازہ و اٹھانے کا طریقہ	۵۸۹	دعا اور اس کے آداب
۵۹۴	جنازہ کی صفیں نماز جنازہ کے بعد اہم مسائل	۵۹۱	فحائل دعا
۵۹۷	قبر سے متعلق مسائل، طریقہ نماز	۵۹۲	آداب دعا
		۵۹۳	خواندہ دعا، قیامت دعا
		۵۹۴	خوشحالی میں دعا

تعارف مصنف

امیر اہلسنت شارح بخاری حضرت علامہ

سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

شارح بخاری حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۱۹۲۲ء میں آگرہ میں مفتی اعظم پاکستان حضرت علامہ سید ابوالبرکات سید احمد قادری قدس سرہ العزیز کے ہاں ہوئی۔ علامہ رضوی نجیب الطرفین سید ہیں اور آپ کا سلسلہ نسب امام علی رضا مشہدی بن موسیٰ کاظم رضی اللہ عنہ تک پہنچتا ہے۔ اور والدہ کی طرف سے آپ کا سلسلہ نسب حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے جا ملتا ہے۔ علمی و روحانی ماحول میں آنکھیں کھولیں اور اسی میں نشوونما پائی۔ درس نظامی کی ابتدائی کتابیں اپنے جدا جدا سید احمد شین مولانا سید محمد وید علی شاہ لاہوری قدس سرہ العزیز سے پڑھیں بقیہ کتب مولانا مہر دین بدھوی اور حضرت علامہ عطاء محمد چشتی گولڑوی سے پڑھیں۔ ۱۹۴۷ء میں جامعہ حزب الاحناف لاہور کے سالانہ جلسے میں آپ کی دستار بندی کرائی گئی۔ حضرت علامہ رضوی نے ۱۹۴۷ء کو مقرر جریدہ ”رضوان“ جاری کیا۔ جو ابتدا بہت روزہ تھا بعد ازاں ماہ نامہ کی صورت میں شائع ہوا اور بحمدہ تعالیٰ آج تک شائع ہو رہا ہے اس رسالے کے کئی گراں قدر علمی اور تحقیقی نمبر شائع ہوئے ہیں مثلاً نماز نمبر، ختم نبوت نمبر، چکر الویت نمبر، اور معراج النبی ﷺ نمبر وغیرہ مشہور شیعہ مناظر مولوی اسماعیل گوجروی متعدد مسائل پر مباحثہ کا سلسلہ جاری رہا ان مباحثوں میں علامہ رضوی مدظلہ کا قلم علمی اور تحقیقی جواہر بکھیرتا رہا علامہ کا استدلال، عالمانہ گرفت، مخالفین کے اعتراضات کے ٹھوس جوابات یہ سب چیزیں پڑھنے اور دیکھنے سے تعلق رکھتی ہیں علامہ رضوی کی تصانیف رضوی گوجروی مکالمہ

بیت رضوان، بارغ فذک، حدیث قرطاس، اسرار مذہب شیعہ، اور حضور ﷺ کی نماز جنازہ اسی دور کی یادگار ہیں علاوہ انہیں علامہ رضوی نے اس رسالہ میں بخاری شریف کی شرح فیوض الباری کے نام سے قسط وار شائع کرنا شروع کی جس کے ۱۲ پارے اب تک چھپ کر مقبولیت عامہ کی سند حاصل کر چکے ہیں ان کے علاوہ خصائص مصطفیٰ ﷺ، دین مصطفیٰ ﷺ، شان مصطفیٰ ﷺ، مقام مصطفیٰ ﷺ، معراج النبی ﷺ، جامع الصفات، روح ایمان، روشنی، شان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ، فتاویٰ برکات العلوم، اسلامی تقریبات، مذاکرہ علمی، مسائل نماز وغیرہ علامہ رضوی کے وہ بلند پایا مقالات ہیں جو وقتاً فوقتاً رسالہ رضوان چھپتے رہے ہیں بعد میں انہیں نظر ثانی اور اضافوں کے ساتھ کتابی صورت میں شائع کر دیا گیا ان کی تمام تصانیف علم و تحقیق کا منہ بولتا ثبوت اور محام و خواص کیلئے مفید ہیں اور علمی حلقوں میں وقت کی نگاہ سے دیکھی جاتی ہیں۔ علامہ رضوی فارغ التحصیل ہونے کے بعد کچھ عرصہ درس و تدریس کے فرائض انجام دیے شیعہ تہذیب اور شرح و اقاہیہ پڑھاتے رہے پھر ان کی تمام تر توجہ تصانیف اور دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کے انتظامات کیلئے وقف ہو کر رہ گئی۔

علامہ رضوی جہاں دقیق النظر محدث نقطہ نظر فقہ اور صاحب طرز ادیب تھے وہ قادر اکلام خطیب بھی تھے۔ ان کی تقریر علم و فضل، سنجیدگی و متانت کا بہترین مرقع ہوتی تھی انداز بیان مدلل اور دلنشین ہوتا تھا۔ اس خاندان کا طرہ امتیاز یہ رہا ہے جب بھی کوئی ملی یا ملکی مسئلہ پیش آیا یہ حضرات رہنمائی میں پیش پیش رہے۔ تحریک پاکستان میں دارالعلوم حزب الاحناف لاہور کی خدمات ناقابل فراموش ہیں جامع مسجد وزیر خان تحریک پاکستان کا اہم ترین سٹیج تھی اس سٹیج سے پاکستان کی حمایت میں اٹھنے والی آواز اتنی زوردار تھی کہ اس کی گونج پورے پنجاب بلکہ اس کے ارد گرد تک سنی جاتی تھی۔

۱۳۰۲ء اپریل کو بنارس سنی کانفرنس میں پنجاب کے دینی مدارس کے طلبہ کے وفد کی قیادت کرتے ہوئے شریک ہوئے اور تحریک پاکستان میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ ۱۹۵۳ء کی تحریک ختم نبوت میں اپنے تایا جان حضرت علامہ سید ابوالحسنات محمد احمد قادری کے ساتھ بھرپور کام کیا اور شاہی قلعہ میں قید بھی ہوئے۔ ۱۹۷۴ء کی تحریک ختم نبوت کا آپ کو مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا۔ جس کے نتیجے میں اس وقت کے وزیراعظم ذوالفقار علی بھٹو مرزائیوں کو کافر قرار دینے پر مجبور ہو گئے۔ ۱۹۷۶ء میں آپ نے کل پاکستان سنی کانفرنس ٹوبہ ٹیک سنگھ (دارالسلام منعقد کروائی) اور آپ اس کانفرنس کے کنوینر تھے اس کانفرنس کے موقع پر آپ کو متفقہ طور پر جمعیت علماء پاکستان کا مرکزی سیکرٹری جنرل چنا گیا اور حضرت خواجہ قمر الدین سیالوی سجادہ نشین سیال شریف کو صدر منتخب کیا گیا۔ اسی کانفرنس میں جمعیت علماء پاکستان نے انتخابات میں حصہ لینے کا اعلان کیا۔

۱۹۷۱ء میں برطانیہ کے نام نہاد ڈاکٹر منہاس نے ایک دل آزار کتاب لکھی جس میں اس نے نبی اکرم ﷺ کی شان میں گستاخی کی تو حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی نے لاہور میں اس کتاب کے خلاف احتجاجی جلوس نکالا جس کی پاداش میں اس وقت کی ایوب مارشل لاء حکومت نے حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کو دیگر علماء و مشائخ کے ہمراہ گرفتار کر لیا۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز سچے عاشق رسول اور لوگوں میں فروغ عشق رسول ﷺ کیلئے مسلسل کوشاں رہتے۔ اس مقصد کیلئے انہوں نے ۲۳ مارچ ۱۹۸۳ء کو لاہور سے ”یار رسول اللہ کانفرنس“ کا سلسلہ جاری کر کے لوگوں میں نبی روح پہونک دی جو کہ ابھی تک تسلسل سے جاری و ساری ہے۔ حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کو ۱۹۷۵ء میں حکومت پاکستان نے ان کی دینی و ملی و مذہبی

خدمات کے اعتراف میں ملک کا اعلیٰ ترین سول اعزاز ”ستارہ امتیاز“ دیا۔ آپ اسلامی نظریاتی کونسل کے رکن، ممبر وفاقی مجلس شوریٰ، چیئر مین ذکوۃ و عشر کیٹی لاء بورڈ، مشیر وفاقی شرعی عدالت، مشیر صدر اسلامی جمہوریہ پاکستان اور دیگر متعدد کمیشنوں میں اہم عہدوں پر فائز رہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کے والد ماجد اعلیٰ حضرت مجدد دین و ملت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد خاص اور خلیفہ مجاز تھے۔ اس طرح حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز کا سلسلہ حدیث و بیعت صرف ایک واسطے سے اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان فاضل بریلوی قدس سرہ العزیز سے جاملتا ہے۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز جامعہ حزب الاحتاف کے مہتمم بھی رہے اور مختلف دینی قومی ملی و ملی تحریکوں کا مرکز حزب الاحتاف کو بنایا۔ آپ کے ہزاروں شاگرد ملک و بیرون ملک دین اسلام کی اشاعت و تبلیغ میں مصروف عمل ہیں اور خود آپ نے بھی متعدد مرتبہ مختلف بیرونی ممالک کا دورہ فرمایا۔

اولاد

آپ کو اللہ تبارک و تعالیٰ نے سات صاحبزادوں اور تین صاحبزادیوں سے نوازا ہے۔ جن میں صاحبزادہ سید مصطفیٰ اشرف رضوی صاحب فاضل درس نظامی (ایم اے عربی ایم اے اسلامیات) آپ کے جانشین ہیں۔

حضرت علامہ سید محمود احمد رضوی قدس سرہ العزیز علم حدیث میں بلند پایہ خاندان کے چشم و چراغ ہیں۔ آپ نے علم حدیث اپنے دادا شیخ المحدثین حضرت سید دیدار علی شاہ قدس سرہ العزیز اور اپنے والد مفتی اعظم علامہ سید ابوالبرکات احمد قادری

قدس سرہ العزیز سے حاصل کیا اور آپ کے دادا نے علم حدیث حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی قدس سرہ العزیز سے حاصل کیا جو کہ سراج الہند حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز کے جلیل القدر شاگرد تھے۔ اس طرح آپ کا سلسلہ حدیث تین واسطوں سے حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی قدس سرہ العزیز جو کہ شاہ ولی اللہ دہلوی قدس سرہ العزیز کے شاگرد سے جا ملتا ہے۔

وصال مبارک

آپ کا وصال مبارک بروز جمعرات ۲۴ رجب بمطابق ۱۱۴ اکتوبر ۱۹۹۹ء کو لاہور میں ہوا۔ دوسرے دن بعد جمعہ المبارک آپ کی نماز جنازہ ناصر باغ میں ادا کی گئی۔ نماز جنازہ آپ کے بھائی صاحبزادہ حضرت علامہ سید مسعود احمد رضوی نے پڑھائی۔ جس میں ہزاروں علماء و مشائخ نے شرکت کی۔ آپ کو اپنے والد بزرگوار کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

شجرہ سلسلہ قادریہ اشرفیہ منوریہ معمریہ

- (۱) امی ہجرت حضرت ثلث الاعظم محبوب سبحانی قلب دہانی جو ابو محمد سیدی الدین عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (بعد اشرف الاربع الاثنی)
- (۲) امی ہجرت حضرت شاہ اول کبرائی رحمۃ اللہ علیہ (ہجرات)
- (۳) امی ہجرت حضرت شاہ طاغور دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) امی ہجرت حضرت شاہ امیر کالمی رحمۃ اللہ علیہ
- (۵) امی ہجرت حضرت شیخ الشارح محبوب دہانی سید شاہ علی حسین اشرفی جیلانی رحمۃ اللہ علیہ (سجادہ نشین کچھوچھو شریف ۱۳۵۵ھ)
- (۶) امی ہجرت محدث لاہوری حضرت سیدنا علامہ سید محمود احمد رضوی رحمۃ اللہ علیہ (ازب الاذقان شریف لاہور)
- (۷) امی ہجرت حضرت سید مصطفیٰ اشرف رضوی مدظلہ (امیر مرکزی دارالعلوم حزب الاحناف لاہور)

شجرہ نسب والدہ محترمہ

علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

سیدنا محمود احمد رضوی بنت سیدہ محمدی بی بی بنت سید مبارک علی ابن سید سلامت علی حسنی رحمۃ اللہ علیہ ابن سید وزیر علی حسنی ابن سید شاہ محور حسنی ابن سیدنا ابوسعید محمود حسنی ابن سید ابی نصر علی حسنی ابن سید ابی کمال محمد حسنی ابن سید قوت الدین محسن حسنی ابن سید ذکی حسن حسنی ابن سید علی حسنی ابن نور الدین ثانی حسنی ابن سید سنی بطوی حسنی ابن سید فوٹ الدین حسنی ابن نور الدین احمد حسنی ابن سید ابراہیم حسنی ابن سید برہان الدین حسنی ابن سید رضی الدین حسنی ابن سید عبدالرزاق حسنی ابن سید حافظ عبدالغفور حسنی ابن سید محمد صالح حسنی ابن سید یحییٰ حسنی ابن سید عبداللہ ثالث حسنی ابن سید شہاب الدین غوری حسنی ابن سید عبدالرحمن غوری حسنی ابن سید اسماعیل غوری حسنی ابن سید صدق علی حسنی ابن سید توابع ابوالقاسم حسنی ابن سید طاہر حسنی ابن سید طیب حسنی ابن سید اویس ثانی حسنی ابن سید عسکر حسنی ابن سید یحییٰ حسنی ابن سید ناصر الدین حسنی ابن سید علی حسنی ابن سید محمود حسنی ابن سید عبداللہ ثانی حسنی ابن سید امام احمد حسنی ابن سید امام عمر حسنی ابن سید اویس اول حسنی ابن سید امام عبداللہ اول المعروف عبداللہ محض رضوان اللہ علیہم اجمعین ابن سیدنا امام حسن المجتبیٰ خلیفہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ابن سیدنا امیر المومنین خلیفہ المسلمین سیدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم۔ زوجہ مطاہرہ سیدۃ النساء فاطمہ الزہراء رضی اللہ عنہا بنت حضرت سرور عالم خاتم النبیین احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔

شجرہ نسب والد محترم

علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

سید مصطفیٰ اشرف رضوی، ابن علامہ سید محمود احمد رضوی، ابن سیدنا ابو البرکات سید احمد رضوی، ابن ابو محمد سیدنا ویدار علی شاہ رضوی مشہدی، ابن سیدنا نجف علی شاہ رضوی، ابن سیدنا محمد تقی رضوی، ابن سیدنا عبد الوہاب رابع رضوی، ابن سیدنا اسماعیل رضوی، ابن سیدنا محمد یوسف رضوی، ابن سیدنا عبد الوہاب ثالث رضوی، ابن سیدنا سعید الدین رضوی، ابن سیدنا عبد الکریم رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا عبد الوہاب ثانی رضوی، ابن سیدنا احمد رضوی، ابن سیدنا رفیع الدین احمد رضوی، ابن سیدنا عبد الوہاب اول رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا ابو المکرم رضوی، ابن سیدنا محمد غوث رضوی، سیدنا جلال الدین سرخ بخاری رضوی مشہدی، ابن سیدنا علی ابو لمونید رضوی، ابن سیدنا جعفر رضوی، ابن سیدنا محمد رضوی، ابن سیدنا محمود رضوی، ابن سیدنا جعفر اول رضوی، ابن سیدنا امام ہادی نقی، ابن سیدنا امام محمد تقی، ابن سیدنا امام رضا، ابن سیدنا موسیٰ کاظم مشہد مقدس ایران ابن سیدنا امام جعفر صادق، ابن سیدنا امام محمد باقر، ابن سیدنا امام زین العابدین، ابن سیدنا سید الکوین سید الشہد امام حسین شہید کربلا، ابن سیدنا علی المرتضیٰ امیر المومنین خلفیہ المسلمین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، زوجہ مطاہرہ سیدۃ النساء فاطمہ الزاہرہ رضی اللہ عنہا بنت حضرت سرور عالم خاتم النبیین احمد مجتبیٰ سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔

شجرہ علمی علامہ سید محمود احمد رضوی محدث لاہوری قدس سرہ العزیز

سید مصطفیٰ اشرف رضوی، ابن علامہ سید محمود احمد رضوی، ابن مفتی اعظم علامہ سید ابو البرکات سید احمد قادری، ابن حضرت سیدنا ابو محمد سید محمد ویدار علی شاہ محدث لاہوری، حضرت سیدنا شاہ محمد فضل الرحمن محدث شیخ مراد آبادی، شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، شاہ ولی اللہ محدث دہلوی، شیخ سید عمر، شیخ عبداللہ، شیخ نجفی، شیخ سعید، شیخ وجیع الدین، شیخ شمس الدین، شیخ احمد بن علی، شیخ عبدالرحیم، شیخ شمس الدین، حضرت ابو الفتح، حضرت عبداللطیف، حضرت عبدالرحمن، حضرت ابوسعید اسماعیل، حضرت ابوالصالح احمد، حضرت ابوطاہر محمد، حضرت ابوحامد احمد، حضرت عبدالرحمن، حضرت سفیان، حضرت سفیان بن عمرو، حضرت ابوقالبوس، سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہم اجمعین، حضرت محمد ﷺ۔

مسند فقہ حنفی سید مصطفیٰ اشرف رضوی، علامہ سید محمود احمد رضوی، ابن مفتی اعظم علامہ سیدنا ابو البرکات سید احمد قادری، اعلیٰ حضرت امام احمد رضا خان بریلوی، حضرت شیخ عبدالرحمن سراج، شیخ جمال، شیخ محمد، شیخ محمد عابد انصاری، شیخ محمد یوسف، شیخ عبدالقادر، شیخ اسماعیل، شیخ عبدالغنی، شیخ اسماعیل بن عبدالغنی، شیخ حسن (صاحب نور الایضاح) شیخ محمد، شیخ احمد، شیخ سری، شیخ کمال، شیخ سراج، شیخ ملاؤ الدین، شیخ سید جلال الدین، شیخ عبدالعزیز، شیخ جلال الدین کبیر، امام عبدالستار، امام برہان الدین امام فخر اسلام، امام شمس، شیخ ابو علی نسفی، شیخ ابوبکر، امام عبداللہ، شیخ عبداللہ بن ابی حفص بخاری، شیخ احمد، امام ابو عبداللہ محمد، حضرت امام اعظم سراج اُمت البوصیۃ، حضرت حماد، حضرت ابراہیم، حضرت علقمہ، سیدنا عبداللہ بن مسعود، رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین، حضرت سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ۔

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نَحْمَدُهُ وَنُصَلِّي عَلَى رَسُولِهِ الْكَرِيمِ ۝

ابتدائیہ

مقصود کائنات

کلمہ طیبہ کے دو ہی جزم ہیں۔ توحید اور رسالت۔ ظاہر ہے خداوند قدوس جل مجدہ کے وجود اور اس کی وحدانیت پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہی ہے کہ خدا کی تمام صفات پر ایمان لایا جائے اور رسالت کو ماننے کا مطلب بھی یہی ہے کہ رسالت کے خصائص و لوازم کو بھی تسلیم کیا جائے۔

اگر کوئی شخص زبان سے خدا کی توحید اور انبیاء کرام علیہم السلام کی رسالت کا تو اقرار کرے مگر توحید کے لوازم اور رسالت کے خصائص تسلیم نہ کرے تو ایسا شخص مسلمان نہیں ہے۔

بدقسمتی سے کچھ ایسے لوگ پیدا ہو گئے ہیں جو رسالت پر ایمان لانے کا دعویٰ تو کرتے ہیں مگر رسول کے منصب و مقام اور اس کی آنکھیں و شرعی حیثیت کا اعتراف و اقرار نہیں کرتے۔ وہ حضور اکرم ﷺ کو ایک عام انسان کی حیثیت سے دیکھتے ہیں اور رسول کے مرتبہ و مقام اور منصب کے متعلق قرآنی تصریحات اور توضیحات کا بھی خیال نہیں رکھتے اور حضور کے زمانہ کے کفار کی طرح مَا تَرَاكَ إِلَّا بَشَرًا مِّثْلَنَا۔ (ہود ۱۳) ہم تو تم کو اپنے جیسا ہی بشر دیکھتے ہیں کا نعرہ باطل لگاتے ہیں اور جو ذرا مہذب ہیں وہ آیہ مبارک قُلْ إِنَّمَا آتَاكُمْ بَشَرًا مِّثْلَكُمْ کو اس انداز میں پیش کرتے ہیں کہ جیسے نبی و غیر نبی میں صرف وحی کا فرق ہے۔ باقی تمام اوصاف میں وہ عام انسانوں کے

برابر ہے حق یہ ہے کہ دونوں نظریے نہ صرف یہ کہ باطل محض ہیں بلکہ تمام گمراہیوں کی جڑ بھی ہیں۔

کیونکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ نبی و غیر نبی میں وحی کے امر فارق ہونے کے یہ معنی ہرگز نہیں ہیں کہ نبی القائے ربانی سے متصف ہونے کے علاوہ بقیہ تمام اوصاف و کمالات میں عام انسانوں کے برابر ہوتا ہے یا اس کی حیثیت صرف ایک اپنی اور قاصد کی ہے؟ بلکہ وحی کے امر فارق ہونے کا مطلب و مفہوم ہی یہ ہے کہ رسول اخلاقی، روحانی، دماغی، قلبی، عملی حیثیت سے عہدہ ہو کر عام انسانوں سے بہت بلند تر اور علاوہ ممتاز ہوتا ہے وہ آخر نبی، مہر، حاکم، نور، ہادی، شارح اور داعی الی اللہ ہوتا ہے۔ اس کی ذات کو اللہ تعالیٰ کائنات کے لئے روشنی کا مینار بناتا ہے اور اس کا قول و عمل سیرت و کردار دین اور شریعت قرار پاتے ہیں۔ وحی والے اور بے وحی والے انسانوں میں خود وحی اور عدم وحی کے سنگتوں و لوازم و خصائص اور اوصاف کا فرق پیدا ہوتا ہے۔

(۱) جب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی حضور کے اتباع میں کئی کئی دن متصل فطری روزہ رکھنے لگے تو آپ نے انہیں منع کرتے ہوئے فرمایا اَلَيْسَ تَمُوتُونَ مِمَّنْ قَبْلَكُمْ مِثْلُ هَؤُلَاءِ يَمْشُونَ فِي الْأَرْضِ وَلَا يُزَادُهُمْ إِلَّا الْفُلُ (نمل ۸۵) انہیں مرنے کی بات کہیں کہ ان کے قبیلے کے لوگ بھی ایسے ہی تھے جن کا حال اب بھی ایسا ہے۔ میرے مثل ہے یَطْعَمُونِي وَيَسْقِيْنِي (بخاری) میں اپنے رب کے پاس رات گزارتا ہوں میرا رب مجھے کھلاتا پلاتا ہے۔

تو کیا عام انسانوں کو بھی یہ روحانی غذا اور روحانی سیرابی میسر آتی ہے؟ اور کیا وحی کے علاوہ دوسری حیثیتوں سے بھی ملکیت کی اس میں نفی نہیں ہے؟

(۲) نیند کی حالت میں نبی کے قلب اطہر اور اس کے احساسات کا غافل نہ ہونا صحیح حدیثوں سے ثابت ہے۔ آپ نے فرمایا میری آنکھیں سوتی ہیں لیکن دل نہیں سوتا۔ کیا یہ ہی کیفیت عام انسانوں کے دل کی بھی ہے؟

(۳) لوگوں کو نماز کی صفوں کو درست رکھنے کی تاکید فرماتے ہوئے ارشاد فرماتے

ہیں بخدا تمہارے رکوع و سجود اور خشوع مجھ پر پوشیدہ نہیں ہیں کیا عام انسانوں کی قوت بصارت کا یہی عالم ہے؟

(۴) کتاب مجید میں فرمایا مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغَىٰ - لَقَدْ رَأَىٰ مِنْ آيَاتِ رَبِّهِ الْكُبْرَىٰ کیا اسی شان سے آیات الہی کا مشاہدہ کسی اور آنکھ کو حاصل ہوا ہے؟

(۵) حضور سرور انبیاء ﷺ کے انتساب سے امہات المؤمنین کو جو مرتبہ و مقام اور شرف حاصل ہوا اس کا انتضایہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے ازواجِ مطہرات کو خطاب کر کے فرمایا - يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُمْ لَكُمْ تَخَافُ مِنَ النِّسَاءِ - اے نبی کی بیوی تم ایسی نہیں ہو جیسی ہر عورت - تو اگر حضور کی ازواجِ مطہرات عام عورتوں کی طرح نہیں تو خود رسول تو بدرجہا اس کا سزاوار ہے وہ کا احد من الرجال نہ ہوا اور اپنے خصائص و کمالات میں عام انسانوں سے بدرجہا بلند تر اور ممتاز ہو۔

اسلام دین کامل ہے

دنیا کے مذاہب میں وہ کاملیت اور ابدیت نہیں ہے جو اسلام میں ہے دیگر مذاہب کسی ایک شعبہ پر زور دیتے ہیں اور دوسرے شعبہ کو تشنہ تکمیل چھوڑ دیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ انہیں اپنے دینی دنیاوی مسائل کی تکمیل کے لئے مذہب سے باہر کسی تعلیم کو اپنانے اور اس سے ہدایت لینے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن دین اسلام ایک کامل و مکمل ضابطہ حیات ہے جو زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے قرآن نازل کیا۔ لیکن قرآن سے پہلے اس ہستی مقدس کو مبعوث فرمایا جس کا نام نامی اسم گرامی محمد رسول اللہ ﷺ ہے حضور ہی کا سینہ قرآن پاک کا تمکل ہوا۔

جو اگر پہاڑوں پر نازل ہوتا تو خشیت الہی سے ریزہ ریزہ ہو جاتے۔ آپ صرف پیامبر نہ تھے بلکہ قرآن مجسم تھے قرآن دیا تو اس پر چل کے بھی دکھایا۔ آپ

حق و باطل کا معیار مطلق تھے جسے سند قبولیت عطا فرمائی وہ نیکی ہے۔ جسے رد فرمادیا وہ بدی ٹھہری۔ جو کچھ وہ قانون بنا۔ جو کیا وہ وہ معیار ہوا۔

حضور قرآن مجسم قرآن مطلق۔ دین و شریعت کا محور و مرکز اور قرآن کے معلم ہوئے اس لئے تمام معاملات میں خواہ اس کا تعلق کسی بھی شعبہ سے ہو سب کا مرکز سب کا مقصود۔ حضور ہی کی ذات ستودہ صفات ہے۔ قرآن کو سمجھانا۔ قرآن کے الفاظ کی تفسیر کرنا۔ قرآن کے احکام کی وضاحت فرمانا۔ یہ تمام فرائض نبوت ہیں۔ اسی لئے رب العلمین جل مجدہ نے اعلان فرمایا لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (انزاب) تمہارے لئے تمہارے نبی کی سیرت بہترین لائحہ عمل ہے۔ یہ حضور کا اعجاز ہے کہ آپ نے تھوڑے عرصہ میں دین سے متعلق تمام ہدایات دے دیں اور ہمیں اس راہ پر چھوڑا جس کی رات بھی دن ہے۔ حضور نے اپنے قول و عمل سے دین اسلام کے تمام گوشوں کی تکمیل فرمادی اور یہ اس لئے کہ تمام انبیاء میں خاتم نبوت آخری معلم۔ آخری نبی آخری رسول ہونے کا منصب آپ کو ہی حاصل ہے اگر انسان کے عملی و اخلاقی دینی و دنیاوی ضرورتوں کا کوئی گوشہ آپ کے فیض سے محروم رہ کر تکمیل کا محتاج رہ جاتا۔ تو پھر آپ کے بعد کسی آنے والے (ہادی) کی ضرورت باقی رہ جاتی لیکن اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات پر تمام نعمتوں کو پورا کر دیا اور آپ کو پیغمبروں کا خاتم بنا کر مبعوث فرمایا۔ وہ آئے یعنی حضور آئے۔ تمام تر زیبا نیوں اور رعنائیوں کے ساتھ آئے۔ نیابت بھی ان پر ختم ہوئی۔ اور معرفت بھی۔ حکمت بھی ان پر ختم ہوئی اور نبوت بھی۔ کیونکہ آپ نے نیابت معرفت اور علم و حکمت اور رسالت کا حق ادا کر دیا۔

یہ کتاب اسی مجموعہ زیبائی و رعنائی کی شریعت مطہرہ کے احکام و مسائل کا مجموعہ ہے کوشش کی گئی ہے کہ شریعت محمدیہ کی تعلیمات کو پیش کرنے میں غلطی نہ ہوتا ہم بندہ کا قلم خطا کا حامل ہے نفس مسائل کو پیش کرنے کی سعی کی گئی ہے۔ حسب ضرورت

کہیں کہیں دلائل شریعت قرآن و سنت اجماع امت اور ظہر حنفی کی عبارات لکھ دی گئی ہیں اور کہیں بطور اختصار آیات و احادیث اور فقہی مواد کا حاصل مفہوم ادا کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب کریم رؤف رحیم ﷺ کے صدقہ کتاب کو مکمل کرنے اور لکھنے والے اور پڑھنے والوں کو اس پر عمل کرنے کی توفیق رفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

عقیدہ کی اہمیت اور ضرورت

یہ ایک بدیہی بات ہے کہ عقیدہ اور خیال کے بغیر حیات انسانی کی بقا ناممکن ہے۔ عقیدہ کے عام معنی غیر متزلزل اور پختہ اصولی خیالات کے ہیں۔ یہ ہی اصولی خیالات انسان کے ارادہ اور عمل کے محرک ہوتے ہیں۔ خیال کے بغیر ارادہ اور عمل کا ظہور ناممکن ہے۔ ایک معمار مکان بناتا ہے تو پہلے اس کے ذہن میں ایک خیال ہوتا ہے۔ وہ خیال اس کو ارادہ پر مجبور کرتا ہے اور ارادہ عمل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ یہ ایک چھوٹی سی مثال ہے جس سے آپ اندازہ کر سکتے ہیں کہ عمل اور ارادہ کا دار و مدار عقیدہ پر ہے۔ جسم انسانی میں دل ہی ایک ایسی چیز ہے جو تمام اقلیم بدن پر حکمرانی کرتا ہے۔ یہ ہی گوشت کا وہ گھڑا ہے جس کو عقیدہ خیال یا ضمیر سے موسوم کرتے ہیں۔ معلم کائنات نے بھی دل ہی کو تمام اعضاء انسانی میں نیکی و ہدی کا مرکز قرار دیا ہے۔

أَلَا وَانْ فِي الْجَسَدِ مُضْفً إِذَا صَلَحَتْ صَلَحَ الْجَسَدُ كُلُّهُ وَإِذَا فَسَدَتْ فَسَدَ الْجَسَدُ كُلُّهُ أَلَا وَهِيَ الْقَلْبُ

انسان کے بدن میں گوشت کا ایک گھڑا ہے جو اگر درست ہے تو تمام بدن درست ہے اور اگر وہ بگڑ گیا تو تمام بدن بگڑ گیا۔ ہاں وہ بگڑا دل ہے۔

قرآن حکیم نے دل کی تین کیفیتیں بیان کی ہیں۔ (۱) قلب سلیم: جو ہر گناہ سے پاک رہ کر نجات کے راستہ پر چلتا ہے۔ (۲) قلب اثمیم: یہ وہ ہے جو گناہوں کی راہ اختیار کرتا ہے (فَإِنَّهُ أَثِمٌ قَلْبُهُ) (۳) قلب فیب: رجوع ہونے والا دل۔ جو اگر کبھی بھٹکتا ہے تو فوراً نیکی کی طرف پلٹ آتا ہے۔

غرضیکہ انسانی مشین کا ہر پرزہ اسی دل کے ارادہ اور نیت کی طاقت سے چلتا ہے اسی لئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

”تمام کاموں کا مدار نیت پر ہے“

علم نفسیات نے بھی اس مسئلہ کو بدایہ ثابت کر دیا ہے کہ انسان کے عمل و ارادہ پر کوئی چیز حکمران ہے تو وہ اس کا عقیدہ ہے۔ انسان کی عملی اصلاح کے لئے اس کی قلبی و دماغی اصلاح مقدم ہے لہذا صحیح اور صالح عمل کے لئے ضروری ہے کہ چند اصول اس طرح مان لئے جائیں کہ وہ دل کا غیر متزلزل اور غیر مشکوک عقیدہ بن جائیں۔ اور اس عقیدہ کے تحت ہم اپنے تمام کام سرانجام دیں۔

ایمان کے بغیر عمل بے کار ہے

قرآن حکیم نے ایمان کو تمام اعمال کی اساس قرار دیا اور ایمان سے محروم افراد کے کاموں کی مثال راکھ سے دی ہے جس کو ہوا کے جھوکے اڑا اڑا کر فنا کر دیتے ہیں اور ان کا کوئی وجود نہیں رہتا۔ چنانچہ ارشاد ہے۔

(۱) مَثَلُ الَّذِينَ كَفَرُوا بِرَبِّهِمْ أَعْمَالُهُمْ كَعَمَلِ الْيَتَامَىٰ فِي يَوْمٍ حَاصِبٍ لَا يَتْلُوْنَ مِمَّا كَسَبُوا عَلٰیٰ شَيْءٍ (المائدہ ۱۸)

جنہوں نے اپنے رب سے کفر کیا ان کے اعمال کی مثل اس راکھ کی ہے جس پر آندھی والے دن زور سے ہوا چلی۔ ساری کمائی میں سے کچھ ہاتھ نہ لگا۔ یہی دور کی گمراہی ہے۔

(۲) وَالَّذِينَ كَفَرُوا أَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍ بِفِيقَةٍ تَخْسِيبُ الظَّهْمَانِ مَاءً حَتَّىٰ إِذَا جَاءَهُ لَمْ يَجِدْهُ شَيْئًا

جنہوں نے خدا کا انکار کیا ان کے کام اس سراب کی طرح ہیں جو میدان میں ہو جس کو پیاسا پانی سمجھتا ہے حتیٰ کہ جب وہ اس کے پاس پہنچے تو وہاں کسی چیز کا وجود نظر نہ آئے۔

(۳) وَمَنْ يَكْفُرْ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا۔ (النساء: ۱۳۶)

اور جو نہ مانے اللہ۔ اور اس کے فرشتوں اور کتابوں اور رسولوں اور قیامت کو وہ ضرور گمراہی میں پڑا۔

ایمان کے معنی

ایمان کے اصل معنی کسی کے اعتبار و اعتماد پر کسی بات کو سچ ماننے کے ہیں۔ کما فی القرآن: وَمَا أَنْتَ بِمُؤْمِنٍ لَّنَا وَلَوْ كُنَّا صَادِقِينَ (یوسف: ۳) لیکن اصطلاح شرع میں ایمان یہ ہے کہ جو علم اور ہدایت اللہ کے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائیں اس کی تصدیق کرنا اور ان کو حق جان کر قبول کرنا پیغمبر کی اس قسم کی کسی بات کو نہ ماننا ہی اس کی تکذیب ہے جو انسان کو کافر کر دیتی ہے لہذا مومن ہونے کے لئے ضروری ہے کُلُّ مَا جَاءَ بِهِ الرَّسُولُ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ اِنْ تَامَ حِزْبُ وَاَوْفَقَتْ اَوَّلُ حَقِيقَتُوں کی جو اللہ کے پیغمبر اللہ کی طرف سے لائے تصدیق کی جائے لیکن ان سب چیزوں کی پوری تفصیل جانتی ضروری نہیں ہے۔ یعنی ایمانیات سے متعلق حضور سید عالم ﷺ نے جس قدر تشریح خود فرمادی ہے اس کو اسی قدر تشریح کے ساتھ ماننا ضروری ہے اور ایمان کی جن باتوں کو حضور ﷺ نے مجمل رکھا ہے ان کو اسی اجمال کے ساتھ ماننا کافی ہے۔ غرض کہ جن امور کا ثبوت حضور ﷺ سے ایسے قطعی و بدیہی طریقہ سے ہو جس

میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو۔ دین کی ایسی باتوں کو اصطلاح شرع میں ضروریات دین کہتے ہیں۔ ان سب پر ایمان لانا ضروری ہے اگر ان میں سے کسی کا انکار کرے مومن نہیں رہے گا۔ مختصر یہ کہ ایمان نام ہے حضور ﷺ کی تصدیق کا۔ ہر اس چیز میں جس کا ثبوت آپ سے قطعی اور ضروری طور پر ہوا ہو۔ جو بات حضور ﷺ سے تواتر کے ذریعہ ہم تک پہنچی اس کا ثبوت قطعی جیسے قرآن نمازوں کی تعداد رکعات کی تعداد و کوع و جہد کی کیفیات اذان 'زکوٰۃ' حج' حضور ﷺ کی ذات پر نبوت کا ختم ہونا۔ باری معنی کہ حضور آخری نبی ہیں۔ اور ضروری کے معنی یہ ہیں کہ اس بات کی شہرت مسلمانوں میں اس درجہ کی ہو کہ عوام تک اس سے واقف ہوں جیسے اللہ تعالیٰ کا ایک ہونا حضور کا نبی ہونا 'جنت' دوزخ نماز روزہ زکوٰۃ وغیرہ کی فرضیت۔

ایمان تصدیق قلبی کا نام ہے

حضرت امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اصل ایمان صرف تصدیق قلبی کا نام ہے مگر احکام شرعیہ کے نفاذ کے لئے زبانی اقرار بھی ضروری ہے جب کہ کوئی عذر مانع نہ ہو۔ کی و زیادتی نہیں ہوتی جن آیات و احادیث میں بظاہر ایمان کے کم یا زیادہ ہونے کا بیان ہے اس سے ایمان کی قوت اور ضعف مراد ہے کیونکہ کم یا زیادہ وہ چیز ہوتی ہے جو لسانی، چوڑائی، موٹائی رکھے اور ایمان کیف ہے۔ اس مسئلہ کی تفصیلی بحث کے لئے فیوض الباری شرح بخاری کا حصہ اول مطالعہ کیجئے۔

مرکب کبیرہ کافر نہیں ہے

اہلسنت و جماعت کے نزدیک کبیرہ گناہ کا مرکب کافر نہیں ہوتا۔ جبکہ دو گناہ کو گناہ اور حرام کو حرام جانے۔ ایسا شخص بالآخر جنت میں جائے گا خواہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے اسے معاف فرمادے یا حضور شفاعت فرمادیں یا اپنے جرم کی سزا پا کر۔ اس

کا آخری ٹھکانا بہر حال جنت ہی ہوگا کیسا ہی گنہگار ہو۔ مگر ہو مسلمان صحیح العقیدہ۔ اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ اس کی بخشش کی دعا کی جائے گی اگر کسی نے بھی اس کی نماز جنازہ نہ پڑھی تو سب مسلمان گنہگار ہوں گے۔

اس ساری گفتگو کا خلاصہ یہ ہوا کہ

ایمان نام ہے ان تمام ضروری باتوں کا دل سے تصدیق کرنے اور زبان سے اقرار کرنے کا جو حضور اللہ تعالیٰ کی طرف سے لائے۔ قرآن و حدیث نے ایمان کی باتوں کو جس انداز میں پیش کیا ہے اس کو اسی کیفیت و نوعیت سے ماننا ضروری ہے اور اپنی طرف سے اس کا کوئی نیا مفہوم وضعی گھڑنا گمراہی ہے۔

کفر: جن باتوں کی تصدیق و اقرار مسلمان ہونے کے لئے ضروری ہے ان کا یا ان میں سے کسی ایک کا انکار بھی کفر ہے۔ مسلمان کو مسلمان اور کافر کو کافر ماننا ضروری ہے۔

شرک

کے معنی غیر خدا کو واجب الوجود یا مستحق عبادت جانتا، یعنی الوہیت میں دوسرے کو شریک کرنا جیسے مجوسی نیکی کے خالق کو یزداں اور برائی کے خالق کو اہرمین۔ یا جیسے مشرکین مکہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں بتوں کو شریک کرتے تھے۔ شرک کفر کی بدترین قسم ہے۔ شرک کی بخشش نہیں ہمیشہ جہنم میں رہے گا۔

منافق

جو زبان سے اسلام کا اقرار کرے اور دل میں کفر کو چھپائے وہ منافق ہے۔ منافق کی سزا جہنم کا بدترین گوشہ ہے۔

مرتد

وہ ہے جو اسلام کو ترک کر کے کسی دوسرے مذہب کو اختیار کرے مثلاً عیسائیت

یا یہودیت یا مرزائیت کو قبول کر لے۔ مرتد وہ بھی ہے جو اسلام کی کسی ایک ضروری بات کی تکذیب و انکار کرے خواہ باقی باتوں پر اعتقاد رکھتا ہو مرتد اگر تو بہ نہ کرے تو اس کی سزا قتل ہے۔

ملحد

وہ ہے جو اسلام کے عقائد۔ یا قرآن کی آیتوں کا ایسا ترجمہ اور معنی کرے جو اجماع کے خلاف ہو۔ الحاد اور زندقہ دراصل نفاق کی بدترین قسم ہے۔

کافر و منافق و ملحد و زندیق کا حکم

جو شخص کافر، منافق یا ملحد و زندیق ہو جیسے مرزائی (یا وہ گمراہ فرتے جن کے عقائد کفر تک پہنچ گئے ہوں) کو سلام کرنا۔ انہیں مسلمانوں کے قبرستان میں دفن کرنا۔ ان کی نماز جنازہ میں شریک ہونا۔ ان کے لئے مغفرت و بخشش کی دعا کرنا۔ ان کے ساتھ مسلمانوں کا سا برتاؤ کرنا حرام دنا جائز گناہ کبیرہ ہے۔ اسی طرح ان کا ذبیحہ یعنی ان کے ہاتھ کے ذبح کئے ہوئے جانور کا گوشت کھانا بھی ممنوع ہے کیوں کہ وہ مردار کی طرح ہے۔

اسلام کے معنی

اسلام کے معنی یہ ہیں کہ اپنے کو کسی کے سپرد کر دینا اور بالکل اسی کے تابع فرمان

(۱) مثلاً نماز کی فرضیت کا انکار کر دے یا حضور کی شان میں گستاخی کرے یا حضور اکرم ﷺ کو اللہ کا آخری نبی (خاتم النبیین) نہ مانے یا یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ بول سکتا ہے یا قرآن میں جن نبیوں کا ذکر کرے ان میں سے کسی ایک نبی کی نبوت کا انکار کر دے تو ایسا شخص مرتد ہے۔

(۲) مثلاً یہ کہے کہ دنیا کا عیش و آرام باغ باغیچے ہی جنت ہیں۔ یا یہ کہے کہ نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں بس صرف دل میں خدا کو یاد کر لینا نماز ہے یا یہ کہے نیکی کی قوت کا نام فرشتہ ہے اور بدی کی قوت کا نام شیطان ہے تو ایسا شخص ملحد و زندیق ہے۔

ہو جانا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کے لائے ہوئے دین کو اسلام اسی لئے کہتے ہیں کہ اس میں بندہ اپنے کو بالکل اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دیتا ہے اور اس کی مکمل اطاعت کو اپنی زندگی کا دستور بنالیتا ہے۔

قرآن میں ارشاد ہے۔

(۱) قَالِ لَهُمْ اِنَّهُ وَاحِدٌ فَلَهُ اسْلِمُوا۔ (الحج ۳۴)

تمہارا اللہ وہی الہ واحد ہے لہذا تم اسی کے مطیع (مسلم) ہو جاؤ۔

(۲) وَمَنْ احْسَنُ دِيْنًا مِّمَّنْ اسْلَمَ وَجْهَهُ۔ (النساء ۱۲۵)

اس سے بہتر کون ہو سکتا ہے۔ جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا (یعنی وہ بندہ مسلم ہو گیا)

(۳) وَمَنْ يَتَّبِعْ غَيْرَ الْاسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ (آل عمران ۹)

اور جو اسلام کے سوا کوئی اور دین اختیار کرے وہ ہرگز قبول نہ ہوگا۔ اور وہ آدمی آخرت میں سخت نقصان میں رہے گا۔

غرض کہ اسلام کی اصل روح یہی ہے کہ آدمی اپنے کو کلی طور پر اللہ تعالیٰ کے سپرد کر دے اور ہر پہلو سے اس کا مطیع ہو جائے۔ انبیاء کرام علیہم السلام جو شریعتیں لائے اس میں اس اسلام کے لئے انہوں نے چند ارکان کی نشان دہی فرمائی۔ جن کی حقیقت اس حقیقت اسلام کے لئے پیکر محسوس کی سی ہے اور اس حقیقت کا نشوونما اور اس کی تازگی انہیں ارکان سے ہوتی ہے جو تعہدی امور ہوتے ہیں اور ظاہری نظر انہیں ارکان کے ذریعہ ان لوگوں میں فرق و امتیاز کرتی ہے جنہوں نے اپنا دستور حیات اسلام کو بنایا ہے اور جنہوں نے نہیں بنایا۔

بہر حال حضور سید عالم ﷺ نے جو آخری اور مکمل دستور حیات ہمارے

سامنے رکھا۔ اس میں آپ نے عبادت الہی نماز روزہ اور زکوٰۃ کو قرار دیا اور مفصل حدیث میں تو حید خداوندی اور رسالت محمدی کی شہادت نماز زکوٰۃ روزہ اور حج بیت اللہ کو ارکان اسلام قرار دیا۔ (مسلم شریف) اور فرمایا اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

(۱) کلمہ شہادت

(۲) نماز

(۳) زکوٰۃ

(۴) روزہ

(۵) حج



بنیاد اسلام

إِنَّ الدِّينَ عِنْدَ اللَّهِ الْإِسْلَامُ۔ (آل عمران ۱۹)

دین تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک صرف اسلام ہی ہے۔

اسلام دین کامل ہے ضابطہ حیات ہے۔ زندگی کے ہر موڑ پر رہنمائی کرتا ہے۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔

کلمہ شہادت

أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ

گو اسی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور گو اسی دیتا ہوں میں اس بات کی کہ محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

دوم پانچوں وقت کی نماز پڑھنا۔ سوم رمضان شریف کے پورے روزے رکھنا۔ چہارم صاحب نصاب لکھا زکوٰۃ دینا۔ پانچویں صاحب استطاعت لکھو عمر میں ایک بار حج کرنا۔ ان پانچ باتوں میں سے کسی کا انکار کرنا کفر ہے۔

(۱) یعنی جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے ہاون تولہ چاندی ہو یا اتنی ہی مالیت کا سامان تجارت ہو تو وہ صاحب نصاب ہے۔ اس کو سال گزرنے پر اپنے مال کا چالیسواں حصہ (۴۰) روپیہ (سیکڑہ) زکوٰۃ دینا فرض ہے۔

(۲) صاحب استطاعت وہ شخص ہے جس کے پاس اتنا مال ہو کہ حج کا سفر خرچ نکال کے واپس آنے تک اپنے مال بچوں کے روٹی کپڑے کا انتظام کر سکے۔ حج عمر میں ایک بار فرض ہے۔ بلا عذر شرعی تاخیر کرنا گناہ ہے۔

کلمہ طیبہ

لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُحَمَّدٌ رَسُولُ اللَّهِ

نہیں کوئی معبود مگر اللہ۔ محمد (ﷺ) اللہ کے رسول ہیں۔

ایمان مجمل

آمَنْتُ بِاللَّهِ كَمَا هُوَ بِأَسْمَائِهِ وَصِفَاتِهِ وَقَبِلْتُ جَمِيعَ أَحْكَامِهِ

ایمان لایا میں اللہ پر جیسا کہ وہ اپنے ناموں اور صفاتوں کے ساتھ ہے اور میں نے اس کے تمام احکام قبول کئے۔

ایمان مفصل

آمَنْتُ بِاللَّهِ وَمَلَائِكَتِهِ وَكُتُبِهِ وَرُسُلِهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَالْقَدَرِ خَيْرِهِ وَبَشَرِهِ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى وَالْبُعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ۔

ایمان لایا میں اللہ پر۔ اس کے فرشتوں اور اس کے رسولوں پر اور آخرت کے دن پر اور اس پر کہ اچھی اور بری تقدیر اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور موت کے بعد اٹھائے جانے پر۔



آمنت باللہ..... توحید صفات الہی

قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

اے رسول تم فرما دو اللہ ایک ہے۔

اللہ تعالیٰ ایک ہے کوئی اس کا شریک نہیں۔ نہ ذات و صفات میں نہ افعال و احکام میں۔ اس کا وجود ضروری ہے وہ ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے گا وہ خود بھی اور اس کی تمام صفات بھی ازلی ہیں۔ ابدی قدیم ہیں۔ وہی مستحق عبادت ہے۔ اس کی ذات کے سوا تمام چیزیں فنا ہونے والی ہیں۔ وہ بے پرواہ ہے کسی کا محتاج نہیں۔ تمام جہان اس کا محتاج ہے وہ خالق۔ رازق۔ مالک۔ تمام خوبیوں کا جامع۔ ہر عیب و نقصان سے پاک ہے۔ وہ زمان۔ مکان۔ حرکت۔ سکون۔ شکل و صورت سے پاک ہے۔ نہ وہ کسی کا باپ ہے نہ بیٹا نہ اس کے لئے بیوی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے وعدے اور وعید بدلتے نہیں۔ اس کا ہر فعل حکمت پر مبنی ہے۔ اس پر کوئی چیز واجب نہیں وہ مالک حقیقی ہے جو چاہے کرے اس نے اپنے کرم سے مسلمانوں کے لئے جنت کا وعدہ فرمایا ہے اور کافروں کو (مختصاء عدل) جہنم میں داخل کرے گا۔ اللہ تعالیٰ کا علم ذاتی ہے کسی نے اس کو دیا نہیں تمام جہاں ساری کائنات کے انسانوں۔ تمام انبیاء و اولیاء کا علم اس کے علم کے آگے ایک قطرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتا۔ اس کو پکارنے کے لئے شریعت نے اس کے نام مقرر کر دیے ہیں انہی ناموں سے پکارا جائے۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ کائنات کی کوئی چیز قدیم ہے۔ یا اللہ کی صفت مخلوق ہے یا وہ کسی کا باپ ہے یا کوئی اس کا بیٹا ہے یا

یہ کہنا کہ اللہ تعالیٰ کو جھوٹ پر قدرت ہے مگر جھوٹ بولنا نہیں یا یہ کہنا کسی چیز کے پیدا ہونے سے پہلے اس کا علم نہیں ہوتا۔ اس قسم کے تمام نظریات گمراہی و بے دینی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر ممکن پر قادر ہے کوئی ممکن اس کی قدرت سے باہر نہیں۔

اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ محال اس کی قدرت کے نیچے آئے۔ اللہ تعالیٰ جہت۔ مکان و زمان شکل و صورت سے پاک ہے۔

تصریح

اللہ پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے موجود وحدہ لا شریک خالق کائنات متصرف موجودات اور رب العالمین ہونے پر یقین کیا جائے۔ عیب و نقص کی ہر بات سے پاک اور ہر صفت کمال سے اس کو متصف سمجھا جائے۔ اور اس کی تمام صفات علم و قدرت ارادہ و کلام سمع و بصر و حیات پر ایمان لایا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہی مستحق عبادت ہے۔ عبادت میں یہ شرط ہے کہ جس کی عبادت کی جائے اس کی الوہیت کا اعتقاد بھی ہو۔ اللہ رب العزت جل مجدہ کا نام ظلم ہے جس میں شرکت نہیں ہوتی۔ اللہ وہ ذات مقدس ہے جو واجب الوجود ہے۔ متصرف بالذات ہے۔ تمام خوبیوں کا جامع اور عیبوں سے پاک ہے اور ساری کائنات کا خالق و رازق ہے۔ خدا کی اطاعت کو عبادت کہتے ہیں۔

لقاء الہی پر ایمان

لقاء الہی پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ اس بات کی تصدیق کی جائے کہ آخرت میں اللہ عز و جل کا دیدار ہوگا۔ چنانچہ قرآن حکیم نے لقاء الہی کو مومن کیلئے بہترین نعمت قرار دیا ہے اور فرمایا ہے قَمَعَنُ تَحَايَ يَرْجُوا لِقَاءَ رَبِّهِمْ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَلَا يُشْرِكْ بِعِبَادَةِ رَبِّهِمْ أَحَدًا کہ جو شخص آخرت میں دیدار باری تعالیٰ کی

تمنا رکھتا ہے اس کو چاہیے کہ عمل صالح کو اختیار کرے اور اللہ کی عبادت میں کسی کو شریک نہ کرے۔ حضور ﷺ نے سبھانے کے لئے فرمایا قیامت کے دن تم اللہ تعالیٰ کو اس طرح دیکھو گے جس طرح چودھویں کا چاند دکھائی دیتا ہے۔

کیا دنیا میں دیدار الہی ممکن ہے

حدیث کے الفاظ کانک نراہ کا بعض لوگ یہ مفہوم لیتے ہیں کہ دنیا میں اللہ عزوجل کا دیدار ہو سکتا ہے۔ وہ کہتے ہیں تعبد اللہ کانک نراہ اشارہ ہے مقام فنا کی طرف کہ جب بندہ اپنی ذات کو فراموش کر دے گویا کہ اس کا وجود ہی نہیں ہے تو اس منزل پر پہنچ کر وہ خدا کو دیکھ لے گا۔ لیکن یہ معنی کرنا صحیح نہیں۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

وَأَعْلَمُوا أَنَّكُمْ لَنْ تَرَوْا رَبَّكُمْ حَتَّى تَمُوتُوا۔ (مسلم شریف)

جان لو تم اس دنیا میں خدا کو نہیں دیکھ سکتے حتیٰ کہ تم مر جاؤ۔

(۱) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ دنیا میں دیدار باری تعالیٰ ممکن نہیں البتہ آخرت میں مومن کو اس کے دیدار کا شرف حاصل ہوگا جیسا کہ اہلسنت و جماعت کا مذہب ہے۔ (۲) اس کے علاوہ قرآن پاک میں ہے۔

وَأَعْبُدْ رَبَّكَ حَتَّى يَأْتِيَكَ الْيَقِينُ۔

اپنے رب کی موت آنے تک عبادت کرو۔

اس آیت کا مفہوم یہ ہے کہ آدمی اس وقت تک مکلف ہے جب تک زندہ ہے اور مر جانے کے بعد اس پر کچھ فرض نہیں رہتا تو اگر عبادت میں کسی کو اللہ تعالیٰ کا دیدار ہو جاتا ہے تو پھر تو دیدار باری کے بعد اس پر نماز فرض ہی نہیں رہے گی کیونکہ دیدار باری موت کے بعد ہی ہوتا ہے تو چاہیے کہ جس کو خدا کا دیدار ہو جائے وہ عبادت ہی ترک کر دے حالانکہ یہ بات نہیں ہے۔ حدیث کے الفاظ تَحَالُكَ تَرَاهُ کا مطلب یہ

ہے کہ تم عبادت میں اتنا خلوص خشوع اور خضوع پیدا کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ رہے ہو لَئِنْ كُنْتُمْ تَرَوُہُ تو اگرچہ تم اس کو دیکھتے نہیں تو وہ تو تم کو دیکھ رہا ہے اور جب وہ تم کو دیکھ رہا ہے تو پھر عبادت و بندگی ایسی ہونی چاہیے کہ مالک کی موجودگی میں ہوتی ہے۔

دنیا میں دیدار الہی حضور کے ساتھ خاص ہے

دنیا میں بحالت بیداری اللہ تعالیٰ کی زیارت کا شرف صرف حضور ﷺ کے ساتھ خاص ہے۔ حضور ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو اپنے سر کی آنکھوں سے دیکھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ ہی مسلک ہے۔ اولیاء اللہ کو بھی بحالت بیداری اللہ کا دیدار نہیں ہو سکتا۔ جو لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضور نے دل کی آنکھوں (خواب) میں اللہ کو دیکھا غلط کہتے ہیں کیونکہ خواب میں تو ہر مومن کے لئے خدا کا دیکھنا جائز بلکہ واقع ہے۔ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ خواب میں ایک سو بار دیدار خداوندی سے مشرف ہوئے اور جس مسلمان کے بھی نصیب جاگیں خواب میں اسے دیدار الہی ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے دیدار کی کیفیت الفاظ کے ساتھ بیان نہیں کی جاسکتی۔ قیامت کے روز جو دیدار ہوگا اس کی کیفیت و نوعیت اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے۔ فرشتوں کو جنت میں دیدار الہی ہوگا۔ مستورات بھی آخرت میں دیدار باری سے مشرف ہوں گی۔



وَمَلَائِكَتِهِ..... فرشتوں پر ایمان

فرشتے نوری جسم رکھتے ہیں۔ نہ مرد ہیں نہ عورت ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے۔ فرشتوں کے وجود کا انکار یا ان کی ادنیٰ گستاخی کفر ہے وہ اللہ تعالیٰ کے معصوم بندے ہیں ہر قسم کے گناہوں سے پاک ہیں وہ اللہ کے حکم کے خلاف قصداً سبواً خطا بھی کچھ نہیں کرتے ہمیشہ اس کی حمد و ثناء کرتے رہتے ہیں۔ فرشتے اللہ تعالیٰ کے احکام کو دنیا میں نافذ و جاری کرتے ہیں۔ روح قبض کرنا۔ وحی لانا۔ انسانوں کے اعمال کی نگرانی۔ ان کے ثواب اور گناہ کے کاموں کو لکھنا۔ بدکاروں پر عذاب لانا لعنت کرنا اور نیکیوں پر خدا کی رحمت نازل کرنا وغیرہ ان کے سپرد ہے جنت و دوزخ کا کاروبار بھی انہیں کے اہتمام میں ہے۔ یہ اللہ کی بارگاہ قدس کے حاضر باش ہیں انہیں اللہ تعالیٰ نے یہ طاقت دی ہے جو شکل چاہیں بن جائیں۔ فرشتے خدا کی نافرمانی نہیں کرتے وہی کرتے ہیں جو اس کا حکم ہو۔ فرشتوں پر ایمان لانے کا مطلب یہ ہے کہ مخلوقات میں ایک مستقل نوع کی حیثیت سے ان کے وجود کو حق مانا جائے اور یہ یقین کیا جائے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی پاکیزہ و محترم مخلوق ہیں۔ بَلِّ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ جن میں شر شرارت عصیان اور بغاوت کا مادہ ہی نہیں ہے۔ وہ چھوٹے بڑے گناہوں سے پاک ہیں۔ ان کا کام صرف اللہ کی عبادت ہے۔ فرشتے نہ مرد ہیں نہ عورت۔ ان کے وجود کا انکار کرنا یا نیکی کی قوت کو فرشتہ کہنا کفر ہے۔

ملائکہ کے متعلق ایک شبہ اور اس کا جواب

جو لوگ وجود ملائکہ کے منکر ہیں یا اس کو وہی یا خیالی چیز سمجھتے ہیں۔ وہ ان کے عدم وجود پر سب سے اہم دلیل یہ دیتے ہیں کہ اگر وہ موجود ہوتے تو نظر آتے لیکن یہ سخت جاہلانہ شبہ ہے دنیا میں ایسی بہت سی چیزیں ہیں جن کے وجود کو تسلیم کیا جاتا ہے لیکن وہ نظر نہیں آتیں آج سے کچھ عرصہ پہلے جبکہ خوردبین ایجاد نہیں ہوئی تھی۔ ہوا پانی خون کے قطرہ میں جراثیم کیا کسی نے دیکھے تھے؟ لیکن آج خوردبین کے ذریعہ ہر آنکھ والا ان جراثیم کو دیکھ سکتا ہے۔ اسی طرح روح کو کیجئے۔ کیا یہ نظر آتی ہے اور کیا اعلیٰ بدن میں جو چیز جان کے نام سے موسوم ہے اور جس کے وجود کو ایک دہریہ بھی تسلیم کرتا ہے کسی آلہ سے دیکھی جاسکتی ہے؟ تو جیسے ہماری آنکھیں خود اپنی روح یا جان کو دیکھنے سے عاجز ہیں اسی طرح وہ فرشتوں کے دیکھنے سے بھی قاصر ہیں۔ اس لئے یہ کہنا کہ جو چیز نظر نہ آ سکے اس کا کوئی وجود ہی نہیں ہے یہ استدلال و دلیل غلط ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا فرشتے نور سے جن آگ کی لپٹ سے جس میں دھواں ملا ہوا اور آدم سیاہ و سپید سرخ مٹی سے بنائے گئے۔

رسل ملائکہ

تمام فرشتوں میں چار فرشتے زیادہ مقرب ہیں۔ حضرت جبرائیل علوم ربانی و وحی الہی کا لے جاتا ان کے سپرد ہے۔ میکائیل تمام مخلوقات کو رزق تقسیم کرتے ہیں اسرائیل صور پھونکنے کے ذمہ دار ہیں۔ آپ پہلی بار تمام کائنات کی ہلاکت کے لئے صور پھونکیں گے۔ فرشتے جنت و دوزخ کو ح و قلم عرش و کرسی غرض کہ تمام مخلوقات فنا ہو جائے گی خواہ فنا ایک لمحہ کے لئے ہی کیوں نہ ہو مگر آئے گی سب پر۔ پھر اللہ تعالیٰ وادائی وابدی زندگی عطا فرمائے گا یہ اس کا کرم اور قدرت ہے۔ دوسری بار اس کے

پھونکنے سے مردے قبروں سے انھیں گے اور میدان حشر میں حاضر ہوں گے۔ عزرائیل تمام عالم کی ارواح قبض کرنے کے مختار و مجاز ہیں۔ ان چاروں کے علاوہ آٹھ وہ فرشتے جو عرش الہی کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ وہ بھی بڑی عظمت والے ہیں۔

فرشتوں کے اجسام

لوری ہیں۔ ان کی قوت و عظمت کا اندازہ اس طرح کیا جاسکتا ہے کہ ان کی ایک کان کی لو سے لے کر کندھوں تک کا درمیانی حصے کا فاصلہ دو سو برس اور سات سو برس کے برابر ہے اور یہ بھی اللہ کی قدرت ہے۔ ہر فرشتہ کا ایک مخصوص مقام اور درجہ ہے اور وہ اس مقام اور درجہ سے تجاوز نہیں کر سکتے۔

فائدہ

فرشتے جب سے پیدا ہوئے ہیں۔ ان پر موت طاری نہیں ہوئی۔ قیامت تک زندہ رہیں گے بلکہ نزول آیہ مبارکہ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ تک فرشتے اپنی موت سے واقف ہی نہ تھے۔ فرشتے اس وقت مریں گے جب پہلا صور پھونکا جائے گا۔ حضرت عزرائیل ان کی روح قبض کریں گے۔ جس کے بعد حضرت عزرائیل پر موت طاری ہوگی یعنی جب سب فنا ہو جائیں گے تو صرف جبرائیل و میکائیل زندہ رہ جائیں گے حکم ہوگا۔ میکائیل کی روح قبض کرو۔ اس کے بعد حضرت جبرائیل امین پر موت طاری ہوگی۔ سب کے بعد عزرائیل سے اللہ فرمائے گا تو بھی مر جاوے بھی مر جائیں گے جب سب فنا ہو جائیں گے تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا لَمَنْ الْمَلِكُ الْيَوْمَ جواب کہاں سے اور کون دے گا؟ اس پر اللہ تعالیٰ فرمائے گا اللَّهُ الْوَاحِدُ الْقَهَّارُ پس پھر اللہ ہی واحد قہار باقی رہ جائے گا۔ اسی کی بادشاہی اور وہی غالب یہ الفاظ و حروف زمان و مکان جن و انس و ملائکہ سب ہی فنا ہو جائے گا۔ اسی کا وجہ کریم ہمیشہ رہے گا۔

قرآن مجید میں فرشتوں کے متعلق فرمایا:

يَا ذِينَ رَّبِّهِمْ قِن كَلِمِ أَمْرٍ۔

بَلْ عِبَادٌ مُّكْرَمُونَ۔ (انبیاء ۲۱)

ہر کام کو لے کر نیچے اترتے ہیں (فرشتے) (فرشتے) وہ بزرگ بندے ہیں۔

يَفْعَلُونَ مَا يُؤْمَرُونَ۔ (تحریم ۱)

خدا جو انہیں حکم دیتا ہے وہی کرتے ہیں۔

يُسَبِّحُ الرَّعْدُ بِحَمْدِهِ وَالْمَلٰٓئِكَةُ مِنْ خِيفَتِهِ۔ (رعد ۲)

بجلی کی کرک اور فرشتے خدا کے ڈر سے اس کی حمد و تسبیح کرتے ہیں۔

مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ اِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ۔ (ق ۳)

کوئی بات منہ سے نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک نگہبان ہے۔

بِكِرَامًا كَاتِبِينَ يَعْلَمُونَ۔ (انفطار ۱)

جو کچھ تم کرتے ہو فرشتے اس کو لکھتے اور جاننے والے ہیں۔

وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ اٰمَنُوا۔ (مومن ۱)

جو ایمان لائے ان کے لئے فرشتے بخشش کی دعا کرتے ہیں۔

جن

اللہ تعالیٰ کی ایک مخلوق ہے جو آگ سے پیدا کی گئی ہے۔ یہ انسانوں کی طرح عقل و روح و جسم رکھتے ہیں۔ ان کی عمریں طویل ہوتی ہیں اور انسانوں کی طرح مختلف مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں۔ ان میں بعض کو یہ طاقت دی گئی ہے کہ جو شکل چاہیں بن جائیں۔ ان کے شریروں کو شیطان کہتے ہیں۔ ان میں تو والد و قائل ہوتا ہے۔ کھاتے پیتے جیتے مرتے ہیں ان میں مسلمان بھی ہیں اور کافر بھی مگر ان کے کفار انسان کی بہ نسبت بہت زیادہ ہیں۔ ان میں مسلمان نیک بھی اور فاسق بھی۔ مگر ان میں فساق

زیادہ ہیں۔ جنوں کے وجود کا انکار یا بدی کی قوت کو جن قرار دینا کفر ہے۔ ابلیس (شیطان) بھی قوم جن سے تھا۔

قرآن مجید میں فرمایا:

لَمَّا كَانَ مِنَ الْجِنِّ۔ (نہی اسرا نکل ۱۵)

(ابلیس شیطان) قوم جن سے تھا۔

تو اپنے رب کے حکم سے نکل گیا۔

يَا مَعْشَرَ الْجِنِّ۔ (رحمن ۳)

اے گروہ جنات؟

تَخْلُقُ الْجَانَّ مِنْ مَّارِجٍ مِنْ نَّارٍ۔ (رحمن ۳)

جن کو پیدا فرمایا آگ کے شعلے سے (بے دھواں آگ)

اسی لئے شیطان نے اللہ تعالیٰ کے حکم کو نہ مانا۔ فرشتہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی نہ کرتا۔

جنوں کے لئے ثواب اور جنت نہیں ہے

جن قیامت کے دن دیدار الہی سے محروم رہیں گے۔ صحیح یہ ہے کہ انہیں نہ ثواب ملتا ہے اور نہ جنت میں جائیں گے۔ ان کی نیکیوں کا بدلہ صرف یہ ہی ہے کہ دوزخ کی آگ سے نجات پائیں البتہ فتاویٰ حدیثیہ میں ہے کہ جن بھی جنت میں جائیں گے۔

جنوں کے اسلام لانے کا مختصر واقعہ

عکاظ زمانہ جاہلیت کا ایک بازار تھا جس میں ہر سال مجتمع ہوتے اور اشعار کے ذریعہ ایک دوسرے کو ہجو کرتے اور مجلس عیش و نشاط قائم کرتے تھے۔ تہامہ مکہ مکرمہ کی زمین کو کہتے ہیں اور مظلہ مکہ مکرمہ سے ایک رات کی مسافت پر ہے۔ (۴) اسلام سے

پہلے عرب میں جنوں کا تسلط تھا۔ لوگ ان کی پوجا کرتے تھے۔ بت خانے کے عالموں اور کاهنوں سے ان کی دوستی ہوتی تھی اور یہ ان کو غیب کی خبریں بتایا کرتے تھے۔ جس کی صورت یہ ہوتی تھی کہ اللہ تعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ فرماتا ہے۔ ملاء اعلیٰ والے اپنے نیچے کے فرشتوں میں اس کا ذکر کرتے اور اس طرح درجہ بدرجہ ہر آسمان کے فرشتوں کو اس کا علم ہو جاتا ہے۔ یہاں تک کہ بات وہاں تک پہنچتی۔ جہاں سے نیچے دنیا کی سرحد شروع ہوتی ہے۔

اسی آخری آسمان سے جن چھپ چھپا کر فرشتوں کی باتیں سن کر اور سو جھوٹ ملا کر کاهنوں کو بتاتے اور کاهن اس میں اور اضافہ کر کے انسانوں میں مشہور کر دیتے تھے۔

حضور اکرم ﷺ نبوت سے سرفراز ہوئے تو ستارہ ہائے آسمانی میں ایک انقلاب عظیم پیدا ہوا اور جن اور شیاطین اوپر چڑھنے سے روک دیئے گئے۔ کیونکہ جب شیاطین اپنی سرحد سے بڑھ کر فرشتوں کی باتیں سننا چاہتے تو فوراً ایک چمکتا ہوا ستارہ شہاب ثاقب ٹوٹ کر ان پر گرتا اور جن کوئی آسمانی بات نہ سن سکتے۔

جب ٹوٹنے والے ستاروں کی بھرمار ہو گئی اور کاهنوں کے خبر رسائی کے ذرائع مسدود ہو گئے تو آسمان کے اس انقلاب نے جنوں کو حیرت میں ڈال دیا۔ سب نے کہا کہ یقیناً روئے زمین میں کوئی اہم واقعہ رونما ہوا ہے جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں پہنچ سکتے۔ آخر جنوں کی کمیٹی نے فیصلہ کیا کہ ساری رات دنیا کا گشت لگانا چاہیے اور اس اہم واقعہ کو معلوم کرنا چاہیے۔ چنانچہ جنوں کے ایک وفد نے یہ کام شروع کر دیا اور روئے زمین کو چھان ڈالا۔

ادھر حضور ﷺ قبائل میں دورہ کر کے تبلیغ اسلام فرما رہے تھے اور اسی تقریب سے عکاظ کے میلہ میں تشریف لے جا رہے تھے۔ راستہ میں رات کے وقت نخلہ میں

قیام ہوا اور صبح کے وقت حضور ﷺ اپنے صحابہ کرام کے ہمراہ نماز فجر میں مصروف تھے اور قرآن کی آیتیں جہر کے ساتھ تلاوت فرما رہے تھے۔ اتفاق سے جنوں کی ایک جماعت جو تفتیش حال کے لئے تہامہ کی طرف آئی تھی۔ اس کا اس مقام پر گزر ہوا۔ جب جنوں کی اس جماعت نے حضور ﷺ کی زبان مبارک سے قرآن کی آیتیں سنیں تو یکبار پکار اٹھی۔

هَذَا وَالَّذِي حَالَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ خَيْرِ السَّمَاءِ۔ (بخاری)

کہ یہ ہی وہ نور حق ہے جو درخشاں ستاروں میں ہمیں نظر آتا ہے اور جس کے سبب ہم آسمان تک نہیں جاسکتے۔

قرآن کی آیتیں سن کر جنوں کی ایک جماعت اپنی قوم کی طرف واپس لوٹی اور ان کو خاتم نبوت کے ظہور کی بشارت سنائی اور کہا کہ

إِنَّا سَمِعْنَا قُرْآنًا عَجَبًا يَهْدِي إِلَى الرُّشْدِ فَآمَنَّا بِهِ وَلَنْ نُشْرِكَ بِرَبِّنَا أَحَدًا۔ (جن ۱)

اس واقعہ کے بعد سے جنوں کے اسلام لانے کا سلسلہ شروع ہو گیا اور فوج در فوج جنات و بار رسالت میں حاضر ہو کر اسلام لائے۔ جن کا ذکر متعدد احادیث میں موجود ہے۔ امام مسلم و احمد و ترمذی حضرت علقمہ سے راوی ہیں۔ انہوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے ایلاہ الجن کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ ایک دفعہ شب کو ہم نے حضور ﷺ کو نہ پایا اور حضور ﷺ کے اس طرح غائب ہو جانے ہم کو اضطراب و قلق میں مبتلا کر دیا اور بیدار بڑی بے چینی سے بسر ہوئی صبح کو ہم نے دیکھا کہ حضور ﷺ غار حرا کی طرف سے تشریف لارہے ہیں۔ ہمارے استفسار پر حضور ﷺ نے فرمایا۔

أَتَانِي دَاعِيَ الْجَنِّ فَأَتَيْتُهُمْ فَقَرَأْتُ عَلَيْهِمْ فَأَنطَلَقُ فَأَرَانَا النَّارَ يَبْرَأ إِلَيْهِمْ۔ (قصص ج ۲ ص ۱۳۷)

رات جنوں کا قاصد آیا اس کے ساتھ گیا۔ میں نے ان کو قرآن پڑھ کر سنایا۔ اس کے بعد حضور ہم سب کو اس مقام پر لے گئے اور وہاں جنوں کے آگ جلانے کے نشانات دکھائے۔

(۵) یہ جن جو قرآن سن کر ایمان لائے اور انہوں نے جو کچھ اپنی قوم سے جا کر کہا سورۃ جن میں اسی کا ذکر ہے۔



وَكُتِبَ..... کتب الہی اور قرآن پر ایمان

وَأَنزَلْنَا إِلَيْكَ الْكِتَابَ بِالْحَقِّ-

اے رسول ہم نے آپ پر یہ کتاب قرآن حق کے ساتھ نازل کیا۔

أَقْرَأُوا بِمَا نُزِّلَ عَلَى مُحَمَّدٍ - (محمد)

ایمان لائے اس پر جو حضرت محمد ﷺ پر نازل ہوا۔

وَمَا أَنزِلَ مِنْ قَبْلِكَ - (بقراء)

اور جو ایمان لائے اس پر جو آپ سے پہلے (رسولوں پر) نازل ہوا۔

إِنَّا لَنَحْنُ نُزِّلْنَا الذِّكْرَ وَإِنَّا لَهُ لَحَافِظُونَ - (حجرا)

ہم نے یہ ذکر قرآن اتارا اور بیشک ہم اس کے ضرور نگہبان ہیں۔

قرآن مجید وحی الہی ہے جو حضور پر نازل ہوئی۔ رہتی دنیا تک کے لئے نصوص

کیما ہے۔ تمام آسمانی کتابوں کا لب لباب ہے۔ تمام علوم کا سرچشمہ ہے۔ قرآن

مجید سے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے حیرہ لاکھ اور باقی مجتہدین نے ایک کروڑ

مسائل اخذ کئے۔ حضرت ابن عربی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ اب تک جس قدر علوم قرآن

مجید سے انسان معلوم کر سکا ہے ان کی تعداد ستر ہزار ہے۔ مدت نزول ۲۲ سال ۵ ماہ

ہے۔ جملہ کاتبان وحی کی تعداد ۴۰ ہے۔ دس ہزار صحابہ اس کے حافظ ہوئے حضور ﷺ

نے ایک لاکھ سے زائد صحابہ کرام کو قرآن پڑھایا۔ قرآن مجید ایک بے مثل کتاب ہے

اس کی فصاحت و بلاغت۔ چاشنی۔ رعب اور حسن کی نظیر ناممکن ہے۔ قرآن جیسی ایک

سورت بھی کوئی نہیں بنا سکتا۔

فَاتُوا بِسُورَةٍ مِنْ قَبْلِهِ-

اس کی مثل کوئی چھوٹی سی سورۃ کہہ لاؤ۔

یہ قرآن کا چیلنج ہے اور یہ بات بھی قرآن کے کلام الہی ہونے کی دلیل ہے۔

قرآن مجید ایک محفوظ کتاب ہے۔ اس کی نگہبانی کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ

لی ہے۔ اس لئے اس میں کمی زیادتی، تغیر و تبدل نہیں ہو سکتا۔ اس کے برعکس دوسری

آسمانی کتابوں کی نگہبانی کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے نہیں لیا اس لئے توریت و انجیل میں

عیسائیوں اور یہودیوں نے کمی بیشی تغیر و تبدل کر دیا۔ اس لئے موجودہ توریت و انجیل

مخرف ہے۔ ان آسمانی کتابوں کی جو بات قرآن مجید کے مطابق ہوگی مانی جائے گی

ورنہ نہیں۔

قرآن مجید دستور کی کتاب ہے۔ اسلامی نظام کے تمام اصول قرآن میں ہیں

اور سنت رسول قرآنی اصولوں کی شرح ہے۔ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ کلام ہے جو اس

نے حضرت جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضور ﷺ پر نازل فرمایا۔ قرآن شریف کی حفاظت

اللہ تعالیٰ نے اپنے ذمہ لی ہے وہ آج بھی ویسا ہی ہے جیسا کہ نازل ہوا تھا۔ ایک حرف

کا بھی فرق نہیں ہے۔ قرآن شریف میں سارے علوم ہیں وہ بے مثل کتاب ہے۔ تمام

انسان جن اور فرشتے مل کر بھی قرآن شریف کی ایک آیت کی مثل نہیں بنا سکتے۔

قرآن کو وحی جلی اور وحی متلو بھی کہتے ہیں۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام حضور کی

خدمت میں حاضر ہو کر کوئی سورۃ یا آیات سناتے تو وہ حضور ﷺ کو حفظ ہو جاتی اور

آپ صحابہ کو لکھوا دیتے۔ قرآن مجید کی ترتیب وحی ہے جو حضور ﷺ نے صحابہ کرام کو

لکھوائی اور بتائی۔ قرآن کی بیان کردہ ہر بات پر ایمان لانا ضروری ہے اور کسی ایک

بات کا انکار کفر ہے۔ انبیاء کرام علیہم السلام پر اللہ تعالیٰ نے جو صحیفے اور کتابیں نازل کیں

ان کی تعداد اللہ ہی جانتا ہے البتہ ان میں چار کتابیں بہت مشہور ہیں۔ (۱) توریت حضرت موسیٰ علیہ السلام (۲) انجیل حضرت عیسیٰ علیہ السلام (۳) زبور حضرت داؤد علیہ السلام اور سب سے افضل اور کامل کتاب قرآن جو حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر نازل ہوئی جیسے قرآن مجید پر ایمان لانا ضروری ہے ایسے ہی اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا بھی ضروری ہے۔ فرق صرف یہ ہے کہ قرآن کے علاوہ دوسری آسمانی کتابوں میں تحریف ہوئی ہے اور قرآن اب تک محفوظ ہے۔ محفوظ رہے گا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن مجید کی کچھ آیات قرآن سے نکال دی گئیں یا قرآن میں کمی بیشی ہوگئی ہے کفر صریح ہے۔

تمام آسمانی کتابوں میں حضور اکرم ﷺ آپ کے صحابہ کرام والہ بیت اطہار کا ذکر ان کے حالات و اوصاف سابقہ انبیاء کرام کے احوال اور حضور ﷺ کے فضائل و مناقب درج تھے۔ پہلی امتیں حضور کے نام پاک کا وسیلہ دے کر اللہ تعالیٰ سے مشکلات کے حل ہونے کے لئے دعائیں کرتی تھیں۔

قرآن مجید

۶۱۰ھ میں حضور پر نازل ہوا جو کہ تمام دنیا کے لئے قیامت تک نسخہ حیات ہے۔ قرآن وہ کتاب ہے جو حضور پر نازل ہوئی۔ مصحف میں لکھی ہوئی ہے۔ نقل متواتر سے جس میں شبہ بالکل نہیں ہے۔ قرآن نظم و معنی دونوں کو کہیں گے۔

جمع قرآن

حقیقتاً قرآن کا جامع اللہ تعالیٰ ہے اِنَّا عَلَيْنَا جَمْعُهُ وَقَوْلُهُ ظاہری اسباب کے لحاظ سے صورت حال یہ ہے۔ سب سے پہلے جامع قرآن حضور اکرم ﷺ ہیں پھر حضرت امیر المومنین صدیق اکبر پھر امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ ہیں تفصیل اس اجمال

کی یہ ہے قرآن مجید بذریعہ جبرائیل نازل ہوا جبرائیل کی زبان سے حضور ﷺ نے سنا۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن کو حضور ﷺ کے سینہ اقدس میں جمع فرمادیا۔ قرآن مجید کے نزول کی کیفیت یہ تھی کہ وہ متفرق آیتیں ہو کر اتر آئی سورۃ کی کچھ آیات اترتیں پھر دوسری سورۃ کی آیتیں نازل ہوتیں۔ پھر سورۃ اول کی نازل ہوتیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ صحابہ کرام سے بار بار فرماتے۔ یہ آیات فلاں سورۃ کی ہیں۔ فلاں آیت کے بعد فلاں آیت کے پہلے رکھی جائیں اسی طرح قرآن کی سورتیں منظم ہو گئیں اور صحابہ کرام حضور سے سن کر اسی ترتیب سے یاد کر لیتے۔ نمازوں اور تلاوتوں میں پڑھتے تھے تو قرآن مجید کی جمع و ترتیب اور تکمیل۔ سورتوں کی تفصیل (جیسی کہ اب ہے) بزمانہ نبوی اللہ کے حکم۔ جبرائیل امین کے بیان اور حضور کے ارشاد کے مطابق ہوئی لیکن اس وقت صورت یہ تھی کہ صد ہا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سینہ میں قرآن مجید محفوظ تھا یا متفرق کاغذوں پتھری تختیوں بکری و دنبہ کے کھال۔ اور ان کی پسیلوں کی ہڈیوں میں لکھا ہوا تھا کچا کتابی شکل میں نہ تھا۔ جب جنگ یمامہ مسلحہ کذاب سے ہوئی جس نے نبوت کا دعویٰ کیا تھا تو اس جنگ میں جو کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں وقوع پذیر ہوئی تھی۔ صد ہا حافظ قرآن شہید ہو گئے اس وقت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے خلیفہ بلا فصل حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سے عرض کی کہ بہت صحابہ جو قرآن کے حافظ تھے شہید ہو گئے۔ جہاد کا یہ سلسلہ جاری ہے قرآن مجید اگر اسی طرح متفرق رہا تو یہ مناسب نہیں ہے۔ بہتر ہے قرآن مجید کی سب سورتیں یکجا کر لی جائیں۔ چنانچہ حضرت صدیق اکبر نے حضرت زید بن ثابت وغیرہ حفاظ صحابہ کو حکم دیا اور اس طرح جو قرآن مختلف اوراق پر تھا یکجا جمع ہو گیا ہر سورت ایک علیحدہ کتاب کی شکل میں مرتب ہوئی اور یہ صحیفہ حضرت صدیق اکبر ان کے بعد فاروق اعظم رضی اللہ عنہ ان کے بعد ام المومنین حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے۔

دوسرا دور

یہاں یہ امر قابل ذکر ہے حضور ﷺ چونکہ قریشی تھے اس لئے قرآن مجید لغت قریش میں اترتا تھا۔ عرب کے مختلف قبائل کا لہجہ قرأت طرز تلفظ علیحدہ علیحدہ تھا اور ہر قوم اور قبیلہ اپنے لغت لہجہ تلفظ اور طرز پر قرآن پڑھتا تھا۔ جب حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا دور آیا تو انہوں نے یہ ضروری سمجھا جو سہولت ابتدائی دور میں ہر قوم و قبیلہ کو دی گئی تھی کہ وہ اپنے لغت لہجہ و طرز میں قرآن مجید پڑھ سکتے ہیں اب اس کی ضرورت نہیں ہے۔ کیونکہ قرأت کے اختلاف سے فتنہ پیدا ہوتا ہے چنانچہ آپ نے حسب مشورہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو ایک لغت قریش پر مرتب کرنے کا عزم کیا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جو مصحف مرتب ہوئے تھے جو دو چہ رسول حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کے پاس رہے ان سے لے کر من و عن ان کی نقلیں لے کر تمام سورتیں ایک جگہ کتابی شکل میں جمع کر کے تمام اسلامی شہروں مکہ، شام، یمن، بحرین، بصرہ، کوفہ اور سال کر دیں اور ایک مدینہ طیبہ میں رہی اور اصل صحیفہ جو حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے جمع کئے تھے وہ حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا کو واپس کر دیئے چنانچہ یہ صحیفہ خلافت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ تک محفوظ رہے تا آنکہ مروان نے لے کر چاک کر دیئے۔

بحر حال امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے سارا قرآن مجید کتابی صورت میں جمع کر کے تمام امت کو اسی لغت قریش پر مجتمع کر کے اسی ایک لغت پر پڑھنے کا حکم دیا۔ چنانچہ جو قرآن مجید آج ہمارے پاس ہے یہ اسی لغت قریش پر ہے جو حضور ﷺ کے زمانہ میں حفاظ صحابہ کے سینہ میں تھا یا متفرق طور پر مختلف چیزوں پر لکھا ہوا تھا اور حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں ہر سورت مکمل طور پر علیحدہ علیحدہ جمع تھی اور حضرت حفصہ ام المومنین کے پاس محفوظ تھی۔ اسی بناء پر حضرت عثمان غنی کو جامع القرآن کہا جاتا ہے۔ (بخاری)

قرآن مجید کے فضائل و آداب تلاوت

(۱) قَافِرُوا مَا كَيْسَر مِنَ الْقُرْآنِ (۲) فَاسْتَمِعُوا لَهُ وَأَنْصِتُوا۔
قرآن سے جو میسر آئے پڑھو۔ جب قرآن پڑھا جائے (۲) تو اسے سنو اور چپ رہو۔

قرآن مجید نہایت ہی مقدس و مطہر کتاب ہے۔ تمام کائنات و حسنات اور علوم کا خزانہ ہے قرآن مجید کی بکثرت تلاوت کرنا مستحب ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جس نے ایک حرف پڑھا اس کے لئے نیکی ہے۔ دس نیکیوں کے برابر (ترمذی) میری امت کی بہترین عبادت تلاوت قرآن ہے۔ (بخاری) اپنے مکانوں کو قرآن کی تلاوت اور نماز سے روشن و منور کرو قرآن مجید روز قیامت سفارش کرے گا (مسلم) جس کے سینہ میں قرآن نہیں وہ ویران مکان کی طرح ہے تم میں بہتر وہ ہے جس نے قرآن سیکھا اور سکھایا۔ حافظ قرآن کے والد کو روز قیامت ایک ایسا تاج پہنایا جائے گا جس کی روشنی سورج کی روشنی سے زیادہ ہوگی۔ تمام قرآن حفظ کرنا امت پر فرض کفایہ ہے اگر حفاظ کی تعداد کثرت و توازن کو نہ پہنچے تو سب مسلمان گنہگار قرار پائیں گے۔

قرآن مجید کا دیکھ کر پڑھنا زبانی پڑھنے سے افضل ہے کیونکہ قرآن مجید کو دیکھنا اور ہاتھ سے چھونا بھی عبادت ہے۔ مستحب یہ ہے کہ قرآن مجید با وضو۔ قبلہ رو اچھے کپڑے پہن کر تلاوت کرے شروع تلاوت میں انعوذ باللہ پڑھنا واجب اور ابتدائے سورۃ میں بسم اللہ پڑھنا سنت و مستحب ہے تین دن سے کم میں قرآن مجید کا ختم کرنا مناسب نہیں۔ جمع میں سب کا قرآن مجید کو بلند آواز سے پڑھنا ممنوع ہے۔ سب

آہستہ پڑھیں۔ بلند آواز سے قرآن پڑھا جائے تو تمام حاضرین پر خاموشی سے سنا فرض ہے۔ قرآن مجید پڑھ کر بھلا دینا گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو قرآن پڑھ کر بھلا دے قیامت کے دن کوڑھی ہو کر اٹھے گا۔ (ابوداؤد)

قرآن مجید صحیح تلفظ کے ساتھ پڑھنا سیکھنا لازمی ہے۔ ترجمہ بھی سیکھ لے تو نور ملے گا۔ قرآن مجید کی تلاوت بے وضو بھی جائز ہے مگر بے وضو ہاتھ لگانا منع ہے اور جنبی جسے نہانے کی ضرورت ہو۔ وہ مستورات جو حیض و نفاس والی ہوں انہیں قرآن مجید کو چھونا۔ زبانی یاد رکھ کر پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا ناجائز ہے۔ قرآن مجید کے اوراق بوسیدہ ہو جائیں تو کسی پاک کپڑے میں لپیٹ کر بظنی قبری بنا کر ادب و احترام سے دفن کر دینا چاہیے۔ اگر بلا اختیار قرآن مجید ہاتھ سے گر جائے یا پاؤں تلے آ جائے تو اٹھا کر چوم لیجئے۔ استغفار کیجئے۔ قرآن مجید کے ہم وزن آٹا خیرات کر دینا اچھا ہے۔ قرآن مجید یا دینی کتابوں کی طرف پیٹھ یا پاؤں کرنا بے ادبی ہے۔ قرآن مجید کا ادب و احترام لازم و واجب ہے۔ جان بوجھ کر قرآن مجید کی بے ادبی کرنا کفر ہے قسم کے طور پر قرآن مجید پر ہاتھ رکھنا یا سر پر رکھنا یا قرآن مجید کی قسم کھانا مناسب نہیں اگرچہ قسم ہو جائے گی اور قسم توڑنے پر کفارہ لازم ہوگا۔

حضور ﷺ نے فرمایا وہ شخص رشک کے قابل ہے جو صبح و شام قرآن مجید کی تلاوت کرتا ہے۔ بوقت تلاوت قرآن مجید ہنستا بے فائدہ بات کرتا بے جا حرکت کرتا۔ ناجائز چیز کی طرف دیکھنا کسی سے بات کرنے کے لئے تلاوت قطع کرنا۔ بہت ہی نامناسب جس روز قرآن مجید ختم ہو اس دن روزہ رکھنا مستحب ہے جب آدمی سارا قرآن مجید ختم کر لیتا ہے تو یہ وقت نزول رحمت کا ہے اس وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لئے اپنے اور سب مسلمانوں کے لئے خیر و برکت اور گناہوں کی مغفرت کی دعا کرنی چاہیے۔

علم تفسیر

تفسیر وہ علم ہے جس میں قرآن کے احوال سے بحث کی جاتی ہے اس حیثیت سے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مراد پر دلالت کرے۔ تفسیر کے لئے نقل کی ضرورت ہے یعنی حضور ﷺ کے ارشادات تفسیر کا موضوع قرآن ہے۔ اس کی غرض احکام الہیہ اصول دین حلال و حرام کی معرفت (پہچان) ہے۔

تاویل کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کے الفاظ کا علمی دلائل قرآن اور قواعد نحو و صرف کی بنیاد پر ایسے معنی کرنا جو اسلام کے بنیادی اصول کتاب و سنت اجماع امت کے خلاف نہ جائیں۔ تفسیر قرآن اس طرح کی جاتی ہے۔

قرآن کی تفسیر خود آیات قرآن سے۔

تفسیر قرآن بالحدیث۔

تفسیر قرآن۔ ہا قوال صحابہ خصوصاً مفتیہا صحابہ و خلفاء راشدین

تفسیر قرآن۔ تابعین و تبع تابعین کے اقوال سے۔

تحریف

مشتق ہے حرف سے۔ حرف کے معنی علیحدگی۔ کنارہ کشی کے ہیں۔ تحریف یہ ہے کہ کلام کا مطلب و معنی ایسا بیان کیا جائے جو کلام کرنے والے کی مراد کے خلاف ہو تحریف لفظی۔ الفاظ میں تبدیل کر دینا۔ تحریف معنوی یہ ہے کہ قرآن مجید کا ایسا مفہوم بیان کرنا۔ جو قرآن کی تشریحات یا حضور ﷺ کی تشریحات یا جس معنی پر امت کا اجماع ہے اس کے خلاف ہو۔ دونوں قسم کی تحریف کا مرتکب گمراہ بے دین ہے۔

مفسر کی شرائط

قرآن کا ترجمہ اور تفسیر کرنے والے کے لئے کم از کم ان اوصاف کا حامل ہونا

ضروری ہے۔

(۱) عربی زبان (جس میں قرآن نازل ہوا) سے اور اس کے قواعد صرف و نحو بلاغت و لغت سے بخوبی واقف ہو۔

۲ قواعد شریعت و اصول دین اور اصطلاحات شرعیہ سے واقف ہو۔

(۳) علم قرأت سے واقف ہو۔ کیونکہ بعض اوقات ایک قرأت دوسری قرأت کے لئے تفسیر ہوتی ہے۔

(۴) اسباب نزول سے واقف ہو کہ آیت کس بارہ میں اور کس موقع پر نازل ہوئی۔ کیونکہ موقع و محفل کے معلوم ہونے سے مراد واضح ہوتی ہے۔

(۵) احادیث نبویہ و اقوال صحابہ سے واقف ہو کیونکہ آیت کا شان نزول اور موقع و محل احادیث نبویہ و اقوال صحابہ ہی سے واضح ہوتا ہے۔

(۶) تاریخ و منسوخ سے واقف ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی ذاتی رائے سے قرآن کی تفسیر کی اس نے کفر کیا جس نے اپنی ذاتی رائے سے قرآن کی تفسیر اگر صحیح بھی کی تو بھی خطا کی (ترمذی) اس لئے محض اپنی ذاتی رائے سے قرآن مجید کی تفسیر کرنا ممنوع و حرام ہے۔

آیات قرآن دو قسم پر ہیں

حکمات جن کا مطلب بالکل واضح ہے جن میں حکم منع بشارت و ڈرانا قصص مثالیں ایسے امور بیان ہوتے ہیں۔ تشابہات یہ حضور ﷺ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان اسرار و رموز ہیں ان کے معنی مرادی معلوم کرنے کی کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ جیسے حروف مقطعات۔

سخ کے معنی

حکم کی تبدیلی ہے اور صاحب شرع (رسول) کے حق میں بیان محض (مدارک) قرآن کی آیات منسوخ تین قسم ہیں۔ حکم و تلاوت دونوں منسوخ۔ حکم منسوخ تلاوت منسوخ نہیں۔ تلاوت منسوخ حکم منسوخ نہیں۔

مکی مدنی آیات

وہ آیات جو ہجرت کے بعد نازل ہوئیں اگرچہ مکہ میں یا کسی اور جگہ وہ مدنی ہیں اور جو ہجرت سے قبل نازل ہوئیں اگرچہ ان کا نزول مکہ ہی میں ہوا ہو یا کسی اور جگہ وہ مکی کہلائیں گی۔

قرآن ایک نظر میں	کل مدت نزول ۲۳ سال ۵ ماہ
کل تعداد کلمات	۸۶۳۳۰
کل تعداد حروف	۳۲۲۷۰
بارے	۳۰
حزبیں	۷
آرٹیں	۱۱۳
اوج	۵۳۰
کل آیات	۶۶۶۶
اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَ اَنۡصَمْتُ عَلَیْکُمْ بَیْعَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیۡنًا (المائدہ ۳۵)	

حرکات اعراب	منازل کی تقسیم
(۱)	۵۳۲۳۳
(۲)	۳۹۵۸۲
(۳)	۸۸۰۳
(۴)	۱۷۷۱
(۵)	۱۲۷۳

مقدس ہے جو امام الانبیاء اور سید المرسلین ہیں اور حضور کے صدقہ میں حضور کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ تمام انبیاء جنس بشر سے تھے اور مرد تھے۔ جن اور عورت نہیں ہو سکتے۔ البتہ اللہ تعالیٰ ملائکہ کو رسالت کا مرتبہ عطا فرماتا ہے۔

نبوت

اللہ تعالیٰ نے مخلوق کی ہدایت کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے لئے بھیجا ان کو نبی کہتے ہیں۔ یعنی نبی وہ برگزیدہ انسان ہیں جن کے پاس اللہ تعالیٰ کی وحی آتی ہے۔ یہ وحی کبھی فرشتہ کے ذریعہ اور کبھی فرشتہ کے واسطہ کے بغیر آتی ہے۔ نبی کا خواب بھی وحی ہوتا ہے۔ وہ گناہوں سے پاک اور معصوم ہوتے ہیں۔ اعلان نبوت سے قبل بھی ان سے گناہ نہیں ہوتا۔ صرف انبیاء کرام علیہم السلام اور فرشتے معصوم ہیں۔ اماموں اور اولیاء کو معصوم ماننا گمراہی ہے۔ نبی کی عادتیں خصلتیں پاکیزہ اور ان کا نام و نسب قول و فعل سب اعلیٰ درجہ کے ہوتے ہیں۔ ان کی عقل کامل ہوتی ہے۔ نبی کو اللہ تعالیٰ غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔ وہ اللہ تعالیٰ کا کوئی حکم چھپاتے نہیں۔ انہوں نے اللہ کے حکم کی تبلیغ کر دی۔ نبوت اللہ کا فضل ہے اس نے جسے چاہا عطا فرمادی۔ کوئی شخص اپنی کوشش عبادت ریاضت اور نیک اعمال سے نبوت کا مرتبہ حاصل نہیں کر سکتا۔ ہر نبی مستقل نبی ہے۔ نبوت کی کوئی قسم نہیں یعنی نفس نبوت میں تمام انبیاء برابر ہیں مگر مرتبہ مقام اور درجہ میں فرق ہے۔ انبیاء کی صحیح تعداد اللہ تعالیٰ ہی کو معلوم ہے عقیدہ یہ رکھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ نے جس قدر انبیاء و مرسلین مخلوق کی ہدایت کے لئے مبعوث فرمائے ہم سب کی تصدیق کرتے ہیں۔ نبی کی تعظیم و تکریم اطاعت و فرمانبرداری فرض ہے۔ ان کی ادنیٰ توہین یا انکار کفر ہے۔ ان سے محبت رکھنا عین ایمان ہے جو نبی نئی شریعت لائے تھے ان کو رسول کہتے ہیں۔ سب انبیاء کرام علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں جس طرح دنیا میں تھے۔ ایک آن کے لئے ان پر موت طاری

ہوئی اور پھر زندہ ہو گئے اسی لئے ان کا ترکہ تقسیم نہیں ہوتا۔ ان کی بیویاں نکاح ثانی نہیں کر سکتیں۔ انبیاء علیہم السلام کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بڑھ کر ہے۔ نبی تمام مخلوق سے افضل ہوتا ہے۔ سب سے پہلے نبی حضرت آدم علیہ السلام ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا پھر ان سے حضرت حوا کو پیدا کیا۔ آپ سے پہلے انسان کا وجود نہ تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام سب انسانوں کے باپ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو سب چیزوں کے ناموں کا علم عطا فرمایا اور فرشتوں کو ان کے لئے سجدہ کا حکم دیا۔ سب سے آخر میں ہمارے رسول حضور سید المرسلین محمد مصطفیٰ احمد مجتبیٰ علیہ السلام مبعوث ہوئے جو خاتم المرسلین ہیں۔ نبوت کا سلسلہ آپ پر ختم ہو گیا۔ جو شخص حضور ﷺ کو آخری نبی نہ مانے وہ کافر و مرتد و دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ نبی کی تعظیم و توقیر اور اس کی اطاعت فرض ہے نبی کا حکم اللہ ہی کا حکم ہے۔ اشارۃً کنایۃً قصد اُغرض کہ کسی طرح بھی ادنیٰ توہین کرنے والا بھی کافر ہے۔

مومن ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ تمام انبیاء علیہم السلام کی نبوت و رسالت کی تصدیق کی جائے اس کے برعکس دنیا کے کسی مذہب میں یہ بات نہیں ہے چنانچہ ایک یہودی کے لئے حضور موسیٰ علیہ السلام کے سوا کسی اور کو پیغمبر ماننا ضروری نہیں ہے۔ ایک عیسائی تمام دوسرے پیغمبروں کا انکار کر کے بھی عیسائی رہ سکتا ہے۔ ایک ہندو تمام دنیا کو لپیٹ کر خود چنڈال ٹاپاک وغیرہ کہہ کر بھی ہندو رہ سکتا ہے لیکن حضور سید المرسلین علیہم السلام نے یہ ناممکن کر دیا کہ کوئی ان کی یہودی کے دعویٰ کے ساتھ ان سے پہلے کسی پیغمبر کا انکار کر سکے۔ غرض کہ اسلام میں تمام پیغمبروں کی نبوت کی تصدیق کرنا اور ان کا پورا احترام کرنا ایمانیات میں داخل ہے۔

انبیاء کرام علیہم السلام چھوٹے بڑے گناہ سے قبل نبوت بھی و بعد نبوت پاک ہیں اور تمام انبیاء معصوم ہیں انبیاء کرام اپنی قبروں میں زندہ ہیں۔ ایک آن کے لئے ان پر

وعدہ الہی کے مطابق موت آئی اور پھر زندہ ہو گئے۔ ان کی زندگی شہیدوں کی زندگی سے بڑھ کر ہے۔ (مخبر الامان شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ) اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرام علیہم السلام کو غیوب پر مطلع کیا۔ خصوصاً حضور اکرم ﷺ کو غیوب کثیرہ وافرہ کا عالم بتایا اور زمین و آسمان کا ہر ذرہ آپ کے سامنے پیش کر دیا۔ (حدیث طبرانی)

ہمارے حضور ﷺ تمام انبیاء کے سردار امام المرسلین اور خاتم الانبیاء ہیں اور آپ کا درجہ تمام انبیاء علیہم السلام سے بلند و بالا ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک نبوت کا سلسلہ جاری رہا اور حضور اکرم ﷺ آخری نبی ہیں۔ آپ پر نبوت و رسالت کو ختم کر دیا گیا اور دین کامل ہو گیا۔ اب قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کے لئے نجات و فلاح صرف آپ ہی کے اتباع اور آپ ہی کی ہدایات کی پیروی میں ہے۔

نبوت محمدی

حضور سرور عالم نور مجسم محمد مصطفیٰ ﷺ اللہ تعالیٰ کے آخری نبی اور ساری خدائی کے لئے رحمت ہیں۔ آپ کی نبوت عالمگیر ہے۔ انسان، جن، فرشتے، حیوانات و جمادات غرض کہ کل کائنات کے لئے آپ نبی ہیں۔ آپ تمام نبیوں کے سردار اور تمام انبیاء کرام سے افضل و برتر ہیں۔ اللہ کے محبوب اور سب کے مطلوب ہیں تمام مخلوق حتیٰ کہ سیدنا ابراہیم علیہ السلام بھی آپ کے نیاز مند ہیں۔ تمام انبیاء علیہم السلام کو جو کمالات و معجزات جدا جدا ملے وہ سب اللہ تعالیٰ نے آپ کی ذات مقدس میں جمع فرما دیئے۔

حضور اللہ تعالیٰ کے نائب اکبر خلیفہ اعظم اور اس کی ذات و صفات کے مظہر اتم اور اس کے محبوب مطلق ہیں۔ آپ کا درجہ و رتبہ تمام انبیاء علیہم السلام کے درجہ سے بڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کے نور کو اپنے نور سے پیدا فرمایا۔ آپ کو اس وقت نبوت مل چکی تھی جبکہ آدم علیہ السلام پانی اور مٹی کے درمیان تھے۔

حضور ﷺ مالک شریعت ہیں اپنے رب کے سوا کسی کے محکوم نہیں۔ ساری کائنات آپ کی محکوم ہے۔ آپ کا قول و فعل شریعت ہے۔ دنیا و آخرت حضور ﷺ کی عطا کا ایک حصہ ہے حضور ﷺ کی مثل محال ہے۔ تمام مخلوق اللہ کی رضا چاہتی ہے اور اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کی رضا چاہتے ہیں۔ آپ کو منصب شفاعت کبریٰ حاصل ہے۔ ہر قسم کی شفاعت آپ کے لئے ثابت ہے۔

اللہ نے حضور ﷺ کو علم ما سماء و ما یحکون یعنی روز اول سے لیکر آخر تک دنیا میں جو کچھ ہوا ہو گیا ہوگا سب کا علم عطا فرمایا ساری دنیا حضور کے پیش نظر ہے۔ حضور ﷺ انبیاء کے معجزات کے جامع ہیں۔ کوئی کمال اور کوئی خوبی ایسی نہیں جو اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو نہ عطا فرمائی ہو۔ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے تقسیم فرمانے والے ہیں جس کو جو کچھ ملا حضور ہی کے وسیلہ سے ملا اور ملتا ہے۔ آپ کی بشریت مقدسہ فرشتوں کی نورانیت سے افضل و اکمل ہے۔ ہزاروں جبریل بھی حضور ﷺ کے مرتبہ و مقام کو نہیں پہنچ سکتے۔ حضور ﷺ کو بے شمار معجزات عطا ہوئے آپ نے چاند کے دو ٹکڑے کئے۔ ڈوبے ہوئے سورج کو واپس کیا۔ ننگریوں کو کلمہ پڑھایا۔ درختوں اور پتھروں نے آپ کی تعظیم کی۔ یہ اور اس طرح کے بے شمار معجزات حضور ﷺ کو عطا ہوئے حضور ﷺ کا سب سے بڑا معجزہ قرآن حکیم ہے جو ساری کائنات کے لئے ضابطہ حیات ہے اور جس میں ہر چیز کا بیان ہے۔

ہمارے حضور ﷺ افضل المخلوق اور اللہ عز و جل کے نائب مطلق ہیں۔ آپ تمام انبیاء کے نبی ہیں اور تمام جہان میں کوئی کسی خوبی میں حضور ﷺ کے برابر نہیں ہو سکتا۔ آپ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قاسم ہیں۔ آپ کو مرتبہ معراج عطا ہوا۔ حضور ﷺ نے چشم خود رب العزت جل مجدہ کے دیدار کا شرف حاصل کیا اور عرش و فرش کے تمام عجائب و غرائب کا شب معراج مشاہدہ کیا۔

معجزہ و کرامت

جو کام عادتاً ناممکن ہو اگر نبی سے ظاہر ہو اس کے دعویٰ نبوت کی تائید میں تو اسے معجزہ کہتے ہیں اور اگر اللہ کے ولی سے ظاہر ہو تو اس کو کرامت کہتے ہیں۔ اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی کرامتیں حق ہیں جن معجزات کا ذکر قرآن مجید میں ہے ان کا انکار کفر ہے جن کا ذکر احادیث میں ہے ان کا انکار کفر اسی ہے اور عام طور پر بزرگوں کی سوانح حیات میں جو کرامتیں درج ہیں اگر وہ قرآن و حدیث کے خلاف نہ ہوں تو ان کو تسلیم کرنے میں حرج نہیں۔

حضور ﷺ سے محبت دین حق کی شرط اول ہے

حضور نور مجسم ﷺ سے محبت و عقیدت ایمان بلکہ ایمان کی جان ہے۔
لَا يُؤْمِنُ أَحَدُكُمْ حَتَّىٰ أَكُونَ أَحَبَّ إِلَيْهِ مِنْ وَالِدِهِ وَوَلَدِهِ وَالنَّاسِ أَجْمَعِينَ۔

تم میں کوئی مومن نہیں ہو سکتا۔ جب تک کہ وہ اپنے ماں باپ اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب نہ جانے

نیز فرمایا جن میں یہ تین خوبیاں ہوں گی وہ ایمان کی حلاوت کو پالیں گے۔
اول یہ کہ اللہ و رسول کی محبت سب سے زیادہ ہو۔ دوم یہ کہ اللہ کے لئے دوستی اور دشمنی رکھتا ہو۔ سوم یہ کہ کفر و شرک کو اتارنا برا جانے جس طرح آگ میں ڈالے جانے کو برا جانتا ہے۔ (بخاری)

مسلم شریف کی حدیث کا مضمون ہے۔ ایک شخص بھڑور نبوی حاضر ہوئے۔

عرض کی یا رسول اللہ قیامت کب آئے گی۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو نے اس کے لئے کیا تیاری کی ہے عرض کی۔

يَا رَسُولَ اللَّهِ مَا أَغْدِذُ لَهَا تَكْفِيرَ صَلَواتِ وَلَا صَلَواتِ إِلَّا إِلَيَّ أَحَبُّ إِلَهِ وَرَسُولُهُ قَالَ أَنْتَ مَعَ مَنْ أَحَبَّتَ۔ (مسلم)

یا رسول اللہ میں نے اس کے لئے نہ تو کوئی زیادہ نمازیں پڑھی ہیں اور نہ ہی کوئی صدقہ وغیرہ زیادہ کیا ہے۔ ہاں یہ ضرور ہے کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت رکھتا ہوں۔

حضور ﷺ نے فرمایا تو قیامت کے دن اسی کے ساتھ ہوگا جس سے تو محبت رکھتا ہے۔

ان دونوں حدیثوں سے واضح ہوا کہ حب رسول مدار ایمان ہے جس مومن کے دل میں۔ حضور کی محبت کامل ہوگی اس کا ایمان کامل ہوگا ورنہ ناقص اگر کسی کے دل میں حضور کی محبت مطلقاً نہیں ہے تو وہ قطعاً ایمان سے محروم ہے۔

حضور ﷺ سے محبت کا معیار

محبت کا معیار محبوب کی اتباع اور اس کی پیروی ہے۔ محبت محبوب کا مطیع و تابع ہونا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ۔

اے رسول محترم آپ فرمادیجئے کہ اے لوگو اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو۔ اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنالے گا۔

اس آیت سے واضح ہوا کہ محبت کی شرط اتباع و اطاعت ہے جو گروہ سنت کا تقیہ اور شریعت کا پابند ہے وہی حضور ﷺ کا محبت اور صحیح معنوں میں مومن ہے۔ لیکن قابل غور بات یہ ہے کہ صرف شریعت کی پابندی اور مطلقاً حضور ﷺ کا اتباع معیار

محبت ہے یا اس میں کوئی قید بھی ہے؟ اگر مطلقاً اتباع رسول کو معیار محبت قرار دیا جائے تو پھر وہ منافق بھی جو حضور کی بظاہر اتباع کرتے تھے۔ اللہ کے محبوب قرار پائیں گے کیونکہ قرآن سے واضح ہے منافقین کلمہ پڑھتے تھے نمازیں ادا کرتے۔ زکوٰۃ دیتے۔ جہاد میں شریک ہوتے تھے حتیٰ کہ بخاری کی حدیث میں یہاں تک تصریح ہے کہ آخر زمانہ میں ایک گمراہ دین تو مہوگی۔ وہ قرآن پڑھے گی مگر قرآن ان کے گلوں سے نیچے نہ اترے گا۔ سچے اور قاص مسلم ان کی نمازوں کے مقابلہ میں اپنی نمازوں کو حقیر جانیں گے تو اگر مطلقاً حضور ﷺ کی اتباع اور شریعت کی پابندی کو معیار حب خدا اور رسول مانا جائے تو پھر منافقین اور مذکورہ بالا حدیث میں جس بے دین قوم کا ذکر ہے باوجود بے دین اور منافق ہونے کے اللہ کے محبوب قرار پا جائیں گے اور یہ ظاہر ہے کہ منافق ہرگز اللہ کا محبوب نہیں ہو سکتا۔ لہذا آیت کا صحیح مفہوم یہ ہے کہ حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کی محبت کے نشر میں محمور اور آپ کے ساتھ والہانہ عشق و محبت کے جذبات سے مجبور ہو کر تقاضائے محبت رسول رسول کی اطاعت و اتباع اور شریعت کی پابندی معیار حب خدا اور رسول ہے۔ اب سوال صرف یہ ہے کہ یہ کیسے معلوم ہو کہ فلاں شخص یا فلاں گروہ حضور ﷺ کی محبت والفت میں سرشار ہو کر حضور ﷺ کی اطاعت و اتباع کر رہے ہیں اور فلاں بغیر محبت کے محض نفالی کر رہے ہیں اور حب رسول کے بغیر منافقوں کی طرح شریعت کی پابندی کر رہے ہیں تو اس سوال کے جواب کے لئے محبت کے صحیح معیار کے تلاش کی ضرورت ہے اور صحیح معیار محبت کی رہنمائی بھی حضور ہی کے ارشاد سے واضح ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا جب کسی کو کسی سے محبت ہو جاتی ہے تو وہ محبت حبك الشیء یعنی وہ صم (بخاری ادب المفرد سند صحیح) اس کو (محبوب کا عیب دیکھنے سے) اندھا (اور محبوب کا عیب سننے سے) بہرہ کر دیتی۔ اس حدیث مقدس سے محبت کا معیار صحیح یہ معلوم ہوا کہ مدئی محبت کی آنکھ اور

کان محبوب کا عیب دیکھنے اور سننے سے پاک ہو۔ عقل سلیم کے نزدیک بھی محبت کا معیار یہ ہی ہے کیونکہ محبت کا مرکز حسن و جمال ہے یہ ممکن ہی نہیں کہ محبت والی آنکھ کو محبوب کی ذات میں کوئی عیب نظر آئے۔ اگر کسی کو محبوب میں عیب نظر آتے ہوں تو وہ اپنے دعویٰ محبت میں جھوٹا ہے۔ اس معیار پر جس قدر فرقتے اب پیدا ہو گئے ہیں انہیں پرکھ لیجئے۔ ایک گروہ حضور ﷺ کے دوست اور محبوب خلفاء راشدین و صحابہ کرام کو کافر و منافق کہہ کر ذات رسول پر کافروں اور منافقوں سے محبت کرنے کا عیب لگا رہا ہے۔ کوئی آل پاک نبی کی شان میں گستاخی کر کے حضور کی شان گھٹا رہا ہے۔ ایک ٹولہ حضور کے خاتم الانبیاء ہونے کا انکار کر کے شان خاتمیت رسالت کی توہین کر رہا ہے۔ ایک جماعت حضور کی تشریفی حیثیت منصب رسالت اور حضور کی احادیث کا انکار کر کے آپ کی توہین میں مصروف ہے۔ کوئی کہتا ہے معاذ اللہ حضور ﷺ مر کثی میں مل گئے۔ وہ تو ہمارے جیسے انسان اور ہمارے بڑے بھائی کی طرح ہیں۔ کوئی کہتا ہے کہ حضور کو دیوار کے پیچھے کاظم نہیں ہے کسی کا قول یہ ہے کہ علم شیطان سے بھی کم ہے کوئی یہ کہہ رہا ہے کہ حضور ﷺ سے بے شمار غلطیاں ہوئی ہیں اس لئے اللہ نے ان پر عتاب کیا۔ کوئی کہتا ہے نماز میں حضور کا خیال آنا گدھے کے خیال سے بدتر ہے کوئی کہتا ہے کہ حضور ﷺ کے روضہ اقدس کی زیارت کی نیت سے سفر کرنا شرک ہے۔ (معاذ اللہ) ایسا کہنے اور حضور ﷺ کی شان میں ایسا عقیدہ رکھنے والے فرقے نماز پڑھتے ہیں۔ روزہ رکھتے ہیں۔ حج ادا کرتے ہیں۔ تقویٰ و طہارت کا مظاہرہ بھی کرتے ہیں۔ اسلام کی تبلیغ و اشاعت کے ادارے بھی قائم کرتے ہیں مگر انصاف و دیانت کے ساتھ غور کر لیجئے۔ یہ صحیح معیار محبت پر پورے اترتے ہیں۔ محبت والی آنکھ کو تو محبوب میں کوئی عیب نظر ہی نہیں آتا وہ تو اپنے محبوب کو ہر خوبی و شرف اور ہر فضل و کمال کا جامع دیکھتا ہے اور جنہیں خدا کے مقدس و مطہر معصوم رسول میں عیب نظر آئے جو بے عیب

رسول کو عیب لگائیں ان کی شان کو گھٹائیں اور ان کی بے ادبی کریں وہ حضور سرور عالم ﷺ کے دعویٰ محبت میں (باوجود شریعت کی پابندی کے) کیونکر صادق اور سچے ہو سکتے ہیں؟ لہذا آیت قَاتِلُوا نَبِيَّ يَعْصِيكُمْ اللَّهُ كَمَا مَفْهُومٌ صحیح یہ ہے کہ حضور ﷺ کی ذات اقدس کو ایسا محبوب بناؤ کہ ہر لمحہ و ہر آن آنکھیں ان کے جمال و کمال ہی کے دیکھنے میں اور زبان ان کے فضل و کمال کے بیان کرنے ہی میں مصروف رہیں۔ ہر قسم کی محبتوں پر حضور ﷺ کی محبت کو غالب کر دو اور اس بے عیب طیب و طاہر سراج منیر روشنی کے مینار مقدس و مطہر رسول کے عشق و محبت میں غمور ہو کر اللہ کی عبادت کرو اور شریعت کی پابندی کرو تب اللہ تعالیٰ تمہیں اپنا محبوب بنائے گا۔ ورنہ ہرگز نہیں۔

قرآن میں حضور ﷺ کے خصائص و فضائل

قرآن مجید میں سرور کائنات ﷺ کے جو فضائل و خصائص بیان ہوئے ان میں سے چند یہاں لکھے جا رہے ہیں۔ بغرض اختصار سورہ اور رکوع کا حوالہ دیا ہے۔ اس کے مطالعہ سے یقیناً مومن کا ایمان تازہ ہوگا۔

محمد سے صفت پوچھو خدا کی
خدا سے پوچھئے شان محمد
(ﷺ)

(۱) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ہر چیز کا علم عطا فرمایا (نساء ۱۳) (۲) حضور ﷺ کی اطاعت کو اپنی اطاعت قرار دیا (نساء ۷۸) (۳) حضور ﷺ کے فعل کو اپنا فعل بنایا۔ (انفال ۴) حضور ﷺ کو معراج کی سعادت عطا فرمائی۔ (بنی اسرائیل ۱) (۵) حضور ﷺ کا شرح صدر بے مانگے فرمایا علم و حکمت سے قلب اطہر کو

بھر دیا (انشراح ۱۰) (۶) حضور ﷺ کو علم و حکمت عطا فرمایا (نساء ۱۳) (۷) حضور اکرم ﷺ کے شہر کی قسم یاد فرمائی۔ (البلد ۸) حضور ﷺ کو تمام انبیاء پر درجوں بلندی عطا فرمائی (ہجرہ ۱۰) (۹) حضور ﷺ کا نام لے کر نذرانہ فرمائی (تینین ۱) (۱۰) حضور ﷺ کے دین کو کامل مکمل دین اور ابدی شریعت قرار دیا (مائدہ ۱) (۱۱) حضور ﷺ کے طفیل امت کے گناہوں کو بخش دیا (فتح ۱۳) حضور ﷺ کو ساری دنیا کے لئے رحمت بنا کر بھیجا (انبیاء ۷) (۱۲) حضور ﷺ کی حاکمیت تسلیم نہ کرنے والوں کو کافر قرار دیا (فتح ۶) (۱۳) حضور ﷺ شاہد مبشر نذیر سراج منیر بنا کر مبعوث فرمائے (احزاب ۶) (۱۴) حضور ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے نور فرمایا (مائدہ ۷) (۱۵) حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ کو ابدی طور پر اپنانے کا حکم دیا (احزاب ۴) (۱۶) حضور ﷺ کی توحید کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں خود جواب دیا (لہب ۱) (۱۷) حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو مومنین کی مائیں قرار دیا (احزاب ۱) (۱۸) حضور ﷺ کی ازواج کو دنیا کی عورتوں سے بہتر و افضل قرار دیا (احزاب ۱) (۱۹) حضور ﷺ کو مقام محمود عطا فرمایا (بنی اسرائیل ۹) (۲۰) حضور ﷺ کو کوثر (خیر کثیر) مرحمت فرمایا (سورہ کوثر) (۲۱) حضور ﷺ کو خاتم النبیین بنایا۔ نبوت و رسالت حضور ﷺ پر ختم فرمادی (احزاب ۵) (۲۲) حضور ﷺ کے ذکر کو بلند و بالا فرمایا (کہلہ نماز ۱) ان ہر مقام پر ذکر خدا کے ساتھ ذکر رسول ہے (انشراح ۱) (۲۳) حضور ﷺ نے چادر اوڑھی تو فرمایا اے چادر اوڑھنے والے رسول (مڑ ۱) (۲۴) ہر حالت میں حتیٰ کہ نماز میں حضور ﷺ کی آواز پر لبیک کہنے کا حکم دیا (انفال ۳) (۲۵) حضور ﷺ کو قرآن کا مفسر اور قرآنی احکام کا شارح قرار دیا (نمل ۱۲) (۲۶) اللہ تعالیٰ نے فرمایا اے رسول ﷺ ہم تم کو اتنا دیں گے کہ تم راضی ہو جاؤ (واضحیٰ ۲۸) حضور ﷺ پر ایمان لانے کا تمام انبیاء کرام سے عہد و پیمان لیا (آل عمران ۱۷) (۲۹) حضور ﷺ

کوساری کائنات کے لئے قیامت تک کے لئے نبی و رسول بنا کر مبعوث فرمایا (انبیاء ۲) (۳۰) حضور ﷺ کی نبوت کو عالمگیر نبوت قرار دیا (سبا ۳) (۳۱) حضور ﷺ کے دین کو تمام دینوں پر غالب فرمایا (فتح ۲) (۳۲) اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کی جان کی قسم یاد فرمائی (حجر ۵) (۳۳) حضور ﷺ کا نام محمد رسول اللہ قرآن میں ذکر کیا یعنی حضور اللہ کے ہاں مجمع ملائکہ میں ذمہ انبیاء میں اہل زمین و زمان میں۔ محمد۔ تعریف کئے ہوئے ہیں (فتح ۵) (۳۴) حضور ﷺ سے بیعت کو اپنی بیعت فرمایا (فتح ۱) (۳۵) حضور ﷺ سے بیعت کرنے والے صحابہ سے اپنی رضا کا اعلان فرمایا (فتح ۲) (۳۶) حضور ﷺ کو نبی امی قرار دیا یعنی حضور ﷺ کسی انسان کے شاگرد نہیں اللہ تعالیٰ نے ہی آپ کو تعلیم دی ہے (اعراف ۹) (۳۷) حضور ﷺ کو رؤف و رحیم بنا کر بھیجا (سورہ توبہ ۵) (۳۸) حضور ﷺ کو اللہ نے تعلیم دی ایسی کہ حضور بھولیں گے نہیں (اعلیٰ ۱) (۳۹) حضور ﷺ کو تمام انبیاء کے معجزات و کمالات کا جامع بنایا (انعام ۹) (۴۰) حضور ﷺ کے خواب کو اللہ تعالیٰ نے سچا کر دیا (فتح ۲) (۴۱) اللہ تعالیٰ نے فرمایا رسول ﷺ سے میری گفتگو کا نام قرآن ہے۔ (مجادلہ ۶) (۴۲) حضور ﷺ کے معجزہ قرآن کو اللہ تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا (مائیدہ ۱) (۴۳) حضور ﷺ کو راضی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس کی جگہ کعبہ ابراہیمی کو قبلہ مقرر فرمایا (بقرہ ۱۱۰) (۴۴) حضور ﷺ کی آواز پر اپنی آواز کو بلند کرنے کی ممانعت فرمائی (حجرات ۱) (۴۵) سراج منیر قرآن میں صرف حضور ﷺ ہی کو قرار دیا (احزاب ۶) (۴۶) حضور ﷺ کا ادب و احترام رکن اسلام ہے (فتح ۲) (۴۷) حضور ﷺ کی گستاخی حضور کی شان میں بے ادبی حضور ﷺ کے متعلق ادنیٰ بے ادبی کے الفاظ کا استعمال حرام (فتح حجرات نور) (۴۸) حضور ﷺ کو ایذا پہنچانے والوں کے لئے دردناک عذاب ہے (توبہ ۱۳) (۴۹) حضور ﷺ کو علم غیب

عطا فرمایا (آل عمران ۹) (نساء ۱۳) جن ۱) (۵۰) حضور ﷺ غیب کی باتیں بتانے میں بخیل نہیں۔ (۵۱) حضور ﷺ اللہ کی دلیل و برہان ہیں (نساء ۴) (۵۲) حضور ﷺ اللہ کا ذکر ہیں (طلاق ۱۷) (۵۳) جو فیصلہ حضور ﷺ فرمادیں اس سے کسی مسلمان کو انکار کی گنجائش نہیں ہے (احزاب ۵)

خاتم النبیین

النَّبِيُّمُ اكْمَلْتُ لَكُمْ دِينَكُمْ۔

آج ہم نے تمہارا دین مکمل کر دیا۔

اپنی نعمت تم پر تمام کر دی اور تمہارے لئے دین کی حیثیت سے اسلام کو پسند کیا۔ (سورہ مائدہ) یہ آیت ۹ ذی الحجہ ۱۰ ہجری کو نازل ہوئی۔ اس بشارت میں یہ اشارہ تھا کہ دین کی عمارت میں کسی نہ کسی اینٹ کی ضرورت تھی جو حضور ﷺ کے وجہ سے کامل و مکمل ہو گئی۔ ایسی کہ اب اس میں کوئی جگہ باقی نہ رہی۔ قرآن نے اعلان کیا۔

وَلَكِنْ رَسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمَ النَّبِيِّينَ۔ (احزاب)

محمد (ﷺ) اللہ کے رسول اور تمام نبیوں کے خاتم ہیں۔

حضور ﷺ نے خاتم کے معنی خود متعدد احادیث میں بیان فرما دیئے۔

اَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ لَا نَبِيَّ بَعْدِي۔

میں انبیاء کا خاتم ہوں میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

مکمل دین اور ختم نبوت کو بطور تمثیل بیان کرتے ہوئے حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری اور دیگر انبیاء کی مثال ایسی ہے جیسے کسی نے کوئی عمدہ محل بنوایا ہو جسے دیکھ کر لوگ اس کی عمدگی خوبصورتی کی تعریف کریں لیکن اس محل کے ایک گوشہ میں ایک اینٹ کی جگہ خالی ہو جسے دیکھ کر لوگ یہ کہیں اگر اس جگہ کو بھی پورا کر دیا جاتا تو خوب ہوتا۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا۔

لَقَدْ يَلَنُكَ اللَّيْلَةُ۔

تو میں وہی آخری ایٹم ہوں۔

وَأَنَا خَاتَمُ النَّبِيِّينَ۔

میں پیغمبروں کا خاتم ہوں۔

فَلْيَحْصِمِ الْاَنْبِيَاءُ۔

تو پیغمبروں کا سلسلہ ختم ہو گیا۔

حضور ﷺ نے دیگر انبیاء کے مقابلہ میں اپنے مخصوص فضائل میں ختم نبوت کا ذکر نمایاں طور پر فرمایا ہے۔ نبوت مجھ پر ختم کر دی گئی (مسلم) میں پیغمبروں کا اس وقت بھی خاتم تھا جبکہ آدم پانی اور مٹی میں پڑے ہوئے تھے۔ (کنز العمال ص ۱۰۴ ج ۶) لفظ خاتم کے معنی آپ نے خود فرمادیتے۔ آخری نبی اور حضور ﷺ کے بعد نبی کے پیدا ہونے کے امکان کو خود حضور ﷺ نے اس طرح ختم فرمادیا۔

اے علی تم اس بات پر خوش نہیں کہ تم میں اور مجھ میں وہ نسبت ہو جو ہارون و موسیٰ علیہ السلام میں تھی۔ اِنَّ اَنْتَ لَيْسَ نَبِيًّا بَعْدِي (بخاری) مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں۔

حضور خاتم النبیین ﷺ نے فرمایا۔ بنو اسرائیل کی مگرانی اور سیاست انبیاء کرتے تھے جب ایک نبی وصال فرماتا تو دوسرا نبی پیدا ہو جاتا اور متفقین میرے بعد کوئی نبی نہیں۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہو سکتا تو وہ عمر ہو سکتے تھے۔ اس حدیث میں لَوْ لَمْ يَكُنْ كَالْفَرْسِ لَوْ اَمْرَحَال کے لئے آتا ہے جس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کے بعد کسی نبی کا پیدا ہونا محال ہے۔

میرے پانچ نام ہیں۔ محمد احمد ماحی خدا میرے ذریعہ کفر کو مٹائے گا۔ حاشر خدا میرے جھنڈے تلے بروز حشر ساری مخلوق کو جمع فرمائے گا اور میں عاقب ہوں۔

اَلَيْدِي لَيْسَ بَعْدَهُ نَبِيٌّ۔

(آخری) ہوں جس کے بعد کوئی نبی پیدا نہ ہوگا۔

(۳) رسالت و نبوت کا سلسلہ منقطع ہو گیا میرے بعد نہ کوئی رسول ہوگا نہ کوئی نبی۔ اس لئے جو شخص بھی حضور ﷺ کے بعد کسی طرح اور کسی بھی تاویل سے نبوت کا دعویٰ کرے وہ کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہے جیسے مرزا قادیانی۔ اور اس کو نبی ماننے والے جیسے احمدی اور اس کو مسیح بزرگ یا مسلمان ماننے والے جیسے لاہوری مرزائی یہ سب کافر و مرتد دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔ ان سے میل جول سلام کلام محبت نکاح وغیرہ حرام سخت حرام ہے۔ ان کا ذبح کیا ہوا چانور مردار ہے۔ معاذ اللہ کسی مسلمان لڑکی کا مرزائی سے نکاح خالص زنا ہے۔ اسی طرح مرزائی لڑکی سے مسلمان کا نکاح بھی فاسد و باطل ہے۔ مرزائی احمدی ہوں یا لاہوری ان کے ہونٹوں میں پکا ہوا گوشت مردار حرام و ناپاک ہے اور گوشت کے علاوہ دیگر اشیاء مکروہ ہیں۔

شفیع المذنبین

بعض لوگ کہتے ہیں جب قرآن نے یہ اعلان کیا ہے کہ جو مصیبت آتی ہے وہ ہماری کرتوتوں کا نتیجہ ہے۔ مکافات عمل سے غافل مت رہو تو پھر معافی اور شفاعت کا تصور کیا معنی؟

معافی اور شفاعت کا تصور حق ہے لیکن مکافات عمل کی آڑ میں شفاعت کا انکار درست نہیں۔ ہندوؤں اور عیسائیوں میں بھی یہ تصور پایا جاتا ہے کہ گناہ ہو جانے کے بعد معافی کی کوئی صورت نہیں ہے۔ چنانچہ ہنود نے انسانی روح کو آواگون کے لامتناہی سفر میں پھنسا کر اصلاح سے مایوس کر دیا اور عیسائیوں نے کفار کا عقیدہ ایجاد کر کے ایسا راستہ کھول دیا۔ جس سے اصلاح و خلائی کا جذبہ ہی ختم ہو جائے۔ حقیقت یہ کہ دنیا میں بہت سے مجرم اور ظالم ظلم کی راہ پر اسی لئے آگے بڑھتے ہیں کہ سابقہ گناہوں کے چکر سے نجات پانے کی امید کھو بیٹھتے ہیں اور معاشرہ بھی انہیں یہ احساس

دلا کر ہمیشہ کے لئے دھکار دیتا ہے اور عدم طافی کا یہ تصور جرم و ظلم کی راہ پر اور بھی زیادہ تیزی سے دوڑانے کا موجب بن جاتا ہے خود عریوں میں قبل اسلام یہ ہی تصور کارفرما تھا۔ گناہ و معصیت میں ڈوبے ہوئے طبقے طافی اور مغفرت سے مایوس تھے ان میں بعض ایسے تھے جنہوں نے کثرت سے بے گناہوں کو قتل کیا تھا اور غریب و یتیمس عورتوں کے سہاگ لوٹے تھے۔ ان کے سامنے طافی کی کوئی شعاع امید نہ تھی۔ حضور سرور کائنات ﷺ کے حضور ایسے کئی شخص آتے اور حیرانی کے ساتھ سوال کرتے کیا ہماری بھی مغفرت ممکن ہے۔ کیا ان بے پناہ سرکشیوں اور نافرمانیوں کے بعد بھی ہماری بخشش ہو سکتی ہے۔

قرآن نے ایسے لوگوں کے جواب میں حضور سرور کائنات ﷺ کی زبان مبارکہ سے اعلان کرایا۔

قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِينَ اَسْرَفُوا عَلٰى اَنْفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِنْ رَحْمَةِ اللّٰهِ
اِنَّ اللّٰهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا اِنَّهٗ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ۔ (زمر)

اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر زیادتیاں کی ہیں۔ اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو جاؤ۔ اللہ سارے کے سارے گناہ معاف کر دیتا ہے بے شک وہ بخشنے والا رحمت کرنے والا ہے۔

سبحان اللہ اور بار خداوندی میں تو سوال کی ضرورت ہے اور مجز و نیاز کی۔ رب سے سوال کرو معافی مانگو اور آئندہ کے لئے گناہوں سے بچنے کا سچا وعدہ کرو۔ وہ غفور رحیم اپنے سیاہ کار بندوں کی توبہ قبول فرماتا ہے اور اگر گناہوں سے توبہ کئے بغیر دنیا سے رخصت ہو گئے تو پھر بھی اس کی رحمت سے ناامید مت ہونا وہ اگر قہار ہے تو ستار بھی ہے وہ اگر جبار ہے تو رحمن درجیم بھی ہے وہ چاہے خود ہی تمہاری مغفرت فرمادے اور چاہے تو اپنے مقرب بندوں سے تمہارے لئے سفارش کرائے اور پھر ان کی سفارش

سے تمہاری معافی ہو جائے۔

اَلَمْ يَعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰهَ يَقْبَلُ التَّوْبَةَ عَنْ عِبَادِهٖ۔ (توبہ)

کیا وہ نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے۔

وَمَنْ يَعْمَلْ سُوءًا اَوْ يَظْلِمْ نَفْسًا ثُمَّ يَسْتَغْفِرِ اللّٰهَ يَجِدِ اللّٰهَ غَفُوْرًا
رَّحِيْمًا۔ (نساء)

جو کوئی برا کام کرے یا اپنے نفس پر ظلم کرے پھر اللہ سے استغفار کرے تو وہ اللہ کو بخشنے والا پائے گا۔

بہر حال قرآن سے توبہ بات واضح ہے کہ جرم خواہ کسی نوعیت کا ہو اگر آدمی تادم ہو توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ غفور رحیم ہے۔ اب جو شخص قرآن کی واضح بات کو تسلیم نہ کرے تو یہ اس کی مرضی ہے اسی طرح شفاعت بھی معافی کا ایک طریقہ ہے۔ رہی یہ بات کہ اللہ تعالیٰ نے مجرموں کی بخشش کا یہ طریقہ (شفاعت) کیوں اختیار فرمایا؟ اول تو یہ اعتراض ہی باطل محض ہے۔ جب آپ خدا کو مانتے ہیں تو اس کے افعال پر اعتراض کیوں؟ اللہ عزوجل نے بچہ کی پیدائش کے لئے عورت و مرد کو وسیلہ قرار دیا۔ حالانکہ وہ اس کے بغیر بھی پیدا کر سکتا تھا۔ انبیاء کے ذریعہ وہ مخلوق کی ہدایت فرماتا ہے مگر انبیاء کے بغیر بھی راہنمائی فرما سکتا تھا تو جس طرح اللہ تعالیٰ نے بچہ کی پیدائش کے لئے عورت و مرد کو مخلوق کی ہدایت کے لئے انبیاء کرام کو وسیلہ بنایا اور اپنے ارادہ و مرضی سے بنایا اسی طرح اس نے مجرموں کی بخشش کے لئے شفاعت کا قانون بنایا۔ ہاں حکیم کے افعال حکمت سے لبریز ہوتے ہیں۔ خدا حکیم ہے اس کے ہر فعل میں حکمت ہے مگر یہ ضروری نہیں ہے کہ حکیم کے ہر فعل کی حکمت بھی ہمیں معلوم ہو جائے۔ بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خدا خود دیا اپنے رسولوں کے ذریعہ سے اپنے کسی فعل کی حکمت کو بیان فرمادیتا ہے اور اکثر ایسا ہوتا ہے کہ بندے خود اپنی فہم و بصیرت کی روشنی میں اس کے افعال کی حکمتوں

گے اور کہیں گے۔

لَمَّا لَنَّا مِنْ خَالِعِينَ وَلَا صِدْقِي حَيْمِيمٍ فَلَوْ أَنَّ لَنَا كَرَّةً لَنَكُونَنَّ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (اشعرہ ۱۰۲۶)

(آج) ہمارے لئے نہ کوئی سفارشی ہے اور نہ کوئی ہمدرد و غم گسار دوست۔ ہمارے لئے اگر دنیا میں واپسی کا موقع ہوتا تو ہم ایمان لانے والوں میں سے ہوتے۔ یہ وہ آیات ہیں جن میں اس امر کا بیان ہے کہ کافروں اور مشرکوں کا کوئی شفیع نہ ہوگا اور یہ کہ بت شفاعت نہیں کر سکتے اور ذیل کی آیات میں مقبولان بارگاہ کے لئے شفاعت کا اثبات ہے۔

مَا مِنْ شَفِيعٍ إِلَّا مِنْ بَعْدِ إِذْنِهِ۔ (یونس پ ۱۱ رکوع ۱)

کوئی سفارشی نہیں مگر اس کی (اللہ کی) اجازت کے بعد۔

وَلَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ عِنْدَهُ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُ۔ (سہا پ ۲۲ رکوع ۳)

اس کے حضور شفاعت کام نہیں دیتی مگر جس کے لئے وہ اجازت عطا فرمائے۔ يَوْمَئِذٍ لَا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَنُ وَرَضِيَ لَهُ قَوْلًا۔

(طہ پ ۱۶ رکوع ۶)

قیامت کے دن کسی کی شفاعت کام نہ دے گی مگر اس کی جسے رحمن نے اجازت دے دی اور اس کی بات پسند فرمائی۔

اس خصوص میں ہمارے حضور نبی کریم ﷺ کی شان نزلی اور نہایت ہی اہم و احسن اکرم و اعظم ہے۔

دوستیں دی ہیں خدا نے دامن محبوب کو

جرم کھلتے جائیں گے اور وہ چھپاتے جائیں گے

کو تلاش کرتے ہیں اور بیان کر دیتے ہیں۔ مگر بندے خدا کے افعال کی جو بھی حکمتیں بیان کریں گے۔ یہ ضروری نہیں ہے کہ وہی حکمت خدا کے ہاں بھی ہو۔ شفاعت میں یہ حکمت ہو سکتی ہے کہ اس میں مقرران بارگاہ کی عزت افزائی ہے۔ ان کے تقرب اور مراتب کا اظہار ہے کہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی اطاعت کی۔ اللہ نے ان کو یہ مرحہ عطا فرمایا کہ ان کی سفارش مجرموں کے حق میں قبول کی۔ مجرموں پر اس امر کا اظہار ہے اور علی اظہار ہے کہ تم مجرم تھے۔ تم نے اپنے رب کی نافرمانی کی مگر دیکھو تمہارا رب کیسا رحیم ہے وہ تم پر رحم فرما رہا ہے اور تمہاری لغزشوں کو معاف فرما رہا ہے۔ اس نوع کی صد ہا حکمتیں مسئلہ شفاعت میں موجود ہیں۔ الغرض شفاعت کا عقیدہ حق ہے۔ قرآن و حدیث و اجماع امت سے ثابت ہے۔

”قرآن عزیز کی آیات طیبہ“ میں اختلاف و تضاد ناممکن ہے لہذا شفاعت کے بارے میں بھی اس کی آیات کریمہ میں کامل یک گت و ہم آہنگی ہے جن آیات کریمہ میں شفاعت کی نفی فرمائی گئی ہے ان کا مطلب یہ ہی ہے کہ کافروں اور مشرکوں کے لئے شفاعت نہیں۔ کفار مشرکین کہا کرتے تھے کہ ہم بتوں کو اس لئے پوجتے ہیں کہ یہ ہمیں بخیر و رب العالمین مقام قرب و رضا تک پہنچائیں گے۔ مَا نَعْبُدُهُمْ إِلَّا لِيُقَرِّبُونَا إِلَى اللَّهِ زُلْفَى۔ (زمر ۳)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اس خیال کو تردید کے لئے فرمایا:

مَا لِلظَّالِمِينَ مِنْ حَيْمِيمٍ وَلَا شَفِيعٍ يُطَاعُ۔ (المومن ۱۸)

(روز قیامت) ظالموں (کافروں اور مشرکوں) کا نہ کوئی دوست ہوگا نہ کوئی

سفارشی

جس کی سفارش مانی جائے اور کافر خود بھی قیامت کے دن اپنی اور اپنے بتوں کی بے بسی کا (اور ساتھ ہی اپنی گمراہی اور ضلالت کا) کھلے بندوں اعتراف کریں

اور خاص حضور ﷺ کے متعلق

مندرجہ ذیل آیات و احادیث میں یہ تصریحات جلیلہ مسلمانوں کیلئے باعث سکون قلب ہیں۔

(۱) وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضَىٰ - (والضحیٰ پ ۳۰ رکوع ۱)
بے شک قریب ہے آپ کا رب آپ کو اتنا عطا فرمائے گا کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔

(۲) وَاسْتَغْفِرْ لِدُنْيِكَ وَلِلْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ - (محرپ ۲۶ رکوع ۲)
اے محبوب اپنے خاص اور عام مسلمان مردوں اور عورتوں کی شفاعت کیجئے۔

(۳) عَلَيَّ أَنْ يَغْفَلَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا - (بنی اسرائیل)
قریب ہے آپ کا رب آپ کو ایسی جگہ کھڑا کرے جہاں سب آپ کی حمد کریں۔

(۴) شَفَاعَتِي لَأَهْلِ الْكِبَالَةِ مِنْ أُمَّتِي - (مسند احمد ابوداؤد ترمذی)
حضور ﷺ نے فرمایا میری شفاعت میری امت کے کبیرہ گناہ کرنے والوں کے لئے ہے۔

(۵) شَفَاعَتِي يَوْمَ الْقِيَمَةِ خَلِّيَ فَمَنْ لَمْ يُمْنْ بِهَا لَمْ يَكُنْ مِنْ أَهْلِهَا - (جامع صغیر ج ۲ ص ۳۳)
حضور ﷺ نے فرمایا روز قیامت میری شفاعت حق ہے جو اس پر ایمان نہ لایا وہ شفاعت کا اہل نہیں۔

(۶) إِذَا تَمَّانَ يَوْمَ الْقِيَمَةِ كُنْتُ إِمَامَ النَّبِيِّينَ وَخَلِيفَتِهِمْ وَصَاحِبَ شَفَاعَتِهِمْ خَيْرٌ فَخَيْرٍ - (ترمذی ابن ماجہ احمد)
حضور ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا۔ میں انبیاء کا امام اور خلیفہ اور شفاعت

کے لئے ہے۔

کرنے والا ہوں گا۔ یہ کوئی فخر کی بات نہیں۔

(۷) أَشْفَعُ لَأُمَّتِي حَتَّى يُنَادِيَ بِنِسْبِي رَبِّي أَرْضِيَّتْ بِمَا مَحَمَّدٌ قَالُوا أَيْ يَارَبِّ - (طبرانی ہذا)
حضور نے فرمایا میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا یہاں تک کہ میرا رب مجھ سے فرمائے گا اے محمد کیا تم راضی ہو گئے۔

میں عرض کروں گا اے رب میں راضی ہو گیا۔

(۸) حضور فرماتے ہیں بروز قیامت شفاعت امت کیلئے بحضور رب مجہد کروں گا تو میرا رب فرمائے گا اے محمد اپنا سر اٹھاؤ۔ کہو تمہاری بات فی جائے گی اور مانگو تمہیں عطا کیا جائے گا۔

يَا مُحَمَّدُ ارْقِعْ رَأْسَكَ وَقُلْ تُسْمِعْ وَتَسْمَعُ وَلَا تَعْطَىٰ وَأَشْفَعُ تُشْفَعُ قَالُوا يَارَبِّ أُمَّتِي أُمَّتِي -

اور شفاعت کرو تمہاری شفاعت قبول کی جائے تو میں عرض کروں گا الہی میری امت کی مغفرت فرما۔

فقط اتنا سبب ہے العقاب بزم محشر کا کہ ان کی شان محبوبی دکھائی جانے والی ہے علامہ صاوی تفسیر صاوی میں فرماتے ہیں۔

فَمَنْ رَعِمَ إِنَّ النَّبِيَّ كَأَحَدِ النَّاسِ لَا يُمْلِكُ شَيْئًا أَصَلًا وَلَا يَنْفَعُ بِهِ ظَاهِرًا وَلَا بَاطِنًا فَهُوَ كَأَفْرِ خَاسِرُ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ - (صاوی ص ۱۵۸ ج ۱)

جس نے یہ گمان کیا کہ نبی ﷺ اور لوگوں کی طرح ہیں کسی چیز کے مالک نہیں نہ ان سے نفع پہنچتا ہے نہ ظاہر طور نہ باطن طور تو وہ کافر ہے اس کی دنیا و آخرت ہمارے ہے۔

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ فقہ کبر میں فرماتے ہیں۔

شَفَاعَةُ الْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ حَقٌّ وَشَفَاعَةُ نَبِيِّنَا عَلَيْهِ
الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ لِلْمُؤْمِنِينَ وَالْأَهْلِ الْكُتُبِ مِنْهُمْ الْمُسْتَوْجِبِينَ الْعِقَابِ
حَقٌّ قَائِمٌ۔ (فقہ کبر ۲)

حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت حق ہے اور ہمارے نبی کریم ﷺ کی
کی شفاعت گنہگار مسلمانوں اور بڑے گناہ والوں کے لئے جو مستحق عتاب ہوں حق
اور ثابت ہے۔

خوش حق مزہ شفاعت کا سنا تے جائیں گے
آپ روتے جائیں گے ہم کو ہساتے جائیں گے

علم غیب نبوی

غیب کا ذاتی علم مخلوقات میں سے کسی کو نہیں۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی عالم الغیب
بالذات ہے یعنی اللہ تعالیٰ کا علم خود بخود ہے اسے کسی نے دیا نہیں۔ انبیاء کرام اور ان
کے وسیلہ سے اولیاء عظام اللہ تعالیٰ کے عطا فرمانے سے غیب جانتے ہیں یہ کہنا کہ اللہ
تعالیٰ اپنے نبیوں کو غیب پر مطلع نہیں فرماتا قرآن مجید کی آیات صریحہ کا انکار ہے۔
سورہ آل عمران پ ۴ رکوع ۱۸ سورہ جن پ ۲۹ رکوع ۲ سورہ ہود پ ۱۲ رکوع ۱۳ سورہ
نساء پ ۵ رکوع ۷ اور دیگر آیات و احادیث سے یہ بات قطعی طور پر واضح و ثابت ہے
کہ اللہ تعالیٰ اپنے خاص نبیوں کو غیب پر مطلع فرماتا ہے اور اولیاء کو انبیاء کرام کے وسیلہ
کے بغیر علم غیب پر مطلع ماننا غلط ہے۔ حضور سید عالم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے علم مَآ سَمَاءٍ
وَمَا يَكُونُ عَطَا فرمایا ہے یعنی ابتداء دنیا سے لے کر دخول جنت و تارک دنیا میں جو
کچھ ہوگا سب کا علم حضور کو عطا فرمادیا گیا ہے۔ قرآن کی متعدد آیات اور کثیر احادیث
سے یہ ہی ثابت ہے۔ خوب یاد رکھئے اہلسنت کا عقیدہ یہ ہے کہ گو اللہ تعالیٰ نے حضور کو

علم مَآ سَمَاءٍ وَمَا يَكُونُ عَطَا فرمایا ہے مگر اللہ تعالیٰ کے علم کے مقابلہ میں قلیل ہی ہے۔
اللہ تعالیٰ جیسا علم (یعنی ذاتی قدیم غیر محدود و لاتناہی) کیا اللہ کے علم کے برابر علم مخلوقات
میں سے کسی کے لئے بھی ماننا کھلی ہوئی گمراہی ہے نہ تو اللہ تعالیٰ کے علم کے برابر کسی کو
علم ہو سکتا ہے نہ کوئی تمام معلومات الہیہ کا احاطہ کر سکتا ہے۔

اہلسنت و جماعت حضور ﷺ کے لئے جو کچھ غیب کا لفظ استعمال کر دیتے ہیں تو
معاذ اللہ خدا کے علم کے لئے نہیں بلکہ مخلوقات کے علم کے مقابلہ میں دیتے ہیں۔ یعنی اللہ
تعالیٰ نے حضور ﷺ کو ایسا عظیم و کثیر علم عطا فرمایا ہے کہ مخلوقات کا علم حضور ﷺ کے علم
کے مقابلہ میں ایک قطرہ کی حیثیت نہیں رکھتا ہے۔

حضور ﷺ کے مشاہدات

حضور کی یہ خصوصیت بھی بہت ہی اہمیت رکھتی ہے کہ آپ کی آنکھیں جو کچھ
دیکھتی تھیں وہ عام لوگ نہیں دیکھ سکتے تھے۔ بخاری شریف کی حدیث میں حضور ﷺ
نے فرمایا۔ مَآ مِنْ شَيْءٍ جَوْزٍ يَحِثُّ بِيَّ مِنْ شَيْءٍ دُكِّئْتُ لِي تَحِيَّ وَهُوَ فِي يَدِي الْيَوْمَ
کھڑے کھڑے دیکھ لی۔ علامہ مینی رحمہ اللہ لکھتے ہیں کہ یہاں روایت سے یا تو آنکھ
سے دیکھنا مراد ہے یعنی اللہ تعالیٰ نے جہاں بات اٹھا دیئے ہیں اور حضور ﷺ نے مشاہدہ
فرمایا اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ روایت سے روایت علم مراد ہو یعنی اللہ عز و جل نے ان تمام
امور کی اطلاع بذریعہ وحی تفصیلی طور پر آپ کو دے دی جن کو آج سے پہلے حضور ﷺ
نہیں جانتے تھے۔ (یعنی ج ۱ ص ۲۸۹)

اس کے بعد علامہ مینی سوال اٹھاتے ہیں کہ یہ جو حضور اقدس ﷺ نے فرمایا
میں نے اس مقام پر کھڑے کھڑے ان تمام امور کا مشاہدہ کر لیا جو اس سے پہلے مجھے
لکھ دیکھائے گئے تھے تو کیا اس میں ذات الہی کا مشاہدہ بھی شامل ہے فرماتے ہیں۔
اس اس لئے کہ شئی میں ذات خدا بھی شامل ہے اور عقل اس کی مخالفت نہیں کرتی اور

عرف بھی اس کے اخراج کا مقتضی نہیں ہے۔ (یعنی ج ۱ ص ۳۹۱)

عالم میں کیا ہے وہ تجھے جس کی خبر نہیں!

ذرا ہے کون سا تری جس پر نظر نہیں

واضح ہو کہ حضور اقدس ﷺ اس دنیا میں تشریف رکھتے ہوئے جن عجائب و غرائب قدرت کا مشاہدہ و معائنہ فرماتے تھے۔ صحاح میں اس کے متعلق کثیر حدیثیں وارد ہوئی ہیں جن کو اگر جمع کیا جائے تو ایک مستقل کتاب بن جائے۔ یہاں ہم چند احادیث بیان کئے دیتے ہیں۔ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ فرماتے ہیں۔

(۱) اِنِّیْ رَآیْتُ الْجَنَّةَ وَارِیْتُ النَّارَ۔

میں نے جنت کو دیکھا اور دوزخ مجھے دکھائی گئی۔

(۲) لَقَدْ جِئْتُ بِالنَّارِ ثُمَّ جِئْتُ بِالْجَنَّةِ۔

میرے پاس جنت اور دوزخ لائی گئی (یعنی مجھے دکھائی گئی)

ایک بار سورج گرہن ہوا۔ آپ صحابہ کے ساتھ نماز کے لئے کھڑے ہوئے اور بہت دیر تک قرأت رکوع اور سجود میں مصروف رہے۔ صحابہ کرام نے دیکھا کہ آپ نے نماز میں ایک بار ہاتھ کو آگے بڑھایا۔ پھر دیکھا کہ کسی قدر پیچھے ہٹے۔ نماز کے بعد صحابہ کرام کے دریافت کرنے پر آپ نے فرمایا۔

(۳) اِنِّیْ رَآیْتُ الْجَنَّةَ فَتَنَّاوَلْتُ مِنْهَا عُنُقُوْدًا لَّوْ اَخْلَقْتُ لَا کُلْتُمْ مِنْهَا بِقَبْرِیْتُ الدُّنْیَا۔ (ابوداؤد ص ۲۲۱)

میں نے ابھی جنت کو دیکھا (جنت میں انگور کے خوشے لٹک رہے تھے) چاہا کہ توڑ لوں۔ اگر میں ان کو توڑ لیتا تو تا قیامت تم اس کو کھاتے۔

(بخاری کتاب الاذان باب رفع الید)

پھر میں نے دوزخ کو دیکھا۔ جس سے زیادہ بھیانک چیز میں نے آج تک نہیں

دیکھی لیکن میں نے اس میں زیادہ تر عورتوں کو پایا۔ صحابہ نے عرض کیا حضور اس کی وجہ؟ فرمایا: اپنے خاوندوں کی ناشکری کے سبب۔ اگر ایک عورت پر تم عمر بھر احسان کرو پھر ایک دفعہ وہ تمہارے کسی فضل سے آرزو ہو جائے تو وہ کہے گی۔ میں نے کبھی تمہارا اچھا برتاؤ نہیں دیکھا۔

میں نے دوزخ میں۔ اس چور کو دیکھا جو حاجیوں کا اسباب چڑایا کرتا تھا۔

(ابوداؤد)

میں نے دوزخ میں اس یہودی عورت کو دیکھا جس پر اس لئے عذاب ہو رہا تھا کہ اس نے ایک بلی کو باندھ دیا تھا۔ اس کو کھانے کو کچھ نہ دیتی تھی اور نہ اس کو چھوڑتی تھی کہ وہ زمین پر گر پڑی چیزیں کھائے آخر اسی بھوک سے وہ مر گئی۔

ایک اور حدیث میں حضور اکرم ﷺ نے اپنا یہ مشاہدہ بیان کیا۔

قَالَ اِطْلَعْتُ فِی الْجَنَّةِ۔

میں جنت میں چاٹکا۔ (بخاری ج ۲ ص ۹۶۹)

دیکھا کہ یہاں کے باشندوں کی بڑی تعداد ان کی ہے جو دنیا میں غریب تھے اور دوزخ میں جا کر دیکھا تو اس میں بڑی تعداد عورتوں کی پائی۔ (بخاری باب صفة الجہنم) عمر مبارک کے اخیر سال میں آپ شہدائے احد کے مزارات پر تشریف لے گئے اور وہاں سے واپس آ کر آپ نے ایک خطبہ دیا جس میں یہ بھی فرمایا:

”میں اپنے حوض کوثر کو نہیں سے دیکھ رہا ہوں اور زمین کے خزانوں کی کنجیاں میرے حوالہ کی گئی ہیں۔ (بخاری کتاب الجہنم)

اس خطبہ میں یہ بھی فرمایا: مجھے یہ خوف نہیں ہے کہ میرے بعد تم شرک کرنے لگو گے لیکن میں ڈرتا ہوں اس بات سے کہ اس دنیا کی دولت میں پڑ کر آپس میں رشک و حسد کرنے لگو۔

ایک دن آپ باہر تشریف لے گئے۔ ایک لیلے پر چڑھے پھر فرمایا:
(اے لوگو! جو کچھ میں دیکھ رہا ہوں) وہ تم بھی دیکھ رہے ہو؟ لوگوں نے عرض
کی نہیں۔

فرمایا: میں تمہارے گھروں کے درمیان فتنوں کو بارش کی طرح برستے دیکھ رہا
ہوں۔ (بخاری و مسلم)

۸) ایک جہاد میں مسلمانوں کی طرف سے ایک آدمی مارا گیا۔ لوگوں نے کہا وہ
شہید ہوا۔ آپ نے فرمایا:

ہرگز نہیں میں نے اس کو دوزخ میں دیکھا ہے کیونکہ اس نے مال غنیمت میں
سے ایک عبا چرائی تھی۔ (ترمذی)

۹) ایک دفعہ آپ دو پہر کو گھر سے نکلے تو آپ کے کانوں میں ایک آواز آئی۔
فرمایا: یہود کو ان کی قبروں میں عذاب دیا جا رہا ہے۔ (بخاری)

نیز آپ نے فرمایا: یہود کو ان کی قبروں میں جو عذاب ہو رہا ہے۔ اس کی
آوازیں میرے کانوں میں آرہی ہیں۔ (مسلمانی)

۱۰) بخاری میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے۔ آپ نے فرمایا: میں نے
جہنم کو دیکھا کہ اس کے شعلے ایک دوسرے کو توڑ رہے ہیں اور اس میں عمر بن عامر کو
دیکھا جو اپنی آنتیں گھسیٹ رہا ہے۔

۱۱) حضرت ورقہ بن نوفل کے متعلق حضرت ام المومنین خدیجہ رضی اللہ عنہا نے سوال
کیا کہ حضور ورقہ جنت میں گئے یا دوزخ میں۔ انہوں نے تو آپ کی تصدیق کی تھی۔
مگر آپ کے اظہار نبوت سے پہلے وفات پا گئے۔ فرمایا:

”مجھے ان کو خواب میں دکھایا کہ وہ پسید کپڑے پہنے ہیں۔ اگر وہ دوزخ میں
ہوتے تو ان کے جسم پر یہ لباس نہ ہوتا۔“ (مشکوٰۃ)

۱۲) رات میں نے دیکھا کہ میں جنت میں ہوں۔ سامنے ایک محل نظر آیا۔ اس
میں ایک عورت بیٹھی وضو کر رہی تھی میں نے پوچھا یہ کس کا محل ہے۔ جواب دینے
والے نے جواب دیا یہ عمر کا مسکن ہے۔ میں نے چاہا کہ اندر جاؤں مگر عمر کی غیرت یاد
آئی تو الٹا پھر گیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہما سن کر رو پڑے۔ عرض کی حضور! میں آپ سے غیرت کرتا۔

(صحیح بخاری ج ۱ ص ۳۶۵ و مسلم ترمذی کتاب الریاء مناقب مر)

۱۳) ایک دفعہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا: بلال تم کون سا ایسا نیک عمل کرتے ہو
کہ میں جب جنت میں گیا تو تمہارے جوتوں کی چاپ کی آواز کی سنی۔ عرض کی حضور
ﷺ ہمیشہ با وضو رہتا ہوں اور جب نیا وضو کرتا ہوں تو دو رکعت نماز پڑھ لیتا ہوں۔

(بخاری مناقب بلال)

۱۴) ایک مرتبہ آپ نے خطبہ دیا جس میں ابتدائے آفرینش سے قیامت تک
کے احوال بیان فرمادیے۔ عمر بن الخطاب کے یہ لفظ ہیں۔

فَاخْبَرَنَا بِمَا هُوَ كَائِنْ اِلَى يَوْمِ الْقِيَمَةِ۔ (مشکوٰۃ باب السجرات)

حضور ﷺ نے ہمیں ان تمام واقعات کی اطلاع دی جو قیامت تک ہونے
والے تھے۔

۱۵) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے زمین کے تمام کناروں کو میرے
سامنے کر دیا۔

فَوَازَيْتُ مَشَارِقَ الْأَرْضِ وَمَغَارِبَهَا۔

میں نے اس کے مشرق و مغرب کو دیکھ لیا۔

۱۶) ایک مرتبہ آپ نے فرمایا: خدا نے میرے لئے دنیا کو پیش فرمادیا تو میں دنیا
میں جو کچھ قیامت تک ہونے والا ہے۔ اس کو اس طرح دیکھ رہا ہوں۔

كَانَمَا أَنْظَرُ إِلَى كَفَىٰ هَلِيمٍ۔

جیسے اپنے اس ہاتھ کو۔ (مواہب لدنیہ رزقانی)

۱۷) آپ نے ایک خطبہ میں فرمایا: مجھ سے جو چاہو سوال کرو۔ بخدا جب تک میں اس منبر پر ہوں۔ تمہارے ہر سوال کا جواب دوں گا۔ ایک شخص کھڑا ہوا۔ عرض کی حضور امیر المومنین کہاں ہے۔

قَالَ النَّارُ۔

پھر عبداللہ بن حذافہ کھڑے ہوئے۔ انہوں نے عرض کی میرا باپ کون ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا: حذافہ۔

ثُمَّ تَخَوَّلَ أَنْ يَقُولَ سَلَوْنِي سَلَوْنِي۔ (بخاری کتاب الاعتصام)

پھر آپ نے متعدد بار فرمایا: لوگو! پوچھو پوچھو!

۱۸) ایک مرتبہ فرمایا: جس طرح آدم (علیہ السلام) پر ان کی اولاد اپنی اپنی صورتوں میں مٹی میں پیش کی گئی تھی۔ اسی طرح مجھ پر میری امت لوگوں کی پیدائش سے پہلے پیش کی گئی۔ مجھے بتادیا گیا کہ کون مجھ پر ایمان لائے گا اور کون نہیں۔ حضور ﷺ کے ان جملوں کی اطلاع منافقین کو پہنچی وہ کہنے لگے۔ یہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اب یہ گمان کرتے ہیں کہ انہیں مومن و کافر کی خبر ہے۔ حالانکہ ہم ان کے ساتھ ہیں۔ وہ ہم کو نہیں جانتے۔ جب منافقین کی یہ باتیں آپ تک پہنچیں تو آپ منبر پر تشریف لائے اور اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کے بعد فرمایا:

مَا خَالَ أَلْوَامَ طَعَنُوا فِيَّ عَلِمَنِي لَا تَسْأَلُونِي عَنْ شَيْءٍ فِيمَا بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ السَّاعَةِ إِلَّا أَنبَاءَ تَكُونُ بِهِ۔ (خازن پ ۴)

اس قوم کا کیا حال ہے جو ہمارے علم میں طعن کرتے ہیں (حالانکہ) اب سے لے کر قیامت تک جس چیز کے متعلق تم پوچھو گے ہم اس کی تم کو خبر دیں گے۔

۱۹) حتیٰ کہ ایک بار جب آپ مصروف نماز تھے۔ جمال الہی بے نقاب ہو کر سامنے آ گیا۔ میں نے دیکھا کہ جمال الہی بے پردہ میرے سامنے ہے۔ خطاب ہوا۔ تم جانتے ہو فرشتگان خاص کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ عرض کی انہیں یارب العالمین۔

پھر خدا نے اپنا ہاتھ دونوں مونڈھوں کے بیچ میں میری پیٹھ پر رکھا جس کی ٹھنڈک میرے سینہ تک پہنچ گئی۔

فَقَلْبْتُ مَا فِي السَّمَوَاتِ وَالْأَرْضِ۔ (مشکوٰۃ شریف باب المساجد)

اور آسمان و زمین کی تمام چیزیں میری نگاہوں کے سامنے آ گئیں۔

اب خطاب ہوا فرشتگان خاص کس امر میں گفتگو کر رہے ہیں۔ میں نے عرض کی کہ ان اعمال کی نسبت جو گناہوں کو منادیتے ہیں۔ خطاب ہوا وہ کیا ہیں؟ عرض کی نماز باجماعت کی شرکت کے لئے قدم اٹھانا۔ نماز کے بعد مسجد میں ٹھہر جانا اور ناگواری کے باوجود اچھی طرح وضو کرنا جو ایسا کرے گا۔ اس کی زندگی اور موت دونوں بخیر ہوں گی۔ وہ گناہوں سے ایسے پاک ہو جائے گا جیسے اسی دن اس کی ماں نے اس کو جٹا۔

پھر سوال ہوا یا محمد درجہ کیا ہیں؟ عرض کی۔ کھانا کھانا۔ جب دنیا سوتی ہو تو اٹھ کر نماز پڑھنا۔ (مسند احمد بن حنبل ج ۵ ص ۲۳۳)

الغرض: اس نوع کے کثیر مشاہدات اور سموعات ہیں جو حضور سید عالم ﷺ کو وقتاً فوقتاً پیش آیا کرتے تھے اور یہ بات بھی حضور ﷺ کے خصائص سے تھی۔

قبر میں حضور ﷺ کے متعلق سوال ہوگا

قبر میں منکر کبیر سوال کرتے ہیں تیرا رب کون ہے تیرا دین کیا ہے؟ حضور ﷺ کے متعلق تو کیا عقیدہ رکھتا ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا قبر میں حضور کی تشریف آوری ہوتی ہے یا آپ کی تصویر پیش کی جاتی ہے جس کی طرف فرشتے اشارہ کر کے پوچھتے

حضور ﷺ کے جسم مبارک کے بعض خصائص حدیث کی روشنی میں

حضور سید عالم ﷺ کی ذات اقدس کے جس گوشہ پر بھی نظر ڈالی جائے۔ شان بے مثالی کا ظہور ہوتا ہے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں آپ کے رخسار ایسے تھے گویا کہ صفیر رخسار پر سونے کا پانی چھلک رہا ہے۔ دندان مبارک موتیوں سے زیادہ ہلکدار تھے۔ ان سے نور پھنکتا تھا۔ آپ جب تبسم فرماتے تو اندھیرے میں اجالا ہو جاتا تھا۔ لعاب مبارک ہر مرض کے لئے شفا تھا۔ حتیٰ کہ کھاری کنوئیں ٹھٹھے ہو جاتے تھے۔ آواز کی تاثیر یہ تھی کہ مردے زندہ ہو جاتے تھے چشمان مقدس کے لئے اندھیرا حجاب نہ تھا۔ اندھیرے اجالے میں یکساں دیکھتے تھے۔ مونے مبارک باعث خیر و برکت تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بطور تبرک رکھتے تھے۔ گوش اقدس ساری کائنات کے فریاد رس تھے دور و نزدیک کی آوازیں لیتے تھے۔ دست مبارک اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا خزانہ تھا جس کے چہرہ پر ہاتھ پھیر دیتے وہ چمکنے لگتا۔ بیمار شفاء پاتے تھے۔ بدن مبارک قدرتی طور پر خوشبودار تھا جس راہ سے گذر جاتے وہ راستہ خوشبو سے مہک جاتا۔ انگلیوں کا اجاز یہ تھا کہ ان سے پانی کے چشمے جاری ہو جاتے تھے۔ جسم اقدس بے سایہ تھا۔ کبھی بھی ادب کرتی تھی۔ جسم پاک پر نہ بیٹھتی تھی۔ پسینہ مبارک خوشبودار تھا۔ صحابہ آپ کے پسینہ کو عطر میں ملا تے تھے تاکہ عطر میں خوشبو زیادہ ہو جائے حضور ﷺ کی آنکھیں سوتی تھیں لیکن قلب مبارک ہمیشہ بیدار رہتا تھا۔ بغل مبارک خوشبودار تھے۔

ہیں تو زیادہ صحیح بات یہ ہے کہ حضور اکرم ﷺ تو اپنے مقام اعلیٰ و ارفع میں جلوہ فرما ہوتے ہیں۔ حجاب اور پردہ مقبور کے لئے ہوتا ہے۔ بحکم خداوندی مقبور کے لئے وہ حجابات اٹھ جاتے ہیں اور مقبور کو حضور سید عالم ﷺ نظر آ جاتے ہیں اور فرشتے آپ کی ذات اقدس کی طرف اشارہ کر کے پوچھتے ہیں کہ ان کے متعلق تیرا کیا اعتقاد ہے؟ تو مومن اس سوال کے جواب میں حضور ﷺ کی رسالت و نبوت کا اقرار کرے گا اور کافر اس امتحان میں ٹپل ہو جائے گا اور وہ کہے گا مجھے کچھ معلوم نہیں۔ حضور کے متعلق قبر میں سوال کافر و مومن سب سے ہوگا اور یہ بھی حضور ﷺ کے خصوصیات سے ہے اور اس سے مقصود حضور کے فضل و شرف اور مرتبہ و مقام کی بلندی کا اظہار ہے کہ یہ ایسے رتبے کے نبی ہیں کہ قبر میں کامیابی بھی ان کے تصور اور ان سے حسن عقیدت و محبت رکھنے کے بغیر ناممکن ہے۔



حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس مضمون کی متعدد احادیث سے اس کی کبریٰ میں ذکر کیا کہ خطبہ مبارک کی آواز پردہ نشین مستورات کو گھروں میں سے پہنچ رہی تھی۔

اخلاق نبوی کی ایک جھلک

حضرت عائشہ صدیقہؓ فرماتی ہیں۔ میں نے حضور کو کبھی اس طرح ہنسنے نہیں دیکھا کہ آپ کا سارا منہ کھل گیا ہو۔ آپ صرف مسکرا دیتے تھے۔ (بخاری)

آپ ایک ایک بات کو علیحدہ علیحدہ فرماتے۔ اگر کوئی شخص آپ کے جملوں کو کٹنا چاہتا تو گن سکتا تھا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور ﷺ گفتگو فرماتے تو ایک ایک جملہ علیحدہ علیحدہ ادا فرماتے اور ٹھہر ٹھہر کر بات کرتے (ابوداؤد) حضرت عبداللہ بن سلام سے روایت ہے کہ حضور جب گفتگو فرماتے تو آپ کی نگاہ اکثر آسمان کی طرف رہتی۔ (ابوداؤد)

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ جب کسی سے مصافحہ فرماتے تو اپنا ہاتھ اس وقت تک اس سے علیحدہ نہ کرتے جب تک وہ شخص خود آپ کا ہاتھ نہ چھوڑ دیتا نیز آپ اس کی جانب سے منہ نہ پھیرتے جب تک وہ منہ موڑ کر نہ مل دیتا۔ آنجناب نبی کریم ﷺ کو کسی نے کبھی اس حالت میں نہیں دیکھا کہ آپ لوگوں کے سامنے (یعنی مجلس میں) پاؤں پھیلا کے بیٹھے ہوں۔ (ترمذی)

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب حضور ﷺ کسی واقعہ

مردوں چاندی کی صراحی تھی۔ پیشانی مبارک روشن چراغ کی طرح تھی۔ پیشانی کے ہر قطرہ سے نور کا فوارہ جاری ہوتا تھا۔ حضور ﷺ کے تمام فضیلت مبارکہ طیبہ و طابہ رہتے۔ رفتار کی یہ کیفیت تھی کہ کوئی شخص حضور ﷺ سے آگے نہ بڑھ سکتا تھا۔ پشت مبارک پر خاتم نبوت چاندی کی طرح سفید تھی۔ چہرہ اقدس جمال و جلال الہی کا مظہر اتم تھا۔ صحابہ حضور کے چہرہ اقدس کو چاند و سورج جتاتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جب حضور کے حسن و جمال کے بیان سے عاجز آ گئے تو کہنے لگے حضور کی مثال نہ آپ سے قبل دیکھی گئی نہ حضور کے بعد دیکھی جائے گی۔ (خاص کبریٰ)

حضور ﷺ کے خطبہ کی اثر انگیزی

حضور ﷺ کا خطبہ دو عظ رقت انگیزی اور تاثیر میں درحقیقت معجزہ الہی تھا۔ پھر سے پھر دل آپ کا خطبہ سن کر نرم ہو جاتے۔ جمعہ کے خطبہ میں عموماً دہ حسن اخلاق خوف قیامت عذاب قبر تو حید صفات الہی بیان فرماتے تھے۔ ہفتہ میں کوئی اہم واقعہ پیش آیا تو اس کے متعلق ہدایت فرماتے تھے۔ عید کے خطبہ میں صدقہ و خیرات و غرباء یتامی کی امداد و اعانت پر خاص طور پر زور دیتے تھے۔ حجۃ الوداع حضور کی عمر پاک کا آخری خطبہ تھا۔ اس موقع پر حضور ﷺ نے ایک لاکھ صحابہ کو قصویٰ انامی اونٹنی پر سوار ہو کر خطاب فرمایا تھا۔ اس زمانہ میں آواز پہنچانے کے لئے لاؤڈ سپیکر تو تھے نہیں مگر حضور ﷺ کا یہ اعجاز تھا کہ پورے مجمع کو آواز برابر پہنچ رہی تھی حتیٰ کہ دوران خطبہ میں حضور ﷺ نے کسی صحابی سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ کہتے ہیں۔ ”بیٹھ جاؤ“ کی آواز میں نے اپنے گھر پر سنی اور وہیں حکم نبوی کی تعمیل میں تظہیرا بیٹھ گیا۔

(۱) حضور کے فضائل و مناقب معجزات مرتبہ و مقام کی عظمت اور خاصائص کی مدلل و مفصل معلومات کے لئے معنف کتاب ہذا کی تصانیف روح ایمان جامع الصفات خاصائص مصطفیٰ شان مصطفیٰ کا مطالعہ کیجئے جو مکتبہ رضوان سخی بخش روڈ سے قیصال سکتی ہیں۔

یا بات سے خوش ہوتے تو آپ کا چہرہ مبارک اس طرح کھل اٹتا جیسے وہ چاند کا ٹکڑا ہو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے۔ حضور ﷺ زیادہ کرتے۔ غیر ضروری باتیں نہ کرتے۔ نماز طویل پڑھتے۔ خطبہ مختصر دیتے۔ یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ چلنے میں غار محسوس نہ کرتے اور ان میں سے ہر ایک کا کام کر دیتے۔

(نسائی واری)
حضرت عبداللہ بن ابی اوفی فرماتے ہیں۔ یتیم اور مسکین کے ساتھ چل کر ان کا کام کر دینے میں آپ کو عار نہ تھی۔ (اری)

صحاح میں ہے کہ آپ دو شیرہ لڑکیوں سے بھی زیادہ شرمیلے تھے۔ شرم و حیاء کا اثر آپ کی ایک ایک مقدس و دلنوا ادا سے واضح تھا۔

حضرت ام سلمہ فرماتی ہیں کہ ایک مرتبہ سرکار ﷺ مکان پر تشریف لائے۔ چہرہ اقدس مغوم تھا۔ میں نے سبب دریافت کیا تو فرمایا کہ کل جو سات دینار آئے تھے شام آگئی مگر ابھی تک بستر پر پڑے ہیں۔ (مسند امام احمد مطب)

ایک دفعہ آپ نماز کے لئے تیار ہوئے ایک بدو آیا دامن اقدس قہام کر بولا میرا ذرہ سا کام رہ گیا ہے ایسا نہ ہو کہ بھول جاؤں پہلے اسے کرو بیجئے ساتھ تشریف لے گئے اس کا کام سرانجام فرما کر پھر نماز ادا فرمائی۔

اظہار نبوت سے قبل عبداللہ بن ابی الحسنا نے آپ سے کچھ معاملہ کیا اور آپ کو بٹھا کر چلے گئے کہ آ کر حساب کر دیتا ہوں۔ اتفاق سے ان کو خیال نہ رہا تین دن کے بعد آئے تو دیکھا کہ نبی ﷺ اسی جگہ تشریف رکھتے ہیں۔ آپ نے ان کو دیکھ کر فرمایا کہ تین دن سے یہاں تمہارے انتظار میں بیٹھا ہوں۔ (ابوداؤد)

جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے کبھی کسی سے اپنا ذاتی

انعام نہیں لیا۔ برائی کے بدلہ درگزر اور معاف فرما دیتے تھے۔ آپ نے کسی کو اپنے ہاتھ سے نہیں مارا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں حضور نرم و مہربان طبع خندہ جبیں تھے۔ سخت مزاج اور تنگ دل نہ تھے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ آپ کے خادم خاص کہتے ہیں۔ میں نے دس برس آپ کی خدمت کی مگر آپ نے کبھی کسی معاملہ میں مجھ سے باز پرس نہ فرمائی۔ (شمائل ترمذی)

ایک بدو نے نہایت سختی سے حضور ﷺ سے اپنے قرضہ کا مطالبہ کیا صحابہ نے اسے ڈانٹا اور کہا تجھے معلوم ہے تو کس سے ہم کلام ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا تم کو بدو کا ساتھ دینا چاہیے تھا کیونکہ اس کا حق ہے پھر آپ نے قرضہ ادا کرنے کا حکم دیا۔ (ابن ماجہ)

ایک دفعہ ایک شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا دیکھا کہ آپ کی بکریوں کا ریوڑ دور تک پھیلا ہوا ہے۔ اس نے درخواست کی۔ آپ نے تمام بکریاں اس کو عطا فرمادیں۔ اس نے اپنے قبیلہ میں جا کر کہا۔ اسلام قبول کر لو محمد ﷺ ایسے فیاض ہیں کہ مفلس ہونے کی پرواہ نہیں کرتے۔ (بخاری)

مکہ میں رد سائے قریش جب ہر قسم کی تدبیروں سے تھک گئے تو انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے حکومت کا تخت زرو جو اہر کا خزانہ حسن کی دولت پیش کی۔ ان میں ہر ایک چیز بڑے سے بڑے بہادروں کے قدم و گمگا دینے کے لئے کافی تھی لیکن آپ نے نہایت حقارت کے ساتھ ان کی اس درخواست کو ٹھکرا دیا۔ بلا آخری مولیس و ہدم ابوطالب نے بھی ساتھ چھوڑنا چاہا تو یہ غور و فکر کا آخری لمحہ اور عزم و استقلال کا آخری امتحان تھا۔ اس وقت آپ نے جو کلمات فرمائے عالم کائنات میں ثبات و پامردی کے اظہار کا سب سے آخری طریقہ تعبیر تھے۔ آپ نے فرمایا:

”چچا اگر قریش میرے داہنے ہاتھ میں سورج اور بائیں ہاتھ میں چاند رکھ دیں

جب بھی میں اپنے اعلان حق سے باز آؤں گا۔ (ابن ہشام)

اکثر خدام خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ ہاتھ ڈال دیں تاکہ متبرک ہو جائے۔ جازوں کا موسم اور صبح کا وقت ہوتا مگر حضور ﷺ پھر بھی انکار نہ فرماتے۔ (ابوداؤد)

زہد وقناعت اور فقر اختیار کیا یہ عالم تھا کہ بوقت وصال آپ کی زرہ ایک یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن مقدس کپڑوں میں وصال فرمایا ان میں اوپر تلے پیوند لگے ہوئے تھے۔ بستر اقدس میں کھجور کی پھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ کے لئے کبھی کپڑا ملے کر کے نہیں رکھا گیا۔ الغرض عزم و استقلال شجاعت امانت راست گفتاری عہد کی پابندی زہد وقناعت غلو و علم دشمنوں سے درگزر اور حسن سلوک غریبوں سے محبت و پیار دشمنوں کے حق میں دعائے خیر۔ بچوں پر شفقت غلاموں سے اچھا سلوک مستورات سے نیک برتاؤ۔ حیوانات پر رحم اولاد سے محبت حسن خلق حسن معاملہ جو دو مخالف اوصاف و انصاف ایثار و قربانی مہمان نوازی صدقہ سے پرہیز غرض کہ تمام اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف کے پیکر جمیل تھے حضور ﷺ کے خصائل و شمائل کے واقعات کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہے۔



معجزہ..... حضور ﷺ کے بعض معجزات و خصائص

جو کام عادی ناممکن ہوا اگر اسے اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہونے کی دلیل میں پیش کرے تو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ جیسے عصا کا اڑدہا بن جانا یا بیضا سورج کا واپس آنا چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا وغیرہ۔ واضح رہے کہ اگر کوئی اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا ہو اور یہ کہے کہ میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں اس لوہے کو سونا بنا دیتا ہوں تو وہ اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ایسا نہیں کر سکتا ورنہ سچے اور جھوٹے کی تمیز ہی ختم ہو جائے گی۔ حضور سرور کائنات ﷺ تمام انبیاء کے معجزات و کمالات کے جامع ہیں بلکہ حضور ﷺ کی ذات اقدس خود معجزہ ہے۔

معراج شریف

معراج حضور ﷺ کا نہایت ہی مشہور معجزہ ہے۔ رات کے نہایت ہی تھوڑے حصہ میں آپ مکہ سے بیت المقدس لے جائے گئے وہاں آپ نے تمام انبیاء سابقین کی امامت فرمائی پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب خاص میں رسائی ہوئی۔ جمال الہی سے مشرف ہوئے۔ جنت و دوزخ عرش و کرسی لوح و قلم غرض کہ ساری خدائی کا آپ نے مشاہدہ فرمایا اور یہ عظیم و جلیل سفر اتنے عرصہ میں طے ہوا کہ

زنجیر بھی ہلٹی رہی بستر بھی رہا گرم

ایک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

حضور ﷺ کو معراج جسم و روح کے ساتھ بحالت بیداری ہوا۔ معراج

تب بھی میں اپنے اعلان حق سے باز نہ آؤں گا۔ (ابن ہشام)

اکثر خدام خدمت اقدس میں پانی لے کر آتے کہ آپ ہاتھ ڈال دیں تاکہ
جبرک ہو جائے۔ جاڑوں کا موسم اور صبح کا وقت ہوتا مگر حضور ﷺ پھر بھی انکار نہ
فرماتے۔ (ابوداؤد)

زہد و قناعت اور فقر اختیار کیا یہ عالم تھا کہ بوقت وصال آپ کی زرہ ایک
یہودی کے پاس گروی تھی۔ جن مقدس کپڑوں میں وصال فرمایا ان میں اوپر تلے پیوند
لگے ہوئے تھے۔ بستر اقدس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ (بخاری) حضرت عائشہ
رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں حضور ﷺ کے لئے کبھی کپڑا طے کر کے نہیں رکھا گیا۔ الغرض عزم و
استقلال شجاعت امانت راست گفتاری عہد کی پابندی زہد و قناعت عنوہ حلم و دشمنوں
سے درگزر اور حسن سلوک غریبوں سے محبت و پیار دشمنوں کے حق میں دعائے خیر۔
بچوں پر شفقت غلاموں سے اچھا سلوک مستورات سے نیک برتاؤ۔ حیوانات پر رحم
اولاد سے محبت حسن خلق حسن معاملہ جو و سخا عدل و انصاف ایثار و قربانی مہمان نوازی
صدقہ سے پرہیز غرض کہ تمام اعلیٰ سے اعلیٰ اوصاف کے پیکر جمیل تھے حضور ﷺ کے
خصائل و شمائل کے واقعات کو بیان کیا جائے تو اس کے لئے دفتر درکار ہے۔



معجزہ..... حضور ﷺ کے بعض معجزات و خصائص

جو کام عادی ناممکن ہو اگر اسے اپنے دعویٰ نبوت میں سچا ہونے کی دلیل میں
پیش کرے تو اس کو معجزہ کہتے ہیں۔ جیسے عصا کا اثر دہا بن جانا یا بیضا سورج کا واپس
آنا چاند کے دو ٹکڑے ہو جانا وغیرہ۔ واضح رہے کہ اگر کوئی اپنے دعویٰ نبوت میں جھوٹا
ہو اور یہ کہے کہ میرے سچے ہونے کی دلیل یہ ہے کہ میں اس لوہے کو سونا بنا دیتا ہوں تو
وہ اپنے اس دعویٰ کی دلیل میں ایسا نہیں کر سکتا ورنہ سچے اور جھوٹے کی تمیز ہی ختم ہو
جائے گی۔ حضور سرور کائنات ﷺ تمام انبیاء کے معجزات و کمالات کے جامع ہیں
بلکہ حضور ﷺ کی ذات اقدس خود معجزہ ہے۔

معراج شریف

معراج حضور ﷺ کا نہایت ہی مشہور معجزہ ہے۔ رات کے نہایت ہی
تھوڑے حصہ میں آپ مکہ سے بیت المقدس لے جائے گئے وہاں آپ نے تمام انبیاء
سابقین کی امامت فرمائی پھر آسمانوں پر تشریف لے گئے۔ اللہ تعالیٰ کے قرب خاص میں
رسائی ہوئی۔ جمال الہی سے مشرف ہوئے۔ جنت و دوزخ عرش و کرسی لوح و قلم غرض کہ
ساری خدائی کا آپ نے مشاہدہ فرمایا اور یہ عظیم و جلیل سفر اتنے عرصہ میں طے ہوا کہ
زنجیر بھی ہلٹی رہی بستر بھی رہا گرم
ایک دم میں سر عرش گئے آئے محمد

حضور ﷺ کو معراج جسم و روح کے ساتھ بحالت بیداری ہوا۔ معراج

جسمانی کا منکر گمراہ ہے۔

حضور ﷺ کے معجزات

حضور ﷺ کے معجزات کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔ چند معجزات یہ ہیں۔ شق القمر حضور ﷺ کا عظیم و جلیل معجزہ ہے۔ اہل مکہ نے جب آپ سے معجزہ دکھانے کا مطالبہ کیا تو چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ ایک ٹکڑا پہاڑ کے اوپر اور دوسرا اس کے نیچے۔ قرآن مجید میں بھی فرمایا *وَأَنشَقُّ الْقَمَرَ* یہ معجزہ رات کے وقت مکہ میں بمقام منی واقع ہوا۔ ترمذی میں ہے کہ اس معجزہ کو دیکھ کر کفار نے کہا حضور ﷺ نے ہم پر جادو کر دیا ہے؟ لیکن جب ادھر ادھر سے مسافر آئے اور انہوں نے یہ ہی مشاہدہ بیان کیا تو حیران ہو کر کہنے لگے ہم پر تو جادو کر دیا مگر دیگر مقامات کے آدمیوں پر تو جادو نہیں کر سکتے؟

خیبر سے واپسی پر مقام صہبا پر حضرت علی رضی اللہ عنہ کے لئے جبکہ ان کی نماز قضا ہو گئی۔ حضور ﷺ کی دعا سے ڈوبا ہوا سورج واپس آ گیا (شامی) کھجور کا وہ حصہ جس سے حضور ﷺ لگا کر خلیفہ دیتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے خطبہ دینا شروع کیا تو اس خشک لکڑی سے رونے کی آواز آنے لگی اور یہ آواز جمعہ کے اجتماع میں صحابہ نے خود سنی (بخاری) درختوں و پتھروں سے السلام علیک یا رسول اللہ کی آواز آتی تھی (ترمذی) خانہ کعبہ کے بت حضور ﷺ کے دست مبارک کی چھڑی سے بے چھوئے صرف اشارہ سے گر پڑے تھے (بخاری طبرانی ابویہم) درخت حضور ﷺ کے اشارہ سے چلتے اور آپ کی نبوت کی تصدیق کرتے (مسلم) حضور ﷺ کی سواری کی برکت سے سست رفتار جانور تیز ہو جاتے تھے (بخاری) جب صحابہ رات گئے اپنے گھروں کو واپس ہوتے تو ان کو راستہ دکھانے کے لئے کوئی چیز روشن ہو جاتی (بخاری) جانور آپ کو سجدہ کرتے تھے۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا ہر مخلوق جانتی ہے کہ خدا کا رسول

ہوں (بخاری) حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کا حافظہ کمزور تھا۔ حضور ﷺ نے انہیں قوت حافظہ عطا فرمائی (بخاری) حضرت علی رضی اللہ عنہ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن مبارک ڈال دیا ان کی آنکھیں اچھی ہو گئیں۔ آپ کے لعاب مبارک اور ہاتھ لگانے سے پیار شفا یاب ہو جاتے۔ (مسند احمد ج ۳ ص ۷۷) حضور ﷺ کی دعا سے نامرادوں کی حاجتیں پوری ہو جاتی تھیں (بخاری) حضور ﷺ کی دعا اور ہاتھ لگانے لعاب مبارک ملانے سے اشیاء میں اضافہ ہو جاتا تھا۔ حضرت ابوطالبہ رضی اللہ عنہ کے ہاں تھوڑا سا کھانا تھا مگر ستر اسی آدمیوں کے لئے کافی ہو گیا (بخاری) دودھ کے ایک پیالہ سے ستر اصحاب سرفہ میراب ہو گئے (بخاری) حضور کی انگلیوں سے متعدد بار پانی جاری ہوا۔ (بخاری)

نور و بشر

حضور ﷺ کی ذات اقدس کو قرآن نے نور فرمایا ہے۔ اس لئے اہلسنت حضور کو نور کہتے اور مانتے ہیں مگر بایں ہمہ حضور ﷺ کی بشریت کے منکر نہیں ہیں۔ حضور ﷺ اللہ کے بندے اس کی مخلوق اور اس کے مقدس رسول ہیں۔ لیکن حضور کی بشریت تمام انسانوں کی بشریت اور ملائکہ مقررین کی نورانیت سے افضل ہے۔ حضور کو عام انسانوں کی طرح سمجھنا یا حضور سے ہمسری کا دعویٰ کرنا۔ حضور ﷺ کے متعلق یہ جملے استعمال کرنا آخروہ بھی تو ہماری طرح ایک انسان تھے۔ ہماری طرح ہی کھاتے پیتے سوتے چلتے تھے اور حضور کو عام انسانوں کی طرح سمجھنا گمراہی بلکہ تمام گمراہیوں کی جڑ ہے۔ حضور کا کھانا پینا چلنا سونا سب کچھ بحیثیت ایک نبی و رسول کے ہے۔ آپ کا قول و فعل اللہ کا قانون بنتا ہے۔ عام انسانوں کا یہ درجہ کہاں ہے۔ حضور کی شخصیت طیبہ کی کیفیت تو یہ ہے کہ آپ افضل الانبیاء سید الانبیاء خاتم الانبیاء ہیں جیسے قرآن پاک میں اللہ تعالیٰ کے پیغام کی تکمیل ہوئی ایسے ہی حضور کی ذات بابرکات میں محاسن انسانیت کی تکمیل ہوئی ہے جیسے پہلے کوئی آسمانی کتاب جزوی یا کلی طور پر قرآن پاک

کی عظمت و رفعت کا مقابلہ نہیں کر سکتی اسی طرح کوئی پہلا نبی یا رسول جزوی یا کلی لحاظ سے حضور کے فضائل و مناقب مرتبہ کی بلندی اور عظمت کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ عام انسان تو حضور کے سامنے چیز ہی کیا ہیں۔ علامہ اقبال حضور کی بشریت اور آپ کے مرتبہ کی بلندی و برتری کے متعلق کہتے ہیں۔

طور موجے از غبار خانہ اش
کعبہ را بیت المحرم کا شانہ اش
کوہ طور کی حیثیت آپ کے غبار خانہ سے زیادہ نہیں ہے۔ آپ کا گھر کعبہ کے لئے باعث احترام ہے۔

کس ز سر عبودہ آگاہ نیست
عبودہ بخو سزا الا اللہ نیست
نسخہ کونین را دیباچہ اوست
جملہ عالم بندگان و خواجہ اوست

نام اقدس سن کر انگوٹھے چومنا

جائز اور باعث برکت ہے۔ چنانچہ فقہ حنفی کی معتبر کتب (رد المحتار ج ۱ ص ۳۷۹) میں ہے کہ پہلی شہادت کو سننے کے ساتھ ہی صلی اللہ علیک یا رسول اللہ کہنا۔ دوسری شہادت کے وقت قُرْءَةً غِنِیْ بِلَتْ بِسَامُؤْلِ اللّٰہِ کہے مستحب ہے پھر دونوں آنکھوں پر دونوں انگوٹھوں کے ناخن رکھنے کے بعد یہ کلمات کہے جائیں۔ اللھم معنی بالصبر والبصر تو ایسے کرنے والے کے لئے حضور جنت کے قائد نہیں گے۔ اسی طرح طحاوی شرح مرقا الفلاح ص ۱۱۱ و ۱۱۲ میں لکھا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اذان میں حضور کا نام سن کر دونوں انگوٹھوں کو چوم کر اپنی آنکھوں سے لگایا تھا۔ حضور کے سوال پر عرض کی میں نے یہ فعل برکت کے

لئے کیا ہے۔ حضور نے فرمایا تم نے اچھا کیا جو کوئی ایسا کرے گا اس کی آنکھ دکھنے سے محفوظ رہے گی۔ کہا جاتا ہے کہ اس مضمون کی تمام احادیث ضعیف ہیں۔ لیکن یہ اصول حسب کو تسلیم ہے کہ فضائل اعمال میں ضعیف حدیث بھی مانی جاتی ہے۔ علاوہ ازیں اہلسنت کا موقف یہ ہے کہ ہمیں حضور کا نام پیارا لگتا ہے اس لئے ہم چوم لیتے ہیں جس کو پیارا نہیں لگتا نہ چومے اور جو لوگ نہیں چومتے ہم ان پر کوئی فتویٰ نہیں لگاتے اور نہ ہونے پر مجبور کرتے ہیں۔ البتہ نہ چومنے والے بدعت و شرک کا فتویٰ جزدیتے ہیں جو سخت زیادتی اور شریعت پر افتراء ہے۔ کیونکہ کسی حدیث میں نام پاک سننے پر انگوٹھے چومنے کی ممانعت نہیں آئی بلکہ حضور نے تو یہ فرمایا ہے کہ جس نے اپنی ماں کے قدموں کو ہوا۔ اس نے جنت کی چوٹ کھٹ کو چوم لیا۔ جب ماں کے قدموں کے چومنے کی یہ عظمت ہے تو حضور کے نام اقدس کو عقیدت و محبت و احترام کی بنیاد پر چومنے میں حرج کیا ہے؟

قیام تعظیسی

اہلسنت کا یہ معمول ہے کہ وہ حضور کی بارگاہ اقدس میں کھڑے ہو کر ادب و احترام تعظیم و محبت کے ساتھ صلوٰۃ و سلام عرض کرتے ہیں۔ یہ بھی جائز ہے۔ ممانعت پر کوئی دلیل شرعی نہیں ہے جو لوگ قیام تعظیسی نہیں کرتے۔ اہلسنت ان پر کوئی فتویٰ نہیں دیتے۔

البتہ حضور سے عشق و محبت رکھنے والوں کے لئے سوچنے سمجھنے کی بات یہ ہے کہ سینما میں جب ترانہ سنایا جاتا ہے تو قانوناً اس کے احترام میں کھڑا ہونا پڑتا ہے اور منکرین بھی ترانہ کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو جاتے ہیں تو ترانہ کی تعظیم کے لئے کھڑا ہونا تو جائز ہو اور حضور کی تعظیم و احترام عقیدت و محبت کے اظہار کے لئے کھڑا ہونا بدعت ہو جائے؟ یہ بات کیسے درست ہے؟

انبیاء اولیاء کا وسیلہ پکڑنا

انبیاء کرام و اولیاء عظام کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے دعا مانگنا جائز ہے حتیٰ کہ انبیاء و اولیاء کے مزارات کے وسیلہ سے دعا کرنا بھی جائز ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر مبارک کے پاس جا کر دو نفل پڑھتا ہوں اور اللہ سے دعا مانگتا ہوں اللہ تعالیٰ پوری فرما دیتا ہے نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امام سوہی کاظم رحمہ اللہ کی قبر مبارک دعا کے قبول ہونے کے لئے تریاق مجرب ہے۔ انبیاء اولیاء سے دعا مانگنا جائز ہے جبکہ عقیدہ یہ ہو کہ حقیقی امداد تو اللہ تعالیٰ ہی فرماتا ہے انبیاء اولیاء اس کی امداد کے مظہر اور وسیلہ ہیں۔ ہر مسلمان کا یہی ہی عقیدہ ہوتا ہے کہ اللہ کے حکم اور اس کے ارادہ کے خلاف ایک پتہ بھی کوئی نہیں بلا سکتا۔ کوئی جاہل سے جاہل مسلمان بھی کسی نبی یا ولی کو خدا یا خدا کا شریک نہیں سمجھتا۔

ندائے یار رسول اللہ

اس عقیدہ کے ساتھ یار رسول اللہ کہنا اور درود شریف پڑھنا کہ حضور ہمارے درود اور ندا کو سنتے ہیں جائز ہے۔ اس معاملہ میں مسلمانوں پر کفر و شرک کا فتویٰ دینا سخت زیادتی اور ظلم ہے کیونکہ ہر مسلمان یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ حضور ﷺ کو سننے کی طاقت خود بخود نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمائی ہے۔ متعدد احادیث سے یہ مسئلہ ثابت و واضح ہے۔

خواب میں حضور ﷺ کا دیدار

اگر کسی کے نصیب جائیں اور حضور سرور عالم ﷺ کے دیدار پر انوار سے خواب میں مشرف ہو تو یہ بہت بڑی سعادت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے جس نے مجھے خواب میں دیکھا اس نے مجھے ہی دیکھا کیونکہ شیطان میرا ہم شکل نہیں بن

سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے شیطان کو یہ طاقت نہیں دی ہے کہ وہ حضور کی صورت میں خواب میں نظر آئے۔ حضور نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جس نے مجھے خواب میں دیکھا وہ عنقریب مجھے بیداری میں بھی دیکھے گا (بخاری ج ۲ ص ۱۰۳۵) اس کا مطلب یہ ہے کہ حضور ﷺ کو خواب میں دیکھنے والا بیداری میں دیکھنے کا مشاق ہو جاتا ہے جب اس کا یہ شوق و راق انتہاء کو پہنچ جاتا ہے تو پھر اسے بیداری میں بھی دیدار نصیب ہو سکتا ہے کچھ اولیاء کرام ایسے بھی ہیں جو بحالت بیداری حضور ﷺ کی زیارت کرتے ہیں۔ جیسے شیخ ابو العباس۔ حضرت ابراہیم بتولی حضرت شیخ کبکی حضرت شیخ برادی حضرت شیخ خلیفہ بن موسیٰ روح المعانی ج ۱ ص ۳۳ رحمہم

حضور ﷺ پر جھوٹ باندھنا سخت گناہ ہے

یوں تو ہر شخص پر جھوٹ باندھنا حرام ہے مگر حضور چونکہ مالک شریعت ہیں۔ حضور لی بات شریعت قرار پاتی ہے اس لئے کسی ایسی بات کی نسبت حضور ﷺ کی طرف کرنا جو حضور ﷺ نے نہ فرمائی ہو سخت و شدید گناہ ہے تو بہت مستغفار لازم و واجب ہے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں مجھ پر جھوٹ باندھنے والا جہنمی ہے۔ (بخاری)

حضور ﷺ پر درود و سلام

حضور سرور عالم نور مجسم ﷺ کے احسانات بے حد و حساب ہیں۔ آپ نے کفر و شرک کی نجاست سے قلوب انسانی کو پاک کیا۔ اللہ تعالیٰ تک پہنچنے کا صحیح راستہ بتایا۔ انسان کی فلاح و کامیابی کا ایک ابدی نظام حیات عطا فرمایا جس کو اپنا کرامت دنیا کی کامیابی اور آخرت کی فلاح و کامرانی حاصل کر سکتی ہے ایسے عظیم و جلیل محسن کے احسانات کا اقرار و اعتراف نہ کرنا بہت بڑی ناشکری اور ناسپاسی تھی۔ لیکن امت اپنے محسن اعظم کے احسانوں کا شکریہ کس طرح ادا کر سکتی ہے؟ اللہ تعالیٰ نے اپنے کرم سے

اس کا طریقہ یہ ارشاد فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا صَلُّوا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوا تَسْلِيمًا۔

اے ایمان والو! ان پر درود اور خوب سلام بھیجو۔

حقیقت یہ ہے کہ حضور پر درود بھیجنا۔ حضور ﷺ کے احسانات عظیم کا اقرار اور آپ کی ذات اقدس سے اپنے تعلق اور نیاز مندی کا اظہار ہے اور آپ کے احسانات کا بدلہ نہ دے سکے کا اعتراف ہے۔ اسی لئے قرآن مجید میں حضور ﷺ کی ذات ستودہ صفات پر درود بھیجنے کا حکم دیا گیا اور احادیث میں درود کے فضائل و برکات بیان کئے گئے ہیں اور حضور پر درود نہ بھیجنے والوں کی مذمت کی گئی ہے اور فقہاء امت نے تصریح کی ہے کہ جب بھی حضور سرور کائنات ﷺ کا نام نامی زبان پر آئے آپ پر درود پڑھنا واجب ہے۔

عمر میں ایک مرتبہ حضور پر درود پڑھنا فرض ہے۔ نماز میں سنت اور عام اوقات میں مستحب اس لئے حضور اقدس کی ذات پاک پر نہایت خلوص و محبت کے ساتھ درود پڑھے اور جب آپ کا نام اقدس زبان پر آئے تو درود و سلام عرض کرنے میں بکل سے کام نہ لیا جائے بلکہ نہایت ذوق و شوق ادب و احترام کے ساتھ حضور ﷺ کی ذات والا صفات پر درود بھیجا جائے۔

تم سب پر درود میں ذکر نبی کروں

درود شریف کے فضائل و برکات

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھ پر ایک مرتبہ درود پڑھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرماتا ہے۔ دس گناہ مٹاتا ہے اور دس درجے بلند فرماتا ہے (نسائی) جس نے مجھ پر درود پڑھا قیامت کے دن میں اس کی شفاعت فرماؤں گا (بخاری) ج ۲ ص ۱۶۶) جس نے مجھ پر درود پڑھا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو اس طرح نفاق سے

آل فرما دیتا ہے جیسے پانی کپڑے کو صاف کر دیتا ہے (جذب القلوب ص ۲۵۱) قیامت کے دن وہ لوگ میرے زیادہ قریب ہوں گے جو مجھ پر بکثرت درود پڑھتے ہیں (ترمذی) جو شخص جمعرات کے دن مجھ پر سو مرتبہ درود پڑھے گا وہ کبھی محتاج نہ ہوگا۔ (جذب القلوب ص ۲۵۸) جب تم میں کوئی مسجد میں داخل ہو تو مجھ پر سلام عرض کرے اور کہے اے اللہ میرے لئے رحمت کا دروازہ کھول دے اور جب باہر نکلے تو بھی مجھ پر سلام عرض کرے اور کہے الہی مجھے شیطان رجیم کے شر سے بچا (ترمذی ابن ماجہ) اس شخص کی ناک خبار آلود ہو جس کے سامنے میرا نام ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے (ترمذی) بخیل وہ ہے جس کے سامنے میرا ذکر ہو اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ (شفا ج ۲ ص ۶۳)

جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے وہ بہت بڑا بخیل ہے۔ (کشف الغمہ ص ۲۷۱) جس کے سامنے میرا ذکر کیا جائے اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے۔ وہ جنت کا راستہ بھول جائے گا۔ (شفا ص ۶۲) مفسر شہیر علامہ السبیل حق قدس سرہ العزیز نے تفسیر روح البیان میں یہ واقعہ گریہ فرمایا ہے۔

ایک صاحب سلطان محمود غزنوی رضی اللہ عنہ کے حضور حاضر ہوئے کہنے لگے۔ ات سے تمنا تھی کہ حضور سرور عالم ﷺ کی خواب میں زیارت ہو تو اپنی زبوں حالی کی داستان خدمت اقدس میں پیش کروں۔ اللہ کے فضل سے گزشتہ روز دیدار پر انوار مشرف ہوا میں نے بخضر نبوی عرض کی یا رسول اللہ ایک ہزار روپے کا مقروض ہوں۔ ادا جیسی پر قدرت نہیں! خوف دامن گیر ہے کہ اگر بے ادا جیسی قرض موت آگئی تو ہمارے عظیم میری گردن پر باقی رہ جائے گا۔ حضور نے فرمایا محمود سبکیں کے پاس جا کر

ان سے رقم طلب کرو۔ میں نے عرض کی حضور اگر سلطان نے نشانی طلب کی اور ثبوت مانگا تو کیا کروں گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ سلطان سے کہہ دیں کہ تم سونے سے پہلا تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو اور بیدار ہو کر بھی تیس ہزار بار درود پڑھتے ہو۔ یہ ہے اس بات کا ثبوت کہ مجھے تمہارے پاس حضور اکرم ﷺ نے بھیجا ہے چنانچہ انہوں نے بارگاہ سلطانی میں حاضر ہو کر کہہ دیا۔

یہ سن کر سلطان پر گریہ طاری ہو گیا۔ ان کا قرضہ ادا کر کے ایک ہزار روپے عریضہ ان کی خدمت میں پیش کئے۔

ارکان دولت نے سلطان کی خدمت میں عرض کی عالی جاہ آپ نے انکی بات کی تصدیق فرمادی جو ناممکن ہے۔ ہم حضور کی خدمت میں شب و روز حاضر رہیں ہیں ہم نے تو کبھی آپ کو اس تعداد میں درود پڑھنے میں کبھی مشغول نہیں دیکھا؟ پھر بات بھی عقل میں نہیں آتی۔ اتنی قلیل مدت میں آپ ساٹھ ہزار مرتبہ درود شریف کو طرح پورا فرماتے ہیں۔ سلطان نے جواب دیا۔

میں نے علماء کرام سے سنا تھا کہ جو شخص مندرجہ ذیل درود شریف ایک مرتبہ پڑھے گا وہ دس ہزار بار پڑھنے کے برابر ہوتا ہے۔ میں اس درود شریف کو تین مرتبہ سوتے وقت اور تین مرتبہ بیدار ہو کر پڑھ لیتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ ساٹھ ہزار پڑھنے کی سعادت حاصل ہوگئی اور مجھ پر گریہ اس خوشی میں طاری ہوا کہ علماء کے ارشاد کی تائید حضور سرور عالم ﷺ نے فرمادی۔

وہ درود شریف یہ ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ مَا اخْتَلَفَ الْمَلَوَانِ وَتَعَاقَلِ الْقَصْرَانِ وَتَمَكَّرَا الْجِدْبَانِ وَاسْتَقْلِلِ الْفَرْقَدَانِ وَبَلِّغْ رُوحَهُ وَاَرْوَاحَ اَهْلِ بَيْتِهِ مِنَ النَّحْبَةِ وَالسَّلَامِ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ كَثِيْرًا۔

حیات سرور کائنات ﷺ

آئے آنے سے رونق آگئی گلزار ہستی میں

شریک حال قسمت ہو گیا پھر فضل ربانی

حضور سرور کائنات ﷺ کے ظہور سے قبل دنیا کی حالت

حضور سرور کائنات ﷺ کے ظہور سے قبل ساری دنیا پر گمراہی کا گھنا ٹوپ چھایا ہوا تھا اور واحد قہار کی بجائے توہمات و مادیات کی پرستش ہوتی تھی۔ ان میں آتش پرستی، ہندوستان میں چاند سورج سانپ حتیٰ کہ گوبر کی پوجا ہوتی تھی۔ ان میں بادشاہ وقت کو خدا سمجھا جاتا تھا۔ عرب فسق و فجور بے حیائی و زنا کاری پر مشغول تھا۔ عورتیں بڑے آدمیوں کے ساتھ راتیں بسر کرنے پر فخر کرتی تھیں۔ خاوند کی عزت سے بہادر مردوں کے ہاں رتیں تاکہ بہادر اولاد پیدا ہو عرب کا ہر گھر شراب خانہ تھا اور بچے اور بیویاں 'ساقی' سے نوشی 'عریانی اور فحاشی کا یہ عالم تھا کہ کعبہ ابراہیمی کے طواف کے وقت مرد اور عورت ننگے طواف کرتے تھے اور فحش اشعار پڑھتے تھے۔ باری کی گرم بازاری میں اپنی ماں، بہن، بیوی کو فروخت اور گروی رکھ دیتے تھے۔ مسکین کی مظلومیت انہما کو پہنچ گئی تھی۔ باپ کے مرنے کے بعد سوتیلی ماؤں کو جائیداد کا حشر تقسیم کیا جاتا۔ حتیٰ کہ بیٹا باپ کی منکوحہ سے زبردستی نکاح کر لیتا تھا۔ اولاد کو رافقہ کے خوف سے قتل کر دیتے۔ لڑکیوں کو زندہ گاڑ دینا نشان شرافت سمجھا جاتا تھا۔ غرض کہ تہذیب و تمدن اخلاق و شرافت دم توڑ چکے تھے۔ توریت و انجیل میں مذکور ہو چکی تھی۔ موسیٰ و عیسیٰ علیہ السلام کی تعلیمات مسخ ہو چکی تھیں۔ ایسے میں حضور سرور

عالم مصطفیٰ ﷺ کا ظہور ہوا اور رسولوں کی کارکردگی کا دائرہ محدود تھا ایک کے بعد دوسرا ہادی مبعوث ہو جاتا تھا۔ حضور آخری نبی ہیں۔ سب رسولوں کے سردار ہادی کائنات آپ کے ذمہ ساری دنیا کی اصلاح تھی۔ عرب اتری کے اعتبار سے دنیا بھر پر فائق تھے اس لئے عرب اصلاح و ہدایت کا مرکز بنا فوراً یا تارکی کے بادل چھٹ گئے۔ عدل انصاف خدا پرستی کا دور شروع ہوا شک نہیں کہ عرب کے دل و دماغ کو بدل دینا حضور کا محیر العقول معجزہ ہے۔

اے ظہور تو شباب زندگی جلوہ ات تعبیر خواب زندگی

ولادت باسعادت

جس دن ابرہہ نے ہاتھیوں کے لشکر سے کعبہ پر چڑھائی کی۔ اس کے باوجود یحییٰ بن روز کے بعد ۱۲ ربیع الاول مطابق ۱۲۰ پر ۵ میل ۵۷ء کو حضور کی ولادت ہوئی۔ حضور ﷺ ابھی شکم مادر میں تھے کہ والد ماجد (جناب عبداللہ) نے انتقال فرمایا۔ دادا (جناب عبدالمطلب) گود میں لے کر خانہ کعبہ گئے اور وہاں حضور کے لئے دعا مانگی۔

والدہ حضور ﷺ کو احمد کہہ کر پکارتی تھیں اور دادا نے محمد نام رکھا تھا۔ احمد کے معنی ہیں نہایت قابل ستائش اور محمد کے معنی ہیں تعریف کیا گیا۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے۔ اِنْ لِيْ اَسْمَاءُ اَنَا مُحَمَّدٌ وَاَنَا اَحْمَدُ دادا نے ولادت کی خوشی میں ساتویں قبیلے کی دعوت کی۔ لوگوں نے پوچھا نام خاندان کے مروجہ ناموں سے ملتا جلتا کیوں نہیں رکھا۔ جواب دیا۔ میں چاہتا ہوں میرے پوتے پر اس نام کا اثر پڑے اور میرا تعریف و ستائش حاصل کرے۔

اظہار نبوت سے قبل کی زندگی

حضور سرور عالم ﷺ ابتداء ہی سے نہایت پاک باز راست باز دیانت

صحت و عصمت صدق و امانت اخلاق حمیدہ و اوصاف جمیلہ کے پیکر تھے۔ جاہلیت کی ملامت اور لہو و لعب سے ہمیشہ دور و نفور رہے۔ ہر طرح کی آلائش سے پاک و صاف تھے۔ انہوں نے کبھی قریب نہ گئے آپ پیدا ہی نبوت کے لئے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ خون سے بچا سے اور جان کے دشمن بھی آپ کو الصادق الامین سچے اور امین کے نام سے پکارتے تھے۔ زندگی کے ابتدائی دور میں بھی آپ کے احباب نہایت پاکیزہ اخلاق کے حامل رہتے تھے۔ ان میں سب سے مقدم جناب ابو بکر تھے جو آپ کے بچپن و جوانی کے معزز و مقرب و حشر کے بھی ساتھی تھے۔

نئون پیدا ہوئے

حضور ختمہ کئے ہوئے اور ناف بریدہ پیدا ہوئے۔ شب ولادت ستارے مائل میں ہوئے۔ آنحضرت فارسی بکھ گیا۔ نوشیرواں کے محل کے چودہ کنگرے جھڑ گئے۔ زمین کے بت اونٹھے گر گئے۔ آمنہ پاک فرماتی ہیں کہ ولادت کے فوراً بعد آپ نے سجدہ کیا۔ پھر ایک سفید ابر نے آپ کو ڈھانپ لیا۔ میری نگاہوں سے اوجھل ہو گئے کہ ناگاہ سفید اونٹنی کپڑے میں سبز ریشمی بچھونے پر جلوہ فرما نظر آئے۔ گوہر شاداب کی کنجیاں مٹھی میں تھیں۔ ایک منادی پکار رہا تھا نصرت اور نبوت کی کنجیوں پر رسول اللہ نے قبضہ کر لیا۔

طبری عدل

ایام شیر خوارگی میں حضور ایک طرف سے دودھ نوش فرماتے۔ دوسری طرف اپنے رضاعی بھائی عبداللہ کے لئے چھوڑ دیتے۔ یہ کوئی اچھے کی بات نہیں۔ اللہ کے مال ایسی ہی فطرت پر پیدا ہوتے ہیں۔ قرآن نے تصریح کی کہ حضرت عیسیٰ کو بچپن ہی میں حکمت دی گئی۔ وَاٰتَيْنَاهُ الْحِكْمَ جَنَابِ مَوْحٰی پر دودھ پلانے والی حرام کر دیں۔

قصر فرعون میں آپ نے کسی دایہ کا دودھ قبول نہ کیا۔ جب آپ کی والدہ آئیں تو ان کا دودھ پیا۔

حلیہ اقدس

اللہ تعالیٰ نے حضور سرور کائنات ﷺ کو مکمل مردانہ حسن عطا فرمایا تھا۔ چہرہ کشادہ اور نہایت پاکیزہ قدمیانہ جسم متناسب ہیبت نہ ابھرا ہوا نہ چمکا ہوا۔ سر کے بال سیاہ گھنے اور گھٹکریا لے آنکھیں سرنگیں اور بڑی پتلیاں روشن ابرو باریک اور بیدار آواز شاندار کلام میں حلاوت نہ کوتاہ سخن نہ فضول گو۔ اس طرح بولتے تھے کہ جیسے موتی کی لڑی پرور ہے ہیں۔ باوقار تھے۔ دیکھنے والے کا دل دور سے دیکھ کر کھینچے لگتا تھا۔ باوجود نرم طبیعت اور منکسر مزاج ہونے کے لوگوں پر حضور کا رعب چھایا رہتا۔

علامات نبوت

نبوت کے اعلان سے قبل بھی حضور ﷺ کی ذات پاک سے آثار نبوت نمایاں تھے۔ حضور ﷺ سے جب آپ کی ذات کے متعلق سوال ہوا تو فرمایا میں ابراہیم خلیل کی دعا، عیسیٰ کی بشارت ہوں میری والدہ نے خواب دیکھا کہ ان کے بدن سے ایک نور نکلا ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے۔ (ابن سعد ج ۱ ص ۹۹ مستدرک ج ۲ ص ۲۰۰) حضور نے فرمایا میں خاتم انبیاء اس وقت سے ہوں جبکہ آدم آب و گل میں تھے۔

(مسند احمد ج ۳ ص ۱۲۷)
حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا پاک فرماتی ہیں ولادت کے وقت مجھے ایسا محسوس ہوا کہ ایک نور ہے جس سے شام کے محل روشن ہو گئے (مستدرک ج ۲ ص ۴۱۸) پتھروں سے عرض سلام کی آواز آتی تھی۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ مکہ کے اس پتھر کو جانتا ہوں قبل اظہار نبوت مجھے سلام کیا کرتا تھا۔ (مسلم)

من صدر

حضور ﷺ کا متعدد بار شق صدر ہوا۔ اس میں جو حکمتیں ہیں وہ اللہ تعالیٰ ہی خوب جانتا ہے۔ جبرئیل امین نے جب سینہ چاک کیا۔ قلب اطہر سینہ سے باہر نکلا لانا ان نکلا نہ حضور ﷺ کو تکلیف ہوئی۔ بلکہ اس کیفیت میں بھی حضور زندہ تھے اور آپ نے خود اس واقعہ کو بیان فرمایا ہے میرے حجرہ کی چھت پھاڑی گئی۔ اس وقت میں مکہ میں تھا اور جبرئیل اترے انہوں نے میرا سینہ چاک کیا۔

لَمْ غَسِّلْهُ بِمَاءٍ زَمَزَمَ۔

اور ماء زمزم سے اس کو دھویا۔

اس کے بعد سونے کا ایک طشت حکمت و ایمان سے لبریز تھا۔ میرے سینہ میں چھریا۔ پھر شکاف برابر کر دیا۔ پھر میرا ہاتھ پکڑ کر پہلے آسمان پر لے گئے۔

(مواعظ الدینیہ ج ۱ ص ۲۷ بخاری)

مسلم شریف میں ہے کہ آپ بکریاں چارہ پھرتے تھے کہ دو فرشتے اترے اور انہوں نے آپ کا سینہ چاک کیا۔ پھر ان فرشتوں میں سے ایک نے دوسرے کو کہا ان کو لو۔

نبوت کا وزن

چنانچہ ترازو کے ایک پہلے میں حضور کو اور دوسرے میں امت کے دس افراد کو رکھا گیا۔ حضور کا وزن غالب رہا۔ پھر امت کے سوا افراد کے ساتھ تولنے پر بھی حضور کا وزن غالب آیا۔ تب فرشتے نے کہا رہنے دو۔ بخدا اگر ایک پہلے میں ان کو اور دوسرے میں ساری امت کے افراد کو رکھ کر بھی تولو گے تو جب بھی ان کا وزن غالب رہے گا۔

جسم پاک بے سایہ

جسم اقدس کا یہ معجزہ تھا کہ چاند کی چاندنی اور سورج کی روشنی میں آپ کا سایہ نظر نہ آتا تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ حضور کا سایہ نہ ہونے میں یہ حکمت ہے کہ حضور کے سایہ پر پاؤں رکھ کر کوئی اس کی بے ادبی نہ کر سکے۔ حضرت مجدد الف ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں جسم کثیف ہوتا ہے اور سایہ لطیف۔ تو اگر حضور کا سایہ ہوتا تو آپ کے سایہ کے مقابل حضور کا جسم کثیف قرار پاتا اور حق یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور سے زیادہ کسی کو لطیف پیدا نہیں کیا اس لئے حضور کا سایہ نہ تھا۔ (مکتوبات) حضور کے نسب نامہ کی اجمالی کیفیت یہ ہے۔

نسب شریف و رضاعت

حضرت محمد بن عبد اللہ بن عبد المطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر فہر حضرت اسماعیل علیہ السلام کے بیٹے قیدار کی نسل سے تھے۔ بنی قریش عرب کا معزز ترین قبیلہ تھا خانہ کعبہ کی تولیت اسی قبیلہ کے پاس تھی۔ حضور ﷺ کی مقدس والدہ ماجدہ جناب آمنہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا بھی قریش تھیں۔ سب سے پہلے آپ کی والدہ جناب آمنہ رضی اللہ عنہا نے اور تین دن بعد ثویبہ نے اور ان کے بعد حضرت حلیمہ سعدیہ رضی اللہ عنہا نے آپ کو دودھ پلایا۔

چھ برس کی عمر

ہوئی تو والدہ محترمہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا کا وصال ہوا اور آپ کی تربیت آپ کے دادا حضرت عبد المطلب رضی اللہ عنہ کے سپرد ہوئی۔ ۸ سال کی عمر ہوئی تو حضرت عبد المطلب ۸۲ برس کی عمر پا کر انتقال فرما گئے۔ جناب عبد المطلب نے رحلت کے وقت حضور ﷺ کا ہاتھ آپ کے چچا ابوطالب کے ہاتھ میں دیا۔ جناب ابوطالب نے محبت و شفقت کا

من ادا کر دیا۔ حضور ﷺ سے اس قدر محبت کرتے تھے کہ آپ کے مقابلہ میں اپنے بچوں کی پرواہ نہ کرتے۔ سوتے تو حضور کو ساتھ سلاتے باہر جاتے تو حضور ﷺ کو ساتھ لے کر جاتے۔ حضور ﷺ کی وجہ سے تکلیفیں اٹھائیں۔ کفار کی مخالفت کی پرواہ نہ کی حضور ﷺ کا ساتھ نہ چھوڑا اور کفالت کے فرض کو بحسن و خوبی ادا کیا۔

شام کا سفر

۱۲ برس کی عمر میں حضور ﷺ نے ابوطالب کے ساتھ ملک شام کا سفر کیا۔ جب آپ بصری پہنچے تو وہاں کے راہب نے آپ کو دیکھ کر کہا یہ تو سید المرسلین ہیں۔ جب تم لوگ پہاڑ سے اتر رہے تھے تو تمام درخت اور پتھر مجھہ کے لئے جھک گئے تھے۔

تعمیر کعبہ

کعبہ میں حجر اسود کے نصب کرنے کا موقع آیا تو قریش میں سخت جھگڑا ہوا۔ تلواریں کھینچ گئیں اس معاملہ کو طے کرنے کے لئے حضور منتخب ہو گئے۔ آپ نے چادر بچھا کر اپنے ہاتھ سے حجر اسود اس پر رکھ دیا اور قبائل کے سرداروں سے فرمایا۔ اب تم چادر اٹھاؤ جب چادر موقع پر آگئی تو آپ نے اپنے دست مبارک سے حجر اسود کعبہ میں نصب کر دیا۔ حضور کے حسن تدبیر سے حجر اسود نصب کرنے کی سعادت بھی سب کو مل گئی اور سخت لڑائی کا جھگڑا بھی ختم ہو گیا۔ حضور ﷺ نے بغرض تجارت ابوطالب کے ساتھ شام بصری یمن کے متعدد سفر کئے معاملہ میں امانت و دیانت کا یہ عالم دکھایا کہ عرب آپ کو تاجرا میں کہنے لگے۔

صادق امین

۲۵ برس کی عمر میں حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال تجارت کی فروختی کو آپ نے منظور فرمایا۔ وہ حضور کی دیانتداری صفائی معاملہ اور سیرت کی پاکیزگی سے متاثر ہو کر

حضور سے نکاح کی خواہش مند ہوئیں۔ اس وقت جناب خدیجہؓ کا بیٹا کی عمر ۴ سال کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان سے نکاح فرمایا۔ ابوطالب نے خطبہ نکاح پڑھا پانچ سو طلائی درہم مقرر ہوا۔ حضرت خدیجہ کا سلسلہ پانچویں پشت میں حضور کے خاندان سے ملتا ہے۔ ان کی دو شادیاں پہلے ہو چکی تھیں اور وہ بیوہ تھیں۔ نہایت شریف النفس اور پاکیزہ اخلاق دولت مند تھیں جاہلیت میں بھی لوگ انہیں طاہرہ کے نام سے پکارتے تھے۔

غار حرا کا مجاہدہ

مکہ معظمہ سے تین میل کے فاصلہ پر ایک غار تھا جس کو حرا کہتے ہیں۔ آپ مہینوں وہاں جا کر قیام فرماتے اور مراقبہ کرتے کھانے پینے کا سامان ساتھ لے جاتے وہ ختم ہو چکا تو پھر واپس تشریف لاتے اور پھر واپس جا کر مصروف مراقبہ ہو جاتے غار حرا میں حضور ﷺ تحنث (عبادت) فرمایا کرتے۔ اس عبادت کا طریقہ اللہ تعالیٰ نے حضور کو القا فرمایا تھا۔ آپ پر اسرار الہی منکشف ہونے لگے۔ آپ خواب میں جو کچھ دیکھتے بیدار ہو کر پیش آتا۔ آپ حسب معمول غار حرا میں مصروف مراقبہ تھے کہ جبریل امین سورہ اقرآء کی آیات لیکر نازل ہوئے۔ حضور گھر تشریف لائے تو جلال الہی سے لبریز تھے۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک چالیس سال ایک دن کی تھی۔ غار حرا میں پہلی بار سورہ اقرآء کی پانچ آیتیں نازل ہوئیں اس کے بعد کچھ دنوں تک سلسلہ وحی رکا رہا۔ وحی کے رک جانے کے بعد سب سے پہلے سورہ مدثر کی آیتیں نازل ہوئیں۔

يَا أَيُّهَا الْمُدَّثِّرُ قُمْ فَأَنذِرْ وَرَبِّكَ فَكَبِيرٌ۔

اے بادل! پوش (محبوب) اٹھ! لوگوں کو خدا سے ڈرا اور اپنے رب کی کبریائی

بیان فرما۔

وحی کے معنی

وحی والہام کے معنی خفیہ کلام دل میں کسی بات کا آنا۔ لیکن شریعت میں وحی ان مطالب و معانی کا نام ہے جو خدا کی طرف سے انبیاء کرام علیہم السلام پر نازل ہوتے ہیں۔ خواہ فرشتہ کے واسطہ سے ہوں یا بلا واسطہ۔ وحی نبوت اب کسی پر نہیں آ سکتی۔ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ وحی کا آغاز دویائے صادقہ یعنی سچے خوابوں سے ہوا۔ آپ خواب دیکھتے صبح کی روشنی کی طرح اس کا نتیجہ ظاہر ہوتا۔

وحی کی دو قسمیں متلو و غیر متلو

وحی متلو جس کی تلاوت کی جاتی ہے۔ جیسے قرآن کریم اس کی خصوصیت یہ ہے کہ اس کا ایک ایک حرف تو اتر روایت سے منقول ہے اور قرآن کے لفظ اور معنی دونوں خدا کا کلام ہیں۔ وحی غیر متلو جو تلاوت نہیں کی جاتی اور قرآن کریم کے علاوہ ہوتی ہے جیسے وہ احکام شرعیہ و نصائح و بیہ جو احادیث صحیحہ میں مذکور ہیں۔ یہ تو اتر سے بہت کم مروی ہیں۔ وحی غیر متلو یعنی حدیث۔ یہ الفاظ کے لحاظ سے خدا کا کلام نہیں مگر معنی مفہوم کے لحاظ سے یقیناً اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ کیونکہ حضور اکرم ﷺ مرضی خداوندی کے ترجمان ہیں اور آپ کی زبان اقدس ہے وہی کچھ خارج ہوتا ہے جو مرضی الہی ہوتی ہے۔

وحی کی شدت

حضور ﷺ پر وحی نازل ہوتی تو اس کی شدت و ثقالت کا یہ عالم ہوتا تھا کہ جبین اقدس پسینہ سے تر ہو جاتی۔ چہرہ مبارک سرخ ہو جاتا۔ آپ اونٹنی پر چارہ ہوتے اور وحی نازل ہوتی تو اونٹنی بوجھ سے بیٹھے لگتی۔ حضرت زید بن ثابت کا بیان ہے کہ حضور ﷺ کا سر مبارک میری ران پر تھا کہ اس حالت میں آیت کا صرف ایک کلمہ

نازل ہوا۔ غیورِ اولیٰ الصُّور تو میری ران پر اتنا بوجھ پڑا کہ میرا خیال ہو گیا کہ ران کے ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں گے۔ حضور ﷺ غارِ حرا سے تشریف لاتے تو قلبِ اقدس دھڑکتا ہوتا۔ سردی محسوس فرماتے تو چادر اوڑھ دینے کا حکم دیتے۔ اس سے اندازہ کیجئے کہ وحی کس قدر شدید و ثقیل ہے اور اس کے تحمل و برداشت کے لئے کیسے مطمئن قلب کی ضرورت ہے۔ قرآن پاک نے وحی کو فَوَلَا یَقْبِلُہَا جِسْ کو خود رب العالمین قولِ ثقیل فرمائے۔ اس کے ثقل و شدت کا کیا ٹھکانہ۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْآنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاٰیْتَهُ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْيَةِ اللّٰهِ۔

اگر ہم یہ قرآن کسی پہاڑ پر اتارتے تو ضرور تو اسے دیکھتا جھکا ہوا۔ پاش پاش ہوتا اللہ کے خوف سے۔

اللہ اکبر! جس وحی سے پہاڑ پارہ پارہ ہو جائیں جس کی شدت و ثقلات کو پہاڑ جیسی سخت چیز برداشت نہ کر سکے مگر یہ حضور ﷺ ہی کا مرتبہ و مقام ہے کہ وحی جیسی پر جلال چیز کو حضور ﷺ کے قلبِ اقدس نے برداشت فرمایا۔ معلوم ہوا کہ نبی و غیر نبی میں بڑا فرق ہے۔ نبی کے قوائے بشریت پہاڑ کو ریزہ ریزہ کر دینے والی چیز کو برداشت کر لیتے ہیں۔

نزولِ وحی کی مدت

تمام قرآن کریم یک دم نازل نہیں ہوا بلکہ حسب ضرورت اور وقتاً فوقتاً تھوڑا تھوڑا نازل ہوتا رہا۔ اول نزول شبِ قدر میں ہوا شبِ قدر رمضان المبارک کی آخری راتوں میں سے ایک طاق تاریخ کی رات ہے۔ غارِ حرا میں سب سے پہلی وحی سورۃ اترام کی پانچ آیتیں ہیں۔ اس کے بعد قرآن مجید نجماً نجماً وصالِ اقدس سے کچھ دن پہلے تک نازل ہوتا رہا۔ یہاں ہزار نزولِ قرآن مجید کی آخری آیت و اٰتَقُوا یَوْمًا تَرٰ جَعْوٰنَ

لَا یَلٰی اللّٰہ ہے اس حساب سے چالیس برس کے سن سے لے کر تریسٹھ سال کے سن تک کل ۲۳ برس نزولِ وحی کے ہیں یعنی تکمیلِ قرآن کی کل مدت ۲۳ سال ہے۔

نزولِ ملائکہ و جبرئیل امین

حضور کی خدمت میں ملائکہ کی آمد کا سلسلہ جاری رہتا تھا۔ حضرت جبرئیل امین موابِ انسانی شکل اختیار کر کے آتے تھے۔ ایک صحابی حضرت وحید کی شکل میں اور کبھی کسی گاؤں کے دیہاتی کے روپ میں (بخاری) حضرت جبرئیل کو

- ✽ حضرت آدم علیہ السلام کی خدمت میں بارہ مرتبہ
- ✽ حضرت اوریس علیہ السلام کی خدمت میں چار مرتبہ
- ✽ حضرت نوح علیہ السلام کی خدمت میں پچاس مرتبہ
- ✽ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی خدمت میں بیالیس مرتبہ
- ✽ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں چار سو مرتبہ
- ✽ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں دس مرتبہ

اور حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کی خدمت اقدس میں چوبیس ہزار مرتبہ باریابی کا شرف حاصل ہوا۔

اعلانِ نبوت

حضور نے اکتالیسویں سال کے پہلے دن اپنی نبوت کا اظہار فرمایا اور اِقْرَا بِاسْمِ رَبِّكَ الَّذِیْ خَلَقَ کی قیمل میں حضور سرور کائنات ﷺ نے گھر پہنچتے ہی تبلیغ شروع کر دی۔ حضرت خدیجہ الکبریٰ، حضرت علی مرتضیٰ، حضرت ابوبکر صدیق اور حضرت زید بن حارثہ بے تامل ایمان لے آئے۔ سنہ کی دیر تھی۔ ایمان لانے میں دیر نہیں لگی۔ حضرت خدیجہ بیوی تھیں، حضرت علی چچا زاد بھائی تھے۔ حضرت ابوبکر بچپن

کے دوست تھے۔ حضرت زید بن حارثہ خادم تھے۔ چاروں پل پل کے حالات سے باخبر۔ جس کی زندگی مثل آئینہ صاف و شفاف سامنے گزری تھی اور جسے چالیس سال مسلسل سچ بولتے دیکھا تھا۔ اس سے بدگمانی کیونکر ہو سکتی تھی۔ وہ اکتالیسویں سال غلط بات کیسے کہہ سکتا تھا۔

اتنا ۳ نبوت

ابوبکر صدیق، علی المرتضیٰ، خدیجہ الکبریٰ اور زید بن حارثہ جن ایمان لائے۔ اس سال صدیق اکبر کی تبلیغ سے عثمان، عبدالرحمن، سعد، طلحہ اور زبیر رضی اللہ عنہم ایمان لائے پھر ارقم، بلال، صہیب اور سمیہ رضی اللہ عنہم ایمان لائے پھر ابو سعید، سعید بن زید اور عبداللہ بن مسعود ایمان لائے۔ حضور نے انہیں غیر اللہ کی عبادت سے منع فرمایا۔ یہ لوگ پہاڑ کی گھاٹی میں جا کر عبادت کرتے تھے۔

دینی تعلیم کا پہلا مرکز

کوہ صفا کے دامن میں حضرت ارقم بن ارقم کے گھر کو دینی تعلیم اور تبلیغ اسلام کیلئے منتخب کیا گیا۔ اعلان نبوت کے تین سال بعد تک یہاں خفیہ طور پر تبلیغ ہوتی رہی۔ تین سال تک حضور سرور کائنات ﷺ نے اپنی رسالت کا خاص خاص لوگوں کے سوا کسی سے تذکرہ نہیں فرمایا۔ تین سال بعد جب حکم پہنچا۔ **وَأَنذِرْ عَشِيرَتَكَ الْأَقْرَبِينَ** یعنی اپنے رشتہ داروں کو اللہ کا خوف دلاؤ تو علی الاعلان تبلیغ کی نوبت آئی۔ حضور ﷺ نے چالیس ہاشموں کو کھانے کی دعوت پر بلایا اور کچھ کہنا چاہا۔ لیکن ابولہب نے بولنے نہ دیا۔ دوسرے روز انہیں پھر کھانے کے لئے بلایا اور توحید الہی کی دعوت دی فرمایا تم میں سے کون کون میرا ساتھ دے گا۔

صرف حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ اٹھے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کا ساتھ

دوں گا۔ باقی سارا خاندان خاموش بیٹھا رہا۔ جذبہ مخالفت پیدا ہونے کی ابھی کوئی صورت نہیں تھی۔ البتہ تھوڑے سے تسخیر کا اظہار کیا گیا۔

تبلیغ کی رفتار بہت دھیمی تھی جس کے کان میں بات پڑتی تھی وہ ایک کان سنتا تھا اور دوسرے کان اڑا دیتا تھا۔ حضور بحکم الہی بہت دھیمے چل رہے تھے۔

گھر و احباب کے بعد پورے مکہ کو حضور نے مخاطب بنایا۔ کوہ صفا پر جلوہ فرما ہوا دعوت اسلام دی پھر کیا تھا۔ قریش کی طرف سے علی الاعلان مخالفت شروع ہو گئی۔

۱۱ نبوت

حق گوئی کی پاداش میں آزمائشوں کا دور شروع ہوا آپ کو جادوگر کا بہن نامزد ہوا نہ کہا گیا۔ آپ کی چچی ابولہب کی بیوی نے راہ میں کانٹے بچھائے اونٹ کی ہڈی عین سجدہ کی حالت میں آپ کی پیٹھ پر رکھی گئی مکے میں چادر ڈال کر گھسیٹا گیا حضرت سمیہ کی ران میں نیزہ مار کر شہید کیا گیا۔ حضرت زبیر کو کھجور کی چٹائی میں پیٹ کر کرہ میں بند کیا گیا اور دھواں دیا گیا۔ بلال حبشی کو گرم ریت پر لٹایا گیا سینہ پر بھاری پتھر رکھے گئے۔ بیروں میں رسی ڈال کر گھسیٹا گیا۔

۱۲ نبوت

رجب کے مہینہ میں انفرادی طور پر حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم ہوا۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ جو لوگ اسلام لائے تھے انہیں اعلانیہ طور پر آزادی کے ساتھ فرائض اسلام بجا آنا ممکن تھا۔ دوسرے قریش کا ظلم انتہا کو پہنچ گیا تھا۔ تیسرے اس ہجرت کا بڑا فائدہ تھا کہ جو شخص اسلام لے کر جہاں جاتا اسلام کی شعائیں خود بخود پھیلتی تھیں۔ حضور کے حکم پر اول اول گیارہ مرد چار عورتوں نے ہجرت کی۔ جن میں حضرت عثمان اور ان کے ان دو چہرے حضور کی صاحبزادی بھی تھیں پھر یہ تعداد ۸۳ مسلمانوں تک پہنچ گئی۔

۶۔ نبوت حمزہ و عمر کا اسلام لانا

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ جنہیں آپ سے خاص محبت تھی آپ کے چچا بھی تھے اور رضاعی بھائی بھی ایمان لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر میں ان کے بہنوئی سعید اور ان کی بیوی فاطمہ کی وجہ سے توحید کی روشنی پہنچ چکی تھی۔ حضرت عمر حضور کے قتل کے ارادہ سے چلے۔ بہن کو اتنا مارا کہ لہو لہان ہو گئی۔ بہن بولیں عمر جو بن آئے کرو۔ اسلام اب دل سے نکل نہیں سکتا۔ بالاخر حضرت عمر رضی اللہ عنہ متاثر ہوئے۔ قرآن کی یہ آیت ان کے سامنے آئی۔ اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ بے اختیار رکھ پڑے کہ بحضور نبوی حاضر ہوئے۔ اسلام قبول کیا۔ حضور نے اللہ اکبر کا نعرہ لگایا۔ حضرت عمر کے اسلام لانے سے اسلام کو بہت قوت ملی۔ کعبہ میں مسلمان نماز نہیں پڑھ سکتے تھے لیکن عمر کے اسلام لانے کے بعد پہلی بار کعبہ میں مسلمانوں کو نماز پڑھنے کا موقع ملا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ایمان لانے کے بعد اسلام کی تبلیغ کھلم کھلا شروع ہو گئی۔ جو لوگ مسلمان ہو گئے تھے کفار قریش نے ان کو ہر طرح ستایا۔ بلال کو جلتی ریت پر لٹاتے تھے۔ جناب عمار سمیہ مصعب وغیرہ نے سخت مصیبتیں جھیلیں لیکن یہ شرف ابوبکر ہی کو حاصل ہوا۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے مسلمانوں کو آزاد کر دیا

یہ شرف ابوبکر ہی کو حاصل ہوا۔ انہوں نے مسلمان مظلوموں کی جان بچائی۔ حضرت بلال عامر لہبیہ وغیرہ کو ان کے کافر آقاؤں سے بھاری رقیں دے کر آزاد کرایا۔ کفار کی ایذا سے حضرت ابوبکر کا معزز و طاقتور قبیلہ بھی نہ بچا۔ حضرت ابوبکر نے بھی ہجرت کا ارادہ کیا۔ برک الغنماء تک چلے تھے کہ قبیلہ قارہ کے رئیس ابن الدغندہ نے روک لیا۔ اس نے آپ کو اپنی پناہ میں لے لیا۔ قریش نے شرط لگا دی کہ ابوبکر نمازوں میں آواز سے قرآن نہ پڑھیں کیونکہ اس کا ہماری عورتوں اور بچوں پر اثر پڑتا ہے۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے اپنے گھر کے پاس مسجد بنالی۔ بلند آواز سے قرآن پڑھنے لگے۔ قریش نے شکایت کی۔ ابن الدغندہ نے کہا ابوبکر اب میں تمہاری حفاظت کا ذمہ لے لوں ہو سکتا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے خدا کی حفاظت کافی ہے۔

۱۰۔ نبوت

شعب ابی طالب میں نظر بند کئے گئے۔ تمام قریش نے سوشل بائیکاٹ کر دیا۔ ۱۱ اور درختوں کے پتے کھا کر گزارا کرنے کی نوبت آئی۔ ۱۰ ہجری نبوت تک یہی حالت رہی۔

۱۰۔ نبوت خدیجہ و ابوطالب

شعب ابی طالب سے آزادی ملی تھی کہ ابوطالب جو حضور کے جاں نثار تھے اس کے چند دن بعد حضرت خدیجہ کا انتقال ہو گیا۔ ابوطالب عمر میں ۳۵ برس حضور سے بڑے تھے۔ حضور سے بہت محبت کرتے تھے۔ ایک دفعہ ابوطالب بیمار ہوئے تو ان نے کہا اللہ نے تجھے نبی بنایا ہے میرے لئے دعا کر حضور نے دعا کی وہ اچھے کئے کہنے لگے خدا تیرا کہنا مانتا ہے حضور نے فرمایا۔ آپ بھی خدا کا اگر کہنا مانیں تو وہ ان آپ کا کہنا مانے گا۔ (اصاب)

طائف کو روانگی

حضور ﷺ شعب ابی طالب سے آزاد ہو کر طائف روانہ ہوئے۔ یہاں طائف اسلام کے سلسلے میں آپ کو لہو لہان کر دیا گیا۔ آپ کے جوتے خون سے بھر گئے۔ آپ مکہ تشریف لائے۔ ایک ایک قبیلہ پاس جا کر تبلیغ فرمائی۔ مکہ میں کفار کے دل ابوجہل ابولہب ولید بن مغیرہ امیہ بن خلف جو قریش کے رؤساء تھے یہ ہی سب بد بولہ کر آپ کے دشمن ہوئے۔ لیکن حضرت ابوبکر ان نازک لمحات میں بھی حضور کی

مدینہ جا کر مسلمان طاقت پکڑتے جا رہے ہیں۔ انہوں نے دارالندوہ میں
کے سرداروں کا اجلاس طلب کیا اور کھل غور و فکر و بحث کے بعد ابو جہل نے کہا
کہ ایک ایک فرد منتخب کرو اور تمام مل کر حضور کا خاتمہ کرو۔ اس صورت میں ان کا
تمام قبائل میں بٹ جائے گا اور قبیلہ بنی ہاشم اکیلا مقابلہ نہ کر سکیں گے۔ اس تجویز
پر اترتے ہوئے منہ اندھیرے ہی حضور کے آستانہ کا محاصرہ کر لیا گیا اور حضور باہر
نہیں تو حملہ کیا جائے آپ کو کفار قریش کے ارادہ کی خبر تھی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو بلایا تم
پلنگ پر میری چادر اوڑھ کر سو رہو۔ میں آج مدینہ روانہ ہو جاؤں گا۔ حضور
قریش سے قریش کو اس وجہ عداوت مگر اعتماد اتنا تھا کہ اپنی امانت حضور کے پاس
تھی۔ رات زیادہ گزر گئی تو حضور ابو بکر کو ساتھ لے کر جبل ثور کے غار میں پناہ
لی ہوئے۔ یہ غار آج بھی موجود ہے جو بوسہ گاہ خلافت ہے۔ حضرت ابو بکر سے
تعلق تین روز قبل ہی مشورہ ہو چکا تھا۔ تین راتیں غار میں گزریں۔
ابو بکر کا فلام بکریاں لاتا۔ ابو بکر دودھ نکالتے۔ تین دن تک یہی غذا تھی۔ صبح
قریش کی آنکھ کھلی تو بستر رسول پر حضرت علی کو پایا پھر حضور کی تلاش میں غار کے
تک پہنچے۔ حضرت ابو بکر نے عرض کی دشمن قریب آ گئے۔

حضور نے فرمایا:

لَا تَحْزَنُ إِنَّ اللَّهَ مَعَنَا۔

گھبراؤ نہیں خدا ہم دونوں کے ساتھ ہے۔

بَارِئُ رَسُوْلِ الْاَيُّوْبِ اَنْصَارِي رَضِيَ اللہُ عَنْہُ

مدینہ منورہ میں میزبانی کا شرف حضرت ابو ایوب انصاری رضی اللہ عنہ کو حاصل
حضور کی سواری خود بخود انہیں کے گھر پر رکی سات مہینہ حضرت ابو ایوب کے ہاں
رہا۔ عقیدت کا یہ عالم تھا کہ حضور کا بچا ہوا کھانا۔ ان کی بیوی بطور تبرک کھاتی

حمایت کرتے۔ ایک دفعہ حرم کعبہ میں بحالت نماز عتبہ نے آپ کی گردن میں پا
لپیٹ کر نہایت زور سے کھینچا۔ حضرت آگے آپ کو عقبہ سے چھڑایا اور کہا اس شخص
کرتے ہوئے جو یہ فرماتا ہے کہ خدا ایک ہے۔ اس ظلم و ستم کے باوجود بھی حضور
ان کے حق میں دعاء ہدایت ہی فرمائی۔

۱۱۔ نبوت

مدینہ منورہ کے کچھ لوگ مشرف بہ اسلام ہوئے۔ پھر ان کی تعداد ۲۷ تک
جن باتوں پر مدینہ آ کر مشرف بہ اسلام ہونے والوں سے حضور بیعت فرماتے تھے
تھیں۔ شرک، چوری، زنا، قتل کے مرتکب نہ ہوں گے۔ رسول اللہ کی اطاعت کر
گے۔ پھر حضور نے ان اطاعت کرنے والوں سے تبلیغ اسلام کے لئے مقرر فرما
ان میں نو قبیلہ خزرج کے اور تین قبیلہ اوس کے تھے۔ اس طرح مدینہ میں اسلام کو
ملی۔ حضور نے صحابہ کو اجازت دی کہ وہ مدینہ ہجرت کر جائیں۔ کفار نے روک نہ
شروع کی۔ پھر بھی چوری چھپے اکثر صحابہ مدینہ ہجرت کر گئے۔ صرف حضرت ابو بکر
رہ گئے۔

۱۲۔ نبوت

۲۷ رجب المرجب بروز پیر حضور ﷺ کو معراج جسمانی عطا ہوئی۔
حرام سے بیت المقدس وہاں سے آسمانوں اور بارگاہ الہی میں حاضری اور دیدار
سے مشرف ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت کے بھید حضور پر کھول دیئے۔ اس
پر پنج وقتہ نمازیں فرض ہوئیں۔

مکہ سے ہجرت ۲۷ صفر المظفر ۱۲۔ نبوت

نبوت کا تیرھواں سال شروع ہوا۔ اکثر صحابہ مدینہ پہنچ گئے۔ قریش نے

تھیں اور پر کی منزل میں پانی کا برتن ٹوٹ گیا۔ اندیشہ ہوا کہ بچے کی منزل میں جہاں حضور جلوہ فرما ہیں پانی پہنچ جائے اور حضور کو تکلیف ہو۔ حضرت ابویوب کے پاس ایک ہی لحاف تھا اس کو ڈال دیا کہ پانی جذب ہو کر رہ جائے۔

آپ کا نام خالد بن زید انصاری ہے۔ نجباء صحابہ سے ہیں۔ مدینہ میں حضور اکرم کے اولین میزبان ہیں۔ ہجرت کے موقع پر حضور ﷺ کی اونٹنی مدینہ میں ان کے مکان پر ٹھہری تھی۔ بدر اور عقبہ الثانیہ میں شریک ہوئے۔ نیز حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ساتھ بھی تمام محاربات میں شریک رہے جبکہ حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ قسطنطنیہ میں جہاد رہے تھے تو آپ ان کے ساتھ شریک جہاد ہونے کے لئے گئے مگر بیمار پڑ گئے۔ جب مرض بڑھ گیا تو آپ نے اصحاب کو وصیت کی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو میرا جنازہ کو اٹھا لینا اور جب تم صف بستہ ہو جاؤ تو مجھے اپنے قدموں میں دفن کر دینا چنانچہ ان لوگوں نے ایسا ہی کیا۔ آپ کی قبر قسطنطنیہ کے قلعہ کی چار دیواری کے قریب ہے آج تک مشہور ہے۔ علامہ بیہقی لکھتے ہیں کہ لوگ آپ کی قبر کی تعظیم کرتے ہیں اور آپ کے وسیلہ سے بارش طلب کرتے ہیں تو بارش ہو جاتی ہے (یعنی ج ۱ ص ۷۰۴) آ سے ۱۵۰ حدیثیں مروی ہیں جن میں سے بخاری و مسلم نے سات پر اتفاق کیا۔ ایک اور حدیث امام بخاری نے آپ سے منقول ذکر کی ہے گویا بخاری میں آپ کل آٹھ حدیثیں مروی ہیں۔ (یعنی ختم)

تعمیر مسجد نبوی

حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی تین دن کے بعد مدینہ آ گئے۔ مدینہ میں مسجد نبوی ازواج مطہرات کے حجروں کی تعمیر مکمل ہونے کے بعد حضور وہاں منتقل ہو گئے۔ وقت دو ہی حجرے بنے تھے کیونکہ حضور کے عقد میں صرف حضرت سودہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا تھیں جب اور ازواج آ گئیں تو اور کمرے تعمیر ہوئے۔ یہ مسجد بہت

مکئی اینٹوں کی دیواریں کھجور کے پتوں کا مچھر اور اس کے تہ کا ستون بالکل خام اس کے موقع پر بوقت سجدہ صحابہ کی پیشانیوں کو کچھڑ لگ جاتی مگر اس سادگی کے باوجود یہ مسجد سجدہ گاہ قدسیاں تھیں۔ عالم اسلام کے لئے قبلہ مقصود اور کعبہ حقیقت و معرفت تھی۔ یہ اسلام کی پہلی عظیم درس گاہ تھی۔ جس کا امام معلم کائنات سب رسولوں کا ردار اور خاتم انبیاء تھا جس کا خطیب سب کرمیوں سے بڑھ کر کریم اور جسے ساری کائنات کے لئے رحمت بنا کر بھیجا گیا تھا جس کی نگاہ خاک کو زرخاں بلکہ کیسا بنا دیتی تھی۔ فرشتے جس کی مجلس میں بیٹھنا اپنے لئے باعثِ فخر سمجھتے تھے۔ اسلام کی اس درس گاہ میں نئے انسان تخلیق ہوئے کوئی بہترین منتظم نہ تھا۔ کوئی بہترین استاد نہ تھا۔ کوئی بہترین سفیر نہ تھا۔ کوئی فقیر مگر ایسا کہ جس سے دریاؤں کے دل دھل جائیں۔ کوئی صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نہ تھا تو کوئی فاروق اعظم کوئی عثمان غنی تو کوئی علی المرتضیٰ شیر خدا کی شخصیتیں پروان چڑھیں جو ساری تاریخ انسانیت کا جوہر و مخزن قرار پائیں۔ سب ان کی خدمت کے خدائی رنگ میں رنگے گئے اور اخلاق کی اعلیٰ صفات سے متصف ہو گئے۔

اصحاب صفہ

مسجد نبوی کے ایک سرے پر چوتراہ بنایا گیا۔ جو صفہ کہلاتا ہے۔ یہ ان لوگوں کے لئے تھا جو اسلام لائے تھے اور گھربار نہیں رکھتے تھے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اصحاب صفہ کے سرخیل اور ایک ممتاز شخصیت تھے۔ لوگوں نے جب یہ اعتراض کیا کہ تم حدیث بہت مان کرتے ہو تو فرماتے میرا کیا قصور ہے؟ اور لوگ بازار میں تجارت کرتے۔ انصار یعنی میں مشغول ہو جاتے ہیں اور میں رات دن بارگاہ نبوت میں حاضر رہتا۔

صحابہ کے مشاغل

سلسلہ تبلیغ اسلام اور حضور ﷺ سے فیض حاصل کرنے کے ساتھ ساتھ صحابہ

نے مدینہ آ کر دکانیں کھول لیں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا کارخانہ مقام رخ میں تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی تجارت کرتے تھے۔ ان کی تجارت کی وسعت ایران تک پہنچ گئی تھی مہاجرین و انصار میں حضور نے بھائی چارہ پیدا فرمادیا۔ انصار نے وہ ایثار کیا کہ چٹم فلک نے اس سے قفل نہ دیکھا ہوگا۔ مدینہ میں اسلام خوب پھلا پھولا۔ جہانگیر اندھیرے میں مدینہ ہدایت و موعظت کا آفتاب و مہتاب بن کر چمکنے لگا۔

حضور ﷺ کی مدنی زندگی

۱۔ ہجری

یکم ربیع الاول بروز جمعہ چوتھے روز غار سے باہر تشریف لائے۔

۸ ربیع الاول ۱۳ ہجری نبوی بمقام قبا جو وہ دن قیام فرمایا۔ یہیں دست مبارک سے مسجد کی بنیاد ڈالی۔ جس کے متعلق قرآن نے کہا لَمْ يَجِدْ أَهْلًا عَلَيْهِ السَّلَامُ وہ مسجد کی بنیاد پہلے دن سے ہی تقویٰ پر رکھی گئی۔ مسجد کی تعمیر میں صحابہ کے ساتھ آپ نے بھی کام کیا۔ ۲۲ ربیع الاول بروز جمعہ قبا سے روانہ ہو کر مدینہ شہر کی طرف روانہ ہوئے۔ راہ میں بنی سالم کے محلہ میں جمعہ کی سب سے پہلی نماز پڑھی اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ مدینہ والوں کو خبر ہوئی تو سارے شہر میں مسرت کی لہر دوڑ گئی۔ حضور نظر آئے تکبیر سے فضا معمور ہو گئی۔ مستورات نے عربی اشعار گائے۔ جن کا ترجمہ یہ ہے۔

چاند نکل آیا ہے۔ کوہ وداغ کی گھاٹیوں سے۔ ہم پر خدا کا شکر واجب ہے۔ جب تک دعا مانگتے والے دعا مانگیں۔

چھوٹی بچیاں دف بجا کر استقبال کر رہی تھیں اور عربی اشعار پڑھ رہی تھیں

جن کا ترجمہ یہ ہے۔

ہم خاندان نجاری لڑکیاں ہیں۔ محمد ﷺ کیا اچھے ہمسایہ ہیں۔ حضور کس شان رحمت سے جلوہ فرما ہوئے۔ انصار نے کیسی عقیدت و محبت کا مظاہرہ کیا؟ دکھاؤں کیونکر تجھے وہ منظر۔

۲۔ اذان و روزے کی فرضیت کعبہ کا بطور قبلہ تقرر

(۱) ۲ھ میں اذان کا حکم ہوا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو خواب میں اذان کا طریقہ نظر آیا۔ حضور نے ان کے خواب کو پسند فرمایا۔ حضرت بلال رضی اللہ عنہ کو حکم دیا کہ اذان دیں۔ (۲) رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ (۳) بیت المقدس کی جگہ اللہ تعالیٰ نے حضور کی خوشنودی و رضا کے لئے کعبہ ابراہیمی کو قبلہ مقرر فرمایا۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر جناب عیسیٰ تک سب کا قبلہ بیت المقدس تھا حضور ﷺ نے بھی ابتداء میں پندرہ دن بیت المقدس کی طرف ہی منہ کر کے نماز ادا فرمائی۔ ایک دن حضور نماز پڑھا رہے تھے کہ بحالت نماز ہی قلب مبارک میں یہ خیال پیدا ہوا کہ کعبہ ابراہیمی قبلہ ہو جائے اس خیال کے آنے پر حضور نے وحی کے انتظار میں آسمان کی طرف نظریں اٹھائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حضور کی مرضی پوری فرماتے ہوئے کعبہ کو قبلہ مقرر فرمادیا۔ قرآن مجید میں فرمایا اَللّٰهُ يَكْتُبُ لَكَ قِبْلَةً تَرْضَاهَا۔

سلسلہ غزوات و سرایا

حق کی حمایت مظلوموں کی امداد اور اپنے دفاع کے لئے مسلمانوں کو کفار سے ہمدردی کرنے پر پڑے مگر یہ جہاد دنیا کے لئے نہیں دین کے لئے تھے۔ اللہ کے احکام

اللہ کی زمین پر عملی طور پر نافذ کرنے کے لئے تھے اور یہ حقیقت ہے اکثر لڑائیاں دفاعی تھیں۔ معاہدہ کی خلاف ورزی اور شرارت کی ابتداء کفار قریش اور یہود و نصاریٰ کی طرف سے ہی ہوتی تھی جس لڑائی میں حضور شریک ہوئے اسے غزوہ اور جن میں صحابہ افسر مقرر کر کے بھیج دیے جاتے انہیں سر یہ کہتے ہیں۔ حضور ﷺ کو ہجرت کے بعد ستائیس غزوات پیش آئے۔ مختلف اوقات میں پینتیس جنگی مہمات روانہ فرمائیں مفتوحہ علاقوں کو دونوں میں تقسیم کیا جائے تو ۲۷۴ مربع میل پوسیدہ بنتا ہے اپنا نقصان ایک جان ماہانہ دشمن کا ڈیڑھ صد ماہانہ۔ دس سال میں دس لاکھ مربع میل سے زیادہ علاقہ زیر نگین تھا۔

	قید	ژنی	مقتول	کل
مسلمان	۱	۱۲۷	۲۵۹	۳۸۷
مخالف	۶۵۶۳	نامعلوم	۷۵۹	۷۳۲۳
کل میزان	۶۵۶۳	۱۲۷	۱۰۱۸	۷۷۱۰

چند مشہور غزوات کا ذکر مجمل طریقہ پر کیا جاتا ہے۔

غزوہ بدر ۲ھ

مدینہ منورہ سے ۸۰ میل کے فاصلہ پر ایک گاؤں ہے جس کا نام بدر ہے۔ ۱۲ رمضان المبارک ۲ھ حضور تین سو تیرہ چائٹاروں کے ہمراہ شہر مدینہ سے روانہ ہوئے۔ ۷ رمضان کو بدر کے قریب پہنچے۔ مسلمانوں نے جس جگہ پڑاؤ کیا وہاں ریت بہت تھی۔ پاؤں دھنس جاتے۔ کفار کا لشکر صاف زمین پر پھیرا تھا۔ مگر اللہ تعالیٰ نے فضل فرمایا زور کی بارش ہوئی ریت دب گئی۔ مسلمانوں نے چھوٹے چھوٹے پانی کے حوض بنائے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

وَيُنْزِلُ عَلَيْنَا مَاءً لَّيَطْفُوْهُكُمْ۔

اللہ تعالیٰ نے آسمان سے پانی برسایا کہ تم کو پاک کرے۔

ادھر لشکر کفار میں کچھ تھکی۔ مکہ سے قریش بڑے ساز و سامان کے ساتھ نکلے۔

۷۰ ہزار آدمی کی جمیعت اور ایک صد سواروں کا قافلہ تھا۔ ہر روز دس اونٹ ذبح کرتے تھے۔ اب دو صفیں آگے سامنے تھیں حق و باطل تو رو ظلمت کفر و اسلام۔

تُفَايِلُ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَالْآخِرَىٰ كَالْأُولَىٰ۔ (الحمران)

ایک خدا کی راہ میں لڑ رہا تھا اور دوسرا کافر تھا۔

حضور نے لشکر اسلام کی صفت بندی ملاحظہ فرمائی۔ ایک انصاری آگے بڑھے

ہوئے تھے۔ حضور نے پتلی سی چھڑی ان کے لگا کر فرمایا برابر ہو جاؤ۔ انصاری نے کہا

مکہ تکلیف ہوئی ہے۔ حضور عدل و انصاف کے پیغام رساں ہیں تو میں بدلہ لوں گا۔

حضور بدلہ دینے کے لئے تیار ہوئے۔ انصاری نے کہا کرتا اٹھا نہیں۔ حضور ﷺ نے

کہا اٹھایا تو اس نے بڑھ کر مہر نبوت کو چوم لیا۔ عرض کی اس معروضہ کا مقصد یہ تھا کہ

یہ بہانہ سے یہ شرف حاصل ہو جائے۔

جنگ سے ایک روز پیشتر حضور ﷺ نے میدان جنگ ملاحظہ فرماتے ہوئے

فرمایا۔ اس جگہ ابو جہل، یہاں شیبہ اور یہاں عقبہ کی لاش خاک و خون میں تڑپتی ہوئی

ہوئی۔ چنانچہ جیسا حضور نے فرمایا سر مو فرق نہ ہوا۔ (بخاری)

حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ عفران کے دونوں جوان لڑ کے موذ

سلمان نے میرے کان میں کہا کہ ابو جہل جو ہمارے نبی کو گالیاں دیتا ہے جب سامنے

آئے تو ہمیں بتانا میرے اشارہ کی دیر تھی کہ وہ شہباز کی طرح ابو جہل پر چھپے۔ دونوں

لڑائی تگواریں اس کے پیٹ میں مار دیں۔ جب یہ دونوں لشکر معروف جنگ تھے تو

طور نے کنکریوں کی ایک مٹھی بھر کر کفار کی جانب پھینک دیں اس کا اثر یہ ہوا کہ کفار

دل چھوڑ کر بھاگے اور مسلمانوں نے تعاقب کر کے ستر اشخاص کو قید کر لیا۔

قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَا زَمَيْتُ إِذْ رَمَيْتُ وَلَكِنَّ اللَّهَ رَمَىٰ-

اے رسول وہ نکریاں تم نے نہیں اللہ نے پھینکی تھیں۔

اس معرکہ میں کافروں کے ستر آدمی مارے گئے جن میں شیبہؓ، عتبہؓ، ابو جہلؓ امیہ بن خلفؓ، ابوالخترؓ، زید بن عاصؓ، بن ہشامؓ بھی رؤساء قریش شامل تھے اور مسلمانوں کے صرف چودہ افراد مہاجر باقی انصار شہید ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے غلام حضرت بھیج اس معرکہ کے سب سے پہلے شہید تھے۔

غزوہ سویق ذوالحجہ ۲ھ

میں واقع ہوا۔ دراصل یہ ایک چھوٹی سی جھڑپ تھی۔ ابوسفیانؓ جواب قریش کے رئیس تھے نے منت مانی تھی کہ جب تک بدر کا انتقام نہ لوں گا نہ غسل جنابت کروں گا نہ سر میں تیل ڈالوں گا چنانچہ دو سو ستر سواروں کے ہمراہ مدینہ کی طرف بڑھا۔ حضور ﷺ نے اس کا تعاقب فرمایا وہ اتنا گھبرا یا کہ سامانِ رسد جو کہ صرف ستو تھے اس کے پورے پھینک دیا بھاگا۔ ستو کو عربی میں سویق کہتے ہیں۔ اس لئے اس کا نام سویق ہو گیا۔ اس لڑائی میں صرف ایک مسلمان سعد بن عمر شہید ہوئے۔ چند مکانات اور گھاس پھوس کے انبار جل گئے۔

فاطمہ رضی اللہ عنہا کی شادی روزہ کی فرضیت عید کی نماز کی ابتداء ۲ھ

ذوالحجہ ۲ھ میں حضور ﷺ نے اپنی سب سے کم سن صاحبزادی جناب فاطمہ (جبکہ انکی عمر ۱۵ برس ۶ ماہ کی تھی) حضرت علیؓ سے شادی فرمادی۔ اسی سال رمضان کے روزے فرض ہوئے نماز عید کی ابتداء ہوئی۔ آپ نے عید کی نماز باجماعت اسی

سال اور فرمائی۔ خطبہ دیا جس میں صدقہ فطر کے فضائل و مسائل بیان فرمائے۔

غزوہ قینقاع شوال ۲ھ

میں واقع ہوا۔ یہود نے جنگ کا اعلان کیا اور معاہدہ کو توڑ دیا۔ حضور ﷺ نے دفاع کے لئے لڑائی کی۔ یہود قلعہ میں بند ہو گئے۔ پندرہ دن تک محاصرہ رہا۔ بالاخر اس پر راضی ہوئے کہ حضور ﷺ جو فیصلہ فرمائیں گے انہیں منظور ہے۔

غزوہ احد شوال ۳ھ

مدینہ منورہ سے شمال کی جانب قریباً ڈیڑھ دو میل پر ایک پہاڑ ہے۔ جس کا نام احد ہے۔ یہ پہاڑ بہت ہی عظمت کا مالک ہے۔ حضور جب اس کے قریب سے گزرتے تو فرماتے۔ یہ پہاڑ مجھ سے اور میں اس سے محبت کرتا ہوں۔ (بخاری) اس لڑائی میں حضور ﷺ کے ہمراہ سات سو صحابہ تھے۔ حضور ﷺ نے احد کو پشت پر رکھ کر صف آرائی کی۔ مصعب کو ظلم دیا۔ زبیر بن العوام رسالے کے افسر مقرر ہوئے حضرت حمزہؓ کو غیر زره پوش فوج کی کمان دی۔ احد کی پشت سے حملہ کا خطرہ تھا۔ حضور ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کا دستہ وہاں متعین کر کے یہ خصوصی ہدایت دی کہ خواہ لڑائی ختم ہو جائے تم اپنی جگہ سے نہ ہٹنا۔ یہ جنگ بھی کفار قریش نے بدر کا بدلہ لینے کے لئے چھیڑی تھی۔ جس لڑائی میں مستورات بھی برسرِ پیکار ہوں عرب جانوں پر کھیل جاتے تھے اس لئے قریش اس جنگ میں اپنی عورتوں کو بھی محاذ پر لے آئے تھے۔ ابتداء میں مسلمانوں کا پلہ بھاری تھا، حضرت حمزہؓ، حضرت علیؓ ابود جانہ کے بے پناہ حملوں سے کفار قریش کے پاؤں اکھڑ گئے تھے۔ بہادر نازنین عورتیں جو رجز یہ اشعار سے دلوں کو ابھار رہی تھیں بدحواسی سے پیچھے ہٹ گئیں مگر جب کافر بھاگتے ہوئے نظر آئے تو بعض صحابہ مال غنیمت کے حصول کے لئے حضور ﷺ کی مقرر کردہ جگہ سے ہٹ گئے۔

تیر اندازوں کا ہٹنا تھا کہ خالد نے موقع دیکھ کر عقب سے حملہ کر دیا۔ مصعب بن عمیر جو حضور ﷺ سے صورت میں مشابہ اور علم بردار تھے شہید ہو گئے۔ وحشی قلام نے حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کو شہید کر دیا۔ جوش انتقام میں خواتین قریش نے مسلمان شہیدوں کے ناک کان کاٹ لئے۔ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی ماں ہندہ نے اپنے گلے میں ان کا ہار ڈالا۔ پھر حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ کی لاش کا پیٹ چاک کر کے کچھ نکال کر چبا گئی۔ عبداللہ بن لہیہ نے حضور رحمۃ اللعالمین کے چہرہ اقدس پر تلوار ماری۔ مغفر کی دو کڑیاں چہرہ اقدس میں چبھ کر رہ گئیں یہ دیکھ کر جاں نثاروں نے حضور ﷺ کو اپنے وارزہ میں لے لیا۔ ابو دجانہ جب تک کہ حضور کی سپر بن گئے۔ جناب طلحہ تلواروں کے وار اپنے ہاتھ پر روکنے لگے۔ ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے اس قدر تیر چلائے کہ تین کمانیں ان کے ہاتھ میں ٹوٹ گئیں۔ حضرت سعد بن وقاص رضی اللہ عنہ بھی تیر اندازی کر رہے تھے۔ پھر حضور ﷺ ثابت قدم صحابہ کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر چڑھ گئے۔ ایوسفیان نے وہاں حملہ کرنا چاہا لیکن حضرت عمر رضی اللہ عنہ اور چند صحابہ نے پتھر برسائے وہ آگے نہ بڑھ سکا (بخاری تارخ طبری ص ۴۱۰) ایوسفیان نے پہاڑی پر چڑھ کر پکارا یہاں ابو بکر و عمر اور حضور ہیں۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کوئی جواب نہ دے ایوسفیان نے پکارا سب مارے گئے۔ اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے نہ رہا گیا بول اٹھے اودھن خدا ہم سب زندہ ہیں۔ اس لڑائی میں ناکامی کی وجہ صرف یہ تھی کہ بعض صحابہ سے غلطی ہوئی۔ حضور ﷺ نے ہدایت کی تھی لڑائی خواہ کوئی بھی رخ اختیار کرے تم اس مقررہ جگہ سے نہ ہٹنا مگر جب کافر بھاگنے لگے اور مسلمانوں کا پلہ بھاری نظر آنے لگا تو بعض صحابہ نے یہ خیال کیا اب مقررہ جگہ کو چھوڑ کر مال غنیمت حاصل کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ قرآن نے ان کی اسی غلطی کی نشاندہی کی مَنْ شَرِبَ الدُّنْيَا كَسَفَ الْفَاظَ سے کی ہے لیکن جو بات ہر مسلمان کو یاد رکھنے کی ہے وہ یہ ہے بعض صحابہ سے غزوہ احد میں جو غلطی ہوئی اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں واضح طور پر اس کوتاہی کی معافی کا اعلان فرما دیا۔

وَلَقَدْ غَفَا عَنْكُمْ وَاللَّهُ ذُو فَضْلٍ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ۔ (آل عمران)

اللہ تعالیٰ نے تمہاری اس اغزش کو معاف فرمادیا اور اللہ مسلمانوں پر فضل کرتا ہے۔

لہذا اعلان معافی کے بعد صحابہ کرام پر اس معاملہ میں تنقید و اعتراض کا کوئی

جواز باقی نہ رہا۔ اللہ تعالیٰ کے معاف فرمادینے کے بعد بھی صحابہ کرام پر طعن کرنا۔ قرآن

مجید کی تکذیب کے مترادف ہے۔ اس لڑائی میں مسلمانوں کے ستر افراد شہید ہوئے

پھر جب دونوں فوجیں میدان سے الگ ہوئیں تو اس خیال سے کہ ابوسفیان مسلمانوں

کو مغلوب سمجھ کر دوبارہ حملہ آور نہ ہو۔ حضور ﷺ نے فوراً ستر صحابہ کرام کے ایک

دست کو ان کے تعاقب کے لئے روانہ فرمایا جن میں حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر بھی

شامل تھے لیکن ابوسفیان کو دوبارہ حملہ کی جرأت نہ ہوئی۔ قرآن مجید کی سورہ آل عمران

میں غزوہ احد کا مفصل تذکرہ ہے۔

حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ کی ولادت قانون وراثت کا نفاذ ۳ھ

۱۵ رمضان المبارک ۳ھ حضرت امام حسن کی ولادت ہوئی (۲) حضور ﷺ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی صاحبزادی حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (۳) مشرکہ عورتوں سے نکاح کی تحریم نازل ہوئی (۴) وراثت کا قانون نازل ہوا (۵) حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی زوجیت میں آئیں۔ زکوٰۃ فرض ہوئی۔

قتل کعب بن اشرف یہودی ۳۳ھ

ربیع الاول ۱۳۳۰ھ میں محمد بن مسلمہ نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کیا۔ یہ ایک مشہور شاعر تھا۔ اسلام سے سخت عداوت رکھتا تھا۔ حضور ﷺ کی شان میں گستاخانہ اشعار کہتا اور یہود کو اسلام کے خلاف بھڑکاتا تھا۔

شراب کی حرمت ۴ھ

(۱) شراب پینا حرام قرار دیا گیا (۲) اسی سال شعبان میں حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ہوئی (۳) حضور ﷺ کی زوجہ محترمہ حضرت زینب بنت خزيمة کا انتقال ہوا (۴) شوال میں حضور ﷺ نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح فرمایا (۵) ربیع الاول ۴ھ ہی میں غزوہ بنو نضیر ہوا۔

پردہ کا حکم غزوہ خندق ۵ھ

(۱) پردہ کا حکم نازل ہوا (۲) شعبان ۵ھ میں غزوہ سرسیع ہوا (۳) اسی لڑائی سے واپسی پر منافقین نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت لگائی۔ قرآن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی پاک دامنی بیان کی اور فرمایا سننے کے بعد لوگوں نے یہ کیوں نہ کہہ دیا کہ یہ بالکل افتراء ہے (۴) ذوقعدہ ۵ھ میں غزوہ احزاب ہوا۔ تمام قبائل عرب نے متحدہ طور پر ۲۴ ہزار کی تعداد میں مدینہ کی طرف چڑھائی کی تھی۔ حضور ﷺ نے تین ہزار صحابہ کے ساتھ مدینہ شہر سے باہر خندق کی تیاریاں شروع کیں۔ صحابہ کے ساتھ حضور ﷺ نے بھی خندق کے کام میں حصہ لیا۔ جاڑے کی راتیں تھیں تین تین دن کا فاقہ۔ پتھر کھودتے کھودتے ایک سخت چٹان آگئی کسی کی ضرب نے کام نہ کیا۔ حضور ﷺ نے پھاؤڑا مارا تو چٹان مٹی کا تودہ ثابت ہوئی۔ ایک مہینہ تک سخت محاصرہ رہا۔ ایک دن صحابہ کرام نے بے تاب ہو کر حضور ﷺ کے سامنے اپنا شکم کھول کر دکھایا کہ پتھر بندھے ہیں لیکن جب آپ نے کھولا تو ایک کی بجائے ۲ پتھر تھے۔ (شمال ترمذی) کفار کی طرف سے مسلسل تیر اندازی و سنگ باری کی وجہ سے اس غزوہ میں حضور ﷺ کی چار نمازیں قضا ہوئیں۔ اسی سال ۵ھ میں حضور ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا (جنہیں حضرت زید نے طلاق دیدی تھی) سے نکاح فرمایا (۶) نماز خوف اور تیمم کے

ام بھی اسی سال نازل ہوئے (۷) کعان و ظہار کے متعلق بھی احکام بتائے گئے۔

حج رضوان و صلح حدیبیہ ذوقعدہ ۶ھ

(۱) قریش سے تاریخی معاہدہ ہوا۔ جو صلح حدیبیہ کے نام سے موسوم ہے (۲) ان کے مشہور بادشاہوں کے نام دعوت اسلام بھیجی گئی (۳) صلح حدیبیہ کو قرآن نے اسلام کی فتح قرار دیا۔

سلاطین کو اسلام کی دعوت ۶ھ

حدیبیہ کی صلح کے بعد وہ وقت آیا کہ اسلام کا پیغام دنیا کے کانوں میں پہنچا دیا جائے۔ اس بناء پر حضور اکرم ﷺ نے ایک دن صحابہ کو جمع کیا اور خطبہ دیا اے لوگو! میں نے مجھے تمام دنیا کے لئے رحمت اور پیغمبر بنا کر بھیجا ہے۔ جاؤ میری طرف سے سلام حق ادا کرو۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے قیصر روم، شہنشاہ عجم، عزیز مصر اور رؤسائے عرب کے نام دعوت اسلام کے خطوط ارسال فرمائے۔ جو لوگ خطوط لے کر گئے اور ان کے نام لے کر گئے ان کی تفصیل یہ ہے۔

- (۱) حضرت وحیدہ کلبی قیصر روم
- (۲) عبداللہ بن حذافہ بھی خسر و پرویز کجنگاہ ایران
- (۳) حاطب بن ابی بلتعہ عزیز مصر
- (۴) عمرو بن امیہ نجاشی بادشاہ حبش
- (۵) سلیمان بن عمرو بن عبد شمس رؤسائے یمامہ
- (۶) شجاع بن وہب بن الاسدی رئیس حدود شام حارث غسانی (تاریخ ابن ہشام و بطبری)
- (۷) ہرقل نے حضور ﷺ کے خط کو بطور تعظیم سونے کی ڈبیہ میں بند کر کے رکھا

پڑے اڑ گئے۔

بیعت رضوان کا مختصر واقعہ

یہ ایک عظیم الشان واقعہ ہے۔ سورنا فتح میں اس واقعہ کا اور اس درخت کا ذکر ہے جس کے نیچے حضور ﷺ نے صحابہ سے بیعت لی تھی۔ مکہ معظمہ سے ایک منزل کے فاصلہ پر ایک کنواں ہے جسے حدیبیہ کہتے ہیں۔ یہاں تقریباً ۱۲ ہزار مہاجرین و انصار روشن ستاروں کی طرح ماہتاب نبوت کے گرد جمع تھے۔ چشم فلک نے اس سے حسرت نہ کبھی دیکھی تھی نہ آئندہ دیکھ سکے گی۔ حضور ﷺ کے چاروں یار ابو بکر و عثمان و علی رضی اللہ عنہم بھی دربار نبوت میں حاضر تھے۔ حضور ﷺ چاہتے تھے کہ کوئی حکم کے حاکم ابوسفیان سے اجازت لے آئے کہ مسلمان پر امن طریقہ سے عمرہ کر کے مکہ چلے جائیں گے اس کام کیلئے جناب عثمان غنی کا ستارہ چمکا۔ وہ مکہ پہنچے ابوسفیان نے انکو کی اس نے مسلمانوں اور حضور ﷺ کو مکہ میں داخلہ کی اجازت دینے سے انکار کر دیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا تم چاہو تو طواف کر لو۔ کون سا مسلمان ہے جو طواف کر لیکر طواف کے جذبہ سے بے چین نہ ہو جائے مگر یہاں عبادت الہی اور جذبہ طواف الہی میں کشمکش شروع ہوئی۔ ذوق عبادت کہتا ہے برسوں کے بعد طواف کا کیا ہے خدا جانے پھر ملے یا نہ ملے کر لو طواف کعبہ لیکن عشق بار بار کعبہ حقیقت اور حیرت کی یاد دلاتا ہے جس کا ہر قدم قبلہ گاہ دو عالم ہے۔ اس کشمکش میں زیادہ دیر نہ چلی اور طواف کی فرمائش ہوئی اور ہر زبان عثمان سے ایک ایسا نورانی جملہ نکلا جو مجمع کے پروانوں کے لئے ایک معیار ہے۔ آپ نے فرمایا میرا کعبہ حقیقت تو میں جلوہ فرما ہے۔ ان کے بغیر میں کیسے طواف کر سکتا ہوں۔ شک نہیں کہ حج حاکم بجائے خود عشق و یواغی کا سب سے بڑا درس ہے لیکن امیر المؤمنین عثمان رضی اللہ عنہ ایمان افروز عشق انگیز جملہ عشق و محبت کی پوری کائنات اور مناسک حج پر

تھا۔ جو ایک بادشاہ سے دوسرے بادشاہ تک منتقل ہوتا رہا اور یہ سب نامہ اقدس کی تعمیر و تعمیر کرتے تھے۔ بادشاہ فرنگ نے ملک منصور قلاوون صاکی کے زمانہ میں سیف اللہ علیہ السلام کو ایک سونے کا صندوق دکھایا اور اس میں سے ایک خط نکالا جس کے اکثر حروف مدہم پڑ گئے تھے۔ اس نے کہا یہ تمہارے پیغمبر کا خط ہے جو انہوں نے ہمارے دادا الیہ کے نام بھیجا تھا۔ ہمارے باپ دادا کی یہ وصیت تھی کہ اس کو احتیاط سے رکھنا۔ جب یہ خط تمہارے پاس رہے گا۔ تمہارے خاندان میں سلطنت باقی رہے گی۔

(۲) قیصر روم کو جب حضور ﷺ کا دعوتی خط ملا تو اس نے بڑے سامان و دربار منعقد کیا۔ خود تاج شاہی پہن کر تخت پر بیٹھا۔ تخت کے چاروں طرف بھارتی قیسوں اور رہبان کی صفیں قائم کیں۔ پھر اہل عرب کی طرف مخاطب ہو کر کہا کہ تم مجھ سے اس مدنی نبوت کا رشتہ دار کون ہے؟ حضرت ابوسفیان نے کہا میں ہوں پھر قیصر ابوسفیان سے سوالات کئے۔ اس کے بعد قیصر کو یقین ہو گیا کہ حضور اکرم ﷺ ہی ہیں اور آپ وہی ہیں جن کی آمد کا ذکر کتب سماویہ میں ہے۔ اس لئے اس نے رومیوں سے کہا کہ دین و دنیا کی بھلائی چاہتے ہو تو حضور اکرم ﷺ کی بیعت کر لو پھر اس نے حضور ﷺ کا نامہ اقدس دربار میں پڑھ کر سنایا۔ قیصر کی زبان سے یہ کلمات سن کر رؤسائے روم برہم ہو گئے۔ قیصر نے جب یہ صورت دیکھی تو نزاکت و وقت محسوس کر کے کہنے لگے۔ رومیو! میں تو تمہارا امتحان لینا چاہتا تھا کہ تم لوگ اپنے مذہب پر کس قدر ثابت قدم ہو۔ یہ سن کر رومی جہد میں گر گئے اور قیصر سے راضی ہو گئے۔ یہ کہنے کے دل میں گواہ اسلام کا نور آچکا تھا اور اس پر اسلام کی حقانیت آفتاب کی طرح رونمائی ہوئی تھی مگر تخت و تاج کی تاریکی میں وہ روشنی بجھ گئی اور قیصر نے اسلام قبول نہیں کیا۔

(۳) خسرو پرویز شہنشاہ ایران نے حضور ﷺ کے نامہ اقدس کو اپنی توہین کو پھر حضور ﷺ کے نامہ مبارک کو چاک کر دیا لیکن چند روز بعد خود اس کی سلطنت

بھاری ہے۔

نہ ہو جب تو ہی اے ساقی بھلا پھر کیا کرے کوئی
ہوا کو ابر کو گل کو چمن کو صحن بستان کو

ادھر حدیبیہ میں آئے ہوئے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ عثمان تو کہہ گئے۔ مرے سے طواف کعبہ میں مصروف ہوں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس نہیں کہ عثمان میرے بغیر طواف کر لیں۔ زبان نبوت کے یہ مقدس حلقے ذات عثمان رسول کے اعتماد و اخلاص کی روشن دلیل ہے۔

۲۔ اسی موقع پر ایک معجزہ کا ظہور ہوا۔ کنواں خشک ہو گیا۔ بحضور نبوت عرض گئی تو حضور نے اپنی پانی سے بھری ہوئی چھاگل میں اپنا دست مبارک رکھ دیا۔ حضور ﷺ کی مقدس اگلیوں سے چشمہ کے مانند پانی اگلنے لگا۔ (بخاری)

۳۔ اسی موقع پر دنیا نے حضور ﷺ سے صحابہ کی حیرت انگیز عقیدت کا منظر دیکھا اس کی مثال نہیں ملتی عروہ جو قریش مکہ کی طرف سے معلومات کے حدید بیبا آئے تھے۔ قریش سے جا کر کہا میں نے قیس و کسریٰ و نجاشی کے دربار دیکھے مگر جو عقیدت و وارفتگی ان مصاحبوں میں ہے کہیں نہیں دیکھی۔ ان کا نبی جب کرتا ہے تو سناٹا چھا جاتا ہے کوئی انہیں نظر بھر کر نہیں دیکھ سکتا۔ وہ وضو کرتے ہیں ان کے وضو کا خسالہ زمین پر نہیں گرنے دیتے۔ ان کا بلغم یا تھوک گرتا ہے تو عقیدت کا ہاتھوں ہاتھ لیتے ہیں چہرہ اور سر میں ملتے ہیں۔

حدیبیہ میں قلعہ خبیر پھیل گئی کہ حضرت عثمان کو شہید کر دیا گیا ہے حضور ﷺ کیکر کے درخت کے سایہ میں جلوہ فرما ہوئے آواز دی آؤ۔ خون عثمان کا بدلہ لینے لئے کٹ مرنے پر بیعت کر دو۔ کیا کسی دور میں کسی انسان کا خون اتنا قیمتی تصور کیا ہے کہ جس کا بدلہ لینے کے لئے سید الکونین نے ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار کو مارا

ہو؟ یہ بیعت ہوئی اور رب العزت جل مجدہ نے قرآن میں اس بیعت کو محفوظ کر بیعت کرنے والوں کا ولی اخلاص اللہ کو ایسا پسند آیا کہ اعلان فرما دیا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔

اللہ تمام اہل ایمان سے راضی ہو گیا جنہوں نے اس درخت کے نیچے آپ ﷺ کی بیعت کی۔

ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار کو حضور ﷺ نے بتایا کہ خون عثمان کتنا قیمتی ہے۔ خون عثمان اتنا ارزاق نہیں کہ وہ ہے تو مسلمان خاموش رہیں پھر اللہ تعالیٰ نے خون عثمان کا بدلہ لینے پر بیعت کرنے والوں کی وہ عزت افزائی فرمائی کہ انہیں اپنے ان کی پختہ سند عطا فرمادی اور اظہار فرمادیا کہ جس کے خون کو رسول نے قیمتی قرار دیا ہے۔ خدا کے نزدیک بھی وہ بہت قیمتی ہے۔

۴۔ جب تمام اہل ایمان بیعت ہو چکے تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرا ہاتھ ہے یہ عثمان کا ہاتھ ہے۔ اب میں عثمان کی بیعت لیتا ہوں۔ بیعت مرے ہوئے کی جاتی جاتی۔ زندوں کی لی جاتی ہے حضور نے انہیں بیعت کر کے یہ اشارہ کر دیا کہ ان زندہ ہیں۔ گویا بیعت تو محض حضرت عثمان کی اسلام میں عظمت کے اظہار کے لئے لی گئی ہے۔ ورنہ عثمان تو زندہ ہیں۔ خبیر کی لگا ہیں زمان و مکان کو چیر کر آگے نکل لی ہیں اور غیب و شہادت کا بلا تکلف مشاہدہ کر لیتی ہیں۔

روئے خبیر

خبیر عبرانی لفظ ہے جس کے معنی قلعہ کے ہیں یہ مقام مدینہ منورہ سے آٹھ میل پر ہے۔ متعدد قلعے آسانی فتح ہو گئے لیکن قلعہ قومس جو مرحب کا تخت گاہ تھا۔ صحابہ کی کوشش کے باوجود فتح نہ ہو سکا۔ ایک دن شام کو حضور ﷺ نے فرمایا کل آج کا نشان اس شخص کو دیں گے جس کے ہاتھ پر اللہ تعالیٰ فتح دے گا اور جو خدا اور

نے فتح عطا فرمائی۔ حضرت خالد نہایت بہادری سے لڑے آٹھ تلواریں ان کے ہاتھ سے ٹوٹ ٹوٹ کر گر گئیں۔ ایک لاکھ لشکر کفار سے تین ہزار مسلمانوں نے جنگ کی (بخاری) غزوہ موتہ جمادی الاولیٰ ۸ھ میں ہوا۔

۱۰ رمضان ۸ھ مطابق جنوری ۶۳۰ء فتح مکہ

حضور سید عالم ﷺ نے نہایت شان و عظمت سے دس ہزار آراستہ مسلمان فوجوں کے ہمراہ مکہ کی طرف بڑھے۔ مکہ فتح ہوا۔ بت پرستی کے طلسم ٹوٹ گئے۔ محترم جو حضرت خلیل علیہ السلام بت حکمن کی یادگار تھا پھر نور الہی سے روشن و منور ہو کر حضور ﷺ لکڑی کی ایک چھڑی سے کعبہ میں نصب ۳۶۰ بتوں میں سے جس طرف صرف اشارہ کرتے وہ منہ کے بل گر پڑتا۔ حضور ﷺ کی زبان پر یہ کلمات جاری تھے حق آیا باطل مٹ گیا اور باطل مٹنے ہی کی چیز تھی۔

حضور ﷺ نے کعبہ کا دروازہ کھلوایا وہاں بکیر کبھی نماز پڑھی پھر اسلامی حکومت کا سب سے پہلا دربار منعقد ہوا۔ آپ نے خطبہ دیا جس کی مخاطب پوری دنیا تھی۔ آپ نے فرمایا۔

ایک خدا کے سوا کوئی خدا نہیں۔ اس کا کوئی شریک نہیں اس نے اپنا وعدہ پورا دکھایا۔ اے قوم قریش۔ اب جاہلیت کا غرور و نسب کا افتخار خدا نے مٹا دیا۔ سب آدم کی نسل سے ہیں اور آدم مٹی سے بنے ہیں۔ اللہ کے نزدیک شریف وہ ہے جو اس پر بیزار ہو۔ قبیلہ و خاندان تو صرف پہچان کے لئے ہیں۔

۱۔ حضور ﷺ نے عام معافی کا اعلان فرمایا۔ خون کے دشمنوں تک درگزر فرمایا عکرمہ ابو جہل کے بیٹے نے اسلام قبول کیا۔ خدا کی شان ہے۔ باپ ابو جہل تھا اور بیٹا حضرت عکرمہ رضی اللہ عنہ ہیں۔

۱۱ حنین شوال ۸ھ

میں پیش آیا۔ حنین مکہ اور طائف کے درمیان ایک وادی کا نام ہے۔ شوال ۸ھ اسلامی فوجیں جن کی تعداد بارہ ہزار تھی حنین پر اس سردستان سے بڑھیں کہ صحابہ کرام ان سے بے اختیار یہ جملہ نکلے کہ آج ہم پر کون غالب آسکتا ہے۔ بارگاہ الہی کے صحابہ کرام جیسے نفوس قدسیہ کی یہ نازش پسند نہ آئی فتح کی بجائے اول حملہ ہی میں ان کفار کے ہاتھ میں تھا۔ حضور ﷺ اکیلے رہ گئے پھر حضور ﷺ کے آواز پر تمام فوج دفعۃً ہٹ گئی۔ متعدد مقامات اوس طائف پر چھڑ پڑیں ہوئیں اور فتح و نصرت اسلام کے حصہ میں آئی (۲) اسی سال حضرت ماریہ قبطیہ سے حضور ﷺ کا صاحبزادے ابراہیم پیدا ہوئے۔ (۳) حضرت ابراہیم کی وفات کے موقع پر صبح گرہن ہوا۔ حضور ﷺ نے خطبہ میں فرمایا۔ چاند سورج اللہ کی قدرت میں ہیں کسی کے مرنے جینے سے انہیں گرہن نہیں لگتا (بخاری) پھر حضور ﷺ نے گرہن کے موقع کی نماز باجماعت ادا فرمائی (۴) حضور ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب کا وصال ہوا۔

۱۲ سو دو سو حج اکبر ۹ھ کے اہم واقعات

(۱) واقعہ ایلاء و تخیر و غزوہ تبوک پیش آیا (۲) مسجد ضرار جو منافقین نے اسلام کے خلاف سازشوں اور مسلمانوں میں پھوٹ ڈالنے کے لئے بنوائی تھی۔ بحکم نبوی جلا کر رکھی۔ قرآن مجید کی سورہ توبہ میں اس کا ذکر ہے (۳) ۹ھ میں یہ پہلا موقع ہے کہ کفر و شرک سے پاک ہو کر عبادت ابراہیمی کا مرکز بنا۔ حضور ﷺ نے تین سو مسلمانوں کا ایک قافلہ مدینے سے حج کے لئے مکہ روانہ کیا۔ حضرت ابوبکر قافلہ سالار تھے علی نقیب اسلام اور سعد بن ابی وقاص جابر ابو ہریرہ وغیرہ صحابہ معلم تھے۔

قرآن نے اس کو حج اکبر کہا (بخاری سورہ البقرہ) کیونکہ اس سال حج ابراہیمی سنت کے مطابق ہوا۔ امیر المومنین سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے لوگوں کو مناسک حج کی تعلیم دی۔ یوم النحر میں آپ نے خطبہ دیا جس میں مسائل حج بیان فرمائے اس کے بعد حضرت علی رضی اللہ عنہ کھڑے ہوئے سورہ برأت کی چالیس آیتیں پڑھ کر سنائیں اور اعلان کرویا کہ اب یہ لو کہہ میں کوئی مشرک داخل ہو سکے گا اور نہ اب برہنہ حج ہوگا (۳) امن وامان کا دور شروع ہوا (کوۃ کا حکم نازل ہوا۔ وصولی زکوٰۃ کے لئے کارندے مقرر کئے گئے (۵) حرمت سود کی آیت نازل ہوئی۔ حضور ﷺ نے حجۃ الوداع ۱۰ھ میں اس کا اعلان عام فرمایا (۶) نجاشی نے انتقال کیا حضور ﷺ نے فرمایا کہ نجاشی کے لئے دعا مغفرت کرو۔

وہ غزوات جن میں حضور ﷺ نے شرکت فرمائی

- ۱۔ غزوہ ابواء یا زولان ۲ھ قریش اور بنو نضیر کے مقابلہ کے لئے صحابہ نے کروانہ ہوئے یہ پہلا غزوہ جس میں آنحضرت ﷺ نے جنس فحش شرکت فرمائی
- ۲۔ غزوہ یلاد ۲ھ ربيع الثانی ۲ھ قریش کے خلاف
- ۳۔ غزوہ عسیرہ ۳ھ جمادی الاول ۲ھ قریش کے خلاف
- ۴۔ غزوہ صفوان یا (بدر اولی) ۳ھ جمادی الثانی ۲ھ کرز بن جابر الغمری کے تعاقب میں ہونے پر حملہ کیا تھا۔
- ۵۔ غزوہ بدر ۳ھ رمضان المبارک ۲ھ قریش مکہ اور مسلمانوں کے درمیان بدر کے مقام پر ہوئی جو مدینے سے ۱۸۰ اور مکہ سے ۲۲۰ میل کے فاصلے پر واقع ہے۔

- ۱۔ غزوہ بنو سلیم یا (الکدر) ۳ھ غزوہ بدر کے سات بنو سلیم کے خلاف روز احد
- ۲۔ غزوہ بنو قینقاع ۳ھ ذی الحجہ ۲ھ بنو قینقاع کے خلاف
- ۳۔ غزوہ سوہیل ۳ھ ذی الحجہ ۲ھ ابو سفیان کے تعاقب میں جس نے مدینہ پر حملہ کیا تھا۔
- ۴۔ غزوہ بنو غطفان یا (ذی امر) ۳ھ مفر ۳ھ بنو غطفان کے خلاف
- ۵۔ غزوہ بخران ۳ھ ربيع الاول ۳ھ قریش کے خلاف
- ۶۔ غزوہ احد ۳ھ شوال ۳ھ بدر کے بعد قریش مکہ سے دوسرا بڑا معرکہ مسلمان سات سو اور قریش کی تعداد ۳ ہزار تھی۔

- ۷۔ غزوہ ذات الرقاع ۳ھ جمادی الاول ۳ھ بنو محارب اور بنو ثعلبہ کے خلاف
- ۸۔ غزوہ بدر الصغریٰ ۳ھ ۳ھ ابو سفیان نے احد کے روز اعلان کیا تھا کہ ہم اگلے سال بدر کے مقام پر مسلمانوں سے پھر لڑیں گے۔ اس لئے حضور ﷺ اپنے وعدے کے مطابق مدینے سے نکلے اور بدر پہنچے لیکن قریش سے مقابلہ نہ ہوا۔
- ۹۔ غزوہ کاہن ۳ھ قریش قبائل عرب اور یہود کا مسلمانوں کے خلاف متحدہ محاذ اور مدینے کا محاصرہ لیکن ناکام ہوئے۔

- ۱۰۔ غزوہ دودہ البجذل ۳ھ ربيع الاول ۳ھ آپ دومہ البجذل تشریف لے گئے لیکن لڑائی کی نوبت نہ آئی۔
- ۱۱۔ غزوہ بنو مصطلق ۳ھ شعبان ۳ھ بنو مصطلق کے خلاف
- ۱۲۔ غزوہ خیبر ۳ھ ۳ھ یہود خیبر کے خلاف
- ۱۳۔ غزوہ حنین ۳ھ ۳ھ قبائل عرب کے خلاف
- ۱۴۔ غزوہ تبوک ۳ھ ۳ھ رومیوں کے خلاف لشکر کشی



حضور ﷺ کی ازواج مطہرات اور دیگر رشتہ دار

حضرت عباس رضی اللہ عنہ

حضور ﷺ کے نہایت مقدس چچا ہیں۔ حضور ﷺ سے عمر میں دو سال بڑے تھے۔ آپ قدیم الاسلام ہیں۔ حنین طائف اور تبوک کی جنگ میں شریک ہوئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے انہیں ستایا مجھے ستایا (ترمذی) عباس رضی اللہ عنہ مجھ سے آگے اور میں عباس رضی اللہ عنہ سے ہوں (ترمذی) سب سے پہلے کعبہ کو ربیعی لباس حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے پہنایا۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے دو سال بڑے تھے لیکن ہم آپ سے عمر کے متعلق سوال ہوتا تو فرماتے بڑے تو حضور ﷺ ہی ہیں۔ ہاں میری زیادہ ہے۔ آپ نے بوقت وفات ستر غلام آزاد کئے۔ ۳۳-۳۲ھ جب کے مہینہ میں عمر ۸۲ یا ۸۸ سال وفات پائی۔ جنت البقیع میں دفن ہوئے۔ حضور ﷺ سے آپ کو بہت محبت تھی۔ حضور ﷺ بھی آپ کا بے حد احترام فرماتے تھے۔ بخاری شریف میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو وہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے وسیلہ سے اللہ تعالیٰ سے بارش طلب کرتے تو بارش ہو جاتی۔ حضرت عباس رضی اللہ عنہ بڑے مال دار تھے۔ خلفائے بنو عباس اٹنی کی نسل سے ہیں۔ فضل اللہ، عبید اللہ، قثم، معاویہ ان کے لڑکے تھے۔ عبداللہ بن عباس ایک محدث اور فقیہ کی حیثیت سے مشہور ہوئے۔

حضرت حمزہ رضی اللہ عنہ

آپ حضور ﷺ کے چچا اور رضاعی بھائی بھی ہیں۔ ابوعمارہ کنیت۔ اسد اللہ

اللہ تعالیٰ کے دوسرے سال ایمان لائے۔ آپ کی ذات سے اسلام کو بہت قوت ملی۔ بدر میں شریک ہوئے جنگ احد میں شہادت پائی۔ حضور ﷺ نے آپ کو شہداء کا خطاب دیا حضور ﷺ سے آپ کو بہت پیار تھا۔ آپ کے چچاؤں میں حضرت حمزہ بن عبدالمطلب پہلے شخص ہیں جو اسلام لائے۔ ان کا شمار سابقین اولین میں آتا ہے۔ ہجرت کے بعد غزوہ احد میں جبر بن مطعم کے غلام وحشی کے ہاتھوں شہید ہوئے۔

حارث بن عبدالمطلب

آنحضرت ﷺ کے چچا تھے اور عبدالمطلب کے سب سے بڑے لڑکے تھے۔ یثرب کے لوگ زیادہ تر ملک شام میں رہے۔ حارث کے لڑکوں میں ربیعہ اور عثمان عبداللہ اور نوفل نے بڑی شہرت پائی۔ عبداللہ بن حارث بدر میں شہید ہوئے۔ حارث عبدالمطلب کی زندگی میں وفات پا گئے۔

زبیر بن عبدالمطلب

عبدالمطلب کے بعد قریش کے دستور کے مطابق اپنے والد کے جانشین قرار پائے زبیر عبداللہ اور ابوطالب تینوں ایک ماں سے حقیقی بھائی تھے۔ کنانہ اور ہوازن کے درمیان ہونے والے معرکہ خیبر میں زبیر بن عبدالمطلب قریش کے سپہ سالار تھے۔ اپنے زمانے کے بڑے تاجر اور صاحب ثروت شخص تھے۔ زبیر بن عبدالمطلب کی عورتیں چار بیٹیاں صفیہ ام زبیر، مناء ام حکیم اور چار لڑکے حجل، قرۃ طاہرہ اور عبداللہ تھے۔

ابوطالب بن عبدالمطلب

ان کا نام عبدمناف کنیت بڑے لڑکے کے نام سے ابوطالب تھی۔ خاندانی حلقہ کے مطابق اپنے بڑے بھائی زبیر کے مرنے کے بعد سردار ہوئے۔ ابوطالب چار لڑکے طالب، عقیل، جعفر اور حضرت علی رضی اللہ عنہ تھے۔

ابولہب بن عبدالمطلب

اس کا نام عبد العزیٰ تھا بڑے صاحب ثروت تھے۔ اسلام کی مخالفت میں اور اس کی بیوی ام جمیل پیش پیش رہے جس کے سلسلے میں سورۃ لہب نازل ہوئی۔ اور عقیقہ اس کے لڑکے تھے۔

عمات النبی

ام حکیم البیضا بنت عبدالمطلب

ان کا عقد کریز بن ربیعہ سے ہوا۔ دو اولادیں ہوئیں۔ ایک اروی بنت کریم جو حضرت عثمان بن عفان کی ماں ہیں اور ایک عامر بن کریم جو فتح مکہ کے وقت مسلمان ہوئے۔ ان کے لڑکے عبداللہ بن عامر حضرت عثمان غنیؓ کے عہد میں بصرہ کے عامل مقرر ہوئے۔

حاتکہ بنت عبدالمطلب

ان کا عقد ابوامیہ بن مغیرہ مخزومی سے ہوا۔ دو اولادیں ہوئیں۔ زبیر اور عبداللہ جو دونوں ام المومنین حضرت ام سلمیٰ کے سوتیلے بھائی ہیں۔

مذہ بنت عبدالمطلب

ان کا عقد پہلے عبدالاسد بن ہلال مخزومی سے ہوا۔ جس سے حضرت ابولہب پیدا ہوئے۔ ان کے بعد ان کا عقد ابورہم بن عبد العزیٰ سے ہوا جس سے ابوسہرا پیدا ہوئے۔

بنت عبدالمطلب

ان کا نکاح جمش بن رباب سے ہوا۔ ام المومنین حضرت زینب اور ام حبیبہ اور صاحبزادیاں ہیں اور عبداللہ بن جمش (جو احد میں شہید ہوئے اور اپنے ماموں کے جزاء کے ساتھ مدفون ہوئے) ان کے صاحبزادے تھے۔

بنت عبدالمطلب

ان کا عقد پہلے حارث بن امیہ سے ہوا۔ ان کے بعد العوام بن خویلد سے ہوا۔ ان کے تین لڑکے زبیر، سائب اور عبدالکعبہ ہوئے۔ زبیر بن العوام عشرہ مبشرہ میں سے ہیں۔

ازواج مطہرات..... امہات المومنین

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے امہات المومنین کو خطاب کر کے فرمایا۔

يٰۤاَيُّهَا النَّبِيُّ لَسْتُنَّ كَأَخَدٍ مِّنَ الْبَنَاتِ۔ (احزاب ۴)

اے نبی کی بیویو! تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو (یعنی ان کا مرتبہ سب عورتوں سے زیادہ ہے)

اَلْفَايُزُ بِذَٰلِكَ لِيُغَيِّبَ عَنْكُمُ الرَّجُلَ اَهْلَ الْبَيْتِ وَيُطَهِّرَكُمْ

مِنْ ذُنُوبِكُمْ۔ (احزاب ۴)

اللہ تعالیٰ تو یہ چاہتا ہے کہ اے نبی کے گھر والوں کو تم سے ہر تپا کی دور فرمادے اور تمہیں پاک کر کے خوب ستھرا کر دے۔

قرآن نے ازواج مطہرات کے گھروں کو اللہ کی آجوں اور حکمت کا سرچشمہ قرار دیا۔

وَاذْكُرْنَ مَا يُكَلِّفُ لِي فِي يَوْمِئِذٍ مِنَ الذَّلِيلِ وَالْعَجْظَمَةِ۔ (احزاب)

اور یاد کرو جو تمہارے گھروں میں پرہیز جاتی ہیں اللہ کی آستیں اور حکمت۔

بیز تعظیم و حرمت میں حضور ﷺ کی ازواج کو تمام مومنوں کی مانیں قرار دیا۔

وَأَزْوَاجُهُمْ أَعْضَائُهُمْ وَأَخَوَتُهُمْ فِي الْمَوَدَّةِ (تمام مسلمانوں کی) مانیں ہیں۔

اسلئے حضور ﷺ کی تمام ازواج مطہرات کی تعظیم و توقیر ان سے عقیدت

محبت لازم و واجب ہے۔ ام المؤمنین خدیجہ الکبریٰ و ام المؤمنین عائشہ صدیقہ

حضرت سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا قطعی جنتی ہیں اور انہیں حضور ﷺ کی بقیہ صاحبزادیوں

اور ازواج مطہرات تمام صحابیات پر فضیلت ہے ان کی طہارت و پاک دامن کی گواہی

قرآن مجید نے دی ہے۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر معاذ اللہ تہمت زنا سے لگا

نا پاک زبان آلودہ کرنے والا۔ قطعاً کافر و مرتد ہے اور آپ کی شان میں اس کے

علاوہ بدگوئی کرنے والا گمراہ و جہنمی ہے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مرتبہ و مقام

جب منافقین نے حضرت عائشہ پر تہمت لگائی تو اللہ تعالیٰ نے سورہ نور کی آیت میں جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی عفت و عصمت پاک دامن اور منافقین کے الزام کی تردید فرمائی۔

(۱) إِنَّ الَّذِينَ جَاءُوا بِالْإِفْكِ ۔ بَشِكِّ مُنَافِقٍ ۔ بَرَّاهُ تَنَافُكًا ۔

اے مسلمانوں جب منافقین نے تہمت لگائی تو تم نے یک گمان کیوں نہ کیا۔

(۲) فَأُولَئِكَ عِنْدَ اللَّهِ هُمُ الْكَاذِبُونَ ۔

تو وہی (یعنی تہمت لگانے والے) اللہ کے نزدیک جھوٹے ہیں۔

(۱) يَعْظُمُ اللَّهُ أَنْ تَعُوذُوا ۔ (نور)

اللہ تعالیٰ تمہیں نصیحت فرماتا ہے کہ اب کبھی ایسا نہ کہنا (یعنی حضرت عائشہ کے

علاقہ بدگمانی نہ کرنا)

قرآن کی ان آیات کے مطابق جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے متعلق بدگمانی

عقبات کی تہمت کا قائل۔ دائرہ اسلام سے خارج قرار پایا ہے۔

حضور ﷺ نے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کیا تم اس کو محبوب نہیں رکھو

کی جس کو میں محبوب رکھتا ہوں۔ جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا کیوں نہیں؟ فرمایا:

(تو عائشہ رضی اللہ عنہا سے محبت کرو۔) (مسلم)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا کے معاملہ میں مجھے ایذا نہ دو۔

عائشہ کے ساتھ ایک بستر میں ہوتا ہوں تو بھی وحی آ جاتی ہے۔ (مقلوۃ)

حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا پر جبرائیل جبرائیل میں تمہیں سلام عرض کرتے ہیں۔

(بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا عائشہ رضی اللہ عنہا جب تم مجھ سے خوش یا کبیدہ خاطر ہوتی

مجھے معلوم ہو جاتا ہے جب تم مجھ سے خوش ہوتی ہو تو یوں کہتی ہو لا ورب محمد اور اگر

لا حول ولا قوۃ الا باللہ کہتی ہو تو لا ورب ابراہیم کہتی ہو جناب عائشہ رضی اللہ عنہا نے جواب دیا

لا حول ولا قوۃ الا باللہ کی صورت میں بھی صورت آپ کا نام چھوڑتی ہوں (آپ کی ذات سے

لگتی تو نہیں چھوٹ سکتی) (بخاری)

جبریل امین نے ریشمی سبز رومال میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی تصویر بارگاہ

نبوت میں پیش کی اور عرض کیا۔ هَلِيهِ ذُو جَنَّتْ لِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةُ بِدِينِهَا وَآخِرَتِ

آپ کی بیوی ہیں۔ (بخاری)

اس پر سب کا اتفاق ہے کہ ازواج کی تعداد گیارہ تک رہی ہے۔ یہ سب یک

دم نکاح میں نہیں آئیں۔ بلکہ یکے بعد دیگرے ان سے نکاح ہوا۔ ترتیب یوں ہے۔

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا

حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا ازواج مطہرات میں ایک بلند درجہ رکھتی تھیں۔ کیونکہ یہی حضور ﷺ کی اول محرم راز ہیں اور ابتدائے وحی کے موقع پر آپ ہی سے اکرم ﷺ کو درقہ کے پاس لے گئی تھیں۔ آپ کا نام خدیجہ اور لقب طاہرہ۔ آپ حضور ﷺ کی پہلی مقدس بی بی ہیں۔ آپ کی والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ والدہ کا نام خویلد بن اسد ہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی ابوہالہ بن زید سے ہوئی اور دو لڑکے ہند اور حارث پیدا ہوئے۔ ابوہالہ کے انتقال کے بعد آپ بن عائد محزوی کے عقد میں آئیں ان سے ایک لڑکی بنام ہند پیدا ہوئی۔ اسی سے آپ ام ہند کے نام سے پکاری جاتی تھیں۔ حقیقی کے انتقال کے بعد حضرت خدیجہ سید المرسلین ﷺ کے عقد میں آئیں۔ اس وقت حضور ﷺ کی عمر مبارک ۲۵ برس تھی۔ حضرت خدیجہ کی عمر مبارک ۴۰ سال کی تھی۔ حضرت خدیجہ نکاح کے بعد ۲۵ برس زندہ رہیں۔ ان کی زندگی میں حضور ﷺ نے دوسری شادی نہیں فرمائی۔ حضور ﷺ سے چھ اولادیں ہوئیں۔ دو صاحبزادے جو کہ بچپن ہی میں انتقال کر گئے اور چار صاحبزادیاں حضرت فاطمہ زہراؓ، زینب رقیہ اور ام کلثوم رضی اللہ عنہن۔

حضرت ام المومنین خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے حضور ﷺ کو بے انتہا محبت تھی ان کی وفات کے بعد آپ کا معمول تھا جب کبھی گھر میں کوئی جانور ذبح ہوتا تو آپ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملنے والی عورتوں کے پاس گوشت ضرور بکھواتے۔ خواہ وہ عورت عائدہ بنی لہیا فرماتی ہیں کہ مجھے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا پر بہت رشک آتا تھا اور اس کی یہ تھی کہ حضور ﷺ ہمیشہ ان کا ذکر فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے اس پر آپ کا کچھ کہا تو حضور ﷺ نے فرمایا خدا نے مجھے خدیجہ کی محبت دی ہے۔ (مسلم شریف)

ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا۔ آپ ایک بڑھیا کی یاد کرتے ہیں جو آپ سے بڑھ چکی ہو۔ استیعاب میں ہے کہ اس کے جواب میں حضور ﷺ نے فرمایا۔ ہرگز نہیں۔ لیکن جب لوگوں نے میری تکذیب کی تو خدیجہ نے میری تصدیق کی۔ جب ان کے لئے وہ اسلام لائیں۔ جب میرا کوئی معین نہ تھا۔ انہوں نے میری مدد کی۔

حضرت سوودہ بنت زیدہ رضی اللہ عنہا

حضرت سوودہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بعد سب سے پہلے حضور ﷺ کے عقد میں آئیں۔ رمضان ۱۳ھ نبوی بروایت زرقانی ۸ھ نبوی میں آپ کا نکاح ہوا۔ چار سو روپیہ قرار پایا۔ آپ سے کوئی اولاد نہ ہوئی آپ حضور ﷺ کی نہایت فرمانبردار بی بی اور اس وصف میں تمام ازواج مطہرات سے ممتاز تھیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے اپنی منی اور سخاوت میں بھی اپنی مثل نہ رکھتی تھیں۔ ایک مرتبہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کی تعریف فرمائی کہ کیا ہے۔ کہا گیا درہم ہیں۔ آپ نے فرمایا کھجوروں کی طرح ٹھیلی۔ ہم بیچے جاتے ہیں یہ فرمایا اور تمام درہم تقسیم کر دیئے۔ آپ سے پانچ حدیثیں آئیں۔ ایک بخاری میں بھی ہے اور صحاح میں حضرت عبداللہ ابن عباس اور یحییٰ بن سعید بن زرارہ نے ان سے روایت کی ہے۔

آپ کے سن وفات میں اختلاف ہے۔ واقعہ کی نزدیک زمانہ خلافت امیر المومنین ۵۵ھ میں آپ کی وفات ہوئی۔ علامہ حافظ ابن حجر سال وفات ۵۵ھ قرار دیتے ہیں۔

ایسی کہتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کے آخری زمانہ میں آپ کی وفات ہوئی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ۲۳ھ میں وفات پائی۔ اس لئے ان کا زمانہ وفات ۲۲ھ میں ہی آپ کا سن وفات ہوگا۔ حضرت سوودہ رضی اللہ عنہا کی پہلی شادی سکران بن عمر رضی اللہ عنہ سے ہوئی جو انتقال کر گئے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات پر لفظ ام المؤمنین کا اطلاق قرآن مجید اور شاد و آرزو اَجْهَ اُمَّهَاتُہُمْ سے ماخوذ ہے۔ حضرت عائشہ صدیقہ حضور سید عالم ﷺ کی نہایت مقدس بی بی ہیں۔ آپ کا نام عائشہ اور کنیت ام عبد اللہ ہے۔ آپ کی کنیت ام عبد اللہ حضور سید عالم ﷺ نے ہی رکھی تھی۔ جبکہ آپ کے بھانجے عبد اللہ بن مسعود کو بغرض تحسینک بخسور نبوی پیش کیا گیا تو حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ عبد اللہ ہے۔ ام عبد اللہ (رح البہاری) والدہ کا نام امیر المؤمنین سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ ہے اور والد کا نام ام رومان نسب بنت عامر ہے جن کا انتقال ۶۷ھ میں ہوا۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بعثت کے چار برس بعد پیدا ہوئیں۔ ۱۱ھ میں حضور ﷺ کے عقد نکاح میں آئیں۔ آپ کی عمر شریف اس وقت ۶ سال کی تھی۔ خدمتِ اکبر بنی ﷺ کے انتقال کے بعد خولہ بنت حکم کی وساطت سے نکاح ہوا۔ ۱۲ھ میں درہم مہر مقرر ہوا نکاح کے بعد حضور ﷺ تین سال مکہ میں مقیم رہے۔ ۱۳ھ نبوی میں آپ نے ہجرت فرمائی تو حضرت ابو بکر ساتھ تھے۔ اہل و عیال کو مکہ چھوڑ آئے۔ جب مدینہ میں اطمینان ہوا تو حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے اپنے عیال کو مدینہ بلا لیا۔ حضور ﷺ نے بھی حضرت فاطمہ ام کلثوم اور حضرت سودہ رضی اللہ عنہا وغیرہ کے لانے کے بعد حضرت عبد اللہ بن ارقط کو بھیج دیا۔ ماہ شوال میں ۹ سال کی عمر میں رخصتی ہوئی۔

وفات

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا نے ۹ سال تک حضور ﷺ کے ساتھ زندگی بسر کی۔ جب حضور ﷺ کا وصال ہوا تو آپ کی عمر شریف ۱۸ سال کی تھی۔ حضور ﷺ کے بعد حضرت عائشہ ۳۸ سال زندہ رہیں اور ۱۶ رمضان ۵۷ھ میں وفات پائی۔ اس دن

۶۶ سال کی تھی۔ وصیت کے مطابق جنت البقیع میں رات کے وقت دفن ہوئیں۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ اس وقت مردان بن حکم کی طرف سے حاکم مدینہ تھے۔ انہوں نے نماز جنازہ پڑھائی۔

احوال

ازواج مطہرات میں حضرت ام المؤمنین سیدہ عقیقہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے احوال و مناقب۔ آپ کا ورع تقویٰ فقہی اور اجتہادی بصیرت اتنی اعلیٰ ہے کہ جس سے ان کے لئے دفتر درکار ہے۔ مختصر یہ کہ آپ ام المؤمنین ہیں۔ حضور ﷺ کو آپ بہت محبت تھی۔ اسی محبت کی وجہ سے آپ نے اپنے مرض وفات میں تمام ازواج مطہرات سے اجازت لے کر اپنی مقدس زندگی کے آخری ایام سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر ہی میں بسر فرمائے تھے۔

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا خود ہی تحدیثِ نعمت کے طور پر فرماتی ہیں کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے ۹ خوبیاں ایسی عطا فرمائیں جو کسی عورت کو نہ ملیں۔

عقد سے پیشتر میری تصویر جبریل امین نے بخسور نبوی پیش کی (یہ تصویر قدرتی طور پر انسان کی بنائی ہوئی نہ تھی) (۲) حضور ﷺ نے بجز میرے کسی اور کنواری عورت کو نکاح نہیں فرمایا (۳) میں آپ کے خلیفہ اور آپ کے صدیق کی صاحبزادی ہوں (۴) میرا پاکیزہ گھرانے میں پیدا فرمایا گیا (۵) بوقت وصال حضور ﷺ کا سر اقدس میرے گھر میں (۶) حضور میرے گھر میں دفن ہوئے (۷) حضور میرے لحاف میں دفن ہوئے (۸) مجھ سے اللہ تعالیٰ نے مغفرت اور رزق کریم کا وعدہ فرمایا (۹) میری برأت آسمان سے نازل ہوئی۔

سیدنا یوسف علیہ السلام پر تہمت لگائی گئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک شیر خوار بچے کی زبان سے برأت فرمائی۔ حضرت مریم کو مطعون کیا گیا تو ان کے صاحبزادے حضرت

اور تین کو امام بخاری اور تین کو امام مسلم نے منفرداً ذکر کیا ہے۔

حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا

نام مبارک رملہ۔ ام حبیبہ کنیت۔ حضور کی بعثت سے سترہ سال پہلے پیدا ہوئی اور عبید اللہ بن جحش سے نکاح ہوا اپنے شوہر اول کے ساتھ مسلمان ہوئیں۔ پھر مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ عبید اللہ بن جحش حبشہ جا کر عیسائی ہو گئے اور آپ اسلام قبول نہیں کیا۔ اختلاف مذہب کی بناء پر دونوں میں علیحدگی ہو گئی اور انہیں ام المؤمنین کے شرف حاصل ہوا۔ آپ نے ۳۳ھ میں وفات پائی اور مدینہ میں دفن ہوئیں۔ ۶۵ھ میں حدیثیں مروی ہیں جن میں سے دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا

حضرت زینب ازواج مطہرات میں ممتاز حیثیت کی مالک ہیں۔ نبی کریم ﷺ سے وہ حضور کی چھوٹی بہن تھیں۔ نہایت قانع فیاض طبع اور سخی تھیں۔ عبادت و خشوع و خضوع کے ساتھ مشغول رہتی تھیں۔ انہیں کی شان میں حضور ﷺ نے فرمایا: "تمہارا مقام میں سے مجھ سے جلد وہ ملے گی جس کا ہاتھ لبا ہوگا۔ یہ استعارہ ان کی فیاض سخاوت کی طرف تھا چنانچہ پیش گوئی کے مطابق ازواج مطہرات میں سب سے زیادہ ان کا وصال ہوا۔ سن وصال ۲۰ھ ہے ۵۳ سال کی عمر پائی و اقدی نے لکھا ہے کہ ان کا نکاح ان کی عمر شریف ۳۵ سال کی تھی۔

حضرت زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا جن کا نکاح پہلے حضور ﷺ نے اپنے چھٹی زید سے کر دیا تھا مگر یہ اور ان کے بھائی راضی نہ ہوئے تو آپ ﷺ نے یہ مبارک مہمان خانہ خوار و لا مہربانہ نازل ہوئی پھر یہ بھی راضی ہو گئیں۔ نکاح ہوا۔ لیکن دونوں میں سے کسی نے حضرت زید سے طلاق دے دی۔ حضور ﷺ نے نکاح کا پیام دیا اور

اس میں یہ ارشاد فرمایا گیا کہ یہ نکاح اللہ عز و جل نے کیا۔ چنانچہ حضرت زینب فخریہ رضی اللہ عنہا تھیں کہ میں وہ ہوں جس کا نکاح اللہ عز و جل نے آسمان پر حضور ﷺ کے لئے کیا۔ آپ سے گیارہ حدیثیں مروی ہیں۔ دو پر بخاری و مسلم کا اتفاق ہے۔

ام الساکین حضرت زینب بنت خزیمہ رضی اللہ عنہا

نام مبارک زینب۔ ام الساکین لقب یہ اس لئے کہ آپ فقراء کو نہایت فیاضی کے ساتھ کھانا کھلایا کرتی تھیں۔ آپ پہلے عبد اللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں جو جنگ بدر میں شہید ہو گئے تھے اور ۳ھ میں آپ عقد نبوی میں آئیں۔ نکاح کو دو تین ماہ کے بعد آپ کا انتقال ہو گیا۔ حضرت خدیجہ بنت ابی طالب کے بعد صرف حضرت زینب رضی اللہ عنہا ہی بنکاد وصال حضور ﷺ کی حیات ظاہری میں ہوا۔ حضور ﷺ نے خود نماز جنازہ اہل بیت البقیع میں دفن ہوئیں۔ وفات کے وقت آپ کی عمر شریف تیس سال تھی۔

حضرت میمونہ رضی اللہ عنہا

آپ نے اپنی ذات کو بخیر نبی بہ کیا۔ نام مبارک میمونہ والدہ کا نام حارث۔ والدہ ۱۲ھ ہند تھا۔ پہلے مسعود کے نکاح میں تھیں۔ ان سے طلاق کے بعد ابو رہم سے نکاح ہوا۔ ان کے انتقال کے بعد حضور ﷺ کی زوجیت میں آئیں۔ ۵۵ھ میں وفات پائی۔ ۶۷ھ میں حدیثیں مروی ہیں جن میں سے سات پر بخاری و مسلم نے اتفاق کیا ہے۔

حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا

قبیلہ بنی مصطلق کے سردار حارث بن ضرار کی بیٹی تھیں۔ ان کی پہلی شادی حارث بن صفوان سے ہوئی جو غزوہ بدر میں قتل ہوا اور یہ بھی لوٹتی غلاموں کے ہاتھ آئیں اور ثابت بن قیس بن شماس انصاری کے حصہ میں آئیں اور حضور ﷺ نے ان کو خرید کر آزاد فرما دیا اور عقد نکاح میں لیا ربیع الاول ۵ھ میں وفات پائی۔

جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔

آپ سے سات حدیثیں مروی ہیں دو بخاری میں اور دو مسلم میں ہیں۔

حضرت صفیہ اسراہیلیہ رضی اللہ عنہا

نام مبارک زینب باپ کا نام حمی بن اخطب تھا جو بنو نضیر کا سردار تھا۔ ماں کا نام ضرہ تھا جو بنو قریظہ کے سوال کی بنی تھی۔ ان کی پہلی شادی سلام بن مشکم سے ہوئی۔ طلاق کے بعد دوسری شادی کنانہ بن ابی الحقیق کے ساتھ ہوئی۔ یہ بھی میں جب قوس (خیبر) فتح ہوا تو کنانہ قتل ہوا۔ حضرت صفیہ کا باپ اور بھائی بھی کام آئے اور گرفتار ہوئیں۔ حضور ﷺ نے ان کو وجہ سے لے کر آزاد کیا اور نکاح فرمایا۔ یہ ساتھ ساتھ سال کی عمر پر کرمال فرمایا اور جنت البقیع میں دفن ہوئیں۔ آپ سے حدیثیں مروی ہیں جن میں سے صرف ایک متفق علیہ ہے۔

حضور ﷺ کی اولاد مبارک

متفق علیہ روایت یہ ہے کہ حضور ﷺ کی چھ اولادیں تھیں۔

۱ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا: اظہار نبوت سے تین برس قبل پیدا ہوئیں۔ ابولہب کے عہد سے شادی ہوئی جس نے ان کو چھوڑ دیا پھر حضور ﷺ نے حضرت رقیہ کی شادی جناب عثمان غنی رضی اللہ عنہ سے کر دی۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے جب حبشہ کی طرف پھر مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تو دونوں ہجرتوں میں یہ ان کے ساتھ تھیں اور غزوہ بدر میں مسلمانوں کو فتح کا مژدہ سنایا گیا۔ اسی روز وفات پائی۔

۲ حضرت ام کلثوم رضی اللہ عنہا: ۳۰ جو غزوہ بدر کا سال تھا۔ جب حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا انتقال ہوا تو ربیع الاول کے مہینہ میں ان کا نکاح بھی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے ہوا۔ ۶ سال تک حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ رہیں۔ شعبان ۹ میں وفات ہوئی۔

۳ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا: اظہار نبوت کے اسی میں پیدا ہوئیں۔ جب پندرہ سال ان سے پانچ مہینہ کی ہوئیں تو ۲ میں حضرت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح ہوا۔ اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ اکیس سال پانچ مہینے کے تھے۔ ۲۸ درہم مہر مقرر ہوا۔ حضور ﷺ نے ایک پلنگ، ایک بستر، ایک چادر دو چکیاں اور ایک مشک جہیز میں دی۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ میں بعض اوقات خانگی معاملات میں رنجش ہو جاتی تھی اور حضور ﷺ ان کو گھر جا کر صلح کرا دیتے اور بہت خوش ہوتے۔

ایک دفعہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کرنا چاہا تو حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ رضی اللہ عنہا میری جگر گوشہ ہے۔ جس سے اسے دکھ پہنچے گا۔ مجھے بھی اذیت ملے گی۔ پھر جناب علی رضی اللہ عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی زندگی میں دوسرا نکاح نہ کیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا فاطمہ جنتی عورتوں کی سردار ہیں (بخاری) حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا رمضان ۱۱ میں حضور ﷺ کے وصال کے چھ ماہ بعد عمر ۲۳ سال وفات پائی۔

۴ سب سے آخری اولاد ذی الحجہ ۸ میں جناب ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کے بطن سے حضرت ابراہیم رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے۔ حضور ﷺ انہیں گود میں لیتے اور چومتے تھے۔

(۱) حضرت قاسم رضی اللہ عنہ: جو اظہار نبوت سے گیارہ برس پہلے پیدا ہوئے۔ دن زندگی پائی۔ حضور ﷺ کی کنیت ابو القاسم انہی کے اثساب سے ہے یہ کہ حضور ﷺ کو بہت پسند تھی۔

(۲) حضرت زینب رضی اللہ عنہا: حضور ﷺ کی عمر مبارک ۳۰ سال کی تھی پیدا ہوئیں۔ کے خالہ زاد بھائی ابو العاص بقرہ بن ربیع سے شادی ہوئی۔ ۳۰ سالہ میں ابو العاص سے ہونے۔ دوبارہ انہیں سے نکاح ہوا اور حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے ۸ میں انتقال فرمایا۔

پندرہ ماہ زندگی پائی۔ ۹ھ میں وفات پائی۔ اتفاق سے جس روز حضرت ابراہیمؑ انتقال ہوا۔ سورج کو گہن لگ گیا۔ عرب میں عام خیال تھا کہ کوئی بڑا شخص مرتا ہے۔ چاند کو گہن لگ جاتا ہے یہ بھی مشہور ہو گیا کہ سورج گہن ان کی موت کا اثر ہے۔ ﷺ نے فرمایا:

چاند سورج خدا کی نشانیاں ہیں کسی کی موت سے انہیں گہن نہیں لگتا۔ (بخاری)

.....نوٹ.....

سوائے حضرت ابراہیمؑ کے حضور ﷺ کی تمام اولاد جناب مذکور اکبرؑ بنی ہٹھ سے تھیں اور حضور ﷺ کے صاحبزادوں کے بارے میں سخت اختلاف ہے۔ صاحبزادوں کی تعداد آٹھ تک بتائی جاتی ہے۔

حضور کی چار صاحبزادیوں کے ثبوت

قرآن مجید میں فرمایا: **لَا ذَرْوًا جِلَّتْ** (سورہ احزاب) اے نبی اپنی بیویوں سے فرمادو۔ ازواج جمع کا صیغہ ہے جس سے واضح ہوتا ہے کہ حضور ﷺ کی ایک نہیں متعدد بیویاں تھیں۔ اسی طرح حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کے متعلق قرآن نے کہا: **وَلَمْ يَكُنْ لَكَ بَنَاتٌ** بنات بھی جمع کا صیغہ ہے۔ جس سے واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی ایک نہیں متعدد صاحبزادیاں تھیں ثبوت کیلئے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیجئے۔

(۱) تفسیر ابن کثیر چھاپہ مصری طبع (۲) استیعاب ج ۱ ص ۲۲

(۳) ترجمہ تاریخ طبری ج ۱ ص ۵۴۴ (۴) تاریخ ابن خلدون ج ۳ ص ۲۲۹

(۵) تاریخ طبری فارسی ج ۲ ص ۳۷۵ (۶) مظاہر حق ج ۲ ص ۳۸۸

(۷) نفع البانیہ مطبوعہ رحمانیہ ص ۳۳۲ کا حاشیہ (۸) اصول کافی باب مولد النبی ص ۱۷۸

(۹) صافی شرح کافی ج ۳ ص ۱۳۶ (۱۰) حیات القلوب ج ۲ ص ۲۸

(۱۱) حیات القلوب ج ۲ ص ۷۱۸ (۱۲) حیات القلوب ج ۲ ص ۷۲۸

(۱۳) اخبار الکرام ج ۱ ص ۳۲۶ (۱۴) زاد المعاد عربی و فارسی ص ۲۳۶

(۱۵) کتاب تحفۃ العوام ص ۱۱۲ (۱۶) کتاب الفضائل ج ۲ ص ۳۷

(۱۷) اشلاء الصدور و الکروب ج ۲ ص ۱۰۳ (۱۸) اخبار الرجال ص ۲۳۱

(۱۹) اہل البیت ج ۱ ص ۲۰ (۲۰) مدارج النبوة ج ۲ ص ۵۳۳

(۲۱) زاد المعاد ج ۱ ص ۸۶ (۲۲) زرقانی شرح مواہب ج ۳ ص ۳۹۲

(۲۳) انسان المعین ج ۳ ص ۲۳۵ (۲۴) تاریخ التواریخ ج ۱ کتاب ۲ ص ۵۹۷

(۲۵) تذکرۃ الکرام ص ۶۲ (۲۶) سیرۃ النبی (لابن ہشام) ج ۱ ص ۱۲۰

حضور ﷺ کے داماد

حضرت عثمان بن عفان الاموی: آپ کی صاحبزادیاں سیدہ رقیہ اور سیدہ ام کلثومؑ کے بعد دیگرے اس کے نکاح میں آئیں۔ جس کی وجہ سے آپ ذوالنورین کہلائے۔ حضرت علی بن ابوطالبؑ ہاشمی: آپ کی چھوٹی صاحبزادی حضرت فاطمہ الزہراؑ کے شوہر تھے۔ دو فرزند حضرت حسن اور حضرت حسین اور دو صاحبزادیاں حضرت زینب اور ام کلثوم پیدا ہوئیں۔

ابوالعاص بن الربیع الاموی: آپ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب بنت علیؑ کے شوہر تھے جن سے ایک بیٹا علی اور ایک بیٹی امامہ بنت علی پیدا ہوئیں۔

حضور ﷺ کے نواسے

حضرت حسن بن علیؑ: آپ کی چھوٹی صاحبزادی سیدہ النساء حضرت فاطمہؑ کے بڑے صاحبزادے تھے۔

حضرت حسین بن علیؑ: سیدہ النساء حضرت فاطمہ الزہراؑ کے چھوٹے صاحبزادے تھے۔

سیدہ ام کلثوم بنت علی رضی اللہ عنہا: یہ سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی صاحبزادی تھیں۔
 سیدہ زینب بنت علی رضی اللہ عنہا: سیدہ فاطمہ الزہراء علیہا السلام کی صاحبزادی تھیں۔
 حضرت عبداللہ بن عثمان غنی رضی اللہ عنہ: آپ کی صاحبزادی حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا
 فرزند تھے جو کم سنی میں وفات پا گئے۔
 علی بن ابوالحسام الاموی رضی اللہ عنہ: آپ کی بڑی صاحبزادی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا
 کے لڑکے تھے۔

امامہ بنت ابوالحسام اموی رضی اللہ عنہا: سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی تھیں۔

حضور ﷺ کے خدام خاص

(۱) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ: یہ حضور ﷺ کے خدام خاص ہیں۔ صحابہ
 سفر خواب گاہ میں وضو اور سواک کا اہتمام کرتے حضور ﷺ جب مجلس سے اٹھتے تو
 نعلین پہناتے۔ راہ میں آگے آگے عصا لے کر چلتے۔ حضور ﷺ جب کسی مجلس سے
 جلوہ فرما ہوتے تو نعلین مبارک بغل میں رکھ لیتے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ
 خصوصیت یہ ہے کہ اشاعت قرآن کے ابتدائی دور میں ہی آپ نے قرآن کی
 سورتیں حضور ﷺ کی زبان مبارک سے سن کر یاد کر لی تھیں۔ حضور ﷺ کے راہ
 اور جلوت و خلوت کے ساتھی تھے۔ اس لئے حضور ﷺ کے اخلاق و عادات کا مستند
 محسوس تھے۔ فقہاء صحابہ میں ممتاز مقام پر فائز تھے۔ فقہ حنفی کے بانی اول گویا آپ ہی ہیں۔
 حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ کی فقہائیں کی روایات اور استدلال پر مشتمل ہے۔
 (۲) حضرت بلال رضی اللہ عنہ مؤذن رسول ﷺ بھی ہیں۔ جب حضرت اور
 رضی اللہ عنہ نے آپ کو خرید کر آزاد کر دیا۔ اس وقت سے برابر حضور کی خدمت میں رہے۔
 خانگی انتظام۔ بازار سے سودا سلف لانا۔ قرض لینا۔ ادا کرنا۔ مہمانوں کے کھانے پینے
 کا انتظام یہ تمام امور انہیں کے سپرد تھے۔

(۳) حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ: ان کی والدہ نے کم سنی میں حضور ﷺ کی
 خدمت میں پیش کر دیا تھا۔ آپ نے دس سال تک حضور ﷺ کی خدمت کی۔
 نے کام۔ وضو کا پانی لانا۔ لوگوں کے پاس جانا ان کے فرائض تھے۔ ان کے علاوہ
 کی خدام تھے۔ مگر یہ تینوں حضرات خاص خدام میں شمار ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ کا لباس اور دیگر اشیاء

آپ سفید لباس بے حد پسند فرماتے زیادہ تر روئی کا لباس پہنتے تھے۔ صوف
 کتان کا لباس بھی کبھی کبھی لیتے تھے۔ جب قبا قمیض، ازار، عمامہ، ٹوپی چادر، حلقہ
 عمامہ یہ سب آپ نے پہنے ہیں۔ ہنر رنگ کی یمنی چادر آپ کو بہت پسند تھی جو بردیمانی
 عمامہ سے مشہور تھی یمنی ہے۔ کبھی کبھی سیاہ عمامہ آپ نے باندھا ہے۔ ٹوپی بھی سیاہ
 عمامہ سے شامی عمامہ نو شیروانی قبا جس کی جیب اور آستینوں پر دیا کی بنجاف تھی۔ سرخ
 عمامہ انی رنگ کے کپڑے بھی استعمال فرماتے ہیں۔ نعلین مبارک چمچ کی طرح تھی۔
 ہوا ہوا ہوا کا گدا جس میں کھجور کے پتے بھرے ہوتے تھے۔

۱۶۵

مرکہ شہید حلوہ کھجور روشن زینون کدو بہت مرغوب تھا۔ حبیس جسے تکی۔
 اور کھجور ڈال کر پکایا جاتا ہے بہت پسند تھا۔ کسی بھی کھانے کو برا نہیں کہتے تھے۔
 پانی دودھ کبھی دودھ میں پانی ملا ہوا نوش فرماتے۔

گھوڑوں میں

زرد رنگ اور خوشبو بہت پسند تھا۔ ہر چیز میں نفاست و پاکیزگی پسند تھی اگرچہ
 کھانے کا پیکر تھیں تھے مگر کبھی کبھی نہایت قیمتی خوش نما لباس بھی زیب تن فرماتے تھے۔
 ہر چیزوں پیاز، لہسن، مولیٰ سے کراہت فرماتے۔ آپ نے حکم دیا تھا کہ کچا لہسن پیاز

کھا کر مسجد میں نہ جایا جائے۔

مشاغل

گھوڑے کی سواری نہایت مرغوب تھی۔ گھوڑے کے علاوہ شجر اوٹ بگدے بھی آپ نے سواری فرمائی ہے۔ گھوڑے کا نام لحیف۔ گدے کا عفیر، شجر کا نام داد اور اونٹوں کا نام قصو اور عصفہ تھا۔

حضور ﷺ نے اپنے اوقات کے تین حصے کر دیئے تھے۔ ایک عبادت کے لئے دوسرا عام لوگوں کے لئے۔ تیسرا اپنی ذات کے لئے۔ عبادت شائد کا مال تھا کہ پاؤں پر دم آگیا ہر نماز کے لئے نیا وضو فرماتے۔ وعظ و تبلیغ کے لئے خطبہ فرماتے۔ خطبہ ہمیشہ حمد الہی سے شروع فرماتے۔ حج و عمرہ اور زیادہ تر جہاد کی وہ آپ نے اکثر سفر فرمائے۔ ازواج مطہرات میں سے سفر میں اس کو ہمراہ لے جاتے جس کے نام قرعہ آجاتا۔ پیاروں کی عیادت فرماتے۔ تقریباً ہر نماز کے بعد مسجد ٹھہر جاتے اور نفوس روحانی کا چشمہ جاری ہو جاتا۔ عورتوں کے لئے ان کی مخصوص مجالس مقرر کر کے وعظ فرماتے۔ وعظ و خطبہ نہایت جامع اور اثر انگیز ہوتا۔

یادِ الہی

حضور ﷺ ہر لمحہ اور ہر لحظہ یادِ الہی میں مصروف رہتے۔ میدان جنگ بھی اللہ کی یاد کرتے۔ خشیت الہی سے اکثر آپ پر گریہ طاری ہو جاتا۔ راتوں سناٹے میں اٹھ کر دعا و زاری میں مصروف ہو جاتے۔ توکل، صبر و شکر کا دامن بھی چھوڑتے۔ رہبانیت دنیا سے قطع تعلقی ناپسند تھی۔ امت کو بھی اس سے منع فرماتا۔ جانثار خادموں کی کمی نہ تھی۔ پھر بھی اپنا کام اپنے ہاتھ سے انجام دیتے۔ دوسروں کے کام بھی خود کر دیتے تھے۔

لام خانگی

ازواج مطہرات اور مہمانوں کے کھانے پینے رہنے سہنے کے تمام انتظامات کی ذمہ داری نبی ﷺ کے متعلق تھی۔ ازواج مطہرات کے خاص خرچ کے لئے بنو نضیر کا مال ایک حصہ مقرر تھا جو سال بھر کے مصارف کے لئے کافی ہوتا تھا۔ (ابوداؤد) اب الزوار (ج ۱ ص ۲۱۳) جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا حضور ﷺ کو سب سے زیادہ محبوب تھیں لیکن حصہ تمام بیویوں کا یکساں تھا۔ صرف ایک ایک جوڑا (بھاری) انعامات کی کثرت مدینہ میں خزانے لٹا رہی تھی لیکن اپنی ذات کی طرح حضور ﷺ کے خاندان کی زندگی بھی نہایت سادہ تھی۔

ادعیاں کی سادگی

جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا سب سے لاڈلی صاحبزادی تھیں لیکن ان کا دوپٹہ ایسا تھا جو ہر طرح جسم کو نہیں ڈھانک سکتا تھا۔ ہلکی پینے اور مشک سے پانی لانے کی وجہ سے بے ہاتھوں میں چھالے اور پیٹھ پر گئے پڑ گئے تھے۔ حضور ﷺ غرباء میں غلام بھر مار رہے تھے جناب فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بھی گھر کے کاروبار کے لئے ایک لونڈی کو حضور ﷺ نے فرمایا نہیں یہ فقراء و یتامی کا حق ہے۔ (ابوداؤد)

ازواج کے ساتھ معاشرت

ازواج مطہرات کی تعداد ایک زمانہ میں ۹ تک پہنچ گئی تھی مگر سب کے ساتھ ہر وقت میں عدل فرماتے تھے انہیں بارگاہ نبوت میں باریابی کا زیادہ موقع ملتا تھا۔ خلوت و عبادت کی شریک محبت تھیں۔ اس لئے مذہبی احکام و مسائل کے علم و اطلاع کا بھی ان سب سے زیادہ موقع ملا۔ معمول تھا کہ روزِ شام کو تمام ازواج کو شرف ملاقات بخشتے تھے مگر جن کی باری ہوتی شب کو وہیں قیام فرماتے۔

وفاتِ نبوی ﷺ

ربیع الاول وفاتِ نبوی ﷺ

یہ وہ سال ہے جس میں حضور اکرم نور محمد ﷺ نے حق رسالت ادا کرنے کے بعد اپنے پیچھے والے کی طرف رجوع فرمایا۔ رحلت سے چھ ماہ قبل سورۃ اذ انزل ہو جس میں یہ بشارت تھی ذَاکِثَ النَّاسِ يَذَّخُلُونَ لِيَوْمٍ لِلّٰهِ الْفَوْزُ آپ نے دیکھا کہ لوگ فوج ورفوج دین الہی میں داخل ہوتے ہیں۔ آخری دفعہ ۱۰ ایچ میں آپ نے ۲۰ یوم کا اعتکاف فرمایا۔ حالانکہ ایوم اعتکاف فرماتے تھے۔ وہ ۱۰ سال جبریل امین علیہ السلام کے ساتھ دوسرے قرآن کا دور فرمایا۔ حالانکہ سال میں دو دفعہ رمضان میں پورا قرآن زبانی سنتے تھے۔ حجۃ الوداع کے موقع پر جو خطبہ فرمایا اس میں بھی فرمادیا تھا کہ مجھے امید نہیں کہ آئندہ سال تم سے مل سکوں شہداء میں احد تشریف لے گئے اور شہداء احد کو اپنی زیارت سے شرف فرمایا۔ مسلمانوں کو اپنے فیض دیدار سے شرف فرمایا۔ آدمی رات کے وقت جنت الہی تشریف لے گئے جو مسلمانوں کا قبرستان تھا۔ واپس تشریف لائے تو مزاج انساں تھا۔ پانچ دن باری باری ازواجِ مطہرات کو شرف فرمایا۔ بالا آخر آخری دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے مکان پر فرمایا۔ آمدورفت کی جب تک قوت رہی۔ آپ میں نماز پڑھانے تشریف لاتے رہے۔ سب سے آخری نماز جو حضور ﷺ پڑھائی وہ مغرب یا ظہر کی تھی چونکہ سر میں درد تھا اس لئے آپ رومال باندھ کر تشریف

فرماتے تھے۔ اس میں آپ نے ”والمرسلات عرفا“ کی قرأت فرمائی تھی۔ عشاء کی وقت آیا تو دریافت فرمایا کہ نماز ہو چکی؟ صحابہ نے عرض کی سب کو حضور ﷺ نے نماز پڑھا ہے۔ تین بار غسل فرمایا۔ آخری غسل کے موقع پر بھی سوال فرمایا۔ صحابہ نے جواب دیا اٹھنا چاہا مگر ضعف آ گیا۔ جب افاقہ ہوا تو فرمایا ابو بکر نماز پڑھائیں۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی یا رسول اللہ وہ رقیق القلب ہیں۔ آپ کی جگہ وہ نہ لے سکتیں گے مگر آپ ﷺ نے یہی حکم دیا کہ ابو بکر نماز پڑھائیں چنانچہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے حیاتِ نبوی میں تین روز یا ۱۷ وقت کی نمازیں پڑھائیں۔ وفات سے دو یوم قبل ظہر کی نماز کے وقت آپ کی طبیعت پر سکون ہوئی۔ فرمایا اور حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عباس رضی اللہ عنہما کو آپ کو مسجد میں لائے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نماز پڑھا رہے تھے۔ آہٹ پا کر پیچھے ہٹے۔ حضور ﷺ نے اشارہ سے روکا اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے پہلو میں بیٹھ کر نماز پڑھائی۔ یعنی آپ کو دیکھ کر حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو دیکھ کر لوگ اٹھ کر ارکان ادا کرتے جاتے تھے۔ نماز کے بعد حضور ﷺ نے خطبہ دیا جو آپ کا آخری خطبہ تھا۔ فرمایا خدا نے اپنے ایک بندہ کو اختیار دیا ہے کہ وہ آخرت کو قبول کرے یا نہ کرے اور اس بندے نے آخرت کو قبول کیا ہے۔ یہ سن کر ابو بکر رضی اللہ عنہ رو پڑے لوگوں نے اس سے ان کی طرف دیکھا کہ حضور ﷺ تو ایک شخص کا واقعہ بیان فرما رہے کہ انہوں نے آخرت کو قبول کیا ہے یہ رونے کی کون سی بات ہے مگر رازِ ولدِ نبوت سیدنا محمد اکبر رضی اللہ عنہ سمجھ چکے تھے کہ وہ بندہ خود حضور ﷺ کی اپنی ذات ہے۔ حضور نے اپنے خطبہ میں یہ بھی فرمایا کہ سب سے زیادہ میں جس کی محبت اور دولت کا مالک ہوں وہ ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں۔ مسجد کے رخ کوئی اور درجہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے درجہ کے برابر نہ رکھا جائے۔ ادھر انصار کا یہ حال تھا کہ حضور ﷺ کی عیالیت کی خبر معلوم

کر کے روتے تھے۔ صحابہ کرام پریشان و غمگین تھے۔ حضرت فاطمہؓ کو حضور ﷺ نے بتا دیا تھا کہ میرا وصال اسی مرض میں ہوگا۔ غرضیکہ مرض میں اضافہ نہ ہو تاخیر ہو تا رہتا تھا۔ آخری دن یعنی پیر کے روز بظاہر طبیعت پر سکون تھی۔ حجرہ مبارک جو مسجد سے ملا ہوا تھا۔ آپ نے صبح کے وقت پردہ اٹھا کر دیکھا صحابہ کرام فجر کی نماز پڑھ رہے تھے اور صدیق اکبرؓ امامت فرما رہے تھے۔ تھوڑی دیر حضور ﷺ کا منظر ملا حلقہ فرماتے رہے۔ اس نظارہ سے رخ انور پر پشاشت اور ہونٹوں پر مسکراہٹ تھی، حضور ﷺ مسکرا دیئے صحابہ کرام نے دل قہام لئے شوق اور اضطراب سے یہ حال ہو گیا کہ رخ نوری کی طرف متوجہ ہو جائیں۔ حضرت صدیقؓ سمجھے کہ حضور ﷺ کا نماز میں آنے کا ارادہ ہے۔ پیچھے ہٹنے لگے کہ حضور ﷺ نے ہاتھ سے اشارہ فرما دیا اور آپ حجرہ میں داخل ہو گئے اور پردے ڈال دیئے اور اب وہ سامنے آئی کہ روح پاک عالم قدس میں پہنچ گئی خبر وفات سے صحابہ کرام سراپہ ہو گئے۔ کہا حیران ہو کر جھل کو کل گیا اور کوئی شہسدر ہو کر جہاں تھا وہیں رہ گیا۔ السلام صلی علیہ والہ واصحابہ صلوٰۃ کثیرا کثیرا۔ عقیدت مندوں کو یقین ہی نہ آتا کہ حضور ﷺ نے الوداع کہا۔ عمرؓ نے تلوار کھینچی اور فرمانے لگے کہ جو یہ کہے حضور ﷺ نے وفات پائی اس کا سراڑ اداں گا۔ حضرت صدیق اکبرؓ گھر میں گئے۔ جسم اطہر کو دیکھا پیشانی منور کو چوما آنسو کل پڑے پھر زبان سے کہا میرے پاس مادر حضور ﷺ پر ثار۔ پھر مسجد میں آئے اور وفات نبوی کی اطلاع دی۔ پیر کے غروب آفتاب کے وقت آپ کا وصال ہوا۔ اس کے بعد اتنا وقت نہیں رہا تھا کہ غروب آفتاب سے پہلے تجھیر و ٹلھین سے فراغت ہو سکے۔ اس لئے دوسرے دن صبح کو پورا انتظام ہوا اور اسی دن حجرہ عاتشہ صدیقہؓ لٹا لٹا جس میں آپ ﷺ کا وصال ہوا دفن کئے گئے۔

قبر کی کا کام غسل کے بعد شروع ہوا۔ حضرت علیؓ نے غسل دیا۔ فضل بن عباس اور اسامہ بن زیدؓ نے پردہ کیا۔ اوس بن خولی انصاری پانی کا گھڑ لاتے تھے۔ حضرت عباس کے دونوں صاحبزادے شہم اور فضل مدد دیتے تھے۔ تین سو فی سفید کپڑے جو حول کے بنے ہوئے تھے کفن میں استعمال ہوئے غسل و کفن کے بعد سوال ہوا کہ آپ کو دفن کہاں کیا جائے؟ حضرت ابو بکرؓ نے فرمایا نبی جس جگہ وفات پاے وہیں دفن ہوتا ہے چنانچہ اسی جگہ جہاں وصال ہوا قبر کھودنا تجویز ہوا۔ قبر ابو طلحہ کے قریب کھودی۔ حضور ﷺ کی نماز جنازہ تمام صحابہ کرام انصار و مہاجرین اہلبیت امت ازواج مطہرات نہ پڑھی۔ نہ صف بندی ہوئی۔ نہ وہ دعائیں پڑھی گئیں جو عام لوگوں کے نماز جنازہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ حضور ﷺ کی نماز جنازہ کی کیفیت یہ تھی کہ لوگ بارگاہ نبوت میں حاضر ہوتے تھے اور صلوٰۃ و سلام عرض کرتے تھے۔ بعض لوگ جو یہ کہتے ہیں کہ صحابہ کرام نے حضور ﷺ کی نماز جنازہ میں شمولیت نہیں کی ہا کہتے ہیں۔ کیونکہ حضور کی نماز جنازہ عام لوگوں کی نماز جنازہ کی طرح نہ تھی۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ کی فضیلت

جناب عائشہ صدیقہؓ لٹا لٹا کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے آخری ایام ان کے ہاں گزارے اور انہی کے پہلو میں وصال فرمایا اور انہیں کے ہاں کہ میں آپ کا روضہ بنا۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ لٹا لٹا نے ایک خواب دیکھا تھا کہ آسمان سے تین چاند کے حجرے میں اترے ہیں اس کی تعبیر یہی قرار پائی کہ وہ تین چاند حضور اکرم ﷺ حضرت صدیق اکبر اور جناب فاروق اعظمؓ تھے (۵) شواہد البیوۃ میں حضرت مولانا جامیؒ نے یہ نقل کیا ہے کہ حضرت صدیق اکبرؓ نے یہ وصیت فرمائی کہ مجھے میرے رسول ﷺ کے پہلو میں دفن کیا جائے اور انہوں نے یہ تاکید

کی تھی کہ میرا جنازہ تیار کر کے بحضور نبوی پیش کر دینا اور یہ عرض کرنا۔

”کہ ابو بکر حاضر ہے اجازت ہو تو آپ کے پہلو میں دفن کر دیا جائے“ اور حضور ﷺ کی اجازت ہو تو دفن کر دینا ورنہ مسلمانوں کے قبرستان میں لے جانا جب یہ کلمات بحضور نبوی عرض کئے گئے تو روضہ پاک سے آواز آئی۔ ادخلوا الحبيب الى الحبيب دوست کو اس کے دوست کے پاس بھیج دو۔

حضرت صدیق و فاروق رضی اللہ عنہما کی عظیم و جلیل فضیلت

حضرت صدیق و فاروق کی یہ بہت بڑی فضیلت ہے یہ دونوں حضرات بھی آج حجرہ نوری میں دفن ہیں جہاں آج حضور ﷺ جلوہ فرما ہیں زبان و قلم سے ان کی اس فضیلت کا انکار کر دینا آسان ہے مگر حقیقت محض باتوں سے ختم نہیں ہوا کرتی۔

ترجمہ مقبول ص ۶۲ پر اصول کافی کی یہ روایت درج ہے کہ

”امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ جب رحم مادر میں نطفہ قرار پاتا ہے اللہ اس شخص کے دفن کی زمین کی مٹی اس نطفہ میں ملا دینے کا حکم فرماتا ہے پھر اس شخص کا دل ہمیشہ اس جگہ کی طرف مائل رہتا ہے جب تک کہ اس میں دفن نہ ہو جائے۔“

اور سیدہ عقیقہ کا نیکہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ نوری کی کیفیت یہ ہے کہ اس میں جہاں حضور سید عالم ﷺ جلوہ فرما ہیں۔ وہاں سیدنا صدیق اکبر اور سیدنا فاروق اعظم رضی اللہ عنہما بھی موجود ہیں۔

جس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ اللہ عز و جل نے جس مقدس مٹی سے حضور سید عالم ﷺ کے جسم پاک کو بنایا اسی کے قریب کی مٹی سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو بنایا اور جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے قریب ولی مٹی سے جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے جسم مبارک کو مرکب فرمایا اور یہ وہ فضیلت عظمیٰ ہے جو تمام امت پر

ہے ان دونوں حضرات کے اور کسی کو حاصل نہیں۔

پہلوئے مصطفیٰ میں بنا آپ کا مزار
پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خیر تھا

حضور ﷺ کی دنیا میں قیام کی مدت

عمر مبارک ۶۳ سال ۳ دن ۶ گھنٹہ قیام مکہ ۵۳ سال مکہ میں تبلیغ کی مدت ۱۳ سال
میں اس سال کل مدت تبلیغ آٹھ ہزار ایک سو چھ دن۔

صلی اللہ علیہ وآلہ و صحابہ اجمعین

حسن یوسف دم صلی پید بیضا داری
آنچه خواباں ہمہ دارند تو تنها داری
يَا أَيُّهَا النَّبِيُّ إِنَّا أَرْسَلْنَاكَ شَهِيدًا وَمُبَشِّرًا
وَنَذِيرًا ۝ وَذَاعَيْنَا إِلَى اللَّهِ بِأَذْنِهِ وَبِسَرَّاجَا مُبَشِّرًا ۝



والیوم الآخر..... پچھلی زندگی پر ایمان

ہر جاندار کو موت کا ڈانٹ چکنا ہے۔ موت سے کوئی چیز نہیں بچا سکتی۔ قرآن مجید نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ۔ (انبیاء ۱۷)

ہر جاندار کو موت کا ڈانٹ چکنا ہے۔

اَیُّنَ مَا تَكُونُوا یُلَاقِکُمْ الْمَوْتُ وَلَوْ کُنْتُمْ فِیْ بُرُوجٍ مُّشْتَدَّةٍ۔

(التساوی ۵۵)

تم جہاں ہو موت تمہیں پائے گی اگرچہ مضبوط قلعوں میں بند ہو۔

موت کا وقت مقرر ہے وقت آجائے تو کوئی بچا نہیں سکتا۔ قرآن مجید میں فرمایا

فَلَا یَسْتَأْجِرُونَ سَاعَةً وَلَا یَسْتَفْیِدُونَ۔

جب ان کا وعدہ آئے گا تو ایک گھڑی نہ پیچھے نہیں گئے آگے۔

موت کے معنی جسم سے روح کا جدا ہونا ہے۔ یہ نہیں کہ روح مرجاتی ہے اور کوفنا ماننے والا گمراہ ہے۔ جب حضرت عزرائیل علیہ السلام روح قبض کرنے کے لئے آئے ہیں تو اس کو فرشتے دکھائی دیتے ہیں۔ مسلمان کے پاس رحمت کے اور کافر کے پاس عذاب کے اس حالت میں ہر شخص پر اسلام کی حقانیت آفتاب سے زیادہ روشن ہو جائے ہے مگر اس وقت (نزع) کا ایمان معتبر نہیں ہے۔ اسی لئے ایمان بالغیب کا حکم ہے مرنے کے بعد بھی روح کا تعلق بدن سے رہتا ہے اور بدن پر جو گذرتی ہے روح

سے ضرور متاثر ہوتی ہے۔ روح کے لئے دور اور نزدیک کوئی چیز نہیں ہوتی۔ مردہ کلام بھی کرتا ہے اور اس کے کلام کو عوام جن و انسان کے سوا تمام حیوانات سنتے ہیں۔ جب ان کرنے والے واپس ہوتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آواز کو سنتا ہے۔ (بخاری) اس طرح نیکو کاروں کو ہر طرف سے بشارتیں سنائی دیتی ہیں۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد باری ہے۔

فَرُوحٌ وَرُیْحَانٌ وَجَنَّتْ نَعِیمٌ۔ (واقفہ ۳)

تو (ان کے لئے) راحت ہے اور پھول چین و سکھ کے باغ۔

يَا أَيُّهَا النَّفْسُ الْمُطْمَئِنَّةُ ارْجِعِي إِلَىٰ رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرْضِيَّةً۔ (نہرا)

اے اطمینان والی جان اپنے رب کی طرف واپس ہو یوں کہ تو اس سے راضی

وہ تجھ سے راضی۔

سعید اور نیکو کار روحوں کو محبت بھری صدائے غیب سنائی دیتی ہے اور کافروں

کا نفقوں کے متعلق فرمایا۔

سَنُعَذِّبُهُمْ مَرَّتَيْنِ ثُمَّ يَرْدُّونَ إِلَىٰ عَذَابٍ عَظِيمٍ۔ (توبہ ۱۳)

ہم انہیں جلد دو بارہ عذاب کریں گے بڑے عذاب (عذاب قبر) کی طرف

بہر لے جائیں گے۔

اور سورہ انفال میں فرمایا اگر تو دیکھے جب فرشتے کافروں کی روح قبض کرتے

ہیں۔ ان کے منہ اور پیٹھ پر مارتے ہیں اور کہتے ہیں چکو جلتے کا مزہ۔

واضح ہوا کہ روح کے بدن سے نکلنے کے بعد ہی سزا و جزا شروع ہو جاتی ہے۔

مسلمانوں کو راحتیں اور کافروں کو مصیبتیں پیش آتی ہیں۔

قرآن مجید میں اس طرف اشارے موجود ہیں کہ بوقت نزع اس پر اسلام کے

حاکم و نظریات ظاہر ہو جاتے ہیں۔

فَكُنْشَفْنَا عَنْكَ غِطَاءً لَكَ فَبَصَرُكَ الْيَوْمَ خَبِيرٌ۔ (۲۱)

ہم نے تجھ پر سے پردہ اٹھا دیا (جو آنکھوں اور کانوں پر پڑا ہوا تھا) تو آج تیری نگاہ تیز ہے (یعنی ان چیزوں کو دیکھ رہا ہے جن کا دنیا میں انکار کرتا تھا)
يَوْمَ يَنْذَرُ الْكَافِرُ الْإِنْسَانَ مَا مَسْنَىٰ وَهُوَ زَيْتُ الْجَحِيمِ لَمَنْ يُؤْرَىٰ۔

(نازعات ۲)

اس دن آدمی یاد کرے گا جو کوشش کی تھی (دنیا میں نیک و بد) اور جہنم بھی دیکھنے والے پر ظاہر کی جائے گی۔

لَتَرَوُنَّ الْجَحِيمَ۔

بیشک ضرور (مرنے کے بعد) جہنم کو دیکھو گے۔

ثُمَّ لَتَرَوُنَّهَا عَيْنَ الْيَقِينِ۔ (نکاۃ ۱)

پھر بیشک ضرور اسے یقینی دیکھنا دیکھو گے۔

علم الیقین

قرآن پاک نے یقین کے دو درجے بیان کئے ہیں۔ علم الیقین یعنی کسی شئی کی دلیلوں کو سن کر یا بعض علامتوں کو دیکھ کر اس کے وجود کو تسلیم کر لینا۔ دوسرا عین الیقین کہ وہ شئی خود ہمارے سامنے آ جائے جس میں پھر شک و شبہ کی گنجائش نہ ہو تو یہ عین الیقین ہے تو بحالت نزاع اسلام کے بیان کردہ حقائق و غیبی امور کا مرنے والا خود مشاہدہ کرتا ہے۔ مرنے کے بعد مٹی میں مل جانا نہیں ہے بلکہ اس کے بعد ایک اور منزل بھی ہے جسے آخرت کہتے ہیں جو سلسلہ ایمان کی ایک نہایت اہم کڑی ہے کیونکہ موجودہ دنیاوی زندگی کے تمام اعمال اور اس کے نتائج کی اصلی و دائمی بنیاد اسی آئندہ زندگی کے گھر کی بنیاد پر ہے۔

مَنْ آمَنَ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ وَآلَا بِخَيْرٍ هُمْ يُؤْفَقُونَ۔ (بقرہ ۱۷۷)

جو اللہ اور پچھلے دن پر ایمان لایا اور وہ آخرت پر یقین رکھتے ہیں۔

حضور سرور عالم ﷺ نے آئندہ زندگی کو دو دوروں میں منقسم فرمایا ہے۔ اول موت سے لے کر قیامت تک دوسرا قیامت سے لے کر ابد تک جس میں پھر موت اور اس پہلے دور کا نام برزخ اور دوسرے دور کا نام بعث یا حشر و نشر ہے۔

(ابن ماجہ ترمذی)

برزخ

دنیا و آخرت کے درمیان ایک اور عالم ہے جسے برزخ کہتے ہیں۔ یہ اس دنیا کا بہت وسیع ہے۔ مرنے کے بعد اور قیامت سے پہلے تمام جن و انس کو اس میں رہنا ہوا۔ برزخ میں اپنے اچھے یا برے اعمال کے مطابق کوئی آرام و راحت سے کوئی تکلیف و عذاب کے ساتھ رہے گا۔ قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَنْ وَرَّاهُمْ يَرْزُخُ إِلَىٰ يَوْمِ يُنْعَلُونَ۔ (المومن ۶)

اور مرنے والوں کے پیچھے ایک برزخ ہے اس دن تک جبکہ وہ (قیامت میں) اٹھائے جائیں گے۔

وَأَنَّ اللَّهَ يَنْفَعُ مَنْ لَبِيَ الْقَبُورِ۔ (حج ۱)

اور یہ کہ اللہ اٹھائے گا انہیں جو قبروں میں ہیں۔

مسلمان کی روح کا مسکن

اب ظاہر ہے یہ بعث صرف انہیں انسانوں کے لئے مخصوص نہیں ہے جو خاک کے اندر مدفون ہیں بلکہ ہر مرنے والے کے لئے ہے خواہ کسی حالت کی کیفیت اور کسی جگہ میں ہوں۔ مرنے کے بعد مسلمان کی روح حسب مرتبہ مختلف مقاموں میں راقی ہے بعض کی قبر پر بعض کی آسمانوں پر بعض کی زیر عرش۔ مگر روح کہیں ہوا اپنے جسم

سے تعلق اس کا بدستور رہتا ہے جو کوئی قبر پر آئے تو روح اسے دیکھتی پہچانتی اس بات سنتی ہے اور مسلمان کی روح آزاد ہوتی ہے۔ قادیانی امام نسلی میں ہے کہ بے قرعہ مسلمانوں کی روحیں شب جھراپے گھروں پر آتی ہیں اور دروازے کے پاس کھڑے ہو کر دروناک آواز سے پکارتی ہیں اے میرے بچہ عزیز و صدقہ کرو۔ یعنی مجھے ڈال پھینچاؤ۔

کافر کی روح کی جگہ

اور کافر کی روح کو مرگھٹ قبر یا ساتویں زمین کے اندر تک رکھا جاتا ہے وہ کہیں ہو جو بھی اس کے مرگھٹ یا قبر پر گزرے اسے دیکھتی پہچانتی ہے مگر وہ قید ہوئی ہے کہیں آجائیں سکتی۔

جب مردے کو قبر میں دفن کرتے ہیں

تو زمین اسے پیار سے دباتی ہے اور اگر کافر ہے تو اس زور سے دباتی ہے کہ اوھر کی پسلیاں اوھر ہو جاتی ہیں پھر وہ نہایت ڈرونی ہیبت ناک فصل کے فرشتے جن کا رنگ سیاہ آنکھیں شعلہ زن اپنے دانتوں سے زمین کو چیرتے ہوئے آتے ہیں ایک آنکھ دوسرے کو نکیر کہتے ہیں۔ وہ مردہ کو اٹھاتے ہیں نہایت کرخت آواز میں تین سوال کرتے ہیں۔ اول تیرا رب کون ہے؟ دوم تیرا دین کیا ہے؟ سوم حضور ﷺ کے بارے میں تو کیا کہتا تھا۔ مسلمان جواب میں کہتا ہے میرا رب اللہ ہے۔ میرا دین اسلام ہے اور تیسرے سوال کا جواب یہ دے گا **كَفَعُوْا رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ** یہ تو اللہ کے رسول ہیں۔ قبر میں سوال و جواب کی کامیابی کے بعد اسے جنتی لباس پہنایا جائے گا جنت کا چھوٹا بچھایا جائے گا اور جنت کی طرف ایک دروازہ کھول دیا جائے گا۔ جنت کی خوشبو اس کے پاس آتی رہے گی اور جہاں تک نگاہ پہنچتی ہے وہاں تک اس کی قبر

کھل کر دی جائے گی اور اس سے کہا جائے گا **نَمُوْا مَعِ الْعُرُوْصِ** دلہن کی نیند سو جا اور وہی جگاتا ہے جو اس کو سب سے زیادہ محبوب ہے۔ کافر کا کام ہوگا اور اس کو کالہاس پہنایا جائے گا۔ دوفرشتے اندھے بہرے مقرر ہوں گے۔ لوہے کے گرز سے ماریں گے۔ سانپ بچھو اسے عذاب پہنچاتے رہیں گے۔ (بخاری شریف)

قبر میں حضور ﷺ کے متعلق سوال

قبر میں تیسرا سوال حضور ﷺ کی ذات مقدس کے متعلق ہوتا ہے اور اس میں حضور ﷺ کی عظمت اور شرف کا اظہار مقصود ہے کہ یہ وہ ذات اقدس ہیں جن کے متعلق قبر میں بھی پوچھا جائے گا۔ فرشتے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے **سَلَامٌ عَلَیْكَ اَبْنُ الرَّجُلِ** سے سوال کریں گے۔ کیا قبر میں حضور تشریف لائیں گے؟ ارہ کس طرح ہوگا؟ یہ ممکن تو ہے کہ حضور ﷺ جلوہ فرما ہوں اور فرشتے آپ کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں یا پھر یہ صورت ہوگی کہ حضور ﷺ اپنے بلند و بالا مقام پر جلوہ فرما ہوں گے۔ مردے سے حجاب (پدہ) اٹھا لیا جائے گا۔ تب فرشتے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے سوال کریں گے؟ تو حضور ﷺ کا عاشق صادق عرض کرے گا پوچھتے کیا ہو؟

مر کے پہنچا ہوں یہاں اس دل رُبا کے واسطے

مردہ خواہ قبر میں دفن نہ ہو دیر یا میں ڈوب جائے یا جانور کی خوراک ہو جائے عرض کر کہ کہیں ہو وہ ہیں اس سے سوال و جواب ہوگا اور عذاب و ثواب بھی۔ اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں ہے۔

انبیاء کرام کے جسم مٹی نہیں کھاتی

واضح رہے کہ انبیاء کرام شہداء حافظ قرآن اور جس نے کبھی گناہ نہ کیا (اور

جس کے جسم کو اللہ تعالیٰ چاہے) مٹی نہیں کھاتی۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ حَرَّمَ عَلَى الْأَرْضِ أَنْ تَأْكُلَ أَجْسَادَ الْأَنْبِيَاءِ۔ (ابن ماجہ ابوداؤد)

یعنی اللہ نے زمین پر حرام کر دیا ہے کہ وہ انبیاء کرام کے جسموں کو کھائے۔

الْأَنْبِيَاءُ أَحْيَاءُ فِي قُبُورِهِمْ يُصَلُّونَ۔ (بخاری خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۱)

یعنی انبیاء اپنی قبروں میں زندہ ہیں اور نمازیں پڑھتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

شب معراج میں ایک سرخ ٹیلے کے نزدیک سے گذرا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام

دیکھا۔

وَهُوَ قَائِمٌ يُصَلِّي فِي قَبْرِهِ۔ (مسلم شریف)

اور وہ اپنی قبر مبارک میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔

حضور اکرم ﷺ فرماتے ہیں جب قرب قیامت میں حضرت عیسیٰ (ع)

ہوں گے۔

ثُمَّ لَنُفِنَ قَامَ عَلَى قَبْرِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ لَا جَنَّةَ۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۰)

پھر اگر وہ میری قبر پر کھڑے ہو کر مجھے آواز دیں تو میں ان کو ضرور جواب دوں گا

حضرت سعید بن مسیب فرماتے ہیں۔

مَا بَالِي وَفْتُ صَلَوةً إِلَّا سَمِعْتُ الْأَذَانَ مِنَ الْقَبْرِ۔

(خصائص کبریٰ ج ۲ ص ۱۸۰)

یعنی جب بھی نماز کا وقت آیا تو مجھے روضہ نبوی سے اذان کی آواز سنائی دیتی تھی

یہ ہی وجہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کا مایہ تر کہ ان کے ورثہ میں تقسیم نہیں ہوتا

حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو حضور ﷺ کے وصال کے بعد کسی سے نکاح نہ

ہوا انہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

نَحْنُ مُعَاشِرُ الْأَنْبِيَاءِ لَا نَرِثُ وَلَا نُورَثُ مَا تَرَكْنَاهُ فَهُوَ صَدَقَةٌ۔

یعنی ہم گروہ انبیاء نہ کسی کے وارث ہوتے ہیں اور نہ کسی کو اپنا وارث بناتے

ہم جو کچھ چھوڑ جائیں وہ صدقہ ہے۔

حیات شہداء

قرآن مجید نے شہید کو مردہ گمان کرنے سے منع فرمایا اور انہیں زندہ قرار دیا۔

وَالْأَحْيَاءُ وَلَئِنْ لَا تَشْعُرُونَ۔ (بقرہ ۱۹) سورہ آل عمران میں فرمایا جو خدا کی راہ

میں مارے گئے۔ انہیں مردہ گمان نہ کرو۔ وہ زندہ ہیں۔ ان کو روزی دی جاتی ہے۔

ان کو اللہ تعالیٰ نے اپنی مہربانی سے جو کچھ دیا ہے اس پر خوش ہیں ان کو نہ کوئی خوف ہوگا

نہ وہ اللہ تعالیٰ کے مہر و کرم سے سرور ہیں اور اللہ تعالیٰ ایمان والوں کے اجر (ثواب)

صالح نہیں کرتا (آل عمران) یہ مسرت زندگی شہداء کو ملے گی۔ صحیح احادیث میں ہے کہ

شہیدوں کی رو میں قفسِ غصری سے پرواز کر کے بہر پرعدوں کی صورت میں جنت کی

پیر کرتی ہیں اور عرشِ الہی کی قدیلیں ان کی نشین بنتی ہیں۔ اس سے اندازہ کیجئے جب

شہید کا یہ درجہ ہے تو انبیاء کرام خصوصاً حضور سید المرسلین ﷺ کا درجہ و مرتبہ بہر حال

شہداء سے اعلیٰ و برتر ہوگا۔

عذاب قبر حق ہے

اسی طرح قبر میں میت کو آرام و راحت بھی حق ہے۔ عذاب جسم و روح دونوں

کو ہوتا ہے۔ جسم اگر چمک جائے جل جائے۔ خاک ہو جائے مگر اس کے اصلی اجزاء جو

نور و حیات سے نظر نہیں آتے جو نہ جاتے ہیں نہ خاک ہوتے ہیں۔ عذاب اس اصلی

اجزاء اور روح کو ہوتا ہے۔ اسی اصلی اجزاء میں قیامت کے دن دوبارہ روح ڈالی جائے

کی۔ عذاب قبر کا ثبوت قرآن وحدیث سے واضح ہے۔ عذاب قبر کا منکر گمراہ ہے۔

سَمِعْتُهُمْ يَقُولُونَ قَدْ بُرِّئُوا إِلَى عَذَابٍ عَظِيمٍ۔ (سورہ ناز)۔

ہم انہیں وہ بار عذاب دیں گے پھر بڑے عذاب کی طرف لٹائے جائیں گے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ سر تین سے دنیا اور قبر کا عذاب مر ہے۔ حضور سرور عالم ﷺ کے ارشادات تو اس سلسلہ میں بہت ہیں مگر حضور ﷺ کی یہ دعا جو حضور ﷺ امت کو تعلیم دینے کے لئے فرمایا کرتے تھے اس کے الفاظ سے عذاب قبر کا حق ہونا واضح ہے۔

أَعُوذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔ (بخاری)

اللہ میں قبر کے عذاب سے پناہ مانگتا ہوں۔

نیز بخاری شریف کی ایک طویل حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ حضور ﷺ بحالت خواب ایک مقام پر لے جایا گیا۔ گویا عذاب قبر میں جلا اشخاص دکھائے گئے اور حضور ﷺ سے عرض کیا گیا کہ

پہلا شخص جس کا سر پتھر سے پکلا جا رہا تھا وہ ہے جو قرآن پڑھ کر اس پر عمل نہ کیا کرتا تھا اور صبح کی فرض نماز سے غافل ہو کر سو رہا تھا۔

دوسرا شخص جس کے نتھنے اور آنکھیں پھاڑی جا رہی تھیں وہ ہے جو جھوٹ بول کر ساری دنیا میں اس کو پھیلاتا ہے۔

اور تیسرا جو مرد اور عورتیں تنگی جل رہی تھیں وہ بدکار مرد اور عورتیں تھیں۔

اور جو شخص خون کی نہر میں تر رہا تھا اور منہ سے پتھر نکلتا تھا وہ سود خور تھا۔

اور اس سدا بہار چمن میں جو دراز قد آدمی آپ نے دیکھا وہ ابراہیم تھے۔

اور وہ لوگ جن کا آدھا دھڑ خوبصورت اور آدھا بدصورت تھا وہ تھے جنہوں نے

کچھ اچھے کام بھی کئے تو خدا نے ان کے گناہ دھو دیئے۔ (صحیح بخاری کتاب التعمیر)

حشر و نشر سزا و جزاء دوبارہ زندگی..... قیامت

سزا و حشر

دنیا فنا ہونے والی ہے صرف اللہ تعالیٰ کے لئے بے شکلی اور بقاء ہے۔ اس دنیا نے سے پہلے کچھ نشانیاں ظاہر ہوں گی جن کا ذکر احادیث و روایات میں آیا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔ علم اٹھ جائے گا۔ جہالت کا دور ہوگا۔ بے حیائی، شراب، عذاب بد جائے گی۔ مرد کم عورتیں زیادہ ہوں گی۔ ایک مرد کی سرپرستی میں پچاس عورتیں ہوں گی۔ تئیں دجال پیدا ہوں گے۔ نبوت کا جھوٹا دعویٰ کریں گے۔ وقت میں برکت ہے۔ ہر سال مہینہ مہینہ ہفتہ ہفتہ دن کی طرح گزر جائے گا۔ دجال ظاہر ہوگا۔ چالیس سال مکہ و مدینہ کے سواروئے زمین کا گشت کرے گا یہ خدائی کا دعویٰ کرے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام جامع مسجد دمشق کے مشرقی مینارہ سے نازل ہوں گے۔ دجال ان کے ہاتھوں قتل ہوگا۔ یا جوج ماجوج کا ظہور ہوگا یہ دنیا میں فساد مچائیں گے لوگوں کو قتل کریں گے۔ آسمان پر تیر پھینکیں گے۔ خدا کی قدرت سے وہ تیر خون آلود واپس آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی دعا سے یا جوج ماجوج کی گردنوں میں ایک کیڑا پیدا ہوگا اس سے یہ سب موت کے گھاٹ اتر جائیں گے۔ یا جوج ماجوج کے تیر وکمان سات سال تک جلائیں گے۔ زمین اپنے خزانوں کو انڈیل دے گی حتیٰ کہ ایک انار ایک جماعت کافی ہوگا اس کے چھلکے کے سایہ میں دس آدمی بیٹھ سکیں گے پھر دھواں ظاہر ہوگا جس سے آسمان تک اندھیرا چھا جائے گا۔

یا جوج ماجوج کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا۔

لئے کا حکم ہوگا۔ ابتداء میں اس کی آواز بگی ہوگی۔ لوگ اس آواز کو سن کر بے ہوش ہو کر گر پڑیں گے اور مرجائیں گے۔ صور و دھن پھونکا جائے گا۔ پہلی دفعہ ساری کائنات اٹھنے کے گھٹا اتارنے کے لئے دوسری بار قبروں سے اٹھانے کے لئے۔ ان دونوں صدوں کے درمیان عرصہ چالیس سال ہوگا۔ قرآن مجید نے فرمایا:

وَنُفِخُ فِي الصُّورِ فَإِذَا هُمْ مِنَ الْأَجْدَاثِ إِلَىٰ رَبِّهِمْ يَنْسِلُونَ۔
اور پھونکا جائے گا صور جیسی وہ اپنی قبروں سے اپنے رب کی طرف دوڑتے جائیں گے۔

صور پھونکنے کے بعد زمین و آسمان پہاڑ سمندر نہریں شمس و قمر تمام ملائکہ و جن و انس سب فنا ہو جائیں گے۔ قرآن نے دنیا کی جاہلی وقت کا جو نقشہ متعدد آیات میں کھینچا ہے اس کا منظر یہ ہے۔

قیامت کا منظر

لوگ پریشان پرداتوں کی طرح اور پہاڑ روٹی کے گالوں کی طرح ہوں گے۔ (واقہ) آسمان پھٹ جائے گا۔ زمین میں جو کچھ ہے اسے اٹھیل دے گی۔ (زلزلہ) آسمان سے بکھر جائیں گے۔ آفتاب بے نور ہوگا۔ سمندر بھا دیئے جائیں گے۔ قبریں کھل جائیں گی (انفطار) جب آسمان پھٹے ہوئے تانبے کی طرح ہوگا۔ جب زمین سے پہاڑ اٹھائے جائیں گے۔ دونوں کھڑے کھڑے ہو جائیں گے (الحاقہ) وہ دن بچوں کو اٹھانے کا اور خدا کا وعدہ پورا ہو جائے گا (مزل) جب زمین ہلائی جائے گی۔ پہاڑ پانگدہ کئے جائیں گے اس وقت وہ پریشان ذرات کی طرح ہو جائیں گے۔ (واقہ)

قیامت کا زلزلہ

إِنَّ زَلْزَلَةَ السَّاعَةِ شَيْءٌ عَظِيمٌ۔

حَتَّىٰ إِذَا فُجِئَتْ يَأْجُوجُ وَمَأْجُوجُ وَهُمْ مِنْ كُلِّ حَدَبٍ يَنْسِلُونَ (الانعام)
حتیٰ کہ جب کھولے جائیں گے یا جوج و ماجوج وہ ہر بلندی سے ڈھلنے لگیں گے (یعنی قرب قیامت میں ان کا ظہور ہوگا)

دلۃ الارض ایک جانور ہے۔ جس کے ہاتھوں میں عصائے موسیٰ اور نوح سلیمان پر سخت سیاہ نشان بنائے گا۔ اس وقت مسلم و کافر علانیہ ظاہر ہو جائیں گے تو بہکا دروازہ بند ہو جائے گا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پائیں گے پھر جب قیامت قیام کو چالیس برس رہ جائیں گے ایک ٹھنڈی ہوا چلے گی جس کے اثر سے مسلمانوں کی روح قبض ہو جائے گی اور کافر ہی کافر دنیا میں رہ جائیں گے۔

بعث و نشور کا آغاز

لغ صور سے ہوگا۔ اولیں صور قیامت برپا ہونے کے ساتھ پھونکا جائے گا اہل زمین و آسمان پر وحشت خوف و ہراس طاری ہوگا دلوں کا سکون و اطمینان ہوگا۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

يَوْمَ يُنْفَخُ فِي الصُّورِ فَتُزْعَجُ مِنَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ۔ (الانعام)
جب صور پھونکا جائے گا تو زمین و آسمان کی سب چیزیں معدوم ہو جائیں گی فَصُوعِقُ مِنَ السَّمُوتِ وَالْأَرْضِ إِلَّا مَنْ شَاءَ اللَّهُ۔ (الانعام)
جب صور پھونکا جائے گا۔ زمین و آسمان کی ہر چیز ختم ہو جائے گی مگر جسے اللہ چاہے۔

صور حضرت اسرافیل علیہ السلام

لوگ اپنے کاموں میں مشغول ہوں گے کہ دفعتاً حضرت اسرافیل علیہ السلام

بے شک قیامت کا دزلہ بڑی سخت چیز ہے۔

وَقَرَى النَّاسُ سُكْرَىٰ۔

لوگوں کو دیکھے گا جیسے نشہ میں ہیں حالانکہ

وَمَا هُمْ بِسُكْرَىٰ۔

وہ نشہ میں نہ ہوں گے۔

يَوْمَ تَطْوِي السَّمَاءُ كَطَيِّ السَّجِلِ لِلْكَتُبِ۔ (الانبیاء ۲۱)

جس دن ہم آسمان کو پلٹیں گے جیسے مسجل فرشتہ نامہ اعمال کو پلٹتا ہے۔

يَسْتَفْتِ الْإِنَّا يَوْمَ الْقِيَمَةِ۔ (دثر)

پوچھتا ہے قیامت کا دن کب ہے؟

تو جب نگاہ چومد ملانے لگے۔ چاند بے نور ہو جائے۔ چاند و سورج یکجا

دیئے جائیں۔ انسان اس دن کہے گا۔ اب کہاں ہے بھانسنے کی جگہ؟ ہرگز نہیں کھلیں

بچاؤ نہیں۔ اس دن تو اللہ ہی کی طرف بٹھرتا ہے۔ (قیامت)

جب سب فنا ہو جائیں گے۔ یہی قیامت ہے۔ رب کائنات کے جلال

جبروت کا ظہور ہوگا۔ قرآن مجید میں ہے کہ اس دن ندا ہوگی۔

لَمِنَ الْمَلَكُ الْيَوْمَ۔

کہ آج کس کی بادشاہی ہے؟

کسی طرف سے جواب نہ آئے گا کون ہے جو جواب دے گا پھر خود ہی

رب العزت جل مجدہ ارشاد فرمائے گا۔

لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ۔

صرف اللہ واحد قہار کی سلطنت ہے۔

جب ساری دنیا فنا ہو جائے گی حتیٰ کہ اسرائیل و صور بھی فنا ہو جائیں گے تو

تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ سے حضرت اسرائیل کو دوبارہ پیدا فرمائے گا اور انہیں صور
بلنے کا حکم فرمائے گا۔

دوسری بار صور پھونکا جائے گا

تو مردے قبروں سے اٹھیں گے۔ ادھر ادھر پھیلے جائیں گے۔

ثُمَّ نَفِخَ فِيهِ أُخْرَىٰ فَإِذَا هُمْ بِنِامٍ يُنْظَرُونَ۔

پھر دوسری بار صور پھونکا جائے گا تو سب لوگ کھڑے ہوں گے۔

اور تمام اولین و آخرین ملائکہ جن و انس حیوانات موجود ہو جائیں گے۔ سب

پہلے حضور ﷺ اپنی قبر مبارک سے اس شان سے اٹھیں گے کہ دہنہ ہاتھ میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ اور بائیں میں جناب فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کا ہاتھ ہوگا۔

اور مکہ مدینہ کے قبرستان میں جو دفن ہیں سب کو لے کر میدان حشر میں جائیں گے۔

(بخاری)



وَالْبُعْثِ بَعْدَ الْمَوْتِ..... موت کے بعد جی اٹھنے پر ایمان

قیامت کے دن لوگ اپنی قبروں سے نکلے بدن نکلے پاؤں ناخستہ شدہ انھیں کے کوئی پیدل کوئی سوار اور کافر منہ کے بل چلتا ہوا۔ میدان حشر ملک شام کی زمین پر برپا ہوگا۔ زمین ایسی ہموار ہوگی کہ اس کے ایک کنارہ پر رائی کا دانہ دوسرے کنارہ سے نظر آنے لگے۔ زمین تانبے کی ہوگی۔ آفتاب کا منہ زمین کی طرف ہوگا۔ لوگ پسینہ نہ نہا جائیں گے اور کافر پسینہ میں ڈبکیاں کھائے گا یہ صورت اس وقت تک جاری رہے گی حتیٰ کہ حساب ختم ہو۔

مرکر پھر جی اٹھنے کی کیفیت

کافر کہا کرتے تھے کہ کیا ہمارا جسم مر کر پھر جنے گا؟ ہم قبروں سے نکل کر انھیں گے۔ قرآن مجید نے متعدد مقامات پر اس کا جواب دیا ہے اور جوابی کلمات یہ واضح ہوتا ہے کہ حشر صرف روح کا نہیں بلکہ روح و جسم دونوں کا ہوگا اور یہ کہ جو دنیا میں جس جسم کے ساتھ تھی۔ اس روح کا حشر اسی جسم کے ساتھ ہوگا (سورہ یٰسین) میں ہے۔

قَالَ مَنْ يُغْصِي الْعِظَامَ وَهِيَ زَيْنَتُهُمْ قُلْ يُخَبِّئُهَا اللَّهُ الَّذِي انْشَأَهَا أَوَّلَ مَرَّةٍ۔

وہ بولا کون ان سڑی کھوکھلی ہڈیوں کو زندہ کرے گا۔ تم فرماؤ۔ وہی (خدا) جس نے پہلی مرتبہ ان کو پیدا کیا۔

دیکھئے کافروں کا کہنا یہ تھا جب جسم گل سڑ کر ریزہ ریزہ ہو کر خاک ہو گیا۔ ہڈیاں ہو کر کافور ہو گئیں تو اب ان میں دوبارہ جان کیسے پڑے گی؟ تو ان کا سوال اس جسم کے متعلق تھا جس میں فنا سے قبل روح موجود تھی تو اگر قرآن ان کو یہ جواب دے کہ ان کیوں ہوتے ہو۔ تمہارے دنیاوی جسم جو گل سڑ کر ہوا ہو گئے اور ہڈیاں ہو کر خاک میں مل گئیں ان میں دوبارہ زندگی نہیں پھونکی جائے گی بلکہ یہ تو سراسر ادا کی ہوگی؟ تو پھر تو یہ کہا جاسکتا تھا کہ دنیا کے جسم کو زندگی دے کر نہیں اٹھایا

لیکن قرآن مجید نے جس دنیاوی جسم کے متعلق کفار کا سوال تھا اسی دنیاوی جسم کو حل کر دیا۔ ہاں اس جسم کو اسی طرح اللہ تعالیٰ زندگی عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے پہلے سے پیدا کیا تھا۔ اس سے یہ بات واضح ہو گئی کہ روح کا حشر اسی جسم کے ساتھ جس جسم میں وہ دنیا میں موجود تھی۔ الغرض مرنے کے بعد دوبارہ جی اٹھنا اسلام کی پہلی تعلیم ہے اور حق ہے اسے تسلیم کرنا ہر مسلمان کے لئے لازم و واجب ہے۔

ان عدل

اگرچہ اللہ تعالیٰ مخلوق کے تمام اعمال و افعال کو پوری طرح جانتا ہے مگر پھر ان اعمال کو لے جائیں گے تاکہ انسان پر اپنے اعمال کی حقیقت عیاں ہو جائے۔ یہ ہے ہمیں میزان کی کیفیت و نوعیت معلوم کرنی ضروری نہیں صرف اسے تسلیم کرنا کے لئے کافی ہے کہ میزان بھی ایک حقیقت ہے وہی و خیالی چیز نہیں ہے۔ نیک اعمال اور انی صورت میں اور برے اعمال ظلماتی اجسام میں ظاہر ہوں گے اعمال کے پھل لے لے ہوئے کا خدات بھی تو لے جائیں گے اگر کسی مسلمان کی نیکیوں کا پلڑا ہلکا ہوگا اور شریف لکھ کر رکھ دیا جائے گا۔ پلڑا بھاری ہو جائے گا۔ قرآن مجید میں فرمایا۔ تو ان جان پر کوئی ظلم نہ ہوگا۔

فَلَا تُظْلَمُ نَفْسٌ شَيْئًا وَإِنْ كَانَ بِمَقَالٍ خَبِيرَةٍ مِّنْ عِزِّكَ لَآتِيَابَهَا۔

(الاحقاف)

اور اگر کوئی چیز رائی کے دانے کے برابر ہو تو ہم اسے لے آئیں گے اور ہم کا

ہیں حساب کو۔

اعمال نامے

قیامت کے دن نیکیوں کو ان کے دہنے ہاتھ میں اور بدوں کو بائیں ہاتھ میں
کافر کو بائیں ہاتھ میں پیٹھ کے پیچھے کر کے نامہ اعمال دیا جائے گا۔ پھر سوال و جواب
ہوں گے۔ ایک ایک بات کی پوچھ ہوگی۔ قرآن میں متعدد مقامات پر فرمایا گیا ہے۔

الْيَوْمَ تُجْزَوْنَ مَا كُنْتُمْ تَعْمَلُونَ۔

جو کچھ تم کرتے تھے وہی آج بدلہ پاؤ گے۔

قیامت کے دن سوال و جواب

پھر سوال و جواب کا سلسلہ شروع ہوگا۔ حضرت جبریل علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ
انہوں نے وحی کی امانت پیغمبروں تک پہنچائی۔ لوح محفوظ سے سوال ہوگا تو نے ہم
الہیہ کو جبریل تک پہنچایا۔ لوح محفوظ اور فرشتے بخسور الہی بیت الہی سے لرزہ برائے
ہوں گے۔ حضرت جبریل علیہ السلام لوح محفوظ کے لئے کاہنہ ہوئے گواہی دینے آئے
گے۔ انبیاء کرام علیہم السلام سے تبلیغ وحی منصب نبوت ادائے امانت رسالت کے متعلق
سوالات ہوں گے۔ عبادات میں سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا اور معاملات
میں قتل ناحق کے متعلق سب سے پہلے پوچھا جائے گا۔ ظالم کی نیکیاں مظلوم کے
حوالے کی جائیں گی اور مظلوم کی برائیاں (گناہ) ظالم کے نامہ اعمال میں درج
کیں گی۔ اگر کسی نے کسی کا دنیا میں چھ رتی مال ناحق لیا ہے تو اس کے بدلے سات

اول نمازیں حق دار کو دی جائیں گی۔ ایک شخص کے ذمہ تین رتی کسی کا مال آتا ہوگا
اس کے نامہ اعمال میں ستر پیغمبروں کا ثواب ہوگا تو جب تک حق دار قرض خواہ کو
اپنی ذمہ کر لے جنت میں نہ جائے گا۔ (حدیث نبوی)

قیامت کا دن پچاس ہزار برس کا ہوگا

جس کے مصائب بے شمار ہیں۔ اس دن اللہ تعالیٰ کی شان قہاریت کا ظہور
و کاثر جو اس کے خاص بندے ہیں یہ دن ان کے لئے اتنا ہلکا کر دیا جائے گا۔ جتنا
ایک وقت کی نماز فرض میں صرف ہوتا ہے بلکہ اس سے بھی کم۔ بلکہ نیکی کا راپے ہوں
گے کہ پلک جھپکنے میں یہ دن ان کے لئے طے ہو جائے گا۔

مَا أَمَرُ السَّاعَةِ إِلَّا تَكَلَّمَ النَّبِيُّ أَوْ هُوَ أَقْرَبُ۔

قیامت کا معاملہ نہیں مگر جیسے پلک جھپکنا۔ بلکہ اس سے بھی کم۔

قیامت بے شک قائم ہوگی۔ حساب حق ہے اعمال کا حساب ہوگا۔ جنت و
دوزخ حق ہے اور ان کا منکر کافر ہے۔ جنت و دوزخ پیدا ہو چکی ہیں۔ اب بھی موجود
ہے یہ نہیں کہ قیامت کے دن بنائی جائے گی۔

موضع کوثر، پل صراط، میزان

میزان حق ہے اس میں لوگوں کے برے اعمال تولے جائیں گے۔ وہاں کا
تور یہ ہوگا کہ نیکی کا پلہ اوپر اٹھے گا اور بدی کا پلہ جھک جائے گا جبکہ بدی زیادہ ہوگی۔
پل صراط جنت میں جانے کا راستہ ہے دوزخ کی پشت پر ہوگا جو ہال سے زیادہ ہار یک
کرار سے زیادہ تیز۔ تمام مخلوقات کو اس پر سے گزرنے کا حکم ہوگا۔ قرآن مجید میں فرمایا
وَالَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ لَا يَدْخُلُونَهَا وَلَا يَدْخُلُهَا إِلَّا صِرَاطًا سِرًّا هَرَّابًا كَوْنًا هَرَّابًا
خسور علیہ السلام بھی پل صراط سے گزریں گے۔ ہر شخص اپنے مراتب اعمال صالحہ کے

مطابق کوئی چمکتی ہوئی بجلی کی طرح کوئی تند و تیز ہوا کی طرح اور بعض سبک رفتار گھوڑوں کی طرح گذر جائیں گے۔ بہشت والے بہر حال اسے عبور کر لیں گے۔ مگر دوزخیوں کے پاؤں لڑکھڑکھ جائیں گے اور جہنم میں گر جائیں گے۔ حضور ﷺ شافع محشر کا جنت ہیں آپ کے پل صراط سے گزرنے میں یہ حکمت ہے کہ آپ پل صراط پر چلے فرما ہوں گے تاکہ آپ کی امت بحفاظت پل صراط سے گزر جائے۔ ایک عام منکر صالح کا درجہ یہ ہے کہ وہ پل صراط سے گزرے گا تو جہنم فریاد کرے گا کہ جُزْئاً مُؤْمِنٍ فَإِنَّ نُورَكَ أَطْفَاءَ لَهَبِي۔

اے مومن صالح جلدی گزر جا تیرے نور ایمان نے میرے شعلوں کو مدہم دیا ہے۔ اس سے اندازہ کیجئے۔

کہ پل صراط پر حضور ﷺ کی شان کیا ہوگی؟ اگر آپ آگ سے گزریں وہ بھی اہل ایمان کے لئے گلستان بن جائے گی حضور ﷺ کو خوش اور راضی کرنے کے لئے حضرت جبرئیل امین بھی پل صراط پر اپنے پر بچھا دیں گے اور امت محمدیہ ان کے پروں سے عافیت کے ساتھ گزر جائے گی۔ انشاء اللہ

پل سے اتارو راہ گزر کو خبر نہ ہو
جبرئیل پر بچھائیں تو پر کو خبر نہ ہو
یا رسول اللہ ﷺ!

کاننا میرے جگر سے غم روزگار کا
یوں کھینچ لیجئے کہ جگر کو خبر نہ ہو

حوض کوثر

حوض کوثر حضور ﷺ کو مرحمت ہوا ہے۔ اس کا پانی مشک سے زیادہ پاکیزہ شہد سے زیادہ میٹھا۔ دودھ سے زیادہ سفید ہوگا۔

اس کے کناروں پر موتی کے قے اور اس کی مٹی نہایت خوشبودار ہوگی جو اس کا پے کا بھی پیسا سا نہ ہوگا۔ حوض کوثر کی وسعت ایک ماہ کے سفر کے برابر ہوگی۔ حوض کوثر جو حق ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے مقدس و معصوم مطہر و مزی رسول ﷺ کو عطا فرمایا کہ اس کا مالک و مختار بنا دیا ہے۔ اِنَّا اَعْطَيْنَاكَ الْكُوْثَرَ اے رسول ﷺ ہم نے آپ کو کوثر عطا فرمایا۔ قیامت کے دن ہر پیغمبر کو اس کے مرتبہ کے مطابق عطا فرمایا جائے گا۔ حوض کے پاس دو حوض ہوں گے (قرطبی)

حوض کوثر کے ساقی حضرت علی رضی اللہ عنہ ہیں

جناب علی المرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم حضور ﷺ کے حکم سے حوض کوثر کے ساقی ہوں گے جو ان کی محبت سے سیراب نہیں وہ حوض کوثر سے محروم رہے گا۔ جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس کے دل میں ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ سے محبت نہیں میں اب حوض کوثر سے پانی کا ایک قطرہ بھی نہ دوں گا۔

حشر کے احوال و حساب و کتاب کے بعد اب کسی کو آرام کا گھر ملے گا جسے جنت ملے ہیں اور کسی کو تکلیف کا جسے دوزخ کہتے ہیں۔ جنتی جنت میں دوزخی دوزخ میں داخل کر دیئے جائیں گے۔ گنہگار مومن اپنے گناہ کے بقدر عذاب اٹھا کر یا خدا کی رحمت یا انبیاء اولیاء شہداء کی شفاعت سے معافی پا کر بلا آخر جنت میں داخل کئے جائیں گے لیکن مشرک و کافر کے گناہ کبھی معاف نہ ہوں گے اور وہ ہمیشہ دوزخ میں چلیں گے۔

مسلمان جنت میں اور کافر دوزخ میں ہمیشہ رہیں گے

کیونکہ قرآن نے یہ تصریح کی ہے کہ کفر و شرک کی بخشش نہیں ہے۔

اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَّشَاءُ۔

(نساء: ۱۸)

پیشک اللہ تعالیٰ اس کو معاف نہ کرے گا کہ اس کے ساتھ شرک کیا جا۔
شرک کے سوا جو گناہ وہ جس کے لئے چاہے اسے معاف فرمادے۔

اعراف

جنت و دوزخ کے درمیان ایک مقام ہے اس میں نہ جنت کی ہی راحت نہ دوزخ کی شدت۔ اعراف کا وجود صحیح نقل اور نص قطعی سے ثابت نہیں امر و مشرکین کے نابالغ بچوں کا مسکن ہوگا۔ بعض علماء اعراف کے وجود کے قائل نہیں۔
اعظم بالصواب۔

مشرک ہمیشہ کے لئے دوزخ میں رہیں گے

مشرک و کافر کی بخشش نہیں ہوگی باقی وہ مسلمان جن سے گناہ ہوئے خواہ کرمیں یا نہ کریں اللہ چاہے تو بخش دے گا۔

فَيُفَرِّدُ لِمَنْ يَشَاءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَشَاءُ.

اللہ جسے (مسلمان کو) چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے۔

حق یہ ہے کہ وہ کریم و رحیم جو اونچی بے نیاز بے پرواہ رحمن اور رب العزیز ہے جو چاہتا ہے جیسے چاہتا ہے اس کے چاہے میں کوئی رکاوٹ نہیں ڈال سکتا۔ وہ غفور رحیم ہے۔ اس کی رحمت 'شفقت' احسان 'کرم' بخشش بہت ہے ہم خوار و بیکار ہیں۔ عصیاں میں ڈوبے ہیں۔ ہمارا بال بال اس کی نعمتوں اور احسانات کا بحر نہیں چکا سکتا۔ بہر حال وہ رب ہے ماں باپ اور ساری کائنات سے زیادہ رحیم و کریم ہے وہ اگر معاف فرمادے تو اس کا کیا بگڑتا ہے ہم عاجز اس کے سامنے کچھ بھی نہیں ہیں۔ ذرہ کی حیثیت بھی نہیں رکھتے۔ وہ بخشنے والا مہربان رب ہے۔ **فَالْحَمْدُ لِلَّهِ الْعَلِیْمِ۔** فیہ فیر لمن یشاء جسے چاہے بخش دے۔ اس میں ہمارا کوئی زور نہیں۔

اس کے بندے نیاز مند اور اس کی کرم و بخشش کے طلب گار ہیں۔

اقیامت کا علم کسی کو عطا ہوا ہے

دین اسلام کے ایمانیات کی آخری کڑی قیامت پر ایمان ہے وہ بالآخرۃً ہم
یعنی ایک دن ساری کائنات فنا ہو جائے گی اور اللہ عزوجل کے سوا کچھ باقی نہ
گا اور پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا۔ دوبارہ مخلوق کو پیدا فرمائے گا۔ قرآن پاک
صحت کا شیشیوں ناموں سے ذکر آیا ہے اور ہر نام اس کے خاص پہلو یاں کرتا
تھیں کہ کہہ لیجئے کہ ایک دن ایسا آتا ہے جبکہ سوا خداوند عالم کے سب کچھ فنا
کے گا۔ اس کے بعد دوبارہ زندگی ملے گی۔ اعمال کا مواخذہ ہوگا۔ حساب و کتاب
ہوگی۔ نیکوں کا ثواب ملے گا اور برائیوں پر سزا دی جائے گی پھر جنتی جنت میں اور
ناروزخ میں ہمیشہ ہمیشہ کے لئے داخل کر دیئے جائیں گے۔

اس میں شبہ نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے بعض امور غیبیہ اور ان کی حقیقت و کیفیت کو سالوں سے مخفی رکھا ہے۔ قیامت اور موت کو بھی مخفی رکھنے میں اللہ تعالیٰ کی بہت سی باتیں ہیں اگر کسی شخص کو اپنی موت کی صحیح تاریخ معلوم ہو جائے تو مرنے سے پہلے جانے گا۔ اسی طرح قیامت کی تاریخ کا علم عام لوگوں کو ہو جائے تو نظام عالم برباد ہو جائے گا۔ لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے خاص بندوں کو کرامت کو بھی امور غیبیہ پر مطلع نہیں فرمایا ہے۔ عام طور پر آیت اِنِّ اللہَ عِنْدَہُ السَّاعِیۃ سے یہ مطلب نکالا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان پانچ امور کا علم کسی کو نہ دیا ہے حضور ﷺ کو بھی قیامت کا علم نہیں ہے۔ لیکن یہ بات درست نہیں۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان امور کا ذاتی علم خدا کے سوا کسی کو نہیں ہے اور قرآن و حدیث سے یہ ثابت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو تمام چیزوں حتیٰ کہ قیامت کی تاریخ کا علم بھی عطا فرمایا ہے۔



جنت.....دوزخ

جنت اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں کے لئے بنائی ہے۔ اس میں وہ نعمتیں ہیں جو خدا آنکھوں نے دیکھیں نہ کانوں نے سنیں اور نہ کسی کے دل میں اس کی عظمت خوبصور کی آرام و آسائش زیب و زینت کا خیال گذرا۔ (بخاری) کتاب مسکن میں جنت و دوزخ کا اور اس کی نعمتوں کا جو بیان ہوا ہے اس کا خلاصہ یہ ہے۔

جنت اس غیر فانی باغ یا چمن یا گلستان کا نام ہے جہاں لذتیں جاودانی مسرت غیر فانی جہاں زندگی ہے۔ موت نہیں راحت ہے۔ تکلیف نہیں لذت ہے۔ درد نہیں مسرت ہے غم نہیں۔ جہاں ایسا سکون ہے جس کے ساتھ اضطراب نہیں اور وہ شادمانی ہے جس کے ساتھ حزن و غم نہیں۔ قرآن مجید میں جنت کے متعدد نام ذکر ہوئے ہیں جنت النعیم۔ نعمت کا باغ۔ جنت الخلد بقائے دوام کا باغ۔ جنت عدن۔ سکونت کا باغ جنت الماوی۔ پناہ کا باغ۔ فردوس باغ۔ روحۂ چمن۔ دار الخلد۔ گھر۔ دار السلام امن و سلامتی کا گھر۔ دار المقام۔ قرار کا گھر۔

وَالَّذِينَ آمَنُوا وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ سَنُدْخِلُهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔ (نساء: ۸)

اور جو ایمان لائے اور اچھے عمل کئے ہم ان کو ان باغوں میں داخل کریں گے جن کے نیچے نہریں بہتی ہوں گی ان میں وہ ہمیشہ رہیں گے۔

اگرچہ جنت کے مختلف درجے ہوں گے مگر چونکہ وہاں غم کا ہونا ناممکن ہے اس لئے ادنیٰ درجہ میں رہائش رکھنے والا اعلیٰ درجہ میں رہنے والے کے متعلق یہ خیال

لے گا کہ میرا درجہ اور سامان راحت اس سے بہتر ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جنت میں سب لوگ جوان بن کر داخل ہوں گے جسم پر کبھی بڑھا پائیں آئے ان کا قد حضرت آدم علیہ السلام کے اولین بہشتی قد کے مطابق ہوگا۔ ایک بدوی نے عرض کی حضور وہاں گھوڑا بھی ہوگا۔ دوسرے نے پوچھا وہاں اونٹ بھی ہوگا۔ حضور ﷺ نے فرمایا سرخ یا قوت کا گھوڑا جسے جہاں چاہو بہشت میں لئے پھر وہ بھی ہوگا اور اونٹ بھی ہوگا اور وہ سب کچھ ہوگا جسے تمہارا دل چاہے اور آنکھیں پسند کریں۔ (مسلم بخاری) جنت میں بازار کا شوق ہوگا تو وہاں یہ بھی مہیا ہو جائے گا۔

قرآن مجید میں فرمایا:

وَلَا يَمَسُّهَا فِيهَا تِلْكَ الْأَنفُسُ الَّتِي أُغْوِيَتْ۔ (زخرف: ۳۵)

جنت میں وہ ہے جس کی دل خواہش کرے اور آنکھوں کو لذت دے۔

الغرض جنت وہ مقام ہے جہاں ہم کو وہ کچھ ملے گا جہاں تک ہمارا مرغ خیال (پرکھیج سکتا ہے۔ لطف و سرور کا وہ بلند سے بلند تصور جو ہمارے ذہن میں آ سکتا ہے وہاں مہیا ہوگا۔ اور سب سے بڑا اعزاز یہ ہوگا کہ جنتی اللہ رب العزت جلن مجدہ کے دیدار سے مشرف ہوں گے اور جنت میں سب سے معزز۔ وہ ہوگا جسے صبح و شام دیدار اری کا شرف حاصل ہوگا۔ الہی اپنے حبیب کے طفیل ہمارے گناہ معاف فرما اور ہمیں لیاقت کے دن اپنے وجہ کریم کی زیارت کا اعزاز عطا فرما۔ (آمین)



هو المقام الذي اشفع فيه لامتى۔ (عش ج ۴ ص ۲۴۱)

یہ مقام وہ ہے۔ جہاں میں اپنی امت کی شفاعت کروں گا۔

ابن جوزی نے کہا مقام محمود سے مراد شفاعت ہے۔ بعض نے کہا عرش پر یا حضور ﷺ کا کھڑا ہونا مراد ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ مقام مقام ہے کہ اولین و آخرین اس وقت حضور ﷺ کی تعریف کریں گے اور حضور ﷺ کے فضل و شرف کا اظہار ہوگا۔

لواء الحمد

روزِ محشر حضور سرورِ دو عالم ﷺ کو ایک جھنڈا عطا فرمایا جائے گا جس کا نام لواءِ الحمد ہوگا یعنی اللہ تعالیٰ کی حمد و ثناء کا جھنڈا یہ حضور ہی کا اعزاز ہوگا کہ حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخر تک سب اسی جھنڈے تلے ہوں گے۔ حضور کو اللہ تعالیٰ مقامِ محمود عطا فرمائے گا۔ یہ حضور کا منصب اور درجہ ہے تمام اولین و آخرین جن و انس انبیاء و اولیاء شہداء حضور ﷺ کی حمد و ستائش اور تعریف کریں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

عَسَى أَنْ يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَحْمُودًا۔ (نبی اسرائیل ۸)

قریب ہے کہ تمہیں تمہارا رب ایسی جگہ کھڑا کرے گا جہاں سب تمہاری تعریف کریں گے۔

مقام محمود

وہ جگہ ہے جس پر جلوہ گر ہو کر حضور ﷺ شفاعت فرمائیں گے۔ تمام اولین و آخرین تلاش شفع میں سرگرداں ہوں گے۔ جلیل القدر انبیاء کرام تک اذہبوا الیٰ غیرہ فرمائیں گے مگر صرف اور صرف حضور ﷺ کی زبان پر السّٰلٰہ اہوگا۔ حضور ﷺ کی اس عظمت و رفعت بزرگی و شان کو دیکھ کر اولین و آخرین حضور کی ثناء کریں گے۔ اسی لئے اس مقام کو محجود کہتے ہیں۔ حدیث ابو ہریرہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

جبار و قہار رب کے جلال و قہر کی آئینہ دار ہے یوں سمجھ لیجئے کہ یہ جگہ جنت کی جو دراصل کفار و مشرکین و منافقین کے لئے بنائی گئی ہے اور بد عمل گنہگار بھی ان کے لئے اپنے کئے کی دوزخ میں سزا پائیں گے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔ وہ یوں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ جہنم کی آگ میں داخل ہوں گے۔ (نساء) کسی بے کس بے بس مسلمان کے کام نہیں آتا اور خدا پر ایمان نہیں رکھتا۔ اس کا بھی کوئی دوست نہ ہوگا۔ (حادثہ) جو بخیل ہیں راہ خدا میں خرچ نہیں جن کے حقوق ہیں ادا نہیں کرتے قیامت میں ان کے گلے میں اسی کا طوق لگا (آل عمران) جو سونا چاندی مال و دولت جمع کرتے ہیں زکوٰۃ نہیں دیتے چاندی کو تپا کر ان کی پیشانیوں پہلوؤں اور پیٹھوں کو داغا جائے گا (توبہ) جو سرے روگردانی کرتے ہیں تو وہ اندھے اٹھائے جائیں گے۔ (طہ)

دوزخ کی کیفیت قرآن نے یوں بیان فرمائی ہے۔

ہر کو اس دن ان کی سچائی کا مددے گی (نمودہ ۱۶) اس دن مال کا م آئے گا۔
(۵) جس دن گنہگار اپنے دونوں ہاتھ چبائے گا۔ (نمودہ ۳) جس دن گواہ
ہوں گے (مؤمن ۶) جس دن آدمی اپنے بھائی بیوی بیٹوں اور ماں باپ سے

بھاگے گا (پس ۱) جس دن کوئی کسی کا بدلہ نہ ہوگا (بقراءۃ ۶-۱۵) جس دن ان کی زماں ان کے خلاف گواہی دیں گی (نور ۲) جس دن کوئی دوسرے کے لئے کچھ نہ کرے (انظارا) جس دن کوئی دوست کسی دوسرے کو کوئی فائدہ نہیں پہنچائے گا۔ (دخان ۲) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔

دو چیزوں میں سے کسی کا سر پہاڑ کے برابر کسی کا ایک پہلو مفلوج کسی کے لئے لٹکے ہوئے سزاؤں کے بعد جب ان کے جسم چور چور ہو جائیں گے تو پھر صحیح و سالم نمودار ہوں گے اور پھر ان کی وہی کیفیت ہوگی۔ (بخاری و مسلم)

دنیا کی آگ جہنم کی آگ کا ستر واں جز ہے۔ یہ آگ سیاہ ہوگی۔ اس میں روشنی نام کو بھی نہ ہوگی جناب جبریل امین نے قسم کھا کر عرض کی کہ اگر جہنم سے نکلنے کے ناکے برابر دنیا پر ظاہر کر دیا جائے تو زمین والے اس کی گرمی سے مر جائیں گے جیل کی جلی ہوئی تلچھٹ سخت کھولتا ہوا پانی خاردار تھوہر کھانے کو دیا جائے گا۔ بدن جو پیپ پیپ ہے گی وہ پلائی جائے گی۔ اللہ تعالیٰ اپنے فضل و کرم سے ہم سب کو جہنم محفوظ رکھے اور نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ قرآن مجید میں فرمایا جب مٹی جہنیوں کا سامنا ہوگا تو

مَا سَأَلَكُمْ لِي سَقَوَ قَالُوا لَمْ نَلِكُ مِنَ الْمُصَلِّينَ۔

ان سے سوال کریں گے تم کو کون سی چیز جہنم میں لے گئی۔ تو وہ کہیں گے ہم نہیں پڑھتے تھے۔



وَالْقَدَرُ خَيْرٌ وَشَرٌّ مِنَ اللَّهِ تَعَالَى قَضَا وَقَدَرٌ بِإِيمَانٍ

تقدیر پر ایمان لانا بھی ضرورت دین سے ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

إِنَّا كُلَّ شَيْءٍ خَلَقْنَاهُ بِقَدَرٍ۔ (قر ۳)

ہم نے ہر چیز کو اندازہ سے پیدا کیا۔

تقدیر کے عقیدہ کا حاصل یہ ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا جو کچھ ہو رہا ہے آئندہ جو کچھ ہوگا وہ اللہ تعالیٰ کے فیصلہ ازلی کے مطابق ہوا ہے ہوتا ہے اور ہوگا۔ جیسا ہونے والا تھا اور جیسا ہم کرنے والے تھے اس نے اپنے علم ازلی کے موافق ہوا اور لکھ دیا تو یہ نہیں کہ جیسا کہ اس نے لکھ دیا ویسا کرنے پر ہم مجبور ہیں بلکہ جیسا ہم نے لکھ دیا تھا ویسا اس نے لکھ دیا مثلاً زید کے لئے برائی لکھی اس لئے کہ زید ایسا کرنے والا تھا۔ اگر زید بھلائی کرنے والا ہوتا تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھلائی لکھتا تو اللہ تعالیٰ کے علم اور اس کے لکھ دینے پر انسان کو مجبور نہیں کر دیا۔ تقدیر کا مسئلہ عام عقلوں کے لئے ممکن آ سکتا۔ اس پر زیادہ غور و فکر نہیں کرنا چاہیے۔ تقدیر کے منکر کو حضور ﷺ نے کوی قرار دیا ہے اور اللہ تعالیٰ کے حکم اور فیصلے کو قضا کہتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے ازلی علم کو کچھ متعین ہوا اس کو قدر کہتے ہیں۔

قضاء کی قسمیں

قضاء مبرم جو علم الہی میں کسی شئی پر معلق نہیں اس میں تبدیلی ناممکن ہے۔ قضاء مطلق کے مشابہہ قضا جو علم الہی میں مطلق ہے۔ قضاء معلق محض جو صحف ملائکہ میں

کسی شے پر مطلق ہوتی ہے۔ آخر دونوں قصاؤں میں انبیاءِ غوثِ اولیاء اور نیک و صالح مسلمانوں کی دعاؤں، صدقہ و خیرات، دوا و علاج سے تبدیلی ممکن ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آدمی کسی مصیبت میں گرفتار ہوتا ہے بیمار ہوتا ہے یہ سب قصا کے ماتحت ہوتا ہے مگر دوا و صدقہ و خیرات اور علاج سے شفاء ہو جاتی ہے تو معلوم ہوا کہ یہ قصا مطلق تھی۔ آدمی بیمار ہوتا ہے علاج معالجہ کرتا ہے ہزار کوشش کرتا ہے مگر پھر بھی مر جاتا ہے اور کوئی چیز موت کو ٹالتی نہیں تو یہ مثال قصا و مہرَم کی ہے۔ واللہ اعلم۔ سورہ مومنوں میں فرمایا۔

لَنْ يُصِيبَنَا آلًا مَا كَتَبَ اللَّهُ لَنَا۔ (توبہ)

ہم پر کوئی مصیبت آئی نہیں سکتی۔ مگر جو خدا نے ہمارے لئے لکھ دینے ہیں۔

مَا أَصَابَ مِنْ مُصِيبَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ۔ (تہاب ۲)

جو بھی نہیں پڑتی کوئی مصیبت مگر اللہ کے حکم سے۔

سورہ یٰسین میں فرمایا۔ سورج اپنے ٹھہراؤ پر چل رہا ہے۔ چاند اپنی متعین منزلیں طے کرتا ہے اور پرانی ٹھکان کی طرح خمد ہو کر لوٹتا ہے نہ تو سورج کو یہ قدرت ہے نہ چاند کو پالے اور نہ رات دن سے آگے بڑھے ہر ایک اپنے انداز میں تیر رہا ہے یہ ہے غالب علم والے کی تقدیر۔ (سورہ یٰسین ۳ غلام۔ معلوم)

تقدیر کے عقیدہ کا مطلب یہ ہے کہ جو کامیابی ہمیں حاصل ہوتی ہے تو اس کے متعلق یہ نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہ سب کچھ ہماری کوشش عقل و فکر کا نتیجہ ہے بلکہ یہ سمجھنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم کا نتیجہ ہے۔ اس لئے کسی کامیابی پر فخر و غرور بے جا ہے۔ عاجزی ہی میں انسان کی عظمت ہے۔ اسی طرح اگر ہم کو کوئی ناکامی پیش آتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کی کسی حکمت کا نتیجہ ہے اور انسان کا اسی میں فائدہ ہے۔ ہمارے کام سے پہلے ہی ہمارے کاموں کے نتیجے اس عظام الغیوب کے علم میں مقرر ہو چکے ہیں اس لئے ہم کو دل شکستہ اور مایوس نہ ہونا چاہیے بلکہ اسی جوش و خروش اور سرگرمی سے از سر نو جدوجہد کرنی چاہیے اور نیکیوں کی طرف غلوں قلب سے متوجہ ہونا چاہیے۔

خلافت و امامت خلفاء راشدین

امامت دو قسم ہے۔ امامت صغریٰ نماز پڑھانے کی امامت کو کہتے ہیں اور جس شخص کو حضور ﷺ کے نائب ہونے کی حیثیت سے تمام مسلمانوں کے دینی و دنیوی امور شریعت اسلامیہ کے مطابق انجام دینے کا اختیار ہوا اسے امامت کبریٰ کہتے ہیں۔ کاموں میں امامت کبریٰ کے عہدہ پر فائز کی اطاعت تمام جہان کے مسلمانوں پر واجب ہے۔ اس عہدہ کے لئے مسلمان آزاد عاقل بالغ قادر مرؤ قریشی ہونا شرط ہے۔ ان میں سے ایک شرط بھی کم ہوگی خلافت صحیح نہ ہوگی۔ حضور ﷺ کا ارشاد ہے کہ امام من قریش شرط فرضیت پر اجماع بھی ہے (شرح عقائد نسبی و شرح فقہ اکبر)

امامت کبریٰ کے لئے ہاشمی یا علوی یا معصوم ہونا شرط نہیں کیوں کہ معصوم اہل انبیاء ہوتے ہیں عورت اور نابالغ امام نہیں ہو سکتے۔ حضور ﷺ کے بعد خلیفہ اول امام مطلق حضرت امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ (۲ سال ۳ ماہ) پھر حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ (۱۰ سال ۶ ماہ) پھر حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ (۱۲ سال ۱۲ دن) پھر حضرت علی رضی اللہ عنہ (۴ سال ۹ ماہ) پھر حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ (۱۵ ماہ ۱۳ یوم) تھے۔ یہ اہل خلافت راشد تھے اور ان کے دور خلافت کو خلافت راشدہ کا دور کہتے ہیں۔ خلافت راشدہ کے دور کے ختم ہونے کے بعد جو لوگ برسر اقتدار آئے وہ بادشاہ (سلطان) تھے۔ ان میں نیک و صالح عادل بھی ہوتے ہیں اور ظالم فاسق بھی۔

علمائے راشدین کے درجات

انبیاء و مرسلین کے بعد تمام مخلوقات الہی جن دلائل سے افضل حضرت صدیق

اکبر پھر فاروق اعظم پھر عثمان غنی پھر علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہم ہیں۔

عشرہ مبشرہ

خلفائے راشدین کے بعد عشرہ مبشرہ حضرات حسین اصحاب بدر اصحاب بیعت الرضوان کے لئے افضلیت ہے یہ سب حضرات جنتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ان دنیا میں ان کے جنتی ہونے کا اعلان فرمایا ہے۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت

حضور ﷺ کے وصال کے بعد امیر المومنین صدیق اکبر تمام صحابہ کرام سے اتفاق و اجماع سے حضور ﷺ کے خلیفہ اول خلیفہ بلا فصل مقرر ہوئے اتنی بات ہے کہ جناب امیر المومنین علی المرتضیٰ حضرت عباس علیہ السلام و غیرہ نے بیعت عام کے وقت بیعت نہیں کی مگر دوسرے دن حضرت علی رضی اللہ عنہ نے بھی بیعت کر لی نماز جمعہ دیگر نماز دن میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء کرتے تھے۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے مشیر خاص بھی تھے۔ غزوہ بنی خلیفہ میں (جس میں سیدہ کذابہ لکھا ہوا) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھے۔ آپ کو مال غنیمت میں ایک لوٹری ملی تھی جس سے حضرت محمد حنفیہ پیدا ہوئے اگر اس غزوہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضرت علی رضی اللہ عنہ کے نزدیک امام برحق نہ ہوتے تو حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ مال غنیمت نہ لیتے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ خود فرماتے ہیں کہ اگر حضور ﷺ نے مجھے حکم دیا ہوتا تو میں کیا ہوتا کہ میرے بعد تم خلیفہ بلا فصل ہو گے تو میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ کے منبر کی چٹائی میزگی پر بھی قدم نہ رکھنے دیتا۔ مگر جب میرے مرتبہ و کمال ہوتے ہوئے حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی حیات میں پڑھانے کے لئے امامت کا منصب عطا فرمایا اور میں نے اور تمام صحابہ نے حیات میں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی اقتداء میں نماز ادا کی تو ان واقعات کی بناء پر مجھے ان اکبر رضی اللہ عنہ سے کسی قسم کا اختلاف نہ تھا۔ جب حضور ﷺ نے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے معاملات میں امام بنا کر ان کے بہتر و افضل ہونے کا اظہار فرمادیا تو میں دنیا میں ان کے معاملات (خلافت) میں بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو بہتر جانتا ہوں۔

امام ذہبی نے اس سے زیادہ حضرات سے بسند صحیح بخاری کے حوالے سے بیان کیا۔

حیر الناس بعد النبی ﷺ ابو بکر و عمر ثم رجل آخر۔ حضور ﷺ کے بعد سب سے بہتر و افضل ابو بکر رضی اللہ عنہ ہیں پھر عمر رضی اللہ عنہ پھر کوئی اور حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو لوگ مجھے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر غلبہ دیتے ہیں وہ مغتری ہیں مجھے ملے تو میں انہیں افتراء کی سزا دوں گا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اس امت کے بہتر انسان ہیں ان کے بعد عمر رضی اللہ عنہ (دارقطنی)

کچھ لوگ یہ کہتے ہیں کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے یہ سب کچھ بطور تقیہ کیا تھا۔ انہیں اس کا خوف اور اپنی جان کا خطرہ تھا۔ لیکن یہ بات نہایت لچر اور بیہودہ ہے اور حضرت علی رضی اللہ عنہ کی شان کے خلاف ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ تو وہ ہیں جو اللہ کے شیر ہیں ابھی ایسے جو غالب ہیں اللہ کا شیر حق بات کہنے سے ڈر جائے یہ ناممکن ہے۔ اسی کو ایک حقیقت ہے۔

القرآن مع علی و علی مع القرآن

قرآن علی کے ساتھ ہے اور علی قرآن کے ساتھ ہیں۔

اس شان کا شیر خدا خوف جان کی بناء پر حق کہنے اور حق کا اظہار کرنے سے باز نہیں آتا ہے؟ ایک مسلمان حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ کے متعلق ایسا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ اس لیے ہے کہ تمام صحابہ نے خلوص قلب سے جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی خلافت کو

تسلیم کیا اور جس بات پر تمام صحابہ کا اتفاق و اجماع ہو وہ بات حق ہوتی ہے۔

صحابہ کرام

یہ ملت اسلامیہ کے وہ نفوس ہیں جنہیں قرآن کے اولین مخاطب اور ﷺ سے بلا واسطہ شرف تعلیم و تربیت حاصل ہوا تھا۔ اسلام کی اشاعت کے داعی راہ حق میں مخلصانہ سرفروشی اور دین کی راہ میں مصائب و آلام اٹھا کر ثابت قدمی کے تاج انہیں کے ذریعہ و زینت بننے رہے۔ تمام صحابہ کرام مومن مخلص سچے مسلمان اور جنتی ہیں عادل ہیں سب کی تعظیم و توقیر محبت و احترام مسلمانوں کے لئے واجب ہے یہ مہاجر بھی ہیں انصار بھی ہیں غازی بھی ہیں شہید بھی ہیں۔ یہ نبی و رسول ہیں جن کے دلوں کا

إِنَّمَا كَانَ اللَّهُ قُلُوبُهُمْ لِلتَّقْوَىٰ۔ (پ ۲۶ رکوع ۱۳)

اللہ تعالیٰ نے تقویٰ میں امتحان لے لیا۔

رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ وَأَعَدَّ لَهُمْ جَنَّاتٍ تَجْرِي مِنْ تَحْتِهَا الْأَنْهَارُ خَالِدِينَ فِيهَا أَبَدًا۔ (پ ۱۱ رکوع ۲)

اللہ تعالیٰ نے ان کے لئے جنتوں کا وعدہ فرمایا۔ جن کے نیچے نہریں بہتی ہیں یہ صحابہ ہمیشہ اس میں رہیں گے۔

وَتُحَلَّلُونَ عَنْكُمْ غَمُورًا وَاللَّهُ الْغَنِيُّ۔

سب صحابہ کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے بھلائی کا وعدہ فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کے لئے اپنی بخشش اور اجر عظیم کا اعلان فرمایا (پ ۱۱ رکوع ۱۱) صحابہ کرام کو زمین کی حکومت و خلافت کی بشارت عطا فرمائی (پ ۱۸ رکوع ۱۱) انہیں حضور کا ساتھی قرار دیا۔ کافروں پر سخت آپس میں رحم دل (پارہ ۲۶ رکوع ۱۲) سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا۔ میرے صحابہ ستاروں کی طرح ہیں۔ ان میں

نبی بھی اقتداء کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔ میرے زمانہ کے لوگ بہترین ہیں۔ صحابہ کو برا مت کہو مجھے اس ہستی کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر تم سے کوئی ایک شخص احد پہاڑ کے برابر بھی سونا خرچ کرے گا تو وہ صحابہ میں سے ایک مدد بلکہ نصف مدد کے ثواب کو بھی نہ پاسکے گا۔ (مشکوٰۃ مسلم لفظ صحابہ)

میرے اصحاب کے بارے میں اللہ سے ڈرو۔ ان کو تنقید کا نشانہ نہ بناؤ جس کی محبت رکھا، میری محبت کی وجہ سے محبوب رکھا اور جس نے ان سے بغض رکھا، مجھ سے بغض کی وجہ سے بغض رکھا جس نے میرے صحابہ کو ایذا دی اس نے اللہ کو ایذا دیا۔ (ترمذی)

جب تم ان لوگوں کو دیکھو جو میرے صحابہ کو گالیاں دیں (حیرانگیں) تو کہو اے اللہ اس شرارت پر تم پر لعنت۔ (بخاری)

صحابہ کرام کی فضیلت و عظمت

حضور ﷺ کے صحابی۔ ساری امت سے افضل و بہتر ہیں۔ ملت اسلامیہ کی عظمت اور اسلام کی عظمت صحابہ ہی سے بلند ہوئی ہے۔ یہ ہی نفوس قدسیہ ہیں جنہوں نے اپنی آنکھوں سے حضور ﷺ کے جمال کو دیکھا، آپ کی پاکیزہ محبت سے فیض حاصل کیا۔ قرآن اور دین کو حضور ﷺ کی زبان سے سنا اور اپنی جان و مال حضور کے لئے قربان کر دیا۔ صحابی کے مرتبہ کو اب کوئی نہیں پاسکتا۔ دنیا بھر کے اولیاء اقطاب و ائمہ و قلوب صحابی رسول کے درجہ و مقام کو حاصل نہیں کر سکتے۔

صحابہ بدر

صحابہ کرام کا وہ مقدس گروہ ہے جو ۱۲ھ بمقام بدر جہاد میں شریک ہوا اور غزوہ بدر نامہ غزوات پر متعدد وجوہ فضیلت و برتری حاصل ہے یہ کفر و اسلام کی پہلی لڑائی اور سورہ انفال کے مبارک مہینہ میں وقوع پزیر ہوئی۔ قرآن مجید سورہ انفال میں خاص

طور پر اس غزوہ کی تفصیل و توضیح بیان ہوئی ہے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے یہ ارشاد فرمائی بدر کی لڑائی میں حصہ لینے والے صحابہ کا جہاد خالص اللہ کے لئے تھا۔ مسلمانوں کی نصرت و حمایت کیلئے حضرت جبرئیل امین کی کمان میں فرشتوں کی فوجیں آسمان سے اتری تھیں۔ قرآن نے اس معرکہ کو یوم الفرقان سے بھی موسوم کیا۔ اس غزوہ کا موقع پر حضور ﷺ پر سخت خضوع کی حالت طاری تھی۔ متواتر دعائیں فرماتے ہوئے اسی عالم میں چادر کندھے سے گر پڑتی تھی۔ کبھی سجدہ میں عرض کرتے تھے۔ اے الہی! آج چند نفوس آج مٹ گئے تو پھر قیامت تک تو نہ پوچھا جائے گا۔

اس معرکہ میں اکابرین صحابہ حضرت صدیق اکبر فاروق اعظم عثمان غنی المرعشی حضرت حمزہ سید الشہداء اور حضرت مقداد جی کلمہ تھے جنہوں نے عرض کیا کہ ہم موسیٰ بن نضر کی قوم کی طرح یہ نہ کہیں گے کہ آپ اور آپ کا خدا جا کر لڑے۔ آپ کے دائیں ہاتھیں لڑیں گے۔ اس تقریر سے حضور ﷺ کا چہرہ اقدس چمک اٹھا اور انصار میں سے حضرت سعد بن عبادہ تھے جنہوں نے کہا حضور بخدا آپ فرمائیں ہم سمندر میں کود پڑیں۔ ایک بلند ٹیلہ پر حضور ﷺ کے لئے ایک عریش چھپرہ بنا کر لائیں۔ تمام انصار حضور ﷺ کے سایہ میں دونوں لشکروں کو ملا جھپٹیں۔ صرف حضور ابو بکر صدیق یہاں حضور ﷺ کی حفاظت کے فرائض انجام دے رہے تھے۔ حضرت جبرئیل امین کے سوال پر حضور ﷺ نے فرمایا میں اہل بدر کو سب مسلمانوں سے اہم سمجھتا ہوں (بخاری) نیز فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بدر کو دیکھا اور فرمایا۔ جو چاہو میں نے تم کو بخش دیا۔ (ابوداؤد)

یہ معرکہ جان بازی کا سب سے بڑا حیرت انگیز منظر تھا۔ حضرت ابو بکر کے مقابلہ میں ان کے بیٹے عبدالرحمن تلوار کھینچ کر نکلے۔ حضرت عمر کی تلوار اپنے ماتھے کے خون سے رنگین تھی۔ عقبہ مقابلہ کے لئے آیا تو ان کے بیٹے حضرت حذیفہ آگے بڑھے۔ ولید حضرت علی بن ابی طالب سے مقابل ہوا تھا۔

اہل بیت نبوت

اہل بیت نبوت

اہل بیت نبوت سے محبت و عقیدت رکھنا اور ان کا احترام کرنا مسلمانوں کے لئے لازم و واجب ہے جو ان سے محبت نہیں رکھتا اور ان کی شان میں گستاخی کرتا ہے وہ اللہ سے نہیں خارجی بد مذہب ہے اہل بیت نبوت میں حضور ﷺ کی ازواج مطہرات بھی داخل ہیں انہیں اہل بیت سے خارج سمجھنا غلط اور قرآن مجید کی تصریحات کے خلاف ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ لِي الْقُرْبَىٰ۔

اے رسول تم فرماؤ میں اس پر (یعنی تبلیغ رسالت پر) کچھ طلب نہیں کرتا مگر قرابت کی محبت۔

اس آیت کا شان نزول یہ ہے کہ جب حضور ﷺ مدینہ طیبہ رونق افروز ہوئے اور آپ کے مصارف زندگی بڑھ گئے تو انصار نے کچھ مال جمع کر کے بحضور نبوی پیش کیا اور عرض کی کہ آپ کے احسانات ہم پر بہت ہیں۔ آپ کی بدولت ہم نے گمراہی سے نجات پائی اس لئے ہم آپ کی خدمت میں یہ مال بطور نذر لائے ہیں۔ قبول فرما کہ ہماری عزت افزائی فرمائی جائے۔ اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور حضور ﷺ نے وہ مال قبول نہ فرمایا اور اپنے قرابت والوں سے مودت و محبت کا حکم دیا۔ اور کیجئے کہ تمام مسلمانوں کے درمیان محبت مودت لازم ہے۔ قرآن نے عام

مسلمانوں کے متعلق فرمایا بعضہم اولیاء۔ بعض حدیث میں فرمایا مسلمان مثل ایک عمارت کے ہے جس کا ہر ایک حصہ دوسرے کو قوت پہنچاتا ہے تو جب مسلمانوں پر باہم ایک دوسرے سے محبت واجب ہوئی تو حضور ﷺ کے ساتھ کس درجہ محبت فرض ہوگی۔ فی القربیٰ کے معنی یہ ہوئے تبلیغ و ہدایت پر تم سے کچھ اجرت نہیں چاہتا۔ لیکن قربت کے حقوق تم پر واجب ہیں لہذا رسول کے قربت والوں کا لحاظ کرو۔ انہیں ایذا نہ دو۔ حضرت سعید بن جبیر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ قربت والوں سے حضور ﷺ کی آل پاک مراد ہے (بخاری) لہذا حضور سید عالم ﷺ کے اقارب کی محبت دین کے فرائض میں سے ہے۔ (جمل خازن)

حضور ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کا سخت غضب اس پر ہوتا ہے جو میری آل کی وجہ سے مجھے ایذا پہنچائے۔ پہل صراط پر سب سے زیادہ ثابت قدم وہ ہوگا جو میرے اہل بیت اور صحابہ سے زیادہ محبت رکھے۔ (مکتوبات مجدد)

حضور ﷺ نے فرمایا میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح کی طرح ہے جو اس میں سوار ہو گیا نجات پا گیا اور جو پیچھے رہ گیا ہلاک ہو گیا (احمد) مطلب حدیث یہ ہے کہ محبت اہل بیت اور ان کا اتباع باعث نجات ہے۔ اسی لئے حضرت مجدد الف ثانی نے فرمایا محبت اہل بیت سرمایہ اہلسنت ہے خاتمہ بالخیر کیلئے اہل بیت سے محبت ضروری ہے (مکتوبات) واضح ہوا کہ قرآن و حدیث سے واضح و ثابت ہے کہ حضور ﷺ کی تبعیدیاں اہل بیت میں داخل ہیں چنانچہ سورۃ احزاب کی آیت میں اہل بیت کا جو لفظ آیا ہے علماء کی ایک جماعت نے اس سے مراد حضور ﷺ کی ازواج مطہرات کو لیا ہے۔

یزید پلید

فاسق فاجر گمراہ تھا۔ اس نے ناحق سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کو شہید کرایا۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ حق پر تھے اور یزید باطل پر۔ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو باغی اور یزید کو

حق پر سمجھنے والے اہلسنت نہیں بلکہ گمراہ خارجی ہیں۔ یزید اہانت اہل بیت کا مرتکب ہوا۔ اس بد بخت نے مدینہ پر لشکر کشی کی۔ حضرت عبداللہ بن زبیر کی شہادت کا ذمہ دار بھی بنی ہے اور حضرت امام احمد بن حنبل رضی اللہ عنہ نے یزید پر لعنت کو جائز قرار دیا ہے۔

امیر معاویہ رضی اللہ عنہ

صحابی رسول کا تب و جی ہیں۔ البتہ حضرت علی رضی اللہ عنہ جو کہ امام برحق تھے کے مقابلے میں ان سے غلطی ہوئی۔ حضرت علی حق پر تھے۔ لیکن صحابی ہونے کی وجہ سے ان کی شان میں گستاخی کرنا جائز نہیں۔ احادیث میں ان کے فضائل بھی آئے ہیں۔ صحابہ کرام کی آپس میں جو لڑائیاں ہوئیں ہیں ایک مسلمان کے لئے ان پر تنقید و تبصرہ کرنا بہت ہی غیر مناسب ہے۔ ان کے جھگڑوں میں ہمیں حکم و منصف بننے کی ضرورت ہی کیا ہے؟ یوں بھی ان کی شان میں قرآن و حدیث میں جو فضائل و مناقب بیان ہوئے ہیں۔ اس کا تقاضا بھی یہی ہے کہ صحابہ کرام کے معاملہ میں زبان کو بد گوئی و طعن سے بہر حال روکا جائے۔ یہی اہلسنت و جماعت کا مسلک ہے۔

مریم ازیک نسبت عیسیٰ عزیز از بہ نسبت حضرت زہرا عزیز مریم علیہا السلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی والدہ ہونے کی نسبت سے محترمہ ہیں۔ لیکن جناب خاتون جنت سیدہ فاطمہ طیبہ طاہرہ رضی اللہا عنہا کو تین نسبتوں سے شرف حاصل ہے۔ نور چشم رحمۃ للعالمین آں امام اقلین و آخرین جناب فاطمہ رضی اللہا عنہا حضور سید المرسلین ﷺ جو کہ اولین و آخرین کے امام اور رحمۃ للعالمین ہیں کی آنکھوں کا نور دل کا سرور ہیں۔

بالوئے آں تاجدار حل اتی مرتضیٰ شیر خدا مشکل کشا دوسری نسبت یہ ہے کہ آپ تاجدار حل اتی مولا علی مشکل کشا شیر خدا کرم اللہ وجہہ الکریم کی مقدس بیوی ہیں۔

مادر آں مرکز پر کار عشق مادر آں قافلہ سالار عشق
تیسری نسبت یہ ہے کہ آپ مرکز پر کار عشق اور کارواں سالار عشق شہزادہ کو نہیں
سیدنا امام حسین سید الشہداء رضی اللہ عنہ کی والدہ محترمہ ہیں۔

مزدع تسلیم را حاصل بتول مادران را اسوۂ کامل بتول
تسلیم و رضا کی کھیتی کا حاصل دنیا کی ماؤں کے لئے اسوۂ کامل اور مسلمان
عورتوں کیلئے روشنی کا مینار جناب خاتون جنت سیدہ عقیقہ حضرت بتول فاطمہ ہی ہیں۔

پارہ ہائے صحنہ چھپائے قدس اہل بیت نبوت پہ لاکھوں سلام
آبِ تطہیر سے جس میں پودے جسے اس ریاضِ نجابت پہ لاکھوں سلام
خونِ خیر الرسل سے ہے جن کا خمیر ان کی بے لوث طہنت پہ لاکھوں سلام
اس بتول جگر پارہ مصطفیٰ جگہ آرائے عفت پہ لاکھوں سلام
جس کا آئینہ نہ دیکھا ماہ و مہر نے اس روائے نزاہت پہ لاکھوں سلام

سیدہ زاہرہ طیبہ طاہرہ

جانبِ احمد کی راحت پہ لاکھوں سلام



عطائیں پوچھئے

حضرت صدر الافاضل مولانا سید نعیم الدین مراد آبادی قدس سرہ العزیز

عطائیں پوچھئے سرکار کی محتاج سائل سے
اٹھائے ہوں جنہوں نے فیض اُن کے بحرِ ساحل سے

دل ہے شیریں کام اُن شیریں خصائل سے
مشام جاں ہوا ہے مست اُس گل کے شائل سے

ہم اعظم و محبوب سبحانی شہد جیلانی
چنچئے ہیں نبی تک ہم انہیں اعلیٰ وسائل سے

روئے حق نماز مظہر ہے حسن بے مثالی کا
جمال اُن کا منزہ ہے مماثل سے مقابل سے

اے نور ہیں وہ نور حق نور علی نور
کھلائے ہی شان اُن کی انہیں کیا واسطہ عقل سے

صل اللہ نابینا نہیں ہوں کیسے دُور نسبت
کعب پائے صہب حق کو روئے ماوِ کامل سے

قدرت حق ہے میرا ہونا فنا ہونا
شہادت اپنی دلوا لیتے ہیں وہ حق و باطل سے

جناب شیخ آنیس خدمتِ پیرو و طریقت میں
یہ عقدے حل نہیں ہو سکتے منطق کے مائل۔
نگاہِ لطفِ اللہ اسے قرارِ خاطر مضطر!
کہ ایتو آگیا ہوں جگ میں بے تابی دل
غرض کیا ہم کو بلبل سے اور اس کے گرم تالوں سے
نہیں مگر دردِ دل میں قائدہ ذکرِ عنادل

ہر ایک شاہ و گدا کو جن کے در سے صدق ملتا ہے
نعیم الدین بھی سائل ہے اس سلطانِ باذل سے



اصدق الصادقین امیر المومنین سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

(تاریخ وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ)

نام مبارک عبداللہ بن ابی قافہ ابو بکر کنیت صدیق لقب خاندانِ بنی تیم کے چشم
ہجراغ۔ قریش کے سادات کبار میں آپ کی ذات گرامی ممتاز تھی۔ نبی کریم ﷺ
سے آپ کا نسب مرہ میں جا کر مل جاتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر ۳۷ھ حضور ﷺ
کی ولادت کے دو برس چند مہینے بعد پیدا ہوئے۔

سیدنا امیر المومنین حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ افضل البشر بعد الانبیاء بالتحقیق
ہیں۔ قرآن پاک کی رو سے نبیوں کے بعد صدیقیوں کا درجہ ہے پھر شہداء ہیں پھر
سالحین۔ جیسے حضور اکرم ﷺ نبیوں اور رسولوں کے سر تاج ہیں۔ اسی طرح حضرت
صدیق اکبر رضی اللہ عنہ تمام صدیقیوں میں ممتاز ترین ہیں۔ تقویٰ جرأت معاملہ فہمی حربی
قیادت ایمان رسائی ادا احقریٰ دیانت امانت فیاضی زہد ورع جود و سخا تواضع علم قرآن و
دستِ اتباع سنت علم تعبیر و انساب اور محبت خدا اور رسول غرضیکہ تمام اعلیٰ اوصاف میں
حضور ﷺ کے بعد آپ جیسا کوئی نہیں ہے۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے بشتِ نبوی کے
اول روز ہی سب سے پہلے بلا تردد و جھجک حضور ﷺ کی نبوت کی تصدیق کی۔ اس
وقت آپ کی عمر ۳۸ سال تھی۔

خود حضور ﷺ نے فرمایا۔ میں نے جس کسی کے سامنے اسلام پیش کیا۔ اس نے
بکھریاں تامل کیا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ نے بغیر کسی تامل کے دعوتِ اسلام پر لبیک کہا (بخاری)

مردوں میں سے سب سے پہلے اسلام لانے اور حضور ﷺ کے ساتھ سب سے پہلی نماز پڑھنے کا شرف بھی آپ کو ہی حاصل ہے۔ (استیعاب)

آپ نے دوبار اپنی ساری دولت حضور ﷺ کے قدموں میں ڈال دی۔ ہجرت کے وقت اور جنگ کے موقع پر مکہ معظمہ میں متعدد غلاموں اور باندیوں کو جو اسلام لانے کی وجہ سے کفار کے ظلم و ستم کا شکار تھے خرید کر آزاد کر دیا۔ ان میں حضرت سیدہ بلال رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔

مدینہ منورہ میں مسجد نبوی کے لئے زمین کی قیمت بھی حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ادا کی۔ جناب رسالت مآب ﷺ کا ارشاد ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ کے مال نے مجھے جتنا نفع پہنچایا۔ کسی اور کے مال نے اتنا نہیں پہنچایا۔

ہم نے ہر ایک کے احسان کا بدلہ چکا دیا مگر ابو بکر رضی اللہ عنہ کہ ان کے احسانات کا بدلہ اللہ تعالیٰ ہی دیں گے (نیز فرمایا کہ اگر میں کسی کو اپنا دوست بناتا تو ابو بکر رضی اللہ عنہ بناتا، مگر میری دوستی صرف اللہ تعالیٰ سے ہے) (بخاری) اقبال نے ایک مصرعہ میں آپ کے مناقب بیان کر دیئے۔

ثانی اسلام و غار و بدر و قمر

صدق اکبر رضی اللہ عنہ حق و صداقت کی مشعل تاباں ہیں

حضور ﷺ کے نائب مطلق خلیفہ بلا فصل مزاج شناس رسول ہیں۔ اظہار نبوت سے قبل بھی آپ حضور ﷺ کے احباب میں سب سے مقدم تھے۔ امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے ساتھ غار میں تھے تو آپ نے ان سے فرمایا ابو بکر تم صدیق ہو۔ (تفسیر فی ص ۱۵۷) نیز امام جعفر صادق رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو شخص حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو صدیق نہ مانے اللہ دنیا و آخرت میں اس کی تصدیق نہ فرمائے گا۔ (کشف المراد)

جب حضور ﷺ معراج سے مشرف ہوئے تو کفار نے کہا اب تو تمہارا دوست ہے کہ اس نے آسمانوں کی سیر کی۔ آپ نے جواب دیا اگر حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ تم میرے دوست ہو تو میں اس دن سے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قلب صدیق ہو گیا۔

قرآن مجید میں فرمایا۔ اَلَّذِي جَاءَ بِالْبَيِّنَاتِ وَصَدَّقَ بِهِ، آیت کے پہلے حضور ﷺ اور دوسرے سے صدیق اکبر رضی اللہ عنہ مراد ہیں۔ (جمع البیان)

صدق اکبر رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامی کی بنیادوں کو مستحکم کیا

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے مملکت اسلامی کی بنیادیں استوار کیں آپ ہی ان لوگوں سے ایسے لوگ مسلمان ہوئے جو بعد میں جلیل القدر صحابی اور اسلام کے بانی و شہدائی بنے۔ اسلام سے محبت جان و مال کے ساتھ حضور ﷺ کی خدمت میں زندگی کا مقصد و حید تھا۔ انہوں نے اسلامی مملکت کو مستحکم بنیادوں پر استوار کیا۔ مدینہ میں شام و عراق کی فتح کا آغاز ہوا۔ حضور ﷺ کے وصال کے بعد فتنوں اور شورشوں نے جہوم کیا۔ آپ نے اپنے دور خلافت کے دو سال تین ماہ میں خلافت و نیابت رسول ﷺ کا حق ادا کر دیا حضور ﷺ کے وصال کے بعد فتنوں نے جہوم کیا۔ فتنہ ارتداد و قبائلی عصبیت، خاندانی نجات کا استحقاق، باغیوں کا کباب سے سرکشی۔ کے نئے خطرات، مملکت کو قرآن و سنت کے اصول و ضوابط پر موقوف اور امن و عن قائم رکھنا، کتنے بہت سے نازک اور مشکل مرحلے اس با حوصلہ رسول نے کمال حسن تدبیر و داد و ذہانت، سیاسی فراست اور دینی استقامت سے طے کیے۔ یہاں تحمل اور سیاسی حکمت عملی درکار تھی وہاں سے اختیار کیا اور جہاں قوت و شجاعت درکار تھی وہاں سے شجاعت و شہادت کی ضرورت تھی وہاں اللہ تعالیٰ رضا اور اس کے دین کی ناموس کے لئے مسلمانوں کی اجتماعی طاقت اور اتحاد سے بھی کام لیا۔ حتیٰ کہ مشرکوں، منافقوں اور مرتدوں کو نیست و نابود کر کے رکھ

دیا گیا اور اسلام کا قافلہ پھر شان و شوکت کے ساتھ اپنے راستہ پر گامزن ہو گیا۔

سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ختم نبوت کے محافظ اول ہیں

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو عشق رسول ہی نے حضور ﷺ کی عظیم خوبی "ختم" کا محافظ اول بنایا کہ آپ نے ناسازگار حالات اور کثیر مصروفیات کے باوجود جو علم پر ڈاکہ ڈالنے والوں کو ناموس رسالت سے کھیلنے کی اجازت نہ دی اور قیامت آنے والے عشاق رسول کو حفاظت ختم نبوت کا سبق سکھایا۔ جن کذاب مدعیان کو آپ کے دور میں کھلا گیا۔ ان کے نام یہ ہیں۔ اسود غسی، طلحہ، مسیلہ، سباع بنت حارثہ تمیمیہ۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ بہادر تھے

حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں سب سے زیادہ شجاع حضرت صدیق اکبر ہیں۔ بدر کی لڑائی میں حضور ﷺ کی حفاظت کے لئے عریش (ایک محفوظ جگہ) گیا تھا۔ خدا کی قسم ہم میں سے کسی کو جرات نہیں ہوئی کہ اس عریش کو کفار سے رکھنے کے لئے سپر بن جائے۔ اس نازک اور خطرناک موقع پر صرف صدیق اکبر ہی تلوار کھینچ کر کھڑے ہوئے جس کسی نے بھی حضور ﷺ پر حملہ کیا انہوں کی مدافعت فرمائی۔ (تاریخ الخلفاء)

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو حضور ﷺ نے اپنا نائب امام مقرر فرمایا

فرضیت حج کے پہلے سال حضور ﷺ نے حضرت صدیق اکبر امیر الحج بنایا حضور ﷺ نے اپنے مرض وصال میں تمام صحابہ میں سے صرف صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو اپنی جگہ امام بنایا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے سترہ نمازیں حضور ﷺ کی خدمت میں پڑھائیں۔ تمام صحابہ کرام ان کے مقتدی تھے۔ ختم نبوت کے سب سے پہلے

ہیں۔ آپ نے جھوٹے مدعیان نبوت کے سر کچل دیئے۔

آپ کو بعد وفات بھی پہلوئے نبوی میں جگہ پانے کا شرف حاصل ہوا۔

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا زریں کارنامہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا یہ کارنامہ بھی نہایت ہی زریں ہے کہ جنگ یمامہ میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے آپ نے حضرت زید بن ثابت انصاری کو قرآن مجید کی تمام سورتوں کو جمع کرنے پر مامور فرمایا اور انہوں نے بکمال و خوبی یہ خدمات دیں اس وقت سے قرآن کو مصحف کے نام سے موسوم کیا گیا۔ (تاریخ الخلفاء)

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے اسلام کو حیات نو بخشی

حج مکہ کے بعد اگلے سال جب کہ مسلمانوں کے سامنے سے سرزمین عرب پر راہ سے تمام رکاوٹیں دور ہو چکی تھیں۔ آنحضرت ﷺ نے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو امیر الحج مقرر فرما کر روانہ کیا اور جب آپ ﷺ کی علالت نے شدت پائی تو مسجد نبوی میں نماز پڑھانے کے لئے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ہی کو منتخب فرمایا۔ صحابہ کے باعث صحابہ کرام ان سے حد درجہ عقیدت رکھتے تھے۔ کیونکہ وہ ان کی مرتبہ سے آگاہ تھے۔ چنانچہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے بعد جب سوال اٹھایا گیا تو مسلمانوں کی نظر انتخاب حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ پر پڑی اور رسول ﷺ منتخب ہو گئے۔

اسناد آراء خلافت ہوتے ہی ان کے سامنے صوبہوں، مشکلوں اور خطرات آئے۔ ایک طرف جھوٹے مدعیان نبوت تھے کہ مسلح تصادم پر آمادہ تھے۔ دوسری طرف مرتدین اسلام کی ایک جماعت علم بنات بلند کئے ہوئے تھی۔ لہذا اللہ نے علیہ شورش برپا کر رکھی تھی۔ غرض خورشید دو عالم ﷺ کے وصال کے بعد اسلام کے چراغ محری بن جانے کا خطرہ پیدا ہو گیا تھا۔ لیکن جانشین رسول

ﷺ نے اپنی روشن ضمیری پاکیزہ سیاست بے مثال تدبیر اور غیر معمولی استقامت باعث نہ صرف اس کو گل کرنے کی تمام ناپاک کوششوں کو ناکام بنا دیا بلکہ پھر اسی سے تمام عرب کو منور کر دیا۔ اس لئے حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کے بعد کو جس نے حیاتِ نوجوشی اور دنیاۓ اسلام پر سب سے زیادہ جس کا احسان حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی ہے۔

اللہ کی ہزاروں برکتیں اور رحمتیں ہوں اس پاک ہاڑ اور مقدس انسان پر جس نے اپنی ساری عمر رسول اللہ ﷺ کی رفاقت اور اسلام کی اشاعت میں صرف کر دی۔

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے عاشق صادق

حضور ﷺ کے عہد سعادت و برکت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے ایک صادق کا بے مثال اور ایمان افروز کردار ادا کیا۔ مکہ میں قریش کے مظالم اور ان کی رسائیوں کے مقابلے میں وہی سینہ سپر ہوتے تھے۔ ہجرت کے انتہائی نازک زمانہ فارتور سے مدینہ منورہ تک پوری جائفاری سے آنحضرت ﷺ کی رفاقت کا کیا۔ ہجرت کے بعد مدینہ میں جب رسول کریم ﷺ اور ارکان اسلام کو یہودیوں، مکاریوں اور منافقین کی ریشہ دوانیوں سے واسطہ پڑا اور قریش مکہ اور یہود مدینہ کے درپے کوششوں کے نتیجے میں سارا عرب حضور ﷺ کے مقابلے میں اٹھ کھڑا اس وقت حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو یہ شرف حاصل ہوا کہ حضور ﷺ کے خاص مشیر کے فرائض انجام دیئے اور ہر موقع پر حضور ﷺ کی حفاظت و مدد اعدائے لئے اپنے آپ کو ڈھال بنائے رکھا۔

جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات

حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی وفات ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ ہجری کو غروب آفتاب

ہوئی۔ وفات کے وقت ان کی عمر تریسٹھ برس کی تھی۔ کم و بیش ستائیس ماہ مسلمانوں کی امام اقتدار ان کے ہاتھ میں رہی اور اس قلیل مدت میں انہوں نے جو نظام حکومت قائم کیا اس پر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک رفیع المنزلت عمارت کھڑی کر دکھائی۔

ایمان و اخلاص میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا کوئی ہم پلہ نہیں

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی وفات سے مدینہ منورہ اٹھا اور مسلمانوں پر کرب و غم و مصائب کی وہی کیفیت طاری ہو گئی جس کا نظارہ آنحضرت ﷺ کے وصال کے وقت دیکھنے میں آیا تھا۔ ان کی وفات کا سن کر حضرت علی رضی اللہ عنہ روتے ہوئے تشریف لے گئے اور جس حجرے میں ان کی نعش رکھی تھی اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر کہنے لگے۔ اے ابوبکر اللہ تم پر رحم کرے۔ خدا کی قسم! تم پہلے آدمی تھے۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اسلام قبول کیا تھا۔ ایمان و اخلاص میں تمہارا ہم پلہ کوئی نہ تھا۔ خلوص و محبت میں تم سب سے بڑھے ہوئے تھے۔ اخلاقِ قربانی، ایثار و شہادت میں تمہارا ثانی کوئی نہ تھا۔ اسلام اور مسلمانوں کی جو خدمت تم نے کی اور رسول اللہ ﷺ کی رفاقت میں جس طرح ثابت قدم رہے اس کا بدلہ اللہ ہی تمہیں دے گا۔ جب ساری قوم رسول اللہ ﷺ کی تکذیب میں مشغول تھی تو تم نے آپ ﷺ کی آواز پر لبیک کہا۔ جب ساری قوم آپ کی اذیتیں پہنچانے کے درپے تھی تو تم نے آپ کی حفاظت کی۔ جب رسول اللہ ﷺ کی باتوں پر لوگ کان نہ دھرتے تھے تو تم نے آپ سے مل کر تبلیغ کا فریضہ انجام دیا۔ تمہیں اللہ نے اپنی کتاب میں "صدیق" کے لقب سے سرفراز فرمایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا صدیق ہم تمہاری گرد کو بھی نہیں پہنچ سکتے

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو تو اس حد سے کے باعث گفتگو کا یا وہی نہ رہا۔ وفات کے

بعد حضرت عمر رضی اللہ عنہ جب حجرے میں داخل ہوئے تو صرف یہ الفاظ ان کے منہ سے نکل سکے کہ

اے خلیفہ رسول ﷺ! تمہاری وفات نے قوم کو سخت مصیبت اور مشکاک میں مبتلا کر دیا ہے، ہم تو تمہاری گردگو بھی نہیں پہنچ سکتے۔ تمہارے مرتبے کو کس طرح پاسکتے ہیں؟

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے کارناموں کو آنے والی کوئی بھی نسل فراموش نہ کر سکے گی اور قیامت تک ان کے اوپر سلام بھیجنے والے پیدا ہوتے رہیں گے۔

پہلوئے مصطفیٰ ﷺ میں بنا آپ کا مزار

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زندگی بھر رسول اللہ ﷺ کی رفاقت کا حق ادا کیا تھا۔ بعد الموت بھی رفاقت کا یہ شرف انہیں حاصل رہا۔ انتقال سے پہلے وصیت فرمائی کہ میری میت تجھ پر توفیق کے بعد آقائے دو جہاں سرکار احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ ﷺ کے روضہ اطہر کے مقابل رکھ دی جائے اور عرض کی جائے ”السلام علیک یا رسول اللہ“ ابو بکر آستانہ عالیہ پر حاضر ہے۔ اگر دروازہ خود بخود کھل جائے تو مجھے اندر دفن کر دیا ورنہ جنت البقیع میں لے جانا۔ (شواہد النبوة علامہ جامی)

جب وصیت کے مطابق حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کا جنازہ روضہ اطہر کے قریب لایا گیا، تو ان کی وصیت کے مطابق ابھی وہ کلمات پورے نہ ہوئے تھے کہ دروازہ خود بخود کھل گیا اور آواز آئی ”دوست کو دوست کے پاس لے آؤ“۔ چنانچہ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو رسول اللہ ﷺ کے قریب میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی عمر ۶۳ سال تھی اور یہ واقعہ ۲۲ جمادی الاخریٰ ۱۳ھ کو رونما ہوا۔ اس طرح خلافت راشدہ کا عہد صدیقی اختتام پذیر ہوا۔ لیکن مسلمانوں کو تقسم و تقس کی متعین راہ مل گئی تھی۔

نبوت میں صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کا مرتبہ

حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے اوصاف حنیفی کے پیش نظر حضور ﷺ نے انہیں اپنے صحابہ میں سے ابو بکر سے افضل کسی کو نہیں پایا اور اگر میں اہل بیت میں سے کسی کو غلیل بنانا تو ابو بکر کو بنانا۔ لیکن ابو بکر رضی اللہ عنہ سے میرا تعلق ہم نشینی اور ایمان کا ہے، یہاں تک کہ اللہ ہمیں اپنے پاس اکٹھا کرے۔ (مختلوفہ)

اگر مجھے نہ پاؤ تو پھر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس آؤ (بخاری) تم غار اور حوض کوثر پر سے رفیق ہو (بخاری) ابو بکر رضی اللہ عنہ امت محمدیہ میں سے سب سے پہلے جنت میں جائیں گے (ترمذی) ابو بکر دوزخ سے آزاد ہیں (ترمذی) مجھے امید ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ جنت کے ہر دروازہ سے بلایا جائے گا۔ (بخاری و مسلم)

حضرت امام باقر رضی اللہ عنہ نے فرمایا میں ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے فضائل کا منکر نہیں، لیکن ان سے افضل ہیں۔ (طبری ص ۲۰۴)

تفسیر امام حسن عسکری میں ہے کہ حضور ﷺ نے صدیق اکبر کو مخاطب بنا کر فرمایا کہ تم کو میرے ساتھ وہ نسبت ہوگی جو سر کو جسم سے اور روح کو بدن سے ہے۔ (شمی الکلام)

ات صدیقی ایک نظر میں

- ۱۔ بڑے مردوں میں سب سے پہلے اسلام لائے۔
- ۲۔ بلا تردد اسلام لائے۔
- ۳۔ اسرا کی تصدیق کر کے صدیق اکبر کا لقب پایا۔
- ۴۔ اخلاص و دیانت کے صلے میں امن الناس کا خطاب پایا۔
- ۵۔ آنحضرت ﷺ کے رفیق غار رہے۔
- ۶۔ ان کے گھر سے آپ ﷺ کے لئے غار میں کھانا پہنچتا رہا۔

ان کے گھر آپ ﷺ بن بلائے تشریف لے گئے۔

بوقت طلب اپنا تمام اثاثہ آپ کی خدمت میں پیش کیا۔

ان کی تنہا ذات کو قرآن میں ”صاحب النبی“ کا لقب ملا۔

درس گاہ نبوت کے پہلے طالب علم تھے۔

غزوہ بدر میں آپ کو الحاح و زاری کرتے ہوئے دیکھ کر تشفی دی۔

آپ کو بدر میں میمنہ کا سردار بنایا گیا۔

اسیران بدر کی رہائی کے سلسلے میں ان کی رائے تسلیم کی گئی۔

غزوہ بدر میں حضور ﷺ کے ساتھ جم کر کھڑے رہے۔

۹ میں امیر الحج کا خطاب ہار گاہ نبوی سے ملا۔

غزوہ تبوک میں اپنا سارا مال حضور ﷺ کے قدموں میں غار کر دیا۔

حضور ﷺ کی وفات کے بعد ثابت قدم رہے۔

آپ کے وصال کی وجہ سے عام تشویش ایک ہی خطبہ دے کر دور کر دی۔

قتلہ اعداء کا غیر معمولی ثابت قدمی سے ڈٹ کر مقابلہ کیا۔

منکرین زکوٰۃ کے خلاف جہاد کے لئے تیار کھڑے ہوئے۔

حضور اکرم ﷺ کی رحلت کے بعد آپ کے سارے قرض ادا کئے۔

السابقون الاولون میں سب سے اول قرار پائے۔

بوزھوں اور مسکینوں کی خبر گیری ان کا شعار تھا۔

حضور ﷺ نے ان کی اقتداء کا حکم اپنے بعد ارشاد فرمایا۔

آپ سب سے پہلے محافظ ختم نبوت ہیں، جسو نے بدعیان نبوت کی سرک

سب سے پہلے آپ نے کی۔

انہوں نے قیصر و کسریٰ کے ممالک کی جانب پیش قدمی کا آغاز کیا۔

بشرہ کے سرخیل ہیں۔

انار صحابہ کے حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے متعلق ارشادات

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہ ہم سب کے سردار ہم سب

ہمراہ اور حضور ﷺ کو ہم سب سے پیارے تھے۔ (ترمذی)

اہل زمین کے ایمان کو ایک پلڑے میں اور دوسرے پلڑے میں ابو بکر کے

ایمان کو تولا جائے۔ تو صدیق کا پلڑا زیادہ وزنی ہوگا۔

علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں ہم نیکو کاری میں صدیق اکبر سے کبھی نہیں بڑھے۔

حضرت ربیع بن یونس کہتے ہیں کتب سادہ میں حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی

حال بادش سے دی گئی ہے کہ جہاں پڑتی ہے نفع بخشی ہے۔

جناب ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ابو بکر خلیفہ نہ ہوتے تو خدائے واحد کی پرستش

نے والا ایک بھی نہ دکھائی دیتا امام شعی کا ارشاد ہے چار خصوصیات میں صدیق

انفراد ہیں صدیق آپ کے سوا کسی کا نام نہیں (۲) حضور ﷺ کے ساتھ غار میں

رات کا شرف صرف آپ کو ملا (۳) حضور ﷺ نے اپنی حیات میں آپ کو امام

(۴) آپ نے حضور ﷺ کی ہر کابی میں جہرت کی۔

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اقوال

”اللہ سے ڈرو اور اسلام لے آؤ۔“

”صدق امانت ہے اور کذب خیانت۔“

”جو قوم اللہ کے راستے میں جہاد ترک کر دیتی ہے۔ اللہ اس پر ذلت و خواری

نکارت کرتا ہے۔“

”کسی قوم میں بے حیائی پھیل جاتی ہے تو اللہ اس پر بلائیں اور عذاب عام

آجاتا ہے۔“

”خیانت بد عہدی اور چوری مت کرو۔“

”اپنی حفاظت اللہ کے نام سے کرو وہ تمہیں شکست اور دبا سے محفوظ رکھے گا۔“

”حکمران دنیا اور آخرت میں سب سے زیادہ بد بخت ہوتے ہیں۔“

”جہاد ایک لازم فریضہ ہے اس کا ثواب بھی اس قدر عظیم ہے کہ اس کا اندازہ ناممکن ہے۔“

”عدل جو بھی کرے بہتر ہے لیکن امیر کریں تو زیادہ بہتر ہے۔“

”مرد شرم کریں تو اچھا ہے لیکن عورتیں کریں تو بہت اچھا ہے۔“

”جوان کا گناہ بھی برا ہے لیکن بوڑھے کا سخت برا ہے۔“

”امیر تکبر کریں تو برا ہے لیکن غریب کریں تو بہت برا ہے۔“

”زبان کو شکایت سے بند کرو خوشی کی زندگی عطا ہوگی۔“

”شکر گزار مومن عافیت سے زیادہ قریب تر ہے۔“

”غنیغبروں کی میراث علم ہے اور فرعون و قارون کی میراث مال۔“

”وہ لوگ بہتر نہیں جو دنیا اور آخرت کے لئے دنیا کو ترک کرتے ہیں بہتر وہ ہیں جو دنیا اور آخرت دونوں کو حاصل کرتے ہیں۔“

”پرانے گناہوں کو نیکیوں سے مٹاؤ۔“

”شریف علم پڑھ کر متواضع ہو جاتا ہے اور ذلیل علم پڑھ کر متکبر ہو جاتا ہے۔“

”انسان ضعیف ہے تعجب ہے وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کیسے کرتا ہے۔“

”ہم نے بزرگی کو تقویٰ میں پایا تو نگرہ کی کویتین میں اور عزت کو تواضع میں۔“

”سچائی اور نیکی جنت میں ہے جھوٹ اور بدکاری دوزخ میں۔“

”آپس میں قطع تعلق نہ کرو بغض نہ رکھو حسد نہ رکھو حسد نہ کرو بھائی بھائی رہو۔“

امیر المومنین سیدنا عمر فاروق اعظم خلیفہ دوم رضی اللہ عنہ

(وفات یکم محرم ۲۳ھ)

نام مبارک عمرو الدکا نام خطاب ۱۳ھ ولادت نبوی ﷺ عام الفیل سے تیرہ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ کے والد خطاب کا شمار قریش کے ممتاز سرداروں میں ہوتا تھا ان کے فیصلوں کو سب تسلیم کرتے تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا تعلق قریش کی ایک ممتاز شاخ عدی سے تھا ۶ھ نبوت میں عمر ۳۳ سال مشرف باسلام ہوئے۔

حضور ﷺ نے عمر رضی اللہ عنہ کو خدا سے مانگا

جہالت کی تاریکیوں میں بھٹکنے والی انسانیت جس مہر ہدایت کی منتظر تھی جب وہ الہامی چوٹیوں سے احمد ﷺ و محمد ﷺ بن کر جلوہ فرما ہوئے اور آپ نے دعوت توحید کا آغاز فرمایا تو قریش مکہ نے ظلم و ستم کے پہاڑ توڑ دیئے۔ حضور ﷺ کی دو قریشی طویل القامت نو جوانوں پر نظر پڑی تو بارگاہ الہی میں عرض کی۔

”ان دونوں میں سے جو تیرے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے اس سے اپنے دین کو قوت عطا فرما۔“

اللہ تعالیٰ نے اپنے محبوب کے دل سے نکلی ہوئی دعا قبول فرمائی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ حلقہ بگوش اسلام ہوئے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے اسلام لانے کے بعد پہلی بار مسلمانوں کو کعبہ میں نماز پڑھنے کی سعادت ملی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسلام کی سر بلندی کے لئے شب و روز محنت کی اور عظیم کارنامے انجام دیئے۔ انہوں نے سادگی عدل و

مساوات کا عملی مظاہرہ کیا، ان کے اسلام لانے سے تاریخ کا رخ موڑ دیا۔ وہ شجاعت اور عقل و شعور کا پیکر اور عشق نبوت میں سرشار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جناب عمر رضی اللہ عنہ کے حلقہ بگوش اسلام ہونے پر ذیل کی آیت نازل فرمائی۔

حَسْبُكَ اللَّهُ وَمَنْ اتَّبَعَكَ مِنَ الْمُؤْمِنِينَ۔ (انفال ۹۷)

اے نبی تمہیں اللہ کافی ہے اور یہ جتنے مسلمان تمہارے پیرو ہیں۔

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ عاشق رسول تھے

حضور سید عالم ﷺ سے عشق و محبت کے پرکھ منظر زمانہ نے دیکھے۔ کائنات انسانی کے مقدس گروہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس سعادت سے اپنے دامن قلب و نظر کو جس عقیدت و احترام سے بھرا۔ اغیار بھی اس کا اعتراف کئے بغیر نہ رہ سکے۔ حضور ﷺ وضو فرماتے ہیں تو صحابہ کرام آپ کے وضو کے غسلہ کو زمین پر گرے نہیں دیتے، کیونکہ وہ جانتے تھے۔

بمصطفیٰ برسائل خویش را کہ دین ہمہ دوست

اگر باو نرسیدی تمام بولہبی است

انہیں نفوس قدسیہ میں ایک ممتاز اور منفرد ہستی جناب امام فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی ہے آپ حضور ﷺ کے سچے عاشق محبت وطن اور لہجہ عشق نبوت میں ہر آن اور ہر لمحہ محو رہنے والی شخصیت تھے۔ آپ نے ساری زندگی عشق نبوی میں بسر فرمائی اور بعد وفات بھی اپنے محبوب کے جوار میں دفن ہونے کے شرف سے مشرف ہوئے۔ حق یہ ہے کہ امام فاروق اعظم حضور ﷺ کی صفات حمیدہ کے مظہر اتم تھے۔ ان کی شخصیت شاہکار رسالت بن کر سامنے آئی اور ان کی ایک ایک ادا سے اسوۂ نبوت کی تصویر نظر آتی ہے۔

خواجہ شرع آفتاب جمع دیں قل حق، فاروق اعظم شرح دیں

تصور کیجئے ان کے زہد و قناعت کا کہ ۲۵ لاکھ مربع میل کی سلطنت کے مقتدر بادشاہین، لیکن لباس پھنپھانا، کبھی مسجد کی سیڑھیوں میں سو جاتے اور کبھی سایہ دیوار شاد اور کھجور کھا کر اللہ کا لاکھ لاکھ شکر ادا کرتے ہیں۔ بیٹی۔ ام المومنین حصہ بنتی لہذا ہر آدمی درخواست پر اچھا کھانے اور اچھا پہننے کی ترغیب دیتی ہیں تو فرماتے ہیں اے بے ہمت عمر! تو خوب جانتی ہو کہ رسول اللہ ﷺ اور خلیفہ اول نے کتنی زہادانہ و عبادانہ زندگی گزاری ہے، میری آرزو بھی یہی ہے کہ ان عظیم شخصیتوں کا انداز زندگی اختیار کروں، یہی انداز زندگی اور زہد تھا جسے دیکھ کر قیصر روم کا سفیر بھی حیرت منہ ہو گیا اور اس کی داد دیئے بغیر نہ رہ سکا تھا، "دانش عرب و عجم" کی روایت ہے کہ حضرت سید الرومی سفیر مدینہ منورہ میں آیا اور کسی سے پوچھا کہ تمہارے شہنشاہ کا محل کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ ہمارے ہاں نہ کوئی شہنشاہ ہے اور نہ محل۔ البتہ ایک خادم ضرور ہے، وہ خادم غلیفہ کہتے ہیں اور وہ اس وقت سامنے کی گلی میں گا رہا تھا کہ ہے ہیں۔ سفیر نے کہا جا کر پوچھا تو بتانے والے نے کہا کہ وہ دیوار کے سائے میں ریت پر لیٹے ہوئے ہیں۔ سفیر ان کے قریب گیا اور کہنے لگا۔

کیا یہ ہے وہ انسان جس کی ہیبت سے دنیا کے فرمانرواؤں کی نیند اڑ چکی ہے۔

حضرت رضی اللہ عنہ اتم نے انصاف کیا اور تمہیں گرم ریت پر نیند آگئی، ہمارے بادشاہوں نے تمہارا اور انہیں سنگین حصاروں میں سمور و کم خواب کے بستر پر بھی نیند نہ آ سکی۔

حضرت رضی اللہ عنہ نے اپنی دولت ترقی اسلام کے لئے وقف کر دی تھی

یہی وجہ ہے کہ جب مرض الموت میں انہوں نے اپنے قرض کا حساب کرایا تو ہائی ہزار روپیہ قرض کا دینا آیا یہ قرض ان کے جود و سخا اور ترقی اسلام پر خرچ کرنے کے لئے تھا۔

ایں وفات تک حکومت کے جس قدر مختلف شعبے ہیں وہ سب وجود میں آ چکے تھے۔

ان کا عدل ضرب المثل تھا

فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے سادگی کو اپنایا۔ فتوحات کی وسعت نے ان میں کوئی کمی پیدا نہیں کی۔ مسلمانوں نے ان کی خلافت کے آغاز میں حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کی طرح بیت المال میں اپن کے اہل و عیال کا حق مقرر کر دیا تھا جس وقت مدینہ میں ان خیمت کے انہار گئے اس وقت بھی حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس میں اتنا ہی حصہ لیا۔ جتنا کہ ایک عام مسلمان کا ہوتا ہے۔ وہ خلافت کی بناء پر اپنا حق دوسروں کے حق سے زیادہ مانگے تھے۔

ان کا عدل آج تک ضرب المثل ہے۔ وہ اللہ کے بندوں میں سب سے زیادہ اللہ کے حساب سے ڈرنے والے تھے۔ عدل و انصاف قائم کرنے میں وہ اپنے اعزاء و اقارب کے ساتھ کوئی نرمی نہ برتتے تھے۔ ان کا انصاف امیر و فقیر اور والہی و رعایا میں کوئی تیز نہ کرتا تھا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے قرآن جمع ہوا

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے عہد میں فتنہ ارتداد و منکرینِ زکوٰۃ اور بدعیانِ نبوت کے ارک کے ضمن میں جنگ یرامہ میں حفاظہ قرآن کی شہادت سے متاثر ہو کر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو جمع قرآن کا مشورہ دیا اور انہیں دلیل سے مطمئن بھی کر دیا۔ اذان بھی آپ ہی کے مشورہ سے جاری ہوئی۔

مرکزیت اللہ نے اسلام کی ترقی و شادابی کی مثال قائم فرمادی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی خلافت کا زمانہ حقیقت میں اسلام کی عظمت ظاہر ہونے اور رعیت اسلامیہ کی خوبیوں کے اجاگر ہونے اور مسلمانوں کی سیاسی، معاشی اور ہر حیثیت

دویر فاروقی اسلامی فتوحات کا دور تھا

۲۳ جمادی الثانی ۱۳۳۷ھ کو حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ سلسلہ خلافت پر متمکن ہوئے دس برس چھ ماہ اور چار روز خلافت میں ان کا عہد اسلامی تاریخ میں ایک روشن باب کی حیثیت رکھتا ہے ان کا دور فتوحات و در تھا۔ اسلامی خلافت کی حدود مشرق میں ترکستان، افغانستان اور کرمان شامل تھیں۔ غزوات ذریعہ انجمن مشرقی اناطولیہ اور بحیرہ روم تک، مغرب میں مصر، بلاد النور یہ اور جزیرہ اور جنوب میں بحیرہ عرب سے چالی تھی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ارادہ فتوحات کو اور وسعت دینے کا نہ تھا لیکن حالات اور واقعات نے مسلمانوں کو اپنی فتوحات کا جاری رکھنے پر مجبور کر دیا۔ دنیا کے بڑے بڑے فاتحین ان کے سامنے ہیچ نظر نہیں آتے عمر فاروق رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ میں بیٹھ کر جنگوں کی قیادت کرتے رہے دور لا میں جو علاقے فتح ہوئے ان علاقوں میں آج کل یہ حکومتیں قائم ہیں۔

- (۱) لیبیا (۲) مصر (۳) فلسطین (۴) شام (۵) اردن (۶) لبنان (۷) عراق (۸) ایران (۹) افغانستان (۱۰) سعودی عرب (۱۱) سلطنت عمان (۱۲) امارات متحدہ عربیہ (۱۳) یمن جنوبی (حدن وغیرہ) (۱۴) پاکستانی بلوچ (۱۵) روسی آذربائیجان (۱۶) مشرقی جنوبی ترکی (۱۷) روسی تاجکستان اور ازبک (۱۸) ترکمانستان (۱۹) کویت (۲۰) بحرین (۲۱) سوڈان شمالی حصہ۔

اسلام میں نظام حکومت کا دور عہد فاروقی سے شروع ہوا

اسلام میں نظام حکومت کا دور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد سے شروع ہوا۔ انہوں نے ایک طرف تو فتوحات کو وسعت دی کہ قیصر و کسریٰ کی وسیع سلطنتیں اور عرب میں مل گئیں۔ دوسری طرف حکومت کا نظام قائم کیا اور اس کو اس قدر ترقی دیا

اس آیت کو فرمایا الحمد للہ ایک کافر کے ہاتھ سے مجھے شہادت ملی اور یکم محرم ۲۳ھ کو
 لے لیا۔ جناب عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی اجازت سے پہلے مصطفیٰ میں دفن
 کیے۔ جیسے زندگی میں حضور ﷺ کے ساتھ تھے بعد وفات بھی حضور ﷺ ہی کے
 ساتھ رہے اور ہیں۔

انبیاء میں حضرت فاروق کا مرتبہ

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی قوت ایمانی اور اصابت رائے انہیں ذات رسالت سے
 جدا کرتی رہی۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

میرے بعد کسی نبی کا آنا ممکن ہوتا تو عمر ہوتے (بخاری) گویا حضرت عمر
 نبوت کے کمالات موجود تھے اور اگر نبوت ختم نہ ہوتی تو عمر نبی ہوتے۔

مجھے اس ہستی مقدس کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے جس راہ
 میں گھومتا ہے شیطان اس راہ سے ہٹ جاتا ہے۔ (بخاری)

اللہ تعالیٰ نے عمر رضی اللہ عنہ کی زبان پر حق جاری کر دیا ہے وہ فاروق ہیں اللہ نے
 ان کو ریحہ حق و باطل میں فرق کر دیا ہے۔ (متدرک)

جنت میں فاروق اعظم کو ایک محل ملے گا۔ (بخاری)

میری امت کا محدث عمر ہے۔

حضور ﷺ نے عمر کے لئے دعا کی ان کے سینے میں جو کچھ بھی میل پچھل
 اور فرما دے اور اس کے بدلے ایمان سے بھر دے۔

میرے ۲۰ وزیر آسمانوں میں جبرئیل و میکائیل علیہ السلام ہیں اور زمین میں ابوبکر و
 عمر (ترمذی)

ابوبکر و عمر انبیاء کے علاوہ جنت کے سب اگلے پچھلے امت کے ادھیڑ عمر لوگوں
 کے سردار ہیں۔ (ترمذی)

آپ نے علائہ ہجرت کی

حضرت عمر رضی اللہ عنہ ہی وہ شخصیت تھے جنہوں نے مکہ سے علائہ ہجرت کی۔
 صحابہ تو چھپ چھپا کر ہجرت کر رہے تھے مگر جناب عمر رضی اللہ عنہ نے اعلان کر دیا کہ میں
 رہا ہوں جنہیں اپنے بیٹے کو یتیم اور بیوی کو بیوہ کرنا ہو وہ فلاں جگہ مجھ سے دودھ پالو
 کر لے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ”میں نہیں جانتا کہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے سوا
 مسلمان نے علائہ مکہ سے ہجرت کی ہو“۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں شامل ہوئے

حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہے
 بدر کی لڑائی میں آپ نے شجاعت و بہادری کا وہ مظاہرہ کیا کہ دنیا و ملک رہ گئی۔
 مشہد میں بھی حضور ﷺ سے جدا نہ ہوئے۔ احد و خندق میں بھی آپ نے بہادری اور
 استقلال کا بے مثال ثبوت دیا۔

وفات

۳۶ ذی الحجہ ۲۳ھ کو صبح نماز فجر کی ادائیگی کے لئے بکبیر کہہ کر ہاتھ باندھے
 تھے کہ ابولولو نجوسی نے زہر آلود ٹخنہ سے آپ کے شکم مبارک میں تین کاری زخم لگا دیے
 آپ بیہوش ہو گئے۔ حضرت عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ نے آگے بڑھ کر نماز پڑھا لی

”حلال و حرام ایک جگہ جمع ہو جائیں تو حرام غالب آ جاتا ہے۔“
 ”تمن چیزوں سے محبت بڑھتی ہے مجلس میں دوسرے کو بیٹھنے کی جگہ دینے“
 ”اور اچھا نام لے کر پکارنے سے۔“
 ”تھوڑی دنیا لو تو آزاد ہو گے زیادہ لو گے تو پابند ہو جاؤ گے۔“

عہد فاروقی کے اہم واقعات

۱۔ بعثت نبوی

۲۔ اسلام قبول کیا۔

۳۔ ہجری

۴۔ ہجرت مدینہ۔

۵۔ ۲ ہجری

غزوہ بدر میں شرکت۔

۶۔ ۳ ہجری

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنی بیٹی حفصہ کو بغیر اسلام کے عقد میں دیا غزوہ احد

۷۔ ۴ ہجری

مر فاروق رضی اللہ عنہ کے ایمان پر خواتین کے لئے پردہ کا حکم جاری ہوا۔

۸۔ ۵ ہجری

غزوہ خندق میں شرکت۔

۹۔ ۶ ہجری

علی و فاروق کی باہمی محبت

حضرت علی رضی اللہ عنہ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کے وزیر اعظم اور مددگار تھے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے دوبار بجانب شام سفر کیا ہر دو موقع پر اپنی جگہ علی رضی اللہ عنہ کو اپنا قائم مقام بنایا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے اپنے بعد جن چھ افراد کو خلافت قرار دیا ان میں سب سے پہلے علی رضی اللہ عنہ کا نام نامی تھا۔

ارشادات فاروق اعظم

”اللہ کی قسم اتہارا جو معاملہ میرے سامنے آئے گا۔ میرے سوا کوئی طے نہیں کرے گا اگر لوگوں نے میرے ساتھ بھلائی کی تو میں بھی یقیناً ان کے ساتھ بھلائی کروں گا اور اگر وہ برائی کے ساتھ پیش آئے تو میں بھی ضرور انہیں سزا دوں گا“
 ”اللہ سے ڈرو مجھ سے دور گزر کر کے میرا ہاتھ بٹاؤ امر بالمعروف اور نہی کر میں میری مدد کرو تمہاری جو خدمات اللہ نے میرے سپرد کی ہیں ان کے متعلق مجھے کوئی کمزوری نہیں ہے یہ بات کہہ رہا ہوں اور اپنے تمہارے لئے اللہ سے مغفرت طلب ہوں۔“
 ”جو شخص مسلمانوں سے لالچ لے کر انہیں رکھتا اس سے اہل اسلام محبت کرتے ہیں“
 ”اللہ اس شخص کا بھلا کرے جو میرے پاس عیوب کا تختہ بھیجتا ہے“
 ”کسی کی دیانت داری پر اس وقت تک اعتماد نہ کرو جب تک وہ آزاد نہ ہو جائے۔“

”جو شخص اپنا راز پوشیدہ رکھتا ہے وہ اپنا اختیار اپنے پاس محفوظ رکھتا ہے اور ظاہر کرنے کے بعد وہ اپنا یہ اختیار دوسرے کو دے دیتا ہے۔“
 ”نیکی کے بدلے نیکی کرنا نیکی کا حق ادا کرنا ہے اصل نیکی وہ ہے جس کے جواب میں کی جائے۔“

رسول پاک ﷺ کے سفیر بن کر گئے۔

۷ ہجری

صلح حدیبیہ کے دوران موجودگی غزوہ خیبر میں شرکت۔

۸ ہجری

فتح مکہ میں شرکت۔

۹ ہجری

مسلمانوں کے پہلے سفر میں حج میں شرکت۔

۱۳ ہجری

خلافت فاروقی کا آغاز۔

۲۴ جمادی الثانی

لشکر اسلام کی عراق روانگی خالد بن ولید کی معزولی، معرکہ یرموک، یمن

عیسائیوں کی جلاوطنی، جنگ نخل یعنی (دلدل والی جنگ)

۱۴ ہجری

عہد فاروقی میں فتح دمشق، جنگ قادسیہ، اردن اور بیروت کی فتوحات۔

۱۵ ہجری

فلسطین فتح کرنے کی خوش خبری۔

۱۶ ہجری

بیت المقدس کو مسلمانوں نے حاصل کر لیا۔

۱۷ ہجری

اسلامی مملکت میں غذائی قلت اور بردست قحط کا مقابلہ کرنے کے لیے

فاروقی کی کامیاب تدابیر۔

۱۸ ہجری

حضرت بلال رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد جابیہ سے واپسی۔

۱۹ ہجری

شام کا حاکم حضرت معاویہ رضی اللہ عنہ کو مقرر کیا۔ اسی سال کوفہ کی فتح، شہر کی تعمیر نو

پہاؤنی بنایا۔

۲۰ ہجری

افغان، طوس، طبرستان اور آرمینیا کی جانب ۵۲ ہزار سپاہ کی روانگی۔

۲۱ ہجری

جرجان، طبرستان، بیضا، خزر اور آرمینیا کے روسی اور ایرانی علاقوں پر اسلامی

تغلبہ۔

۲۳ ہجری

جنازے کی چار تکبیروں کا فیصلہ اور نماز تراویح باجماعت پڑھنے کا حکم۔ نظام

ہائیکروں کی تبلیغ ہر مسلمان بچے کے لئے وظیفہ اور تجارتی مقصد میں استعمال

کے والے گھوڑوں پر محصول۔

۲۳ ہجری

کرمان، ہرات، مرو، بلخ، خراسان اور سندھ و بلوچستان کے علاقوں میں لشکر

کی فتوحات، ہندوستان میں پیغام اسلام ایرانی شہزادوں کی گرفتاری اور آخری

سال اللہ فتح مصر اور قاہرہ کی تعمیر نو۔

۲۳ ہجری

مسجد نبوی میں قاضی حاکم۔

۲۴ ہجری (یکم محرم)

شہادت اور رسول ﷺ کے روضہ مبارک کے قریب تدفین۔



کا سے برگشتہ نہ کر سکے۔

ترتیب قرآن کا شرف جناب عثمان غنی کو ملا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے عہد میں قرآن شریف ایک لہجہ اور قرأت پر جمع کیا گیا۔ وہ دین قرآن کا اور اس کی اشاعت کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا۔ مختلف لوگوں کے اپنے اپنے لہجہ کے مطابق اس کی قرأت کرتے تھے۔ جناب حذیفہ رضی اللہ عنہ نے خلیفہ وقت کی توجہ مبذول کرائی۔ چنانچہ قرأت کی ایک مجلس منعقد کی گئی۔ اس میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس خلیفہ اول کے وقت سے ترتیب شدہ جو مسودہ ہے اس کی ترتیب خود رسول اللہ ﷺ کی ہدایت کے مطابق ہوتی تھی۔ چنانچہ اسی قرآن جمع کیا گیا اور اس کی سورتوں کی ترتیب حضرت حفصہ کے نسخہ کے مطابق قائم کر پائی۔ حضرت عثمان نے حکم جاری کر دیا کہ تمام مسلمان اپنے اپنے نسخوں کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نسخے کے مطابق کر لیں۔ امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ کی اشاعت اپنی مہر لگا کر کہ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے نسخے کو سراہا اور کہا کہ اگر میں خلیفہ ہوتا تو میں بھی یہی کرتا۔ جمع اور ترتیب قرآن کا یہ کام اس وقت تک جاری اور نافذ ہوا۔

حضرت امام ذوالنورین کا انتخاب

خلیفہ اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات سے قبل مدینہ کے اکابر کو احکام سے مشورہ کر کے حضرت عمر فاروق کا نام خلافت کی ذمہ داری کے لئے رکھا تھا اور خلیفہ اول کی وفات کے بعد مسلمانوں نے حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے انتخاب کی اور انہیں امیر المومنین منتخب کر لیا۔ جب ان کی وفات قریب آئی اور وہ عمارت میں تھے تو انہیں مسلمانوں کے مستقبل کا خیال پریشان کر رہا تھا۔ انہوں نے

خلیفہ سوم ذوالنورین امیر المومنین عثمان غنی رضی اللہ عنہ

(وفات ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ)

امیر المومنین امام المجاہدین سیدنا عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ آغا زبشت میں اسلام لائے۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ اور لقب ذوالنورین ہے جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ فرمایا عثمان وہ شخصیت ہیں جنہیں ملاء اعلیٰ میں ذوالنورین کے لقب سے پکارا جاتا ہے۔ عشرہ مبشرہ میں ممتاز مقام کے حامل ہیں۔ قبول اسلام میں چوتھے ہیں۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا لقب ذوالنورین ہے

آپ کا لقب غنی اور ذوالنورین ہے کیونکہ آپ بے حد مختار تھے اور اسلام کے بعد مسلمانوں خصوصاً اسلامی جنگوں میں آپ نے بے حد مالی اعانت کی اس لیے آپ کو سرکارِ دو عالم نے غنی کا لقب مرحمت فرمایا اور چونکہ آپ کے عقد میں حبیب کی دو صاحبزادیاں آئیں اس لئے ذوالنورین (یعنی دو نور والا) کا لقب ملا۔

حضرت عثمان چند صحابہ میں سے ہیں جو سب سے پہلے ایمان لائے اور انہیں ایمان لانے والوں میں سبقت کرنے والا کہا جاتا ہے۔ آپ حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کی تبلیغ سے مسلمان ہوئے۔ مسلمان ہونے کے بعد مکہ کے کافروں نے دوم مسلمانوں کی طرح آپ کو بھی بہت ستایا۔ خود آپ کے بزرگ حکم بن العاص نے آپ پر بہت سختی کی۔ ایک دفعہ آپ کو ایک کوٹھڑی میں بند کیا اور اس میں اتنا دھواں بھرا کہ آپ کا دم گھٹنے لگا لیکن آپ کے ایمان میں ذرا بھی فرق نہ آیا اور اسلام کے دشمنوں

چھ حضرات کے اوپر یہ چھوڑا کہ وہ باہمی مشورہ سے کسی ایک کو خلیفہ مقرر کر لیں ان میں حضرت عثمان بن عفان، حضرت عبدالرحمن بن عوف، حضرت علی بن ابی طالب، حضرت سعد بن وقاص، حضرت زبیر بن العوام اور حضرت طلحہ رضی اللہ عنہم شامل تھے۔ مذاکرات اور مشوروں کے بعد یکم محرم الحرام ۲۳ ہجری کو حضرت عثمان بن عفان خلیفہ مقرر ہوئے اور تین دن تک بیعت کا سلسلہ چلتا رہا۔

عثمان رضی اللہ عنہ تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ساتھ رہے

غزوہ بدر کے علاوہ تمام غزوات میں ذوالنورین شریک ہوئے۔ جنگ بدر میں شریک نہ ہونے کی وجہ یہ تھی کہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کی بیماری کی وجہ سے حضرت محمد ﷺ نے آپ کو مدینہ میں اپنے جانشین کے طور پر چھوڑ دیا تھا۔ غزوہ بدر میں غزوہ بنو نضیر، غزوہ خندق، جنگ خیبر اور جنگ حنین میں آپ برابر شریک رہے۔ طاہر اول اور خلیفہ دوم کے عہد خلافت میں حضرت جامع القرآن نے ان سے مکمل تعاون کیا۔ ہر معاملے میں ان کے مشیر رہے، مجلس شوریٰ کے انتہائی اہم رکن تصور کئے جاتے تھے اور نہایت صدق و خلوص کے ساتھ مشورہ دیتے تھے۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد یکم محرم الحرام ۲۴ھ مطابق ۷ نومبر ۶۴۴ء بروز یکشنبہ خلیفہ ثالث کی حیثیت سے آپ کا انتخاب عمل میں آیا۔

خلافت عثمانی اسلامی فتوحات کا دور تھا

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں ۲۴ھ سے ۳۲ھ تک مشرق وسطیٰ کی بڑی بڑی مہمات جاری رہیں۔ افریقہ میں مسلمانوں کی فتوحات کا سلسلہ ۲۵ھ سے ۳۱ھ تک جاری رہا۔

آپ کے عہد خلافت میں مملکت اسلامیہ کی حدود ہندوستان، روس، افغانستان

سین، لیبیا، الجزائر، مراکش اور بحیرہ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئی تھیں۔ فتوحات کا سلسلہ آرمینیا کے علاقے سے شروع ہو کر بحیرہ روم کے جزیرہ اروا کی تسخیر پر ختم ہوا۔ ہر عامہ کے کاموں میں سرکاری بنوائی گئیں۔ مہمان خانے تعمیر کرائے گئے۔ دریاؤں کی پاندھیں گئے، مساجد کثرت سے تعمیر کرائی گئیں، خاص مفتوحہ علاقوں میں چھاؤنیاں بنوائیں، چڑاگا ہوں میں موسیقیوں کے لئے چشمے کھدوائے، رعایا کی آسائش کے لئے عیسائی اور مسافر خانے بنوائے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے عمر ۲۴ھ سے ذی الحجہ ۳۵ھ تک خلافت کے فرائض اہم داری نہایت خوش اسلوبی اور کامیابی سے پورے کئے۔ آپ کے زمانہ خلافت میں مسلمانوں نے بہت ترقی کی۔ بہت سے ملک فتح کئے۔ قیصر روم کی طاقت کو بھی خاتمہ ہوا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ کے جانشین تھے

حضرت عثمان غنی اسلام کے لئے جان و مال نثار کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہتے تھے کوئی ضرورت مند آپ کے دروازہ سے کبھی مایوس ہو کر نہیں گیا، ہر جمعہ کو ایک عام آزاد کرنا۔ ان کا معمول تھا۔ مدینہ آنے کے بعد مسلمانوں کی تعداد میں اضافہ ہونے لگا۔ مسجد نبوی میں تمام نمازی سامعین کی تھیں۔ ایک روز آنحضرت ﷺ نے فرمایا: کون ہے جو فلاں خاندان کی زمین کا ٹکڑا خرید کر وقف کرے گا۔ اس کے صلہ میں اس کو اس سے بہتر جگہ جنت میں ملے گی۔

یہ سنتے ہی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے وہ قطعہ اراضی خرید کر آپ کی خدمت میں لے آیا۔

حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے ۳۹ھ میں مسجد نبوی میں بھی توسیع کی اور مسجد اہم میں بھی توسیع کی، حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ عثمان ہم سب سے بڑھ

کر صلہ رحمی کرنے والے متقی اور بزرگ تھے وہ ان لوگوں میں سے تھے جو ایمان و تقویٰ میں درجہ کمال حاصل کر لیتے ہیں۔

جس وقت تاجدار مدینہ ﷺ تبوک کا سامان کر رہے تھے۔ حضرت چاہے القرآن بارگاہ رسالت میں حاضر ہونے اور ایک ہزار اشرفیاں آپ کی گود میں ڈال دیں۔ ساقی کوثر علیہ السلام ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اٹھتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ عثمان کو اب کوئی نقصان نہیں پہنچ سکتا۔ آج کے بعد جو چاہیں کریں دو مرتبہ صدیقی الصدوق علیہ السلام نے یہ جملہ دہرایا۔

غزوہ تبوک کے سلسلے میں ایک اور روایت حضرت عبدالرحمن بن خطاب سے ہے وہ کہتے ہیں کہ غزوہ تبوک کی تیاری کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے ہمیں اکٹھا اور جہاد کی اہمیت و فضیلت پر روشنی ڈالی۔ تاکہ لوگ اپنا مال اس کے لئے دیں۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ فوراً کھڑے ہوئے اور ساز و سامان کے ایک سواونٹ پیش کرنے کا اعلان فرمایا سید المرسلین نے اپنا خطبہ جاری رکھا۔ یہ پھر دوبارہ کھڑے ہوئے اور دواونٹ دینے کا اعلان فرمایا خاتم الانبیاء ﷺ نے پھر بھی گفتگو کا سلسلہ جاری رکھا۔ خلیفہ ثالث پھر تیسری مرتبہ کھڑے ہوئے اور تین سواونٹ دینے کا اعلان فرمایا اس مرتبہ حضور ﷺ منبر سے اترے اور فرمایا کہ عثمان کے اس عمل کے بعد انہیں آخرت میں اور کس چیز کی ضرورت ہے جو نجات اخروی کے لئے درکار ہو۔ تاجدار مدینہ ﷺ سے یہ محبت والفت جام شہادت نوش کرتے وقت تک قائم رہی۔ چنانچہ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے امیر المؤمنین سے مدینہ چھوڑ کر شام چلنے کو کہا تو فرمایا ”میں نہ مدینہ النبی ﷺ کو چھوڑوں گا اور نہ روضہ اقدس کے قرب سے محرومی مجھے گوارا ہے۔ جان جاتی ہے تو جائے۔“

امام ذوالنورین مہاجر اول ہیں

کے میں اسلام کی روز افزوں ترقی سے کفار بہت مشتعل ہو گئے تھے اور حضرت حسان غنی رضی اللہ عنہ ان کے ظلم و ستم کا شکار ہو رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے اشارہ پر مع اپنی اہلیہ حضرت رقیہ رضی اللہ عنہا کے حبش کی طرف ہجرت کر گئے۔ یہ بہاؤ قافلہ تھا جس نے حق و صداقت کی محبت میں وطن چھوڑ کر ہجرت کی تھی چند سال کے بعد وہ واپس مکہ تشریف لے آئے اور مدینہ کی ہجرت کا فیصلہ ہوا چنانچہ وہ بھی اپنے اہل و عیال کے ساتھ مدینہ تشریف لے گئے مدینہ جا کر وہ حضرت اویس بن ابی بکر رضی اللہ عنہ کے مہمان رہے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے دو مرتبہ جنت خریدی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ حضور ﷺ سے ۲ مرتبہ جنت خریدی۔ ایک دفعہ اس وقت جب انہوں نے مدینہ میں چاہ روہ خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ دوسری دفعہ اس وقت جب جنگ تبوک کی تیاریاں ہو رہی تھیں۔

مدینہ شریف آ کر مسلمانوں کو پانی کی شدید قلت تھی۔ ایک یہودی کے پاس کنواں تھا جس کو اس نے ذریعہ معاش بنا رکھا تھا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ نے وہ کنواں اٹھارہ ہزار روپیہ میں خرید کر مسلمانوں کے لئے وقف کر دیا۔ ان کے اس جذبہ ایثار نے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین و انصار کو بے حد متاثر کیا۔ آج بھی یہ کنواں حیرت انگیز کہلاتا ہے۔ پانی موجود ہے بہت ہی ٹیٹھا اور عمدہ پانی ہے یہ کنواں مدینہ شریف کی آبادی سے تقریباً چار میل پر واقع ہے۔ تمام زائرین اس کنویں پر جاتے ہیں اور فیض یاب ہوتے ہیں۔

حضور ﷺ نے غزوہ تبوک کی تیاریوں کا اعلان کیا کیوں کہ دنیا کی سب

سے بڑی سلطنت روم کا مقابلہ کرنا تھا اور مسلمان بے سرو سامان تھے۔ چنانچہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اکیلے سارے لشکر کے لئے سامان جنگ وغیرہ خرید کر دیا۔ اس کے علاوہ بھاری رقم نقد بھی دی۔ آنحضرت ﷺ اس امداد سے بہت خوش ہوئے اور فرمایا کہ اب اگر عثمان غلیؓ ثواب کا کوئی کام نہ بھی کریں تو حرج نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر ایک تہائی فوج کے جملہ اخراجات اپنے ذمے لئے ایک ہزار اونٹ ستر گھوڑے اور سامان رسد کے لئے ایک ہزار دینار پیش کئے۔ آپ نے خوش ہو کر فرمایا: آج کے بعد عثمان کا کوئی عمل ان کو نقصان نہیں پہنچائے گا۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تب وحی تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا تب وحی تھے۔ رسول اللہ ﷺ پر جب کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو حضرت ﷺ کے حکم سے آپ اسے لکھ لیا کرتے تھے۔ کا تب وحی ہونے کے علاوہ آپ حافظ قرآن بھی تھے۔ آپ نے سب سے پہلے قرآن کریم حفظ کیا اور آپ اسلام میں نبی کریم کے بعد پہلے حافظ قرآن ہیں۔ وحی کے علاوہ سرکارِ دو عالم ﷺ کے ذاتی اور غمی خطوط بھی آپ لکھا کرتے تھے اور اس طرح آپ کا تب نبی بھی تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نہایت عابد و زاہد تھے

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی راتیں عبادت و ریاضت میں بسر ہوتیں۔ ہر روز عشاء کی نماز کی امامت سے فارغ ہو کر مقام ابراہیم کے پیچھے کھڑے ہوتے وتر کی ادائیگی میں پورے قرآن پاک کی تلاوت کر لیتے تھے۔

جس دن شہادت ہونے والی تھی آپ روزہ سے تھے۔ جمعہ کا دن تھا۔ خواب میں حضور ﷺ حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کے ہمراہ تشریف لائے فرمایا عثمان جلدی کرو ہم

ساتھ افطار کے منتظر ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بیدار ہوئے تو فرمایا میری دعا کا وقت آ گیا ہے۔

جب باغیوں نے آپ کا مکان کا محاصرہ کیا تو ان کی سرکشی اتنی بڑھی کہ دیواریں توڑ کر گھر میں کود گئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ روزے سے تھے اور قرآن پاک کی تلاوت میں مشغول تھے۔ انہوں نے باغیوں سے کہا۔

"تم سخت غلطی کر رہے ہو اگر مجھے شہید کیا تو مسلمانوں کا شیرازہ بکھر جائے گا۔ اسلام لانا تک اکٹھے نہ پڑھ سکو گے۔"

۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ کو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو قرآن پڑھتے ہوئے شہید کر دیا گیا ان کا جہاد ناکملہ بچانے کے لئے دوڑیں تو ان کی پھیلی اور انگلیاں کٹ گئیں قرآن حکیم "قَسَبَ كَلْبِهِمْ كَلْبُهُمُ اللَّهُ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ" پر خون کے قطرے گرے۔ واقع کے بعد مسلمانوں کی تلواریں آپس میں ایک دوسرے کے خلاف چلنے لگیں۔ امام ذوالنورین کی شہادت تاریخ اسلام کا سب سے بڑا سانحہ کہے جانے کا مستحق ہے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ۱۲ سال امور خلافت انجام دیے۔ ۱۸ ذوالحجہ ۳۵ھ ہجری ۸۲ھ میں جام شہادت نوش فرمایا۔

بہت رضوان اور حضرت عثمان

حدیبیہ کے مقام پر تقریباً ڈیڑھ ہزار مہاجرین و انصار روشن ستاروں کی طرح شہابِ نبوت کو گھیرے ہوئے ہیں۔ چشمِ فلک نے ان سے بہتر امت نہ کبھی دیکھی تھی۔ آئندہ دیکھ سکے گی۔ حضور ﷺ چاہتے ہیں کہ کوئی سکے جائے اور قریش کو اطلاع دے کہ مسلمان پر امن طریقہ پر مکہ میں طواف کعبہ کی سعادت حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ یہ کہ اس کام کے لئے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ بھیجا گیا اور آپ نے حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ لیا۔ ابوسفیان کو سنایا۔ ابوسفیان نے صاف انکار کر دیا مگر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا

یہاں آئے ہو تو کعبہ کا طواف بھی کرلو۔ وہ کون سا مسلمان ہے جو بیت اللہ کو گروہ پروانہ وار طواف کے جذبہ سے بے چین نہ ہو جائے؟ اور پھر سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ جیسا کہ زائد اللہ اکبر۔ مگر یہاں جذبہ عشق نبوی اور عبادت الہی میں کشمکش شروع ہو گئی اور عبادت کہتا ہے کہ برسوں کے بعد طواف کا موقع ملا ہے کہ طواف کعبہ۔ خدا جانے کون سا موقع ملے نہ ملے اور ادھر عشق بار بار کعبہ حقیقت کی یاد دلا رہا ہے۔ وہ قبلہ مقصود، ہر نقش قدم قبلہ گاہ و دو عالم ہے۔ اس کشمکش میں زیادہ وقت نہیں ہوا اور طواف کی فرمائش ہوئی اور ہر زبان عثمان سے بے ساختہ ایک نورانی جملہ نکلا جو جمع رسالت کے پردوں کو لئے مٹائی اور بلند ترین نمونہ گفتار و کردار ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

”میرا کعبہ حقیقت تو حدیبیہ میں جلوۂ افروز ہے اس کے بغیر میں تنہا کس طواف کعبہ کر سکتا ہوں؟ بلاشبہ مناسک حج و عمرہ بجائے خود عشق و دیوانگی کا سب سے بڑا اعلیٰ درس ہے لیکن امیر المؤمنین سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا یہ ایک بصیرت افروز اور انگیز جملہ عشق و محبت کی پوری کائنات اور تمام مناسک پر بھاری ہے۔ جناب عثمان ذوق عبادت کو عشق نبوت پر قربان کر دیا اور امت کو بتا دیا کہ ایمان اسے کہتے ہیں ابھی حضرت عثمان مکہ سے واپس نہ ہوئے تھے کہ یہ فطخ خبر پھیل گئی کہ عثمان شہید کر دیا گیا ہے۔

آنحضور ﷺ ایک کیکر یا ببول کے درخت کے سائے میں بیٹھ گئے اور دی کہ آج سردی کی بازی لگاؤ کٹ مرنے کی بیعت کرو“ یعنی عثمان کا خون ارزاں نہیں کہ اسے خاموشی سے گوارا کر لیا جائے۔ خون عثمان کا بدلہ لینے کے کٹ مرنے کا عہد کرو عجب منظر تھا! ڈیڑھ ہزار صحابہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لئے حضور ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کر رہے تھے۔ ان میں صدیق فاروق اور علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ بھی تھے۔ یہ بیعت اللہ تعالیٰ کو ایسی پسند آئی کہ قرآن

فرمادیا کہ اللہ تعالیٰ ان بیعت کرنے والوں سے راضی ہو گیا۔ اللہ اکبر خون عثمان کے احترام میں ڈیڑھ ہزار اشرف الناس نفوس قدسیہ سے اللہ کے رسول نے بیعت لی اور انہوں نے بیعت پر قدرت بھی جمجوم اٹھی اور سند رضوان و پروانہ ایمان نازل فرما دیا۔

لَقَدْ رَضِيَ اللَّهُ عَنِ الْمُؤْمِنِينَ إِذْ يُبَايِعُونَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ۔
 اللہ راضی ہو گیا ان سے جنہوں نے اسے نبی تیرے ہاتھ پر بیعت کی۔
 غور کیجئے اس سے بڑا امر تہ اور کیا ہو سکتا ہے کہ خون عثمان کو اتنا قیمتی قرار دیا گیا کہ ہزار مہاجرین و انصار سے بیعت لی گئی۔ کیا کسی دور میں کسی انسان کا خون اتنی صورت کر لیا گیا ہے؟ جتنا کہ عثمان کا جب تمام اہل ایمان بیعت کر چکے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

”یہ میرا ہاتھ ہے اور یہ عثمان کا ہاتھ ہے اب میں عثمان کی بیعت لیتا ہوں۔“

غور کیجئے

(۱) بیعت مرے ہوئے کی نہیں لی جاتی زندوں کی لی جاتی ہے۔ حضور ﷺ نے سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی بیعت لے کر یہ اشارہ کر دیا کہ عثمان زندہ ہیں شہید نہیں ہوئے ہیں۔ یہاں یہ نہ پوچھئے کہ حضور کو یہ کیسے معلوم ہو گیا؟ تبغیر اسلام کی لگا ہیں ان دنوں مکان کی حدوں کو چیر کر بھی آگے نکل جاتی ہیں اور وراہ الوداء کے غیوب کو بھی لہکتی ہیں۔

(۲) پھر اہل علم و ایمان کے لئے یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ حضور نے کبھی اپنے دست مبارک کو کسی دوسرے کا ہاتھ قرار نہیں دیا۔ رسول کا ہاتھ وہ جسے خدا اپنا ہاتھ قرار دیتا ہے۔ اے رسول! جو لوگ تمہاری بیعت کر رہے ہیں۔ یہ (تمہارا ہاتھ نہیں) خدا کا ہاتھ ہے جو ان سب ہاتھوں کے اوپر ہے۔“

سبحان اللہ حضور ﷺ نے عثمان رضی اللہ عنہ کے ہاتھ کو اپنا ہاتھ قرار دیا۔ مختصر یہ کہ

بیعت رضوان جناب امام ذوالنورین عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے کامل الایمان مخلص مسلمان جان نثار رسول ہونے اور اسلام میں ان کے رتبہ کی عظمت و رفعت بلند کی و برتری ثبوت کیلئے ایک ایسا نورانی واقعہ ہے جس کا انکار آفتاب کے انکار کے مترادف ہے۔

فضائل عثمان

رسول اللہ ﷺ نے حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے متعلق فرمایا ہے کہ "اَللّٰہُ اَعَزَّ" عثمان سے راضی ہوں تو بھی اس سے راضی ہو" عثمان خدا تمہارے اگلے پچھلے کام چھپے ہوئے اور روز قیامت تک ہونے والے گناہ معاف کر دے۔ جنت میں میرے رفیق ہوں گے۔"

"عثمان دنیا اور آخرت میں میرے قریبی دوست ہیں۔"

"عثمان شریکی طبیعت کے مالک ہیں ملائکہ بھی ان سے شرماتے ہیں۔"

ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ جب رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوتے تو آنحضرت ﷺ سمٹ کر بیٹھ جاتے اور آپ ﷺ کے پزیرے کو بھی سمیٹ لیتے۔ ایک روز کسی نے پوچھا یا حضرت آپ پر میرے ماں باپ قربان آپ عثمان کے آنے پر اس قدر سمٹ کیوں جاتے ہیں۔ آپ نے جواب دیا کہ ایسے آدمی سے کیوں شرم نہ کروں جس سے خدا کے فرشتے بھی شرم کرتے ہیں۔ (مسلم) ہر نبی کے کچھ رفیق ہوتے ہیں اور میرے رفیق جنت میں عثمان رضی اللہ عنہ ہیں۔

(ترمذی)

جس وقت حضور ﷺ غزوہ تبوک کا سامان کر رہے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ ان کے ہزار اشرفیاں آستین میں رکھ کر حضور ﷺ کے پاس لائے اور آپ کی گود میں ادا دیں۔ حضور ﷺ ان اشرفیوں کو اپنی گود میں اٹھتے پلٹتے تھے اور فرماتے تھے کہ میں اب کچھ نقصان نہیں ہو سکتا۔ آج کے بعد جو چاہیں کریں و مرتبہ یہی فرمایا۔ (مسند امام

نبی ﷺ ایک روز اُحد پہاڑ پر چڑھے اور آپ کے ساتھ حضرت ابو بکرؓ عمرؓ عثمانؓ تھے پہاڑ پہنچے لگا تو آپ نے اپنے پاؤں سے اسے اشارہ کرتے ہوئے فرمایا کہ اے اُحد ٹھہر جا۔ تجھ پر ایک نبی ہے ایک صدیق ہے اور دو شہید ہیں حضرت عمرؓ اور حضرت عثمانؓ (صحیح بخاری)

دور عثمانی ایک نظر میں

۳۳ سال کی عمر میں مسلمان ہوئے۔

اولین چودہ مسلمانوں اور عشرہ مبشرہ میں شامل ہیں۔

حبشہ اور مدینہ کی ہجرتیں کیں۔

حضور کی دو صاحبزادیاں حضرت رقیہ اور حضرت ام کلثوم نکاح میں آئیں۔

بدر کے سوا تقریباً تمام غزوات میں شریک ہوئے۔

آپ کی شرم و حیا اور سخاوت ضرب المثل تھی۔

اکثر غزوات کے لئے بھاری عطیات دیئے۔

حضور ﷺ کے ارشاد پر مسجد نبوی کی توسیع کے لئے زمین خرید کر پیش کی۔

بیتِ رومہ خرید کر اہل مدینہ کی نذر کر دیا۔

حضرات شیخین کے ادوار خلافت میں ان کے قریبی معتد رہے۔

حکمِ محرم ۲۳ ہجری کو تیسرے خلیفہ منتخب ہوئے۔

ان کے دور میں مملکت اسلامیہ کی حدود ہندوستان، روس، افغانستان، پاکستان،

ایران، عراق، شام اور بحیرہ روم کے جزائر تک وسیع ہو گئیں۔

(۱۳) مسلمانوں نے بحری لڑائیوں میں رومیوں کو فیصلہ کن شکست دی۔

(۱۴) کئی ملکوں میں بغاوتوں کو کامیابی سے کچلا گیا۔

(۱۵) ۱۸ ذی الحجہ ۳۵ھ بروز جمعہ شہید کئے گئے۔

حضرت امام ذوالنورین کے ارشادات

دنیا کے رنج و غم سے دل میں تاریکی پیدا ہوتی ہے اور آخرت کے نور سے دل میں نور پیدا ہوتا ہے۔

مجھے تین چیزیں مرغوب ہیں۔ بھوکوں کو آسودہ رکھنا، تنگوں کا تن آنا اور قرآن حکیم کی تلاوت کرنا۔

سب سے زیادہ بربادی یہ ہے کہ کسی کو بڑی عمر ملے اور وہ سفر آخرت کی تیاری نہ کرے۔

دنیا جس کے لئے قید خانہ ہو قبر اس کے لئے باعث راحت ہوگی۔

محبت اللہ کو تنہائی محبوب ہوتی ہے۔

جب لوگوں کو اچھا کام کرتے ہوئے دیکھو تو ان کے ساتھ شریک ہو۔

اللہ کے ساتھ تجارت کرو تو بہت نفع ہوگا۔

تعجب ہے اس پر جو دوزخ کو برحق جانتا ہے اور پھر گناہ کرتا ہے۔

تعجب ہے اس پر جو اللہ کو حق جانتا ہے اور غیروں کا ذکر کرتا ہے اور

بھروسہ کرتا ہے۔

بندگی کے یہ معنی ہیں کہ مسلمان احکام الہیہ کی اطاعت کرے جو ہم

کرے پورا کرے جو کچھ مل جائے اس پر صبر کرے۔



علامہ چہارم امیر المومنین مولائے کائنات علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

(وفات ۲۱ رمضان ۴۰ ہجری)

آپ کا نام نامی علی کنیت ابو الحسن اور ابو تراب ہے۔ آپ کے والد حضور سرور کونین ﷺ کے چچا ابوطالب ہیں۔

حضرت علی کعبہ میں پیدا ہوئے آغوش نبوت میں تربیت پائی

جناب امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ کی ولادت مکہ معظمہ میں کعبۃ اللہ شریف کے اندر ۱۲ ربیع الثانی ۳۰ ہجری عام الفیل بروز جمعہ المبارک کو ہوئی۔ حضور ﷺ نے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کے والد بزرگوار ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف ہیں۔ باقتدار نسب آپ جناب رسالت مآب ﷺ کے حقیقی چچا زاد بھائی ہیں۔ آپ کی کنیت ابو تراب اور مشہور لقب حیدر کرار ہے۔ آپ کی تربیت تمام و کمال حضور سید المرسلین ﷺ کے آغوش رحمت میں ہوئی اور جب آنحضرت ﷺ نے صلۃ نبوت عطا ہوئی تو اس کے ایک دن بعد آپ شرف ایمان سے فیض یاب ہوئے۔ اس وقت آپ کی عمر گیارہ سال تھی۔ حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مسجد اقصیٰ ایک سائل نے سوال کیا کسی سے کچھ نہ ملا حضرت علی رضی اللہ عنہ نماز میں تھے اپنی انگلی انگوٹھی کی طرف اشارہ کر دیا اور سائل نے انگوٹھی اتار لی خوش و خرم واپس ہوا۔

علی

حضور سید عالم ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مخاطب بنا کر فرمایا۔ تمہاری

حیثیت میرے ساتھ ایسی ہے جیسے ہارون کی موسیٰ کے ساتھ مگر یہ کہ میرے بعد کوئی نہیں۔ (ترمذی) علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں (ترمذی) جس کا میں مددگار علی بھی اس کے مددگار ہیں (احمد) میں حکمت کا گھر ہوں اور علی اس کا دروازہ (ترمذی) منافق علی سے محبت نہیں رکھتا اور مومن علی سے بغض نہیں رکھ سکتا (ترمذی) نے علی کو گالی دی اس نے مجھے گالی دی (احمد) علی کے چہرہ کو دیکھنا عبادت ہے (ترمذی)

حضرت علی حضور کی تربیت کا شاہکار ہیں

حضرت علی محبوب خدا سید الانبیاء محمد مصطفیٰ ﷺ کی تربیت کا شاہکار ہیں آپ نے تاریخ کے مہیب اندھیرے میں حق و صداقت کا چراغ روشن کیا، حکمت فضل اور بلاغت میں اپنی نظیر آپ تھے۔ آپ کی شجاعت و بہادری تاریخ اس کا ایک درخشندہ باب ہے۔ آپ کی سیرت سیرت نبوی کے گرد گھومتی ہے۔ جس سے اور حقیقت کے لئے جان بھینسی عزیز قربان کر دی۔ وہ فاتح خیبر شیر خدا علی مرتضیٰ ہیں۔ آپ تقویٰ و طہارت شجاعت علم اور حسن اخلاق کا مجسمہ تھے۔ ان کی زندگی اور فکر کا کامل نمونہ تھی۔

حضرت علی ایثار و قربانی کا نمونہ تھے

ایک دفعہ حسین رضی اللہ عنہ بیمار ہو گئے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے نذر مانی کر اگر اللہ ان صاحبزادوں کو شفاء دے دے تو وہ تین روزے رکھیں گے۔ نذر قبول ہوئی۔ انہوں نے روزہ رکھا اور افطار کے لئے کچھ نہ تھا۔ آپ تھوڑی سی روٹی لائے۔ بی بی خاتون جنت نے اس روٹی کو کاٹا اور اس کی اجرت سے جو پیسے آئے۔ اس کا آٹا منگوا کر روٹی پکائیں۔ جب افطار کا وقت آیا تو ایک مسکین نے دروازہ پر سوال کیا۔ آپ نے روٹیاں مسکین کو دے دیں اور خود پانی پراکتفا کر کے صبح کو روزہ رکھا۔

قرآن مجید کی آیت ان الابرار بشربون من کما سألخ۔ آپ ہی کی کاوت و غرباء پروری کے متعلق نازل ہوئی۔

خلافت پر جلوہ افروزی

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ۲۶ ذی الحجہ ۳۵ ہجری کو آپ مسند خلافت پر جلوہ افروز ہوئے۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت پر مسلمانوں میں فتنہ کا زور بڑھ گیا تھا، چنانچہ آپ کے عہد خلافت میں جنگ جمل اور جنگ صفین ہوئیں۔

حضرت علی پیشوائے طریقت میں

حضرت علی رضی اللہ عنہ "نجیب الطرفین ہاشمی نبی کریم ﷺ کے سچے عاشق سرخیل اور خلیفہ چہارم ہیں۔ بحر علم و حکمت مخزن سخاوت سلطان شجاعت رہبر اولیائے عالمہ احباب امام المشرق والمغرب رازدان شریعت و پیشوائے طریقت ہیں۔ "انا عبد العلم و علی بابہا" سے آپ کا علوم نبوت کا مظہر ہونا واضح ہے۔

علیؑ خلاشہ کے آپ مشیر تھے

حضرت صدیق و فاروق و عثمان رضی اللہ عنہم کے زمانہ ہائے خلافت میں آپ ان کے مشیر و دست باز رہے۔ خصوصاً حضرت عمر رضی اللہ عنہ اہم معاملات میں آپ سے مشورہ لیتے تھے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ جناب عمر رضی اللہ عنہ کے بہترین ہمدرد اور محبت تھے۔

رسول پر آرام کرنے کا شرف

ہجرت کے وقت آپ کو ایک اور شرف عطا ہوا۔ جب حضور سید عالم ﷺ جناب صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کے ساتھ ہجرت کا قصد فرمایا تو جناب علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کو آپ کے بستر پر چار اوڑھ کر لیٹ جائیں اور دوسرے دن لوگوں کو وہ امانتیں

واپس کر دیں جو ”محمد الامین“ کی تحویل میں تھیں۔ گھر کے باہر نقلی تلواریں چمک رہی تھیں اور نیزے لہرا رہے تھے۔ کفار اس بستر پر لیٹنے والے کے خون کے پیاسے تھے۔ مگر علی رضی اللہ عنہ موت کی آنکھوں میں آنکھیں ڈال کر خواب راحت کے مزے لے رہے تھے۔ کون کہہ سکتا تھا کہ اس رات بستر پر لیٹے لیٹے علی نے مدارج و مراتب کی منزلیں طے کر لیں تھیں۔ یہ الگ بات ہے کہ انہیں کوئی گزند نہ پہنچی مگر انہوں نے راہ خدا میں اپنے آپ کو وقف کر دیا اور وہ اس رات کے ایک ایک لمحے میں شہادت عظمیٰ کے مقام بلند پر فائز رہے۔

حضرت علی تمام غزوات میں شریک ہوئے

حضرت علی رضی اللہ عنہ سوائے غزوہ تبوک کے تمام غزوات میں حضور نبی اکرم ﷺ کے ہمراہ ہوئے۔ غزوہ بدر میں ستر مشرکین مارے گئے۔ ان میں سے ایک مشرک آپ کی تیغ سے قتل ہوئے تھے۔ غزوہ احد میں جب حضور اکرم ﷺ کو اپنے نرفہ میں لے لیا تو اس وقت حضرت علی رضی اللہ عنہ نے آنحضرت ﷺ کے قریب پہنچ کر کفار پر شدید حملے کئے اور شجاعت کا بے مثل کارنامہ پیش کیا۔ غزوہ بدر میں جب عمرو بن عبدود نے جو قوت اور بہادری میں ہزار آدمیوں پر بھاری سمجھا تھا۔ مقابل صف عسکر اسلام ہوا تو حضرت علی رضی اللہ عنہ اس کے مقابلے میں ڈھکے ڈھول ڈالنے لگے۔ اس طرح عمرو بن عبدود کے قتل سے دشمن اسلام کی کمرہست ٹوٹ گئی اور وہ میدان چھوڑ کر بھاگ گئے۔

فتح خیبر کا شرف بھی آپ کو حاصل ہوا

خیبر کا قلعہ قومیں جب فتح نہ ہو سکا تو حضور ﷺ نے لشکر اسلام کا علم حضور علی رضی اللہ عنہ کو عطا فرمایا۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ آشوب چشم میں مبتلا تھے۔ حضور ﷺ نے

مبارک لگا دیا آشوب چشم جاتا رہا۔ آپ ایک ہی جنت میں خندق کو پار کر کے دو روزہ تک پہنچ گئے۔ اسی کے ایک کواڑ کو ڈھال بنا کر لڑے اور قلعہ فتح ہوا۔ آپ کے اس تیر کن قوت کو دیکھ کر دنیا حیران رہ گئی۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں جس وقت لگاؤں تو آسمان تک پہنچ جاؤں۔ حضور ﷺ کے لعاب مبارک پر برکت تھی آپ سخت جائزوں کے موسم میں باریک کپڑے استعمال فرماتے۔

حضرت مجدد الف ثانی رضی اللہ عنہ نے فرمایا

صحابہ و اہل بیت سے محبت اور ان کا احترام ہر مسلمان کے لئے ضروری ہے۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ کو دیکھنا عبادت ہے۔ اولیاء اللہ کے فیض و ہدایت کا مرکز علی مرتضیٰ علیہ السلام کی ذات ہے۔ قلب ابدال اوتاد جناب علی رضی اللہ عنہ سے تربیت حاصل کرتے۔ ان کی اصلاح و اعانت سے راہ سلوک طے کرتے ہیں۔ جناب علی رضی اللہ عنہ سے محبت اہلسنت کی شرط ہے۔

آپ علی کی اولاد

حضرت امام علی رضی اللہ عنہ ۱۲ محرم ۳۵ھ میں خلیفہ ہوئے۔ ۲۱ رمضان ۴۰ھ شہید ہوئے۔ من و حسین رضی اللہ عنہما کے علاوہ آپ کی دیگر ازواج سے سول فرزند تھے۔ بعض نے تصریح کیا کہ آپ کے کل انیس بیٹے ۱۸ بیٹیاں تھیں۔ چھ صاحبزادے آپ کی حیات ہی میں ہوئے۔ باقی تیرہ میں سے چھ یعنی عباس بن علی، محمد بن علی، عمر بن علی، ابو بکر بن علی، محمد بن علی اور حضرت امام حسین کربلا میں شہید ہوئے دنیا میں اس وقت صرف پانچ بن حسین، محمد حنفیہ، عباس، عمر اطراف سے آپ کی نسل چل رہی ہے۔

روایت

۱۸ رمضان المبارک ۴۰ھ ہجری جامع مسجد کوفہ میں تھے کہ شقی ازلی ابن عم خارجی

نے اس شمع ہدایت پر جس کی حیات کا ایک ایک لمحہ نوع انسانی کے لئے مشعل راہ جو تقویٰ پر ہیزار گاری، علم و معرفت میں یکتائے روزگار تھا۔ زہر آلود مخیر سے ڈھی بے علم و فضل کا آفتاب ۲۱ رمضان المبارک کو غروب ہو گیا۔ آپ کا روضہ اقدس اشرف میں فیوض و لایب محمدی کا مرکز اور اولیاء امت کا جلاو ماویٰ ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ کے خطبات

جناب علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ خطابت میں حضور ﷺ کے مظہر اتم تھے ان کے الفاظ فصاحت و بلاغت بے مثل تھی یا یوں کہیے کہ آپ فصاحت و بلاغت اور قادر الکلام اور حضور ﷺ کا عکس جمیل تھے۔ آپ کے اقوال و خطبے اثر پذیری میں آپ اپنی مثال آپ ہیں۔ ”اے دنیا! اے دنیا! کیا تو میرا امتحان لینے چلی ہے اور مجھے بہکانے کی کوشش کی ہے۔ مایوس ہو جا کسی اور کو فریب دے۔ تیری عمر کوتاہ تیرا پیش بے حقیقت ہے۔ زبردست ہائے زور راہ کس قدر کم ہے سفر کتنا طویل اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔ کسی حریص کو اپنا مشیر نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ تم سے وسعت قلب اور استقامت لے گا۔“

(۱) کسی بزدل کو اپنا مشیر نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے دلوں اور حوصلوں کو کمزور دے گا۔

(۲) کسی جاہ پسند کو اپنا مشیر نہ بناؤ۔ کیونکہ وہ تمہارے اندر حرص و ہوا پیدا کرے گا اور تمہیں ظالم و آمر بنادے گا۔

(۳) تنگ دلی بزدلی اور حرص انسان سے اس کا ایمان سلب کر لیتی ہے۔

(۴) ایسے لوگ تمہارے لئے بہتر مشیر ثابت ہو سکتے ہیں جنہیں خدا نے ایمان اور بصیرت سے نوازا ہوگا۔ جن کے دامن پر کسی گناہ کا داغ نہ ہو اور جنہوں نے ایمان ظالم کی اعانت نہ کی ہو۔

خلیفہ راشد سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ

(وقات ۵ ربیع الاول ۵۰ھ)

(۱) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ سیدنا علی مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ الکریم کے صاحبزادے اور حضور سید المرسلین ﷺ کے مقدس نواسے ہیں۔ آپ کی کنیت ابو محمد ہے رمضان المبارک کی ۱۵ تاریخ ۳۷ھ میں پیدا ہوئے اور ہجر ۴۷ھ یا ۵۰ھ میں وصال فرمایا اور جنت البقیع (مدینہ منورہ) میں دفن ہوئے۔

(۲) آپ شکل و شبابت چال و حال اور رنگ و روپ میں حضور ﷺ کے بہت مشابہ تھے بڑے عابد زاہد تھے۔ راہ خدا میں دو مرتبہ اپنا آدھا مال صدقہ کیا اور ۲۵ حج پیدل کئے۔ بہت ہی نئی، حلیم، ذی وقار اور صاحب شمت تھے۔

(۳) زندگی بھر فحش کلمہ زبان سے نہیں نکالا لڑائی جھگڑا اور فتنہ و فساد کو بہت برا سمجھتے تھے۔ اپنے والد ماجد کی شہادت کے بعد سات ماہ تک مسند خلافت پر متمکن رہے۔ جب اہل کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر بیعت کر لی تو جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ سے لڑائی کی شکل پیدا ہو گئی۔ آپ نے مسلمانوں کی باہم لڑائی اور غریزی کو پسند نہ کیا اور چند شرائط کے ساتھ خلافت جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دی اور صلح ہو گئی اور حضور ﷺ کی وہ پیش گوئی پوری ہوئی جس میں آپ نے ارشاد فرمایا تھا کہ میرا یہ بیٹا مسلمانوں کی دو بڑی جماعتوں میں صلح کرائے گا۔

(۴) حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد اہل کوفہ نے آپ کے ہاتھ پر

بیعت کی تھی۔ بیعت کرنے والے چالیس ہزار تھے اور آپ نے خلافت کا کام جناب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کو ۱۵ جمادی الاولیٰ ۳۱ھ میں سپرد کیا تھا۔ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ تیرہ حدیثیں مروی ہیں۔

(۵) حضرت امام حسن رضی اللہ عنہ سے آپ کے صاحبزادے حسن بن حسن حضرت ابو ہریرہ اور ایک بڑی جماعت نے حدیث روایت کی ہے اور آپ سے ۱۳ حدیثیں مروی ہیں۔

(۶) کرمانی شرح بخاری میں ہے آپ کے فضائل و مناقب۔ بے حد و بے شمار ہیں۔ حضور سید عالم نور مجسم رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ وہ فرشتہ جو آج سے قبل زمین پر نازل نہیں ہوا اس نے مجھے منجانب اللہ بشارت دی ہے۔ اِنَّ الْحَسَنَ وَالْحُسَيْنَ مِنْ اَهْلِ الْجَنَّةِ (ترمذی) حسن و حسین جنت کے جوانوں کے سردار ہیں۔

حضور رضی اللہ عنہ نے حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو کندھوں پر بٹھایا تو کسی نے کہا سواری بڑی شاندار ہے۔ حضور رضی اللہ عنہ نے جواب دیا سواری بھی تو بڑی شان والا ہے۔ (حاکم) بوقت سجدہ حضرت حسن حضور اکرم رضی اللہ عنہ کی پیٹھ پر چلے جاتے تو حضور اکرم رضی اللہ عنہ اس وقت تک سراقدس نہیں اٹھاتے تھے جب تک جناب حسن اتر نہ جاتے۔

(۷) آپ کا نام حسن حضرت جبریل کی فرمائش پر رکھا گیا۔ سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ ائمہ اثنا عشر میں امام دوم ہیں لقب تقی و سید عرف سبط رسول اور آخر الخلفاء بالوصف بھی آپ کو کہتے ہیں۔

حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا حسن و حسین دنیا میں میرے دو پھول ہیں (ترمذی) سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ بہت عابد زاہد متقی پرہیزگار تھے فیاض نہایت حلیم اور صاحب وقار تھے۔ قتل و فساد اور خون ریزی سے آپ کو نفرت تھی۔ اسی بناء پر آپ نے چند ماہ چند روز کوفہ میں امور خلافت انجام دے کر امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے سپرد کر دیا۔ امیر معاویہ

کی طرف سے ایک لاکھ روپیہ سالانہ جناب حسن رضی اللہ عنہ کے لئے مقرر تھا۔ آپ کی بہادری زہر کے اثر سے ہوئی۔ آپ کو کس نے زہر دیا؟ اس کے متعلق صرف یہ فرمایا کہ اس پر میرا شبہ ہے اگر وہی ہے تو اللہ تعالیٰ سخت انتقام لینے والا ہے۔ ورنہ میرے لئے کوئی کیوں ناحق قتل کیا جائے۔ ۵ ربیع الاول ۵۰ھ تاریخ وفات ہے۔

(۵) حضرت سعید بن زید رضی اللہ عنہ

آپ فضلاء صحابہ و عازیان اسلام سے ہیں۔ تمام معرکوں میں حضور رضی اللہ عنہ کے ہمراہ رہے۔ آپ آغاز میں ہی اسلام لائے۔ آپ کی بیوی فاطمہ حضرت عمر کی بیوی تھیں۔ یہ بیوی فاطمہ ہیں جو حضرت عمر کے اسلام لانے کا سبب بنیں۔ متقی پرہیزگار تھے کہ مروان کے دربار میں ایک عورت نے شکایت کی کہ سعید نے میری زمین صاب کر لی ہے۔ جب مروان نے آپ کو طلب کیا تو حضرت سعید رضی اللہ عنہ نے فرمایا تم میری نسبت یہ خیال کرتے ہو حالانکہ میں نے نبی ﷺ سے سنا ہے جو شخص ایک بالشت زمین کسی کی قلم سے حاصل کرے گا قیامت کے دن ساتوں زمینوں کے طوق اس کی گردن میں ڈالے جائیں گے۔ اس کے بعد بارگاہ الہی میں عرض کی اگر یہ عورت کہتی ہے تو اے خدا تو اسے اندھا کر دے اور اسے اس کے گھر کے کنویں میں گرا دے۔ تاکہ مسلمانوں پر میری صداقت واضح ہو جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا اس عورت کی بیانی جاتی رہی۔ اپنے ہی مکان کے کنویں میں گر گئی اور وہی کنواں اس کی قبر بن گیا۔ ہجری ۵۰ھ میں وفات پائی۔ ابن عمر اور سعد بن ابی وقاص نے غسل دیا ابن عمر نے نماز جنازہ پڑھائی۔ آپ کے جسم سے خوشبو آ رہی تھی۔ آپ عشرہ مبشرہ سے ہیں۔

(۶) حضرت طلحہ بن عبد اللہ

آپ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی تلقین پر مشرف بہ اسلام ہوئے۔ حضرت عمر

ﷺ نے آپ کو خلافت کا اہل قرار دیا۔ اُحد و بدر و جملہ غزوات میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہے۔ اُحد کی لڑائی میں آپ نے اپنے جسم کو حضور ﷺ کا سپر بنایا جو ہم کافر حضور ﷺ پر چھینکتے آپ اپنے ہاتھ میں لے لیتے۔ اس جائزہ و عقیدت کا صلہ یہ ملا کہ حضور ﷺ نے فرمایا طلحہ کیلئے جنت واجب ہوگئی۔ آپ نے حضور ﷺ کی حفاظت کے موقع پر ہاتھ پر ۲۳ سر پر تلوار کی ایک ضرب کھل بدن پر تلوار و نیزہ کے ۵ زخم کھائے۔ جناب علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا طلحہ عثمان اور زبیر وہ ہیں جن کے حق میں قرآن مجید میں اللہ نے فرمایا کہ وہ جنت میں ایک دوسرے کے سامنے بھائی بھائی بن کر رہیں گے۔ ۱۰ جمادی الثانی ۳۵ھ واقعہ جمل میں ساٹھ سال کی عمر پر اکبر شہید ہوئے۔

۷) حضرت زبیر بن العوام

آپ نے ہمر چدرہ سال اسلام قبول کیا۔ حبشہ و مدینہ کی طرف دو ہجرتیں کیں۔ اسلام لانے کے جرم میں آپ کو چچا کھجور کی صف میں لپیٹ کر آپ کو دھواں دھا کر رہا تھا مگر آپ کے استغفار میں ذرا فرق نہ آیا۔ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ جنگ اُحد میں ثابت قدم رہے۔ آپ اسلام لانے والوں میں پانچویں ہیں۔ حضور ﷺ کے عاشق صادق ان کے جسم پر ایسا کوئی حصہ نہ تھا جو حضور ﷺ کی محبت میں کفار کی تلواروں اور تیروں سے زخمی نہ ہوا ہو۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہر نبی کا حواری ہوتا ہے۔ میرا حواری زبیر ہے۔ آپ کے ایک ہزار غلام تھے۔ وہ جو کچھ کا کر لائے ایک درہم بھی اپنے لئے نہ رکھتے سب مساکین میں تقسیم کر دیتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے وصال کے بعد آپ کو بھی خلافت کیلئے نامزد کیا گیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا زبیر ارکان دین میں سے ایک رکن ہے۔ جنگ بدر میں فرشتے آپ کی شکل میں نازل ہوئے آپ اُحد میں ثابت قدم رہے۔ جناب عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں اللہین استجابوا للہ والرسول سے حضرت ابوبکر اور حضرت زبیر مراد ہیں (پ ۲) اسد الغابہ آپ بھی عشرہ مشرہ میں سے ہیں۔

حضرت جہان فی اللہ نے آپ کی شان میں قصیدے کہے ہیں۔ ۳۶ھ جمادی الثانی ۶۷ھ سال شہادت پائی۔ (اصابہ)

۸) عبدالرحمن بن عوف رضی اللہ عنہ

ابو نبوی عام الفیل مکہ میں پیدا ہوئے۔ آپ بھی ان پانچ بزرگوں میں سے ہیں۔ حضرت ابوبکر کی تبلیغ سے اسلام لائے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو بھی شایان اُحد قرار دیا۔ ایک سفر میں حضور ﷺ نے آپ کے پیچھے نماز ادا کی۔ غزوہ اُحد میں حضور ﷺ نے فرمایا کہ حضور ﷺ نے خود دست مبارک سے ان کے سر پر غلامہ باندھا۔ چار انگشت شملہ چھوڑا پھر فوج کا علم بلند فرمایا۔ دومۃ الجندل کو روانہ کیا۔ اُحد کا راہ خدا میں جہاد کرو۔ اللہ تمہیں فتح دے گا۔ چنانچہ فتح ہوئی۔ فتح مصر میں آپ ہوئے بلکہ فوج کے ایک حصہ کے افسر رہے۔ حضور ﷺ نے آپ کے لئے اُحد کی دعا فرمائی۔ اس کا اثر یہ ہوا کہ آپ کے گھر میں اس قدر سونا جمع ہوا کہ بوقت سال طہاڑیوں سے کاٹ کر ورثہ میں تقسیم کیا گیا چار بیویاں تھیں ہر ایک کے حصہ میں ۱۰۰ ہزار درہم آئے۔ آپ نے ایک ہزار اونٹ ایک سو گھوڑے اور تین سو بکریاں عطا کی تھیں۔ آپ نے وصیت کی تھی کہ میرے مرنے کے بعد جو اصحاب بدر زندہ رہیں ان میں سے چار چار سو دینار دیئے جائیں۔ چنانچہ آپ کی وفات کے بعد ایک صد صحابہ کو ملے جو بدر کی لڑائی میں شامل ہوئے تھے اور انہیں حسب وصیت چار چار سو دینار دیئے گئے۔ آپ نے پچاس ہزار درہم عام غرباء و مساکین میں اور ایک ہزار گھوڑے اور ۱۰۰۰ اونٹین کی وصیت بھی فرمائی تھی ۳۵ھ میں ہمر چتر سال وفات پائی۔

۹) حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ

آپ اسلام لانے والوں میں چھٹے تھے۔ اس وقت آپ کی عمر سترہ سال تھی۔

آپ بھی عشرہ مبشرہ اور اصحاب شوری کے چھ ارکان میں شامل تھے۔ بدر و احد میں حنین اور تمام غزوات میں حضور ﷺ کے ہمراہ رہے جنگ فارس میں پہلے افواج اسلام تھے۔ مدائن کسری کے فاتح ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آپ کو عراقی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے کوفہ کا گورنر بنایا۔ آپ سب سے پہلے غازی ہیں غزوہ احد میں آپ نے ایک ہزار نیر چلائے۔ حضور ﷺ فرماتے جاتے تھے۔ مدینہ میرے ماں باپ تم پر قربان ہوں حضور ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی تھی کہ جو بھی دعا کریں وہ قبول ہو۔ آپ نے راہ خدا میں سب سے پہلا تیر چلایا تھا۔ سعد جو حضور ﷺ کے لئے پہرہ دیا کرتے تھے اور حضور ﷺ ان کے حق میں فرمایا کرتے تھے۔ حضرت سعد کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا یہ میرے ماموں مجھے کوئی اپنا ایسا ماموں تو دکھا دے۔ (مشکوٰۃ)

حضرت سعد پانچ ہزار درہم زکوٰۃ نکالتے تھے دوا لکھ پچاس ہزار درہم نے ترکہ میں چھوڑے۔ ۵۵ یا ۵۸ میں اسی سال کی عمر میں وادی حنین میں واپس پائی۔ آپ عشرہ مبشرہ میں ممتاز درجہ پر فائز تھے۔

۱۰) حضرت ابو عبیدہ بن الجراح رضی اللہ عنہ

آپ اسلام لانے والوں میں نویں تھے۔ حبشہ و مدینہ کی طرف ہجرت کی غزوات میں حضور کے ساتھ رہے۔ حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما کے دور خلافت میں عراق، فلسطین، فتح میں لشکر اسلام کے سپہ سالار تھے۔ آپ کے والد اسلام لائے۔ بدر کی لڑائی میں آپ نے اپنے دادا جراح کو قتل کرویا تھا۔ جس پر آپ یہ لالچ قوسا نازل ہوئی۔ جس میں فرمایا گیا کہ جو اللہ و رسول پر ایمان رکھتے ہیں وہ اللہ و رسول کے دشمنوں اور مخالفوں سے دوستی نہیں رکھتے۔ اگرچہ وہ ان کے باپ بیٹے بھائی و دارقی کیوں نہ ہوں یہ وہ صحابہ ہیں جن کے دلوں میں اللہ تعالیٰ نے ایمان نقش فرمایا

اپنی طرف کی روح سے ان کی مدد کی اور انہیں جنت میں داخل فرمائے گا۔ (سورہ بقرہ ۱۷۷) سورہ مجادلہ کی آیت جس کا ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔

صدقہ فارق و فارقین کے دلوں میں اللہ نے ایمان نقش کرویا

یہ آیت حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے دادا کو جنگ احد میں قتل کیا۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ عنہ جنہوں نے بدر کی لڑائی میں اپنے بیٹے عبدالرحمن سے مقابلہ کیا۔ حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے بھائی عبداللہ کو حضرت فاروق عالم رضی اللہ عنہ جنہوں نے اپنے ماموں عاص بن ہشام کو اور حضرت علیؑ حضرت حمزہؑ حضرت ابو عبیدہ رضی اللہ عنہ جنہوں نے بدر کی لڑائی میں اپنے عزیزوں کو قتل کیا کی شان میں نازل ہوئی جس میں بتایا گیا کہ یہ وہ نفوس قدسیہ ہیں جو قطعی جنتی ہیں اور یہ حسب اللہ کے مقابل خون کے رشتوں کی کوئی حیثیت نہیں دینے ان کے دلوں میں ان پختہ ہو چکا ہے۔ اس آیت سے یہ بھی واضح ہوا کہ حضور ﷺ کی بہت کوہر قسم کی باتوں پر غالب کر دینے کا نام اسلام اور ایمان ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا۔ میری امت کے امین حضرت ابو عبیدہ ہیں جب فاروق عالم رضی اللہ عنہ نے حضرت خالد رضی اللہ عنہ کی جگہ آپ کو شام کا سپہ سالار بنایا تو حضرت خالد نے دوائی خطبہ میں لشکر اسلام کو مخاطب بنا کر کہا۔ تم پر اس امت کے امین کو حاکم بنایا گیا ہے احد کے موقع پر حضور ﷺ کے سر مبارک میں زرہ کے دونوں اگلے کھب گئے آپ نے دانتوں سے دبا کر زرہ کو نکالا اس وجہ سے آپ کے دونوں اگلے دانت گئے مگر خدا کی قدرت اور حضور ﷺ سے عقیدت و محبت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اگلے دانت اکھڑ جانے کے باوجود آپ کا چہرہ پہلے سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتا تھا۔ حضرت ابو عبیدہ بڑے زاہد عابد اور متواضع تھے۔ ۱۸ ہجری میں وفات پائی۔ بہ مقام ۱۱ سال یا رملہ میں دفن ہوئے ۵۸ سال عمر پائی۔

یہ ہیں وہ نفوس قدسیہ جنہیں عشرہ مبشرہ کہا جاتا ہے جو قطعی جنتی حضور ﷺ کے پیچیدائی اسلام کے عاشق اور مسلمانوں کے محسن ہیں۔ **عقائد**

صدیق اکبر رضی اللہ عنہ

خاص اس سابق میر قرب خدا اُوجد کاملیت پہ لاکھوں ملا
سایہ مصطفیٰ مایہ اعطفا عز و ناز خلافت پہ لاکھوں ملا
یعنی اس افضل الخلق بعد الرسل ثانی اثین ہجرت پہ لاکھوں ملا
اصدق الصادقین سید المستحقین
چشم و گوش و زارت پہ لاکھوں سلام



فاروق اعظم رضی اللہ عنہ

وہ عمر جن کے اعداء پہ شیدا ستر اس خدا دوست حضرت پہ لاکھوں سلام
فاروق حق و باطل امام الہدی تیغ مسلول شدت پہ لاکھوں سلام
ترجمان نبی ہزبان نبی
جان شان عدالت پہ لاکھوں سلام



عقائد اہلسنت

ابوطالب

ابوطالب حضور ﷺ کے چچا تھے۔ اس میں شک نہیں کہ ان کو حضور ﷺ سے
محبت تھی اور انہوں نے آپ ﷺ کی خدمت کا حق ادا کر دیا۔ ایمان ابوطالب
اس بحث و مناظرہ کا دائرہ تو بہت وسیع ہے لیکن ان کے ایمان و عدم ایمان کا
اسلام کا ضروری و بنیادی مسئلہ نہیں ہے۔ اس لئے میرے نزدیک بہتر یہ ہی ہے
کہ متعلق سکوت اختیار کیا جائے۔

علی عیسیٰ و حیات عیسیٰ علیہ السلام

انکی بات قطعی یعنی ضروریات دین سے ہے کہ حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نازل
اور نبی ہوئے دیئے گئے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں یہود کے مکر سے بچا کر آسمان پر
مقام عظمیٰ اس کا منکر ہو وہ کافر ہے کیونکہ یہ بات قرآن مجید کی نص قطعی سے واضح
ہے۔

قرآن مجید میں فرمایا:

وَمَا قَتَلُوهُ يَقِينًا بَلْ رَفَعَهُ اللَّهُ إِلَيْهِ۔

جناب عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا قرب قیامت میں آسمان سے اترنا دنیا میں دوبارہ
آنا۔ (اس عہد کے مطابق جو اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کرام علیہم السلام سے لیا)

یعنی دین محمدی کی امداد و اعانت کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب و اہلسنت سے اس کا منکر بد مذہب ہے۔ کیونکہ نزول عیسیٰ کا ثبوت احادیث متواترہ و اجماعاً ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا:

کیسا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کریں گے اور تمہارا حال میں سے ہوگا۔ (بخاری)

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر اب تک طاری نہیں ہوئی۔ زندہ ہی آسمان پر لئے گئے۔

ذوالقرنین کی نبوت

ایک مسلمان عادل انصاف پسند بادشاہ تھے۔ یہ فرشتہ اور ہی نہ تھے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام یا حضرت موسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں ہوئے ہیں بعض کا خیال کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعد پیدا ہوئے ذین حارہ آدمیوں نے مشرق سے مغرب دنیا کو فتح کیا۔ ان میں دو مسلمان تھے۔ ذوالقرنین اور حضرت سیمان علیہ السلام تھے اور دو کافر تھے۔ نمرود اور بخت نصر ذوالقرنین نے خواب میں دیکھا کہ آقا ﷺ پہنچ گیا ہوں۔ اس لئے ان کا نام ذوالقرنین ہو گیا۔

حضرت لقمان رضی اللہ عنہ

حضرت ایوب کے خواہر زادے یا خالہ زاد بھائی تھے صحیح یہ ہے کہ آپ کی بلکہ اللہ کے ولی اور حکیم حاذق تھے۔ انہوں نے، نبی عمر میں ایک ہزار بیبیروں کی شاگردی کی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے بقول ہے کہ وہ نبی تھے بادشاہ نہ تھے۔

حضرت خضر علیہ السلام

صحیح یہ ہے کہ آپ نبی ہیں صاحب وحی ہیں قرآن پاک میں آپ کے

الہیہ رحمة رحمت سے مراد نبوت ہے نیز ما فعلتہ عن امری کے لفظ بھی اس کا آپ نبی ہیں۔

حضرت خضر علیہ السلام کو علم باطن حاصل تھا۔

ان علماء مشائخ و صوفیاء اہل عرفان اس پر متفق ہیں کہ حضرت خضر علیہ السلام زندہ ہیں کہ اللہ عز و جل اپنے کسی بندے کو طویل عمر عطا فرمائے۔ واقعہ خضر کا لفظ کہ نبی سے ولی کا مرتبہ بڑا ہے؟ گمراہی ہے۔ (یعنی)

ادنیٰ بات جو قرآن و حدیث کے خلاف ہو بدعت ہے ہر نبی رسم کو بدعت کہہ دیتا ہے۔ بدعت وہی رسم قرار پائے گی جو کتاب و سنت کے منافی ہو۔ اگر کوئی رسول و قواعد شرع کے خلاف ہو اس کو بدعت سید (بری بدعت) اور موافق سنت حسنہ (اچھی بدعت) کہتے ہیں۔ چنانچہ مسلم شریف کی حدیث میں خلق حضور نے فرمایا:

ان البدع بدعة ضلالة لا یوضحها اللہ ورسولہ۔

اس شخص نے ایسی نئی بات نکالی جس سے اللہ اس کا رسول راضی نہیں۔

اور اشدہ جملوں سے واضح ہے کہ بدعت ضلالہ وہی ہے جو قرآن و حدیث کے خلاف جس سے اللہ اور اس کے رسول راضی نہ ہوں۔ اس لئے کسی بھی رسم و رواج کی بدعت سیدہ کا فتویٰ دیتے وقت یہ دیکھنا لازمی و ضروری ہے کہ وہ رسم قرآن و حدیث کے خلاف تو نہیں ہے اگر مسلمانوں میں رائج رہیں قرآن و حدیث کے خلاف نہیں بدعت کہنا سخت زیادتی اور ظلم ہے۔

تعالیٰ سے قرب خاص کا ایک مرتبہ ہے جو اللہ تعالیٰ اپنے برگزیدہ بندوں کو

عطا فرماتا ہے جو علم دین سے جاہل ہو اسے ولایت نہیں مل سکتی البتہ یہ ہو سکتا ہے کہ تعالیٰ اپنے فضل سے باطنی طور پر اسے علم عطا فرمادے جسے علم لدنی کہتے ہیں جسے عبادت و ریاضت و ولایت کے حصول کا ذریعہ ہو سکتا ہے۔ ویسے ولایت یعنی اللہ تعالیٰ کی خاص عطا و فضل سے ملتی ہے۔ ہر عابد و زاہد متقی پر ہیز کا راز ضروری نہیں ہے۔ اولیاء کرام بھی معصوم نہیں ہوتے ہاں اللہ تعالیٰ اپنے کرم برائیوں سے محفوظ رکھتا ہے کوئی ولی احکام شریعت سے سبکدوش نہیں ہو سکتا

ولایت کو نبوت سے افضل جاننا

ولی کو نبی سے افضل عقیدہ رکھنا کفر ہے کوئی ولی نبی کے رتبہ کو نہیں دے سکتا ولی سے گناہ ہو سکتا ہے اور گناہ کی وجہ سے اس کی ولایت ختم ہو سکتی ہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم معصوم ہوتے ہیں انہیں نبوت سے معزولی یا برے خاتمہ کا خوف نہیں

اولیاء امت میں سب سے افضل صدیق اکبر ہیں

اولیاء امت محمدیہ میں سب سے افضل حضرت صدیق اکبر ہیں پھر عثمان پھر علی رضی اللہ عنہم ہیں تمام صحابہ کرام حسب مراتب اللہ تعالیٰ کے ولی اور معزز حضور ﷺ سے کمالات نبوت کا فیض اور برکت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما سے اور برکات ولایت کے فیوض حضرت علی رضی اللہ عنہ سے امت کو ملتے ہیں۔ واضح عبارت کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جناب ابوبکر و عمر معاذ اللہ نبی ہو گئے اور ابوبکر و عمر ولی نہیں ہیں۔ تمام صحابہ کرام اولیاء اللہ ہیں۔ البتہ اولیاء اللہ کے فیوض کا مرکز علی ہیں۔

قرآن مجید میں ولی کی تعریف کی گئی ہے۔

الَّذِينَ آمَنُوا وَكَانُوا يَتَّقُونَ

جو ایمان لائے اور تقویٰ کو اختیار کیا۔

اولیاء کی شان میں فرمایا:

لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُونَ

اولیاء اللہ پر نہ کوئی غم ہے اور نہ خوف۔

اولیاء کرام کو اللہ تعالیٰ نے بڑی طاقت عطا فرمائی ہے۔ اولیاء کی کرامت حق ان کا وسیلہ پکڑنا اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا مظہر سمجھ کر ان سے امداد طلب کرنا جائز ہے۔ ان کے عزرات پر حاضری باعث برکت ہے اور ان کے وسیلہ سے دعا قبول ہوتی ہے۔ ان کی ایصالِ ثواب کرنا جائز ہے۔ بزرگوں کی قبروں کو سجدہ کرنا حرام ہے۔ بوسہ و طواف کرنا مکہ مکرمہ کی طوافِ نعلین ہی تو صرف خانہ کعبہ کے ساتھ خاص ہے۔

تصوف

دل کی صفائی اور ظاہر و باطن میں حضور ﷺ کی سچی پیروی اور احکام شریعت کی عملی کا نام تصوف ہے۔

حضرت جنید بغدادی شیخ شہاب الدین سہروردی مخدوم سید اشرف جہانگیر دہلوی بایزید بسطامی امام محی الدین شعرانی قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی فیاض علم حضرت خواجہ غلام رسول توکیروی تمام اولیاء اللہ و مشائخ اس بات پر متفق ہیں کہ تصوف حضور ﷺ کے اتباع کا نام ہے۔ (طبقات کبریٰ ص ۱۲۰ الطائف اشرفیہ ص ۲۶) نجاتِ دہلی ص ۱۹ رسالہ قشیریہ ص ۱۵۳ اعراف العارف ص ۴۲

جس کا ظاہر شریعت کے مطابق اور باطن آداب طریقت کے موافق نہ ہو تو ایسا تصوف ولی نہیں ہے اور نہ اس کی کرامت کرامت ہے بلکہ مکروہ استدراج ہے۔

امام شعرانی فرماتے ہیں کہ علم تصوف چترہ شریعت سے نکلی ہوئی ایک نہر ہے۔

شریعت و طریقت

طریقت شریعت کے خلاف نہیں ہے بلکہ وہ شریعت کا باطنی حصہ ہے۔ لوگ یہ کہتے ہیں کہ شریعت اور ہے اور طریقت اور وہ جاہل محض ہیں۔ بخاری شریف کی ایک طویل حدیث کا مضمون ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا احسان یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ایسے کر کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے یا پھر یہ ہو کہ تو اسے نہیں دیکھ پاتا۔ یہ تجھے دیکھ رہا ہے۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوا کہ تصوف شریعت کا ایک شعبہ ہے اور احسان سے موسوم کیا گیا۔

پیری مریدی

راہ شریعت و طریقت پر چلانے والے کو پیر کہتے ہیں ہر شخص اتنا علم نہیں رکھتا کہ شریعت کے اسرار و رموز ذکر و فکر مراقبہ مجاہدہ نفس ایسے امور کو بغیر استاذ کے پاس کیا جائے۔ طریقت کے راستہ کو پانے کے لئے اور کسی متقی پر بیزار گار جامع شرائط بزرگ کامریہ اور باعث برکت و رحمت ہی ہے۔

لیکن بیعت ایسے شخص کی کی جانی چاہیے جس میں مرشد ہونے کی شرائط پائی جائیں۔ اول سنی صحیح العقیدہ ہو دوم اتنا دین کا علم رکھتا ہو کہ اپنی ضرورت کے مسائل کتابوں سے نکال سکے۔ سوم قیام شریعت ہو۔ علی الاعلان گناہوں کے کام نہ کرے۔ چہارم اس کا سلسلہ حضور نبی کریم ﷺ تک متصل ہو۔ (ملا ہوا ہو) پنجم ایسے شخص مجاز بھی ہو۔

آج کل بد عقیدہ افراد نے بھی پیری مریدی شروع کر دی ہے ان کا سبق غلو ہوتا ہے کہ سب اچھے ہیں جس کا عقیدہ خراب ہو اس کو بھی برانہ کہو یا بعض ایسے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی پابندی نہیں کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے بچنا لازم و واجب ہے۔

کشف والہام

اللہ کے ولیوں کو سوتے جاگتے ہوئے بعض اوقات اللہ تعالیٰ غیب کی باتوں پر علم ارمانا ہے اس کو کشف یا الہام کہتے ہیں۔ اگر شریعت کے موافق ہو تو ماننے میں کوئی حرج نہیں شریعت کے خلاف ہو تو ہرگز نہیں مانا جائے گا بلکہ شیطان کی طرف سے کھائے گا۔ سلاسل اربعہ یعنی ذکر و فکر مراقبہ یا دالئی دل کی صفائی کے لئے بزرگوں کے ہمارے سلسلے بہت مشہور ہیں۔

سلاسل اربعہ

قادریہ جس کے امام حضرت غوث اعظم شیخ سید عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ ہیں۔ چشتیہ جس کے سربراہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمہ اللہ ہیں۔ سہروردیہ جس کے رہبر حضرت خواجہ شہاب الدین سہروردی ہیں۔ نقشبندیہ جس کے پیشوا حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند علیہم الرحمۃ والرضوان ہیں۔ ان چاروں سلسلوں کا مرکز و مدار شریعت اسلامیہ ہے۔ قرآن و حدیث کی پیروی سب کا مقصد اصلی ہے۔ اسلام کو مستحکم رکھنا ہے اور یہ چاروں سلسلے اس کی منہر ہیں جو سب اسی سند و اسلام سے فیض لے رہے ہیں اور اسی پر جا کر ختم ہو جاتی ہیں۔ اصلاح نفس اور تزکیہ باطن کا جو طریقہ جس نے کتاب و سنت کی روشنی میں متعین کیا۔ اس سلسلہ کی نسبت اسی بزرگ کی طرف ہو گئی۔ اصلاح نفس و تزکیہ باطن کی تعلیم دینے والوں کو شیخ کہتے ہیں اور اس کی پیروی کو بیعت اور بیعت ہونے والوں کو مرید اور جن سے بیعت کی جائے۔ اسے مرید یا پیر کہتے ہیں۔

بیعت کے معنی

ثانی اللہ اور بقاء باللہ کے ہیں۔ ولی میں یہ نسبت موت کے بعد اور زیادہ ہو

جاتی ہے۔ اولیاء سے روحانی فیض حاصل ہوتا ہے۔ یہ حضرات اللہ کے حکم اور امر و نہی سے مخلوقات کی حاجت روائی کرتے ہیں۔ ان کے وسیلہ واسطہ سے دعا لیا جاتی ہے اور اولیاء اللہ کے مزارات پر حاضری باعث رحمت و برکت ہے۔ زیارت کرنے والا اہل مزار کی روح سے انوار و برکات کا عکس قبول کرتا ہے۔ جیسے ایک آئینہ کے مقابل دوسرا آئینہ رکھا جائے تو اس میں عکس پڑتا ہے۔ اولیاء اللہ اللہ تعالیٰ کی نصرت کے مظہر ہوتے ہیں۔ البتہ قبور اولیاء کو سجدہ کرنا حرام ہے طواف بھی مناسب نہیں۔ لیکن مزارات سے برکت حاصل کرنا جائز و مباح ہے اور مزارات سے برکت ملنا ایک امر واقعہ ہے۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مزار مبارک کے پاس جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا مانگتا ہوں خدا پوری فرمادیتا ہے۔ (خیرات الحسان ابن حجر کی)

نیز فرماتے ہیں حضرت موسیٰ کاظم رحمہ اللہ کا مزار مبارک قبولیت دعا کے مجرب ہے۔ (مرقاۃ)

شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ نے فرمایا چار اولیاء اللہ اپنی قبروں میں آج بھی اس طرح تصرف کرتے ہیں جیسے زندگی میں ان میں سے ایک حضرت معرووف کرخی اور دوسرے حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ ہیں۔ صراط مستقیم میں مولانا اسماعیل دہلوی کو بھی لکھنا پڑا کہ روح مقدس جناب حضرت غوث الثقلین و ہمام حضرت خواجہ بہاؤ الدین نقشبند متوجہ حال حضرت ایشان گرویدہ۔



احکام اسلامیہ کا مرکز و مآخذ

کتاب سنت اجماع امت قیاس

اسلامی احکام و مسائل کا مآخذ و مرکز قرآن و سنت اجماع امت اور قیاس ہے۔ قیاس کوئی بنیادی دلیل نہیں ہے تاہم قیاس و اجتہاد سے احکام کا ظہور ہوتا ہے۔ علماء اسلام نے انہی چاروں دلائل شرعیہ سے احکام شریعت کو مرتب و مدون کیا ہے۔

قرآن مجید

ہادی انسانیت، مرشد مطلق اور دستور حیات ہے۔ قرآن مجید دستور اسلامی کا قرآن اور داعی مرکز ہے اور پوری نوع انسانی قرآن کی مخاطب ہے۔

قد جاءکم من اللہ نور و کتاب مبین ○ ہذا بلاغ للناس ولینذ

لوگو! تمہارے پاس اللہ کی طرف سے نور آچکا ہے اور روشن کتاب یہ (قرآن) انہی کے لئے ایک پیغام ہے۔ تاکہ اس کے ذریعے ان کو ڈرایا جائے (یعنی خبردار کیا جائے)۔

حضور ﷺ کی دعوت اور تبلیغ کی وضاحت کرتے ہوئے قرآن نے کہا:

انا ارسلناک کافۃ للناس بشیرا و نذیرا۔

ہم نے آپ کو تمام انسانوں کے لئے خوشخبری دینے والا اور عذاب سے ڈرانے

والاینا کر بھیجا ہے۔

(۳) انا انزلنا الیہ الكتاب بالحقی لتتحکم بین الناس بما اراد الله

ہم نے آپ پر کتاب اتاری تھی آپ کے ساتھ تاکہ آپ انسانوں کے درمیان حکم فرمائیں جو اللہ نے آپ کو بتا دیا ہے۔

(۴) وانزلنا الیہ الذکر لتبین للناس ما نزلنا الیہم۔

اور ہم نے آپ پر ذکر اتارا ہے تاکہ آپ لوگوں کو وہ سب کچھ بیان فرما سکیں جو ان کے لئے اتارا گیا ہے۔

سنت رسول

شریعت اسلامیہ کا دوسرا بنیادی ماخذ سنت رسول ﷺ ہے۔ حضور ﷺ کے قول و فعل اور تقریر کا نام سنت ہے تقریر کا مطلب یہ ہے کہ کسی نے حضور ﷺ کے سامنے کوئی کام کیا اور حضور ﷺ نے اس کو منع نہیں فرمایا اس کو سنت تقریر کہتے ہیں کیونکہ اگر وہ کام ناجائز ہوتا تو حضور ﷺ اپنے فرض نبوت کو ادا کرنے ہوئے اس کام کے کرنے سے ضرور منع فرما دیتے۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت اطیعوا اللہ اور حضور ﷺ کی اطاعت اطیعوا الرسول کا حکم ہے۔ آیت کے پہلے جملے سے کتاب اللہ اور دوسرے سے سنت رسول مراد ہے۔ قرآن مجید نے حضور ﷺ کی ذات اقدس اور آپ کی صورت و سیرت اقوال و اعمال کو واجب العمل قرار دیا ہے۔

(۵) واحکم بما انزل إلئیک ولا تتبع اھواءہم۔

اور فیصلہ کرو مطابق قرآن کے اور ان کی (فریقین) کی مرضی کا اتباع نہ کرو۔ حضور سید عالم ﷺ کے اقوال و احکام و افعال وحی الہی ہیں اور قرآن پاک کی طرح واجب العمل ہیں۔

(۶) وما یطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحی۔

وہ اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتے لیکن وحی (کہتے ہیں) جو وحی نازل ہوتی

من یطع الرسول فقد اطاع اللہ۔

جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔

حضور ﷺ کی اطاعت صرف احکام قرآنی تک ہی محدود نہیں ہے بلکہ احکام ان کی اطاعت کے ساتھ آپ کی اطاعت منفرد اور مستقل طور پر مطلوب ہے۔

یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ولا تبطلوا

دعائکم۔

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور (اس کے) رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔

یا ایہا الذین امنوا استجبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما

یحکم۔

اے ایمان والو جو (حکم) اللہ اور رسول دے اسے قبول کرو تاکہ تمہیں حیات حاصل ہو۔

اطاعت رسول کی طرف توجہ دلاتے ہوئے قرآن حکیم میں صرف ثانوی حیثیت میں اس کا ذکر نہیں کیا گیا بلکہ بالاستقلال اس کا حکم دیتے ہوئے فرمایا:

(۱) ما اناکم الرسول فخذوہ وما لھاکم عنہ فانتھوا۔

رسول جو کچھ تمہیں (حکم) دیں اس کو لو۔ (اختیار کرو) اور جس بات سے منع کرانیں اسے نہ کرو۔

مزید تنبیہ کرتے ہوئے ارشاد فرمایا:

(۲) فلا وربک لا یؤمنون حتی یمکولک فیما شجر بینہم ثم

لا یجدوا فی انفسہم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیما۔

تمہارے پروردگار کی قسم یہ لوگ جب تک اپنے تنازعات میں تمہیں مارنا نہیں اور جو فیصلہ تم کرو اس سے اپنے دل میں تنگ نہ ہوں بلکہ اسے خوشی سے لیں تب تک مومن نہیں ہوں گے۔

ایمان ہے قال مصطفائی

قرآن ہے حال مصطفائی

حضور کی تشریحی حیثیت

کتاب مجید کی مذکورہ آیت کی روشنی میں حضور سید عالم نور محمد ﷺ کا منصب یہ قرار پاتا ہے کہ آپ مستقل طور پر شارع ہیں۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس نای بنا کر مہوٹ فرمایا ہے اور آپ کو یہ اختیار ہے کہ آپ جسے چاہیں واجب قرار دے دیں اور جسے چاہیں ناجائز قرار دے دیں۔ حضور ﷺ کے اس منصب خاص کے ثبوت میں متعدد آیات و احادیث پیش کی جاسکتی ہیں۔ ارشاد باری ہے۔

وہ جو اتباع کریں گے رسول امی کا جسے لکھا ہوا پائیں گے تو ریت و انجیل میں وہ رسول انہیں بھلائی کا حکم دے گا برائی سے منع کرے گا ستمی چیزیں حلال کرے گا۔ اور گندی چیزیں ان پر حرام فرمائے گا۔ (پ ۹ ع ۹)

اس آیت میں حضور نبی کریم ﷺ کے چند اوصاف کا ذکر ہے۔ وہ اوصاف

ہیں۔

(۱) آپ امی ہیں۔ آپ نے اللہ سے تعلیم پائی ہے آپ کا علم و فہم وہی ہے۔

(۲) آپ اچھی باتوں کا حکم دیتے ہیں۔

(۳) برائی سے روکتے ہیں۔

(۴) طہیات کو حلال فرماتے ہیں

خباثت کو حرام قرار دیتے ہیں۔ ظاہر ہے کہ قرآن نے حلال و حرام اشیاء کی تفصیل کے ساتھ نشانہ ہی نہیں کی یہ کام حضور ﷺ کے سپرد فرمایا اور اس کے بعد یہ بھی اعلان فرمادیا۔

قاتلوا الذین لا یؤمنون باللہ ولا بالیوم الآخر ولا یحرمون ما حرم اللہ ورسولہ۔

لڑو ان لوگوں سے جو اللہ اور آخرت پر ایمان نہیں رکھتے اور حرام نہیں مانتے

وہی کہنے اس آیت میں کتنی وضاحت سے اس حقیقت کا اظہار کیا گیا ہے کہ اللہ نے اس کے رسول کے حرام کئے ہوئے ہیں فرق نہیں ہے۔ جو رسول کے حرام کئے ہوئے نہیں مانتے۔ ان سے جہاد فرض ہے۔

یہاں یہ امر بھی قابل ذکر ہے کہ قرآن میں جا بجا اللہ و رسول کا نام ہے اور

ہم کی نسبت بھی اللہ اور رسول کی طرف کی گئی ہے۔ آخر خدا اور رسول کی طرف حکم یا

کی نسبت کیوں کی جاتی ہے؟ صرف خدا کی طرف ہی کیوں نہیں کر دی جاتی۔

ان حکیم میں حکم رضا اطاعت حرمت اجتناب کے الفاظ کثیر مقامات پر آئے

مگر آپ دیکھیں گے کہ خالق اکبر نے ان مواقع پر اپنے محبوب رسول کو جدا نہیں

کیا آخر اس میں کوئی حکمت ضرور ہے۔ کیونکہ اللہ حکیم مطلق ہے۔ اس کا فعل حکمت

مالی نہیں ہوتا۔ قرآن میں جا بجا خدا اور رسول کی طرف نسبت کرنے میں حکمت

ہی ہے کہ دنیا والوں پر ظاہر ہو جائے کہ رسول پر ایمان لانا اس کے افعال و کردار و

اخلاق اور اس کے امر و نہی کو تسلیم کرنا ضروری ہے تاریخ شاہد ہے کہ اسلام کے اولین

صحابہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ ان کا طریقہ یہ ہی تھا کہ وہ ہر مسئلہ کو دربار رسالت

پیش کر دیا کرتے تھے اور ہر چیز کی تفصیل و تشریح حضور ﷺ سے حاصل کرنے کی

فکر میں رہتے تھے۔ جب ان کے سوالات کی کثرت ہوئی۔ صحابہ کا اس طرح کا سوال کرنا طبع نبوی پر گراں گزرا تو رب العالمین نے اعلان فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَسْأَلُوا عَنْ أَشْيَاءٍ إِنْ تَبَدَّلَ لَكُمْ تَنسَوْنَ كَـ

اے ایمان والو! میرے محبوب سے زیادہ سوال نہ کرو! اگر انہوں نے غلام کر تو تمہیں برا لگے گا۔

آیت بالا میں صحابہ کو کثرت سوال سے منع فرمایا ہے اور انہیں ہدایت کی گئی کہ رسول کریمؐ بہ نفس نفیس تم میں موجود ہیں وہ اپنے منصب نبوت و رسالت کو سمجھ جانتے ہیں۔ وہ شارع ہیں اور شارع ہونے کی حیثیت سے ان کا فرض ہے کہ معاملہ میں ہر ضروری بات سے تمہیں آگاہ کر دیں۔ تمہیں بار بار سوال کرنے اور ہر چیز کا حکم معلوم کرنے سے باز رہنا چاہیے۔

(۱۵) اتبدلکم تسؤلکم

کیونکہ تمہارے سوال پر انہوں نے کسی چیز کو ظاہر کر دیا تو تمہیں برا لگے گا۔ یعنی انہوں نے اگر کسی چیز کی حرمت و حلت کا حکم دے دیا تو اگرچہ وہ چیز دین نہ تھی تو اب ان کے فرمادینے سے دین بن جائے گی اور تم مشقت میں پڑ گے۔ اس لئے کثرت سوال سے باز رہو۔

مَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَىٰ اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَنْفُسِهِمْ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُّبِينًا (پ ۲۲)

کسی مؤمن مرد اور عورت کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ جب اللہ و رسول کسی بات کا حکم دیں تو انہیں اپنی جانوں کا اختیار ہے اور جو اللہ اور رسول کے حکم کو نہ مانے وہ گمراہی میں بہکا ہوا ہے۔

خوب یاد رکھیے کہ حضور ﷺ قرآن کے شارح ہیں۔ آیت نمبر ۴ میں اسی کا ہے۔ شارح ہونے کی حیثیت سے حضور ﷺ قرآنی احکام کی وضاحت فرماتے ہیں۔ ان میں نماز روزہ حج زکوٰۃ وغیرہ کا حکم ہے اس کی شکل و صورت اور کیفیت ان نے نہیں بتائی۔ حضور ﷺ نے بتائی ہے۔ الغرض دستور اسلامی اور شریعت کا اصل قرآن ہے اور دوسرا مرکز سنت رسول ہے۔ جو لوگ سنت رسول کو دین نہیں مانتے وہ گمراہ و بددین ہیں۔

احکام امت

حضور ﷺ کے وصال کے بعد امت کی رہنمائی کے لئے قرآن و سنت موجود ہیں لیکن قرآنی آیات و سنت رسول کی تعبیر و تفسیر غلط طور پر پیش کئے جانے کا خطرہ ہے۔ جیسا کہ آج کل بھی گمراہ لوگ قرآن و سنت کا نام لے کر گمراہی و بے دینی پھیلا رہے ہیں۔ اس لئے ضرورت تھی کہ آنے والی نسل کے لئے کتاب و سنت کی تشریح اور حکم کی توضیح سے متعلق غلط اور صحیح کے جانچنے کے لئے ایک معیار اور کسوٹی مقرر کر دیا جائے۔ یہ معیار اجماع امت ہے۔ چنانچہ سورہ نساء میں فرمایا ویتبع غیر سبیل المصونین (ان) جو مسلمانوں کے راستہ کو چھوڑ کر دوسرے راستہ پر چلا ہم اس کو جہنم میں داخل کریں گے۔ سبیل المؤمنین مومنوں کا راستہ اولاً بالذات خلفاء راشدین علیہم السلام ابو بکر و عمر و عثمان و علی پھر صحابہ کرام اور امت کے ارباب حل و عقد آئمہ مجتہدین ہیں جن کے راستے پر چلنے کی قرآن نے ہدایت دی ہے۔

چنانچہ نبی ﷺ نے فرمایا۔ میرے بعد ان دو بزرگوں کی اقتداء کرنا۔

فاقتدوا بالذین بعدی ابی بکر و عمر۔ (مشکوٰۃ ص ۵۰۱)

جو میرے بعد یکے بعد دیگرے خلیفہ ہوں گے۔ ابو بکر و عمر۔

نبی ﷺ نے فرمایا میرے وصال کے بعد جو لوگ زندہ رہیں گے وہ (مسائل) اختلاف دیکھیں گے ان حالات میں تم میری سنت کو۔

فعليكم بسنتي وسنة الخلفاء الراشدين المهديين تمسكوا بها
وعضوا عليها بالنواجل۔ (مکتوۃ ص ۲۸)

اور خلفاء راشدین کی سنت کو تھامے رکھنا اور دانتوں سے مضبوط پکڑے رکھنا
بیز حضور ﷺ نے حکم فرمایا: میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔

اصحابی کالنجوم باہم اقتدیتم اھدیتم۔

ان میں سے جس کی پیروی کرو گے۔ ہدایت پاؤ گے۔

اگرچہ خلفائے راشدین نبی نہ تھے۔ مگر فکری و عملی اعتبار سے حضور ﷺ کی سنّت
کمال نمونہ وحی الہی کے اولین مخاطب مزاج شناس رسول اور حضور ﷺ کی سنّت
ان کی کامل نظر تھی۔ شریعت کے اصول و کلیات، جزئیات اور دقائق و اسرار کی آیت
بلندیوں تک رسائی رکھتے تھے۔ اس لئے خلفاء راشدین کے دور میں شریعت کا جو
اور شکل و صورت تھی وہ امت کے لئے واجب القبول ہے۔ اسی طرح صحابہ کرام کے
زمانہ میں جو چیز عام طور پر رائج ہو گئی اور صحابہ نے اس پر خاموشی اختیار کی اور اس
مان لیا تو امت کو بھی اسے تسلیم کرنا لازم و واجب ہے۔ (توضیح و توحیح ج ۲ ص ۱۷)

صحابہ کرام کے دور میں بھی اجماع کا ثبوت ملتا ہے چنانچہ حضرت ابو بکر
ؓ کے دور خلافت میں طویل القدر صحابہ کو باہر جانے سے روک دیا گیا تھا اور پیش
ہئے مسائل باہمی مشورے اور اتفاق سے طے پاتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔

(۱) میری امت گمراہی پر متفق نہیں ہو سکتی۔

(۲) جس چیز کو مسلمان اچھا سمجھیں وہ اللہ کے نزدیک بھی اچھی ہے۔

بہر حال اس نوع کی روایات سے بھی اجماع کا دلیل شرعی ہونا ثابت کیا

ہے۔

الفرض فقہ اسلامی کا تیسرا مآخذ اجماع ہے۔ فقہاء کرام کی زبان میں

میں ارباب حل و عقد کے اتفاق کو اجماع کہتے ہیں۔ اصول کی کتابوں میں یہ
مذکور ہے۔

هو اتفاق اهل الحل والعقد من امة محمد ﷺ۔

رسول اللہ ﷺ کی امت کے اہل حل و عقد کے کسی معاملہ میں اتفاق کا نام
ہے۔

خراب یاد رکھئے۔ قرآن و سنت کے وہ احکام جو بالکل واضح ہیں (یعنی امور
میں اجماع کی حاجت نہیں ہے۔ اور جو احکام غیر منصوصہ ہیں اس میں امت
کے ارباب حل و عقد جس بات پر متفق ہو جائیں۔ مسلمانوں کو اس کا ماننا اور اس
کا ضروری ہو جاتا ہے اور اس کا انکار کرنا گمراہی قرار پاتا ہے۔

اس واجتہاد

شریعت اسلامیہ کا چوتھا مآخذ قیاس و اجتہاد ہے۔ اصول کی معتبر کتاب
میں اس میں ہے۔

تقدير النوع بالاصل في الحكم والعلة والحاق امر بامر في
حكم الشرعي لاتحاد بين هما في العلة هو امانة فاختير لفظ الابانة
عنا مظهر لامبت۔ ص ۱۹

حکم اور علت میں فرع کو اصل کے مطابق کرنا دو مستویں میں علت کی وجہ سے
ایک مسئلہ کا ہے وہی حکم دوسرے مسئلہ کا قرار دینا قیاس و اجتہاد سے حقیقت ظاہر
ہے۔ اور لفظ ابانہ سے یہ بتانا مقصود ہے کہ قیاس مظہر احکام ہے۔ ص ۱۹

یعنی احکام کا ثبوت مآخذ و مخزن تو کتاب و سنت ہیں اور قیاس و اجتہاد مظہر
ہیں۔ حضور سرور کائنات ﷺ نے جب جناب معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن کا
گورنر مقرر فرمایا تو کہا لوگوں کے فیصلے کیسے کرو گے؟ عرض کی قرآن سے حضور

ﷺ نے فرمایا اگر قرآن میں کوئی حکم نہ ملے تو پھر؟ عرض کی سنت رسول اللہ میں کروں گا۔ فرمایا اگر سنت رسول میں بھی نہ ملے تو کیا کرو گے؟ عرض کی پھر میں کروں گا۔ اس پر حضور ﷺ نے فرمایا رسول اللہ کے قاصد نے حق پالیا۔ (بخاری)
اس سے واضح ہوا اجتہاد و قیاس صرف اور صرف انہیں امور میں کیا جاتا ہے جن کا واضح حکم کتاب و سنت سے نہ ملے۔ آنحضور ﷺ و مجتہدین عظام کا قیاس و اجتہاد کی ذاتی رائے نہ ہوتی تھی بلکہ کتاب و سنت اجماع امت خلفاء راشدین کی ہدایت و تعامل صحابہ کو معیار بنا کر کسی مسئلہ کا حکم ظاہر کرتا ہوتا تھا اور اس قیاس یا رائے کا مطلب مطلوب ہوتا۔ کتاب مجید کی آیت لیستفھوا فی الدین سے ثابت ہے جو لوگ مجتہدین پر قیاس اور اجتہاد کی بناء پر طعن کرتے ہیں انہیں بھی اس قیاس سے مدد ہے۔ غور کیجئے جن مسائل پیش آمد کے متعلق قرآن و حدیث اور اجماع امت سے مدد ہو۔ ان کا حکم شرعی معلوم کرنے کا طریقہ سوائے اجتہاد و قیاس کے اور کیا ہے؟ اور اجتہاد کی مخالفت میں جو آیات و اقوال پیش کئے جاتے ہیں۔ دراصل ان میں قیاس و اجتہاد کی مذمت ہے اور اسے فاسد و باطل قرار دیا گیا ہے جو محض اپنی غلو و نفسانی کی بناء پر کیا جائے۔ لیکن وہ قیاس و اجتہاد جو کتاب و سنت کو معیار بنائے جائے۔ وہ فقہ اسلامی کا ایک اہم مأخذ ہے۔

اجتہاد و قیاس جائز ہے

قرآن و حدیث بلکہ اجماع صحابہ و تابعین سے قیاس و اجتہاد کے قائل قبول ہونے کے دلائل بالکل واضح ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا:
فان تنازعتم فی شئ فردوه الی اللہ و الرسول۔
پھر اگر تم میں کسی بات کا جھگڑا اٹھے تو اس کے لئے اللہ اور رسول کو رجوع کرو۔

اس آیت سے معلوم ہوا کہ احکام تین قسم ہیں۔ ایک وہ جو ظاہر کتاب یعنی قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ایک وہ جو ظاہر حدیث سے اور ایک وہ جو قرآن و حدیث سے بطریق قیاس رجوع سے معلوم ہوتے ہیں۔ حضور ﷺ نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے فرمایا کہ قرآن و سنت کے مطابق فتویٰ دو اور جب قرآن و سنت

فاذا لم تجدوا لحکم فیہما اجتہدوا رایت۔

میں کوئی حکم نہ پاؤ تو اپنی رائے سے اجتہاد کرو۔

یہ اہی الفاظ حضور ﷺ نے حضرت معاذ بن جبل اور ابو موسیٰ اشعری کو اس لئے تھے جب آپ نے انہیں یمن کا قاضی بنا کر بھیجا۔ (احمد ابوداؤد ترمذی)
حضور اقدس ﷺ نے فرمایا:

من یرد اللہ بہ خیراً یفقهہ فی الدین۔ (مسلم ترمذی)

جس کے ساتھ اللہ بھلائی کا ارادہ رکھتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا فرماتا ہے۔

اجتہدوا فکل میسر لما خلق۔ (مسلم)

اجتہاد کرو کیونکہ اللہ تعالیٰ جس کو جس کام کے لئے پیدا کرتا ہے۔ وہ کام اس کے آسان فرما دیتا ہے۔

جب مجتہد اجتہاد کرتا ہے تو صحیح فیصلہ کرتا ہے تو اس کے لئے دواجر ہیں اور اگر غلطی کی۔

واذا حکمتم اخطا ظلمہ اجر۔ (جامع صغیر)

اجتہاد میں غلطی کی تو اس کے لئے ایک اجر ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو لکھا تھا۔

اعرف الامثال والاشباه وقس الامور عندک۔

(شرح موطا ترمذی ج ۲ ص ۱۷۸)

یعنی امثال و نظائر کو پچا نو اور سمجھو پھر ذریعہ فتویٰ مسائل کو ان پر قیاس کرو۔
نیز قیاس و اجتہاد کے جائز ہونے پر صحابہ کرام بھی متفق ہیں۔

مجتہد کی شرائط

قرآن و سنت سے اجتہاد و قیاس کے جائز اور قابل قبول ہونے کا بیان تو گزر چکا لیکن اس کے ساتھ یہ بات یاد رکھئے کہ ہر عالم دین کو یہ جائز نہیں ہے کہ قیاس و اجتہاد کرنے جیسا کہ آج کل بعض لوگوں کی یہ روش ہو گئی ہے کہ کسی دینی مسئلہ سے درس نظامی کی سند حاصل کر کے یا بعض وہ لوگ جو اسلامیات کی ڈگری حاصل کر کے قیاس و اجتہاد کا منصب سنبھالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ کیونکہ مجتہد کے مخصوص صلاحیتوں اور شرطوں کا ہونا لازمی و ضروری ہے۔ مثلاً وہ متقی پرہیزگار صاحب الرائے صاحب فراست انصاف پسند پاکیزہ اخلاق کا مالک ہو۔ زبان عربی صرف و نحو و معانی۔ قرآن و سنت، تفسیر، اسباب و نزول، راویوں کے حالات، تعدیل کے طریقوں سے تاریخ و منسوخ کی حقیقت سے مذاہب سلف سے واقف ہو اور دلائل شرعیہ سے مسائل کا استنباط کرنے (نکالنے) پر قادر ہو۔ قیاس کے قواعد کو جانتا ہو۔ یا یوں کہیے کہ درجہ اجتہاد صرف اس شخص کو حاصل ہوتا ہے جو شریعت کے مقاصد کو سمجھتا ہو اور دلائل شرعیہ سے مسائل کے استخراج کی قدرت ہو۔ (الموافقات ج ۱ ص ۲۳) نیز یہ بات بھی ملحوظ خاطر رہے مجتہد کو بھی قیاس و اجتہاد صرف ان مسائل میں جائز ہے جن کے متعلق قرآن و سنت اور اجماع امت میں حکم نہ ملے اگر کسی مسئلے میں قرآن و سنت اجماع امت نے واضح احکام دیے ہیں تو پھر قیاس و اجتہاد ناجائز و ممنوع ہے۔ چنانچہ مجتہد مطلق سیدنا امام اعظم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ کسی بات کا حکم معلوم کرنے کے لئے میں سب سے پہلے قرآن مجید کی طرف رجوع کرتا ہوں اگر مجھے کوئی حکم قرآن میں نہیں ملتا تو پھر سنت

رجوع کرتا ہوں۔ اگر قرآن و سنت دونوں سے حکم شرعی معلوم نہ ہو تو پھر خلفاء راشدین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور فیصلوں کی طرف رجوع کرتا ہوں اور کسی مسئلہ میں صحابہ کرام کے اقوال مختلف ہوں تو ان میں سے اس کو اختیار کرتا ہوں جو ان و سنت کے زیادہ قریب ہو اور کسی مسئلہ میں صحابہ کرام کا قول و عمل نہ ملے تو پھر میں کرام کے فیصلوں پر غور و فکر کر کے اپنی الگ رائے قائم کر کے اس پر عمل کرتا ہوں۔ (الافتاء لابن عبدالبر ص ۱۳۲ اشامی)

چنانچہ یہ حقیقت ہے کہ فقہ حنفی جو حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی طرف منسوب ہے۔ یہ امام کی محض ذاتی رائے نہیں ہے بلکہ قرآن و سنت اجماع امت و قول ائمہ اہل علم و دانش و صحابہ کرام کا نچوڑ اور خلاصہ ہے حافظ ذہبی رحمہ اللہ نے مسلمانوں کی یہی موقف کو ان لفظوں میں بیان کیا ہے۔

مسلمانوں نے امام شافعی احمد اور مالک کی باتوں کو صرف اس لئے اختیار کیا ہے کہ انہیں حضور انور ﷺ کی احادیث کے سب سے عمدہ عالم اور پیروی کرنے والے احادیث کی معرفت اور اتباع میں سب سے عمدہ قوت اجتہاد رکھنے والے ہیں۔ (ذہبی) اسی بناء پر حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے فرمایا۔

ان یکون اتباع الروایہ دلالة۔ (عقد الجدید ص ۶۹)

یعنی بات نبوت کی ہو اور الفاظ امام و مجتہد کے ہوں اسے مان لینے کا نام تقلید

اب اجتہاد کا دروازہ بند ہو گیا

یہ تو نہیں کہا جاسکتا کہ فی زمانہ مجتہدانہ شان کا عالم و فاضل پیدا ہونا ناممکن ہے یہ امر واقعہ ہے کہ آئمہ مجتہدین امام ابوحنیفہ، شافعی، مالک و امام احمد بن حنبل (جو مطلق کے درجہ پر فائز تھے) کے بعد آج تک مجتہد مطلق کے درجہ کا کوئی شخص ظہور

میں نہیں آسکا۔ سینکڑوں علم و فضل کے آفتاب و مہتاب محدث مفسر و مجدد غوثِ اولیاء اللہ ہوئے ہیں۔

مگر یہ سب کے سب آئمہ اربعہ ہی میں سے کسی نہ کسی امام کے مقلد تھے۔ انہوں نے خود اجتہاد و قیاس کی بجائے آئمہ اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی ہی میں سے کسی کے اتباع میں عافیت سمجھی ہے۔ حالانکہ یہ وہ ہستیاں ہیں جن کے علم و فضل اور بصیرت و بصارت کا آج بھی کوئی انکار نہیں کرتا۔



فقہ کی تعریف اور اصول فقہ

فقہاء کرام نے فقہ کی تعریف یہ کی ہے۔

العلم بالاحکام الشرعیۃ عن ادلتها التفصیلیۃ۔ (نور الانوار)

فقہ شرعی قوانین کے علم کا نام ہے جو ان کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو۔

فقہاء اسلام قرآن مجید کی پانچوں آیات اور تین ہزار احادیث نبویہ سے مسائلِ احکام کا استخراج کرتے ہیں۔ فقہ کا تعلق مندرجہ ذیل مباحث سے ہے۔

عبادات جن کا تعلق اللہ تعالیٰ کے حقوق سے ہے جیسے نماز روزہ حج زکوٰۃ معاملات جیسے خرید و فروخت امانت ضمانت عاریت وغیرہ کے مسائل جو انسانوں کے مابین واقع ہوتے ہیں مناسکات انسانی نسل کو قائم رکھنے اور اس کی حفاظت و بقا کے مسائل جیسے نکاح طلاق عدت نسب ولایت وصیت وراثت عقوبات آپس کے دعوں کو طے کرنے کے لئے عدالتی نظام دعویٰ اقرار جواب دعویٰ جرائم اور ان کی سزا میں حکومت یعنی نظام ملک ملکی کو چلانے کا طریقہ بین الاقوامی معاملات صلح و عہد وغیرہ کے مسائل آئمہ دین و مجتہدین کرام ان مسائل و احکام کو قرآن و حدیث و اجماع امت اور قیاس و اجتہاد کے ذریعے مرتب و مدون کرتے ہیں۔

فقہ کے لئے یہ ضروری ہے کہ تاریخ و منسوخ خاص و عام محکم و متشابہ کا علم رکھتا ہو وہ دلیل شرعی کی روشنی میں یہ بھی جانتا ہو کہ شریعت میں جس کام کے کرنے کا حکم ہے اور کس درجہ کا ہے۔ فرض ہے یا واجب سنت ہے یا مستحب۔ اسی طرح جس کام کے

نہ کرنے کا حکم ہے۔ اس کی نوعیت کیا ہے؟ حرام ہے یا مکروہ تحریمی یا مکروہ تنزیہی۔

احکام اسلامیہ کی کیفیت

اولہ شرعیہ سے جو حکم واضح و ثابت ہوتا ہے اس کی کیفیت یہ ہے۔ اول ثبوت قطعی الدالات۔ جیسے نصوص متواترہ ایسی دلیل ہے کسی چیز کا فرض یا حرام ثابت ہو جاتا ہے۔

دوم قطعی الثبوت ظنی الدالات۔ جیسے آیات مودلہ

سوم ظنی الثبوت قطعی الدالات۔ جیسے وہ اخبار جن کا مفہوم قطعی ہو دوم دلیل سے کسی بات کا واجب یا مکروہ تحریمی ہونا ثابت ہوتا ہے۔

چہارم ظنی الثبوت ظنی الدالات۔ جیسے خبر احاد جن کا مفہوم ظنی ہو۔ ایسی بات سے کسی بات کا سنت یا مستحب اور مکروہ تنزیہی ہونا ثابت ہوتا ہے۔



چند فقہی اصطلاحات

(۱) فرض اعتقادی

جو دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا انکار کرنے والا ائمہ حنفیہ کے نزدیک مطلقاً گناہ ہے اور فرض اعتقادی کو بلا غرض صحیح قصد ایک بار بھی چھوڑ دینا گناہ کبیرہ ہے۔
ظنی قطعی سے مراد قرآن اور حدیث متواترہ ہے۔

(۲) فرض عملی

وہ ہے جس کا ثبوت ایسا قطعی تو نہ ہو مگر مجتہد کی نظر میں دلائل شرعیہ سے اس کو محسوس ہو گیا ہو کہ بے اس کے کئے آدمی بری الذمہ نہ ہوگا۔ حتیٰ کہ اگر وہ کسی عبادت میں فرض ہے تو وہ عبادت بے اس کے کئے باطل ہوگی۔ اس کا بے وجہ انکار فسق و کفر اسی ہے۔

(۳) واجب اعتقادی

وہ ہے کہ دلیل ظنی سے اس کی ضرورت ثابت ہو۔ فرض عملی و واجب عملی اسی کی قسمیں ہیں اور وہ انہیں دو میں منحصر ہے۔ وہ واجب اعتقادی کہ بے اس کے کئے بھی بری الذمہ ہونے کا احتمال ہو۔

(۴) واجب عملی

مگر غالب ظن اس کی ضرورت پر ہے۔ اگر کسی عبادت میں اس کا بجا لانا درکار

ہو تو عبادت اس کے بغیر ناقص ہوگی۔ مگر ادا ہو جائے گی۔ کسی واجب کا ایک بار گناہ چھوڑنا گناہ صغیرہ ہے اور چند بار ترک کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۵) سنت مؤکدہ

وہ جس کو حضور اکرم ﷺ نے ہمیشہ کیا ہو یا حضور اکرم ﷺ نے اس کا کام کرنے کی تاکید فرمائی ہو مگر جانب ترک بالکل مسدود نہ کی ہو اس کا ترک اسما جہ ہے اور کرنا ثواب اور نادر ترک پر عتاب اور ترک کی عادت بنالینے پر عذاب۔

(۶) سنت غیر مؤکدہ

وہ ہے جو شریعت میں ایسی مطلوب ہیں کہ اس کا ترک کرنا ناپسندیدہ رکھا گیا ہو مگر اس پر وعید عذاب نہ ہو۔ عام اس سے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس پر فعلی فرمائی ہو یا نہیں۔ اس کا کرنا ثواب ہے اور نہ کرنا اگرچہ عادتاً ہو موجب عتاب نہیں۔

(۷) مستحب

وہ فعل جو شریعت میں پسند کیا گیا ہو۔ خواہ حضور اکرم ﷺ نے اسے کیا یا اس کی ترغیب دی یا علماء نے پسند کیا۔ اگرچہ احادیث میں اس کا ذکر نہ ہو۔ اس کا کرنا ثواب اور نہ کرنے پر مطلقاً کچھ نہیں۔

(۸) مباح

وہ ہے جس کا کرنا یا نہ کرنا یکساں ہو۔

(۹) حرام قطعی

یہ فرض کا مقابل ہے یعنی جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کا ایک بار بھی تصدا کرنا گناہ کبیرہ اور فسق ہے اور حرام سے چھٹا فرض اور ثواب ہے۔

(۱۰) مکروہ تحریمی

یہ واجب کا مقابل ہے یعنی وہ کام جس کی ممانعت دلیل قطعی سے ثابت ہو۔ اس کے کرنے سے عبادت ناقص ہو جاتی ہے اور کرنے والا گنہگار۔ چند بار اس کا کرنا گناہ کبیرہ ہے۔

(۱۱) اساعت

جس کا کرنا برا ہو اور نادر کرنے والا مستحق عتاب اور التزام فعل پر استحقاق عتاب۔ یہ سنت مؤکدہ کے مقابل ہے۔

(۱۲) مکروہ تنزیہی

جس کا کرنا شرع کو پسند نہیں مگر نہ اس حد تک کہ اس پر وعید عذاب فرمائی ہو کہ وہ تنزیہی فعل ناجائز نہیں ہوتا۔ البتہ اس سے بچنا اچھا ہے۔

(۱۳) خلاف اولیٰ

وہ فعل جس کا نہ کرنا بہتر تھا۔ کیا تو کچھ مضائقہ اور عتاب نہیں۔ یہ مستحب کا مقابل ہے۔

تقلید مجتہد واجب ہے

واضح ہو شرعی احکام تین قسم ہیں۔ اول عطا شدہ جیسے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت حضور ﷺ کی رسالت ملائکہ و کتب الہی تقدیر قیامت حشر و نشر وغیرہ جو اسلام کے بنیادی احکام ہیں۔ ان میں تقلید جائز نہیں ہے۔

دوم وہ احکام و مسائل جو کتاب و سنت اجماع امت سے واضح و صریح طور پر ثابت ہیں جیسے دن و رات میں پانچ نمازوں اور رمضان کے تیس روزوں کا فرض اور شراب و خنزیر اور سو کا حرام ہونا۔ ان واضح احکام میں بھی تقلید نہیں کی جاتی۔ یعنی یہ کہہ سکتے کہ ہم اللہ و رسول پر ایمان یا شراب و خنزیر کو حرام اس لئے سمجھتے ہیں کہ فقہاء میں ایسا لکھا ہے یا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ نے ایسا فرمایا ہے۔ الغرض عقائد اسلامی قرآن و حدیث کے صاف و صریح احکام میں تقلید نہ تو جائز ہے اور نہ ہی کی جاتی ہے۔ سوم وہ مسائل جو قرآن و حدیث و اجماع امت سے صاف و صریح طور پر دکھائی نہیں دیتے بلکہ آئمہ مجتہدین قیاس و اجتہاد سے ان مسائل کا حکم دلائل شرعیہ کی روشنی میں معلوم کرتے ہیں۔ ایسے احکام غیر منصوصہ قطعہ میں عام لوگ ہوں یا عام دین ہوں۔ سب مسلمانوں کی مجتہد کی تقلید (پیروی) لازم و واجب ہے اور تقلید صرف اسی قسم کے مسائل میں کی جاتی ہے۔ قرآن مجید میں اولی الامر کی اطاعت کا حکم ہے اس سے آئمہ مجتہدین بھی مراد ہیں۔ اسی طرح قرآن مجید میں حکم دیا گیا ہے۔

فَاسْئَلُوا أَهْلَ الذِّكْرِ إِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُونَ۔

اے مسلمانوں اگر تم کو علم نہیں ہے تو علم والوں سے پوچھو۔

اہل الذکر سے مراد مجتہدین کرام ہیں۔ جن سے مسائل معلوم کر کے ان پر عمل کرنے اور ان کی تقلید و پیروی کی ہدایت دی گئی ہے۔



مقلدین آئمہ اربعہ حنفی شافعی مالکی حنبلی اہلسنت و جماعت

حضرت امام مالک، حضرت امام احمد بن حنبل، حضرت امام شافعی اور سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہم اللہ کے مقلدین اہلسنت و جماعت ہیں۔ ان چاروں اماموں کے مقلدین والے اصول دین عقائد اور ضروریات دین میں شفق ہیں۔ صرف بعض فردی مسائل میں اختلاف ہے۔

اہلسنت حضور ﷺ، صحابہ کرام و تابعین عظام (قرون ثلاثہ) کے بعد چار اماموں مالکی، شافعی، حنبلی، حنفی میں منقسم ہو گئے۔ ان چاروں مذہبوں کے علاوہ مسائل اور مذہب میں کوئی مذہب باقی نہ رہا۔ لہذا فردی مسائل میں جو ان چاروں مذاہب کے خلاف ہوں ان کے بطلان پر اجماع مرکب ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے میری امت گمراہی پر جمع نہیں ہو سکتی اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا من یتبع غیر سبیل الموحنین الخ جو شخص مسلمانوں کے منفقہ راستہ کو چھوڑ کر کوئی دوسرا راستہ اختیار کرے۔ ہم اسے جہنم میں داخل کریں گے۔ (تفسیر مظہری ج ۳ ص ۶۴)

حضرت شاہ ولی اللہ دہلوی رحمہ اللہ اپنی کتاب حجتہ اللہ البالغہ میں تحریر فرماتے ہیں۔
ان طلبة المذاهب الاربعة المدونة المحقرة قد اجتمعت الامة
ومن يعتد به منها على جواز تقليدها الى۔ (الخ)

امت نے ان چاروں مذاہب (مالکی حنبلی شافعی حنفی) کی تقلید پر اجماع کیا اور ان میں اسلام کی بہت بڑی مصلحت ہے۔

ان فی الاخذ بهذه المذاهب الاربعه مصلحة عظيمة و
الاعراض عنها كلها مفسدة كبيرة۔

ان چاروں مذاہب میں اسلام کی بڑی مصلحت ہے اور اس کے چھوڑ دینے پر
بہت بڑا فساد ہے۔

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنی کتاب انصاف میں فرمایا کہ ائمہ اربعہ
سے کسی ایک مذہب کو اختیار کرنے میں ایسا راز ہے جو اللہ تعالیٰ نے علماء کے دلوں میں
القافر مادیات۔ الغرض تقلید شخصی کو علماء کا ملین و محدثین و مفسرین امت نے ضروری قرار
ہے۔ علماء نے یہ بھی تصریح کی ہے جو جس امام کا مقلد ہے۔ اسے اسی کی تحقیق
کرنا ضروری و لازمی ہے۔ یعنی حنفی مسلمانوں کے لئے ضروری ہے کہ حنفی فقہ پر
کریں بلا ضرورت شرعیہ کسی دوسرے مجتہد کے فقہی مسائل کو اختیار کرنا درست نہیں۔

حضرت امام مالک ۹۵ھ تا ۱۷۹ھ

امام مالک بن انس اگلی ۹۵ھ بمطابق ۱۲۷ھ مدینہ طیبہ میں پیدا ہوئے۔
مدینہ شریف کے امام فقیہ اور محدث تھے مدینہ شریف سے محبت کا یہ عالم تھا کہ سوائے
رج فرض کی ادائیگی کے کبھی مدینہ سے باہر نہیں گئے۔

مدینہ طیبہ میں حضرت امام مالک رحمہ اللہ ہی کا فتویٰ چلتا تھا۔ آپ امام شافعی
کے استاذ بھی تھے۔ امام شافعی رحمہ اللہ فرمایا کرتے تھے کہ تابعین کے بعد امام مالک
اللہ تعالیٰ کے بندوں کے لئے سب سے بڑی حجت ہیں۔ امام مالک رحمہ اللہ مجتہد
تھے اور محدث بھی۔ موطا علم حدیث میں آپ کی مشہور کتاب ہے۔ آپ کے مقلد
مالکی کہتے ہیں۔ مغرب اقصیٰ الجزائر تونس اور طرابلس المغرب کے باشندے مالکی
مذہب رکھتے تھے۔ اسی طرح بالائی مصر سوڈان بحرین اور کویت میں بھی آپ کے
مقلد ہیں۔ حضرت امام مالک رحمہ اللہ تبع تابعین کے طبقہ سے تھے۔ مالکی مذہب رکھتے

کی مجموعی تعداد ربيع الاول ۱۳۷ھ بمطابق ۱۰ دسمبر ۱۹۵۱ء تک ساڑھے چار کروڑ
امام مالک رحمہ اللہ نے ۱۱ ربيع الاول ۱۷۹ھ بمطابق ۹۷ھ مدینہ منورہ میں
وفات پائی اور جنت البقیع میں دفن ہوئے۔

(الانقضاء ص ۹ تنویر الخواص لک سیوطی مقدمہ ابن خلدون ص ۳۹۲)

حضرت امام شافعی ۱۵۰ھ تا ۲۰۴ھ

حضرت محمد بن ادریس شافعی قریشی رحمہ اللہ ۱۵۰ھ بمطابق ۷۶۷ء میں بمقام
مدینہ منورہ ہوئے۔ حضرت امام مالک بن انس رحمہ اللہ سے علم پڑھا۔ عراق پہنچ کر حضرت
عالم ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد امام محمد شیبانی کے شاگرد ہوئے۔
امام شافعی فرماتے ہیں۔

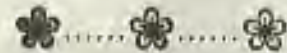
واللہ ما صرت فقیہاً الا بکتب محمد بن الحسن۔ (رد المحتار شامی)
خدا کی قسم میں امام ابو حنیفہ کے شاگرد امام محمد کی تالیفات کے مطالعہ سے فقیہ

امام شافعی رحمہ اللہ لغت فقہ اور حدیث کے بحر عالم ہیں ان کی مشہور تالیف
کتاب الام ہے۔ امام شافعی رحمہ اللہ نے اصول فقہ بھی مرتب کئے۔ مصر شافعی مذہب کا
ملا۔ للسلطن اردن سوریا لبنان بیروت عراق حجاز جاوا ہندوچینی ایران یمن میں
امام مالک مذہب موجود ہے۔ ہندوستان پاک و ہند میں کم تعداد میں شافعی مذہب
موجود ہیں۔ امام شافعی رحمہ اللہ کے مقلدین کی تعداد دس کروڑ اندازہ کی جاتی
ہے۔ (طبقات الفقہاء ووفیات الاعیان مناقب امام شافعی امام رازی انقضاء وغیرہ) ۲۰۴ھ بروز
پنجمین وقات پائی۔ قبر مبارک قراہ صغریٰ میں ہے۔

احمد حنبل ۱۶۲ھ تا ۲۴۱ھ

امام ابو عبد اللہ احمد بن حنبل رحمہ اللہ بغداد میں ۱۶۲ھ بمطابق ۷۸۰ھ پیدا ہوئے۔

آپ آئمہ مجتہدین میں سے اہلسنت کے چوتھے مذہب کے بانی ہیں۔ بعض علماء
آپ کو زمرہ مجتہدین سے زیادہ ذمہ محدثین میں شمار کیا ہے۔ کہتے ہیں آپ کو کئی
احادیث یاد تھیں۔ مسند امام احمد جس کی چھ جلدیں ہیں اور جس میں ۴۰ ہزار
احادیث جمع ہیں۔ آپ کی مشہور و مقبول تالیف ہے۔ آپ نہایت عابد زام
پرہیز گار تھے حق گوئی کی وجہ سے خلیفہ واثق نے آپ کو سر بازار کوڑے لگوائے
صوبت برداشت کی۔ لیکن شاہی جلال و جبروت کے سامنے کبھی نہیں جھکتے۔
الاول بمطابق ۳۱ھ بمطابق ۸۵۵ء بغداد میں وفات پائی۔ (مناقب احمدی)
اہلسنت کے مذاہب میں حنبلی مذہب کم پھیلا۔ اس کا رواج پہلے بغداد میں
پچھٹی صدی ہجری میں عراق کے بیرونی علاقوں میں سب کے بعد چھٹی صدی
میں مصر میں پھیلا جو مسلمان واثقی اصلی حنبلی مذہب کے پیرو ہیں وہ تو اہلسنت
جماعت ہی ہیں مگر بارہویں صدی ہجری میں محمد بن عبدالوہاب نجدی نے حنبلی
کے دعویٰ کے ساتھ جو تحریک شروع کی اس میں حنبلیت کے پردہ میں وہابیت کو
دیا۔ محمد بن عبدالوہاب نجدی ۱۱۱۱ھ میں شہر نجد (نجد) میں پیدا ہوا اور ۱۲۰۶ھ
دنیا سے رخصت ہوا۔ اس نے کتاب التوحید نامی ایک کتاب لکھی۔ جس کا
ہندوستان میں مولوی اسماعیل دہلوی نے تقویت الایمان کے نام سے شائع کیا
میں انبیائے کرام علیہ السلام کے متعلق تو ہیں آمیز مضامین درج ہیں اور بات
مسلمانوں پر شرک اور بدعت کے فتوے لگائے گئے ہیں۔



قرآن کے بعد حضور سید المرسلین ﷺ کا سب سے بڑا عظیم و جلیل معجزہ

امام اعظم سراج امت مجتہد مطلق امام اعظم ابو حنیفہ رحمہ اللہ

ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ

عراق کا شہر کوفہ فقہا کا مرکز تھا۔ حضرت فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے حضرت عبداللہ
بن مسعود متوفی ۳۲ھ کوفہ کا معلم اور قاضی بنا کر کوفہ بھیجا تھا۔ ابن مسعود صحابی رسول بھی
تھے محدث و فقیہ بھی۔ آپ کی وفات کے بعد آپ کے شاگرد اور شاگردوں کے
شاگردوں میں یہ حضرات بہت مشہور ہوئے۔

حضرت علقمہ نخعی، مسروق ہمدانی، قاضی شریح، ابراہیم نخعی، عاصم نخعی اور حماد بن
عمران۔ سیدنا امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کا نام نعمان بن ثابت اور لقب امام اعظم سراج
مجتہد مطلق ہے۔ فارسی الاصل تھے ۸۰ھ بمطابق ۶۹۹ء شہر کوفہ میں پیدا
ہوئے۔ آپ نے حضرت حماد بن ابی سلیمان متوفی ۱۲۰ھ سے فقہ کا درس لیا۔ آپ
نے عابد زام متقی پرہیز گار ولی کامل مجتہد مطلق محدث اور فقیہ کے امام تھے۔ خلافت
عباسیہ کے آخری دور میں حاکم عراق ابن ہبیرہ نے آپ کو قاضی القضاۃ (چیف
قاضی) کا عہدہ پیش کیا۔ اس طرح عباسیوں کے دور میں بغداد کے خلیفہ ابو جعفر
نے آپ کو قاضی بنانا چاہا مگر آپ نے منظور نہ فرمایا جس پر حاکم عراق نے آپ
کی سزا دی اور حاکم بغداد ابو جعفر نے عمر قید کی سزا دے دی اور زنداں ہی میں
پہنچے۔ ۱۵۰ھ ماہ رجب (بمطابق ۷۶۷ء) زہر خورانی کی وجہ سے شہادت پائی۔

(تاریخ بغداد مصنف احمد بن علی خطیب ج ۱۳ ص ۳۲۶) مذہب خفی کو سب سے زیادہ حاصل ہوئی۔ مصر، سوریا، لبنان، تیونس، ترکی، بلقان، قفقاز، افغانستان، ہندوستان، چین، غریبہ دنیا کے تمام ممالک میں امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے پیرو بکثرت پائے جاتے ہیں۔ جو روئے زمین کے مسلمانوں کا دو تہائی ہیں۔

۲۔ آپ نے چالیس سال تک عشاء کے وضو سے نماز فجر ادا کی ۵۵ ایک سو مرتبہ خواب میں اللہ تعالیٰ کے دیدار سے مشرف ہوئے۔ (خیرات الحسین ص ۱۵۰) جب حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کا وصال ہوا تو بغداد میں لوگ جمع ہو گئے۔ قاضی بغداد حضرت حسن بن عمارہ نے آپ کو غسل دیا۔ پکانے سے زائد مسلمانوں نے آپ کی نماز جنازہ میں شرکت کی۔

حضرت امام اعظم کے فضائل و مناقب درجہ و مقام

حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ ارشاد فرماتے ہیں۔

آدم میری ذات پر فخر کریں گے اور قیامت کے دن میں اپنی امت کے شخص پر فخر کروں گا جس کا نام نعمان ہے اور کنیت ابوحنیفہ ہے جس نے نعمان کی۔ اس نے مجھ سے محبت کی۔ جس نے ان سے عداوت رکھی۔ اس نے مجھ سے عداوت رکھی۔ (رد المحتار)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر علم ثریا ستارے کی بلندی پر بھی ہوتا تو اہل قادیان کچھ مرد اسے ضرور پالیں گے (طبرانی و مسلم) علامہ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ نے اس حدیث میں حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے متعلق بشارت ہے۔ (خیرات الحسین ص ۱۵۰)

حضرت علی کی دعائے برکت

حضرت امام اعظم کے والد محترم حضرت ثابت بن مالک کو امیر المومنین

حضرت علی کرم اللہ وجہہ الکریم کی خدمت میں پیش کیا گیا تو آپ نے ان کے لئے اور دعاؤں کے لئے برکت کی دعا دی تھی۔ یہ حضرت علی اور اہل بیت نبوت کے دعاؤں کا نتیجہ ہے کہ امام اعظم علم شریعت و طریقت کے آفتاب و مہتاب بن کر چمکے۔

امام باقر کی شاگردی

حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ جب دوسری بار مدینہ منورہ گئے۔ حضرت امام باقر علیہ السلام کی خدمت اقدس میں حاضری کا شرف حاصل کیا۔ آپ نے امام ابوحنیفہ سے علم قیاس کی بناء پر ہمارے دادا (حضور ﷺ) کی حدیثوں کی مخالفت کرتے ہوئے کہا ہے کہ حاسدوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے خلاف بہت سی غلط باتیں مشہور کر دی ہیں (امام باقر) آپ نے نہایت ادب و احترام سے عرض کیا عیاذ اللہ حدیث کی کون سی مخالفت کر سکتا ہے پھر حسب ذیل گفتگو ہوئی۔

مرد ضعیف ہے یا عورت۔

عورت۔

وراثت میں مرد کا زیادہ حصہ ہے یا عورت کا۔

مرد کا۔

حضور اگر میں قیاس لگا تا تو یہ کہتا کہ عورت چونکہ ضعیف ہے لہذا مرد کی عداوت کو ذیل حصہ ملنا چاہیے۔ حالانکہ میں مرد ہی کو ذیل حصہ کے حق دار ہونے کا دعویٰ کرتا ہوں۔

حضور یہ فرمائیے کہ نماز افضل ہے یا روزہ۔

نماز

حضور والا۔ اگر میں قیاس پر عمل کرتا تو یہ کہتا کہ حائضہ عورت پر نماز کی وجہ سے روزہ کی نگرانی میں حدیث رسول کے حکم کے مطابق روزہ

ہی کی قضا کا لتوی دیتا ہوں۔ اس سوال کے جواب کے بعد حضرت امام باقر علیہ السلام سے اس قدر خوش ہوئے کہ اٹھ کر آپ کی پیشانی کو بوسہ دیا۔

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ السلام ایک مدت تک حضرت امام باقر علیہ السلام سے حدیث حاصل کرتے رہے اور یہ سب کو تسلیم ہے کہ امام ابوحنیفہ علیہ السلام کا لقمہ حضرت امام باقر علیہ السلام ہی کے فیض صحبت اور نظر کرم کا مرہون منت ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے فیضیابی

حضرت امام ابوحنیفہ علیہ السلام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بیعت شریعت و طریقت کی تعلیم حاصل کی۔ آپ امام جعفر علیہ السلام کے وصال کے بعد مزار مبارک پر حاضری دے کر فیوض و برکات روحانی حاصل کرتے تھے۔ (خبرات الحسین)

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ملاقات

یوں تو حضرت امام ابوحنیفہ علیہ السلام نے مدینہ منورہ و مکہ معظمہ کا بھی سفر کیا اور جلیل القدر آئمہ مجتہدین و تابعین سے فیض پایا۔

علامہ حاکمی علیہ السلام نے در مختار میں تحریر فرمایا ہے۔ امام اعظم علیہ السلام زمانہ میں میں صحابہ کو پایا اور سات یا آٹھ صحابہ سے حدیثیں روایت کیں۔ ان میں سے حضرت امام اعظم کا چار صحابہ رسول سے حدیث روایت کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (جواہر العقائد زیارہ)

حضرت امام کے استاذ حضرت حماد

حضرت امام اعظم علیہ السلام کے استاذ خاص حضرت حماد علیہ السلام ہیں جو شریف میں فقہ و حدیث کے امام تھے۔ حضرت حماد علیہ السلام حضرت انس رضی اللہ عنہ رسول کے صحبت یافتہ تھے۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ صحابی سے جو فقہ کا

کا مدار حضرت حماد علیہ السلام پر ہی رہ گیا تھا۔

ایسی عظیم و جلیل شخصیت (حضرت حماد علیہ السلام) سے امام اعظم علیہ السلام نے علم پایا۔ حضرت حماد علیہ السلام کا ۱۲۰ھ میں انتقال ہوا۔

حضرت امام اعظم تابعی ہیں

حافظ ابن حجر عسقلانی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ شام میں امام اور اعلیٰ بصرہ میں حماد اور حماد بن علقمہ کوفہ میں سفیان ثوری مدینہ میں امام مالک فقہ و اجتہاد کے کتب و منہاج تھے اور امام اعظم علیہ السلام کے ہم عصر بھی تھے مگر معاصرین میں تابعی نہ تھے۔ (المطالع فی ذکر اصحاب المدینہ ص ۷۲)

تابعی اس کو کہتے ہیں جس نے صحابی رسول کی زیارت کی ہو۔ امام اعظم علیہ السلام کا یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا اور ان سے حدیث روایت کی ہے۔ اس بناء پر کہ یہ شرف صرف اور صرف امام اعظم علیہ السلام کو ہی حاصل ہے کہ جو امام اعظم سے مروی ہیں۔ ان میں حضور ﷺ تک صرف ایک واسطہ ہے۔ حضرت امام اعظم علیہ السلام نے مندرجہ ذیل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھا ہے۔

حضرت انس بن مالک، حضرت عبداللہ بن الحارث بن جز، حضرت عبداللہ بن ابی جراح، حضرت واصل بن اخیق، حضرت عبداللہ بن انیس، حضرت عائشہ بنت ابی بکر، آپ نے صحابہ کرام کے علاوہ چار ہزار تابعین عظام سے علم حاصل کیا۔ لے علامہ ذہبی نے امام اعظم کو حافظ الحدیث میں شمار کیا ہے۔ (الخصائص الحسان)

علامہ ابن حجر کی متوفی۔

امام اعظم علیہ السلام فقہ کے سب سے پہلے مدون

حضرت امام اعظم علیہ السلام نے سب سے پہلے فقہ مدون کیا۔ اس کے ابواب

ترتیب دینے۔ امام مالک رحمہ اللہ نے سوطا میں اسی کا اجماع کیا ہے۔ آپ تابعین زمانہ میں فتویٰ دیتے تھے۔ امام اعمش جب حج کو جانے لگے تو امام اعظم رحمہ اللہ فرمایا میرے لئے مسائل و مناسک حج لکھ دیجئے۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ تمام شرعیہ حدیث تفسیر اور فنون عالیہ میں بحرنا پیداکنار تھے۔ علم ادب کے ماہر تھے۔ اشعار ایسے فصیح و بلیغ ہیں کہ جن کو سن کر آپ کے ہم عصر علماء ششدر رہ جاتے (الخیرات الحسان) نحو صرف علم قرآت انساب علم کلام حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ انتساب احادیث میں بہت محتاط تھے۔ لیکن اس کے باوجود آپ کے شاگردوں معتبر و مستند احادیث کے پندرہ مجموعے جن کے راویوں کا سلسلہ حضور ﷺ تک پہنچتا ہے۔ آپ سے روایت کئے۔ ان سب کو قاضی القضاۃ ابوالموید محمد بن خوارزمی (متوفی ۶۵۵ھ) نے ایک جلد میں جامع المسانید کے نام سے مرتب کیا اس لئے ابن خلدون کا یہ کہنا درست نہیں ہے کہ امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے سترہ حدیثیں روایت کی گئی ہیں۔ (تاریخ الفقہ الاسلامی ذاکر عبدالقادر ج ۱ ص ۲۲۲)

امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بغض و حسد رکھنے والے ان کی قلت روا ہے بنا پر یہ الزام لگاتے ہیں کہ آپ کو حدیث سے بہت کم تعلق تھا۔ لیکن یہ بات محض حسد پر مبنی ہے کیونکہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے سترہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے صرف ہا حدیثیں مروی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی بھی یہی کیفیت ہے کے برعکس حضرت ابوہریرہ سے ۲۳۳۶ھ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے ۲۲۸۶ھ عبدالعباس سے ۲۲۶۰ھ حضرت ۲۵۴۰ھ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما جو حضور ﷺ کے زمانہ میں نوجوان تھے۔ ۲۶۳۰ھ حدیثیں مروی ہیں کیا کوئی کہہ سکتا ہے خلفاء راشد سے زیادہ وہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہما حدیث سے زیادہ واقف تھے۔ جن کی روایت کی ہزاروں تک پہنچتی ہے اور کیا کوئی یہ کہہ سکتا ہے۔ حضرت صدیق اکبر و فاروق اعظم

بہت ہی کم حدیثیں مروی ہیں۔ اس لئے وہ پوری شریعت اسلامیہ کے ماہر ہونے والے نہ تھے۔ بلاشبہ یہی حال حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا ہے۔ روایت کی بنیاد پر یہ کہنا کہ آپ کو حدیث سے واقفیت نہ تھی۔ ایک نہایت ہی غلط خبر بات ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ حضور ﷺ کا معجزہ ہیں

(۲) شیخ الاسلام علامہ علاؤ الدین حصکلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ان اہا حنیفۃ النعمان من اعظم معجزات المعصطفیٰ بعد ہر ای۔ (در مختار)

بیشک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ قرآن مجید کے بعد محمد مصطفیٰ ﷺ کے اعظم معجزات ہیں۔

امامی مالک احمد امام حنیف چار بارغ امامت پہ لاکھوں سلام

امام اعظم رحمہ اللہ کا مرتبہ و مقام

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رضی اللہ عنہ نہ صرف فقیہ اعظم بلکہ محدث اور مجتہد مطلق تھے۔ بدالحظ ثین اور امام الحدیثین۔ استاذ الحدیثین بھی تھے۔

حافظ الحدیث حضرت عبداللہ بن مبارک مروزی (پیدائش ۱۱۸ھ وفات ۱۸۱ھ) امام اکابرین محدثین و اجلہ نقادین حدیث نے ثقہ۔ حجة امام صاحب حدیث عالم حایذ زاہد فنی شجاع صحیح الحدیث ناموں کثیر الحدیث امام عصرہ فی الافاق قرار دیا ہے۔ فرماتے ہیں۔

میں نے کوفہ میں پہنچ کر لوگوں سے دریافت کیا۔ کوفہ میں سب سے بڑھ کر ثقہ کون ہے؟ اس شہر میں سب سے بڑھ کر متقی و زاہد کون ہے تو لوگوں نے میرے

ان سوالات کے جواب میں کہا۔ امام ابوحنیفہ۔

امام بخاری کے استاذ حضرت مکی بن ابراہیم امام بیہق متوفی ۱۴۰ھ بخاری
ابوحنیفہ متواتر دس برس تک فقہ و حدیث سنتے رہے فرماتے ہیں کہ امام صاحب
زاہد صادق اور اہل زمانہ میں سب سے زیادہ حافظ حدیث تھے۔

حضرت یزید بن ہارون رحمہ اللہ کہتے ہیں۔ ایک ہزار استاذ ان علم حدیث
سے میں نے علم حاصل کیا۔ مگر اللہ سب سے زیادہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو تقویٰ
پایا۔ امام کبج فرماتے ہیں۔

”واللہ جیسی احتیاط حدیث میں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے دیکھی ہے۔ کسی اور
نہیں دیکھی۔“

حضرت خارجہ بن مصعب رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ کعب کے اندر چار اماموں نے
قرآن ختم کیا ہے۔ ایک حضرت عثمان بن عفان رحمہ اللہ خلیفہ رسول دوسرے حضرت
داری۔ تیسرے حضرت سعید بن جبیر صحابی رسول اللہ۔ چوتھے سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ
تابعی۔ (الخیرات الحسان)

حضرت اعمش رحمہ اللہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے چند مسائل دریافت کیے
امام صاحب نے حدیثوں سے جواب دیا تو اس پر حضرت اعمش رحمہ اللہ نے فرمایا
مگر وہ فقہاء تم طیب ہو اور ہم لوگ یعنی محدثین عظام راویوں کے نام اور الفاظ ہم
ہیں اور آپ لوگ احادیث کے معنی و مفہوم کو جانتے ہو۔

حضور ﷺ کے بعد کسی مدعی نبوت سے

اس کے دعویٰ نبوت کی دلیل طلب کرنا بھی کفر ہے۔

امام اعظم رحمہ اللہ کے زمانہ میں ایک شخص نے نبوت کا دعویٰ کیا اور کہا مجھے
دو کہ اپنے دعویٰ نبوت کی نشانی پیش کروں۔ حضرت امام اعظم رحمہ اللہ نے فرمایا

اس کے بعد مدعی نبوت سے نشانی طلب کرے وہ بھی کافر ہے۔ کیونکہ نشانی مانگنا
اس کے ارشاد لاجبی بعدی (میرے بعد کوئی نبی نہیں) کی تکذیب کرنا ہے۔

امام شافعی کا ارشاد

حضرت امام شافعی رحمہ اللہ رفع یدین کے قائل تھے مگر امام اعظم کی قبر کی زیارت کو
مکے تو نماز میں رفع یدین نہ کی اور فرمایا کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ادب و
ام کی وجہ سے میں نے رفع یدین نہ کی۔ حضرت امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ میں
ت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر مبارک کی زیارت کرتا ہوں اور ان کی قبر سے برکت
میں کرتا ہوں۔ جب کوئی حاجت پیش آتی ہے تو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی قبر کے پاس جا
اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں تو فوراً حاجت پوری ہو جاتی ہے۔ (الخیرات الحسان)

امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں فقہ میں سب لوگ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اولاد
کا جو فقہ سیکھنا چاہے اسے امام ابوحنیفہ کے شاگردوں کا دامن پکڑنا چاہیے۔

حضرت امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کے علم کا یہ عالم ہے کہ
انہوں نے مٹی کے ستون کو سونا کہہ دیں تو صرف اسے دلیل سے سونا ثابت کر دیں گے۔

حضرت سفیان ثوری رحمہ اللہ نے فرمایا۔ امام اعظم رحمہ اللہ روئے زمین میں
سب سے زیادہ فقیہ ہیں۔

ابن عیینہ نے کہا میری آنکھوں نے امام اعظم جیسا فقیہ نہیں دیکھا۔
حضرت ابن مبارک نے کہا آپ سب سے بڑے فقیہ تھے۔ میں نے کسی کو
امام اعظم سے زیادہ فقیہ نہ پایا۔

حافظ عبد العزیز بن ابی رواد کہتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ کو دوست رکھے۔ وہ سنی
ہے۔ ابراہیم بن معاویہ ضریر فرماتے ہیں کہ امام ابوحنیفہ کی محبت تہمدین و سنت ہے۔

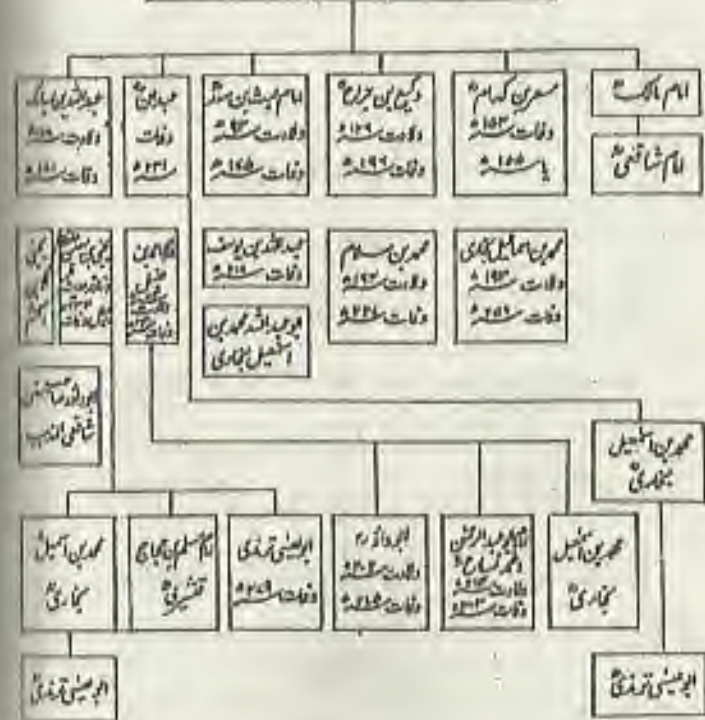
حضرت مسعر بن کدام رحمہ اللہ کہتے ہیں جو شخص امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کو اپنے

امام اعظم کے مشہور تلامذہ آئمہ فقہ حنفی

اور فقہ حنفی کی چند مشہور کتابوں کا تذکرہ

سیدنا امام اعظم ابو حنیفہ سراج امت عجلتہ جامع طریقت و شریعت
جلیل القدر آئمہ مجتہدین فقہاء امت مفسرین محدثین اولیاء اللہ و صالحین امت آپ
مقلد اور مذہب حنفی کے موید اور نیاز مند ہیں چند اہم افراد اور کتب کا مختصر تذکرہ یہ

شجرہ شاگردان حضرت امام اعظم اور علم حدیث میں آپ کے بعض مشہور تلامذہ
امام اعظم ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ ولادت ۸۰ھ وفات ۱۵۰ھ



اس شجرہ کو ملاحظہ کیجئے جلیل القدر محدثین امام بخاری ترمذی ابوداؤد مسلم نسائی
ابو یوسف و دیگر ترین محدث حضرت امام اعظم عجلتہ کے شاگردوں کے شاگرد نظر آتے
ہیں اس سے حضرت امام اعظم عجلتہ کے مرتبہ و مقام اور درجہ کی بلندی کا اندازہ کیا
جاسکتا ہے۔

حضرت ابو یوسف ۱۱۳ھ تا ۱۸۲ھ

یعقوب بن ابراہیم انصاری ۱۱۳ھ میں پیدا ہوئے ۱۸۲ھ میں وصال فرمایا۔
انہیں قاضی مقرر ہوئے پھر ہارون رشید کے عہد میں قاضی القضاۃ کے عہدہ پر فائز
ہوئے۔ آپ تفسیر مغازی آیام العرب کے ماہر تھے (ابن خلدون) علامہ ہی نے آپ
کو احادیث میں شمار کیا ہے۔ امام احمد بن حنبل اور یحییٰ بن معین بھی آپ کے شاگرد
ہیں۔ فقہ کی تدوین میں آپ امام اعظم کے دائیں بازو تھے۔ آپ کی ایک کتاب
”مال خراج“ ہے جس میں حکومت کے مالی نظام پر سیر حاصل بحث ہے۔

امام محمد بن الحسن ۱۳۵ھ تا ۱۹۰ھ

ابو عبد اللہ محمد بن حسن شیبانی امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد تھے۔ علماء نے آپ کو
”امام“ میں شمار کیا، لیکن حقیقت میں آپ حدیث کے بھی امام تھے۔ آپ کی ولادت
۱۳۵ھ شہر واسط میں ہوئی۔ کوفہ میں پرورش و تعلیم حاصل کی۔ آپ فقہ حدیث اور لغت
نے امام تھے۔ حضرت امام کے بعد امام مالک سے حدیث پڑھی اور امام ابو یوسف
عجلتہ کی۔ امام شافعی عجلتہ فرماتے ہیں کہ امام محمد عجلتہ جب کوئی مسئلہ بیان
کرتے تو اس طرح معلوم ہوتا جیسے وحی اتر رہی ہے۔ امام شافعی عجلتہ نے یہ بھی فرمایا
کہ میں نے امام محمد عجلتہ سے ایک بار شتر کے برابر علم حاصل کیا۔ امام احمد عجلتہ
نے کسی نے پوچھا کہ یہ دقیق مسائل آپ کو کہاں سے مل گئے۔ فرمایا کہ امام محمد عجلتہ
کی کتابوں سے (کتہ دیب الامام نووی) علم حدیث میں آپ کی تین کتابیں۔ مؤطا

امام محمد کتاب الآثار اور کتاب الحج اور فقہ میں۔

کتاب ظاہر الروایۃ

الموسم جامع صغیر جامع کبیر صغیر کبیر اور زیادات یہ چھ کتابیں ظاہر الروایۃ کہلاتی ہیں۔ علامہ ابوالفضل مروزی (جن کا لقب حاکم شہید ہے) متوفی ۵۰۳ھ نے اپنی تصنیف کافی میں ان چھ کتابوں کو جمع کر دیا ہے۔ شمس الانعمہ محمد بن احمد نے کتاب الموسوم میں جلدوں میں کافی کی شرح کی ہے۔

کتاب نوادر جو امام محمد سے روایت کی گئی۔ ان کے نام یہ ہیں۔ کتاب الآثار جسے شعیب کیمانی نے روایت کیا۔ کتاب الرقیات ہارونیات ہرجانیات کتاب الآثار فی التحلیل زیادة الزیادات اور نوادر محمد بروایۃ ابن رستم اور امام اعظم کی کتاب البحر کو آپ کے شاگرد امام حسن بن زیاد و لؤلؤی نے کتاب الروعی امل مدینہ اور کتاب الآثار جسے امام محمد نے تصنیف کیں نوادر ہی میں شمار ہوتی ہیں۔ حضرت امام محمد نے نوے دینی کتابیں تصنیف کیں۔ ۱۸۹ھ میں وفات پائی اور مقام ری میں دفن ہوئے۔ آئمہ مذکورین کے بعد فقہاء کا ایک بڑا طبقہ مذہب حنفی کا مقلد اور مؤید ہوا۔ جس میں سے بعض کے نام یہ ہیں۔ ابوالحسن کرخی متوفی ۲۳۰ھ ابو عبد اللہ جرجانی متوفی ۳۹۸ھ مؤلف خزائن الاکمل شمس الانعمہ سرخسی مؤلف بمسوط علی بن محمد یزدوی متوفی ۴۸۲ھ مؤلف بدائع الصنائع برہان الدین علی مرغینانی متوفی ۵۹۳ھ مؤلف کتاب الہدای شرح بدلیۃ البتدی ہدایہ چار جلدوں پر مشتمل ہے۔ بہت معتبر اور مشہور ہے۔ اس کے بعض شرحوں کے نام یہ ہیں۔

الفائزہ سروجی۔ کفایۃ کرلانی۔ وقایۃ تاج الشریعہ۔ نہایہ سفناتی۔ خلاصہ نہایہ قنوی۔ معراج الدرایہ کاکی۔ عنایہ بابرقتی۔ بنایہ یمنی۔ فتح القدر علامہ کمال الدین ہمام کی۔

ذہب حنفی کی چند اہم کتابوں کے نام

کتاب المختصر مؤلفہ احمد بن محمد قدوری متوفی ۳۲۸ھ وقایہ مختصر الہدایہ مؤلفہ تاج محمد محمود۔ مختار اس کی شرح اختیار مؤلفہ عبد اللہ موصلی متوفی ۳۸۳ھ مجمع البحرین ابن الساعاتی متوفی ۶۹۳ھ کنز الدقائق مؤلفہ حافظ الدین نسفی متوفی ۷۱۷ھ کنز الدقائق بہت مشہور ہے اس کی چند اہم شروح کے نام یہ ہیں۔

تیسرے الحقائق مؤلفہ زیلعی۔ زمر الحقائق مؤلفہ یمنی۔ بحر الرائق مؤلفہ زین الدین بن نجیم۔ تحفہ بحر الرائق مؤلفہ طوری۔ نہر الحقائق مؤلفہ عمر بن نجیم۔ منہ الحقائق۔ عابد بن عابدین اور کشف الحقائق مؤلفہ افغانی۔

فتاویٰ حنفیہ کی کتابوں کے نام

فتاویٰ دلو الجیہ مؤلفہ عبدالرشید دلو الجی (متوفی ۵۴۰ھ) فتاویٰ خانیہ مؤلفہ خاں حسن بن منصور (متوفی ۵۹۲ھ) فتاویٰ الظہریہ مؤلفہ ظہیر الدین محمد بخاری (متوفی ۶۱۹ھ) فتاویٰ طرسوسہ معروف بہ النفع الوساکی الی تحریر المسائل مؤلفہ امیر ایم بن طرسوسی (متوفی ۷۵۸ھ) فتاویٰ تثار خانیہ مؤلفہ ابن علاء الدین (متوفی تقریباً ۸۲۷ھ) فتاویٰ بزازیہ مؤلفہ حفظ الدین محمد عرف ابن بزاز (متوفی ۸۲۷ھ) فتاویٰ خیر الدین معین فاروقی ربلی (متوفی ۱۰۸۱ھ) فتاویٰ انقرویہ مؤلفہ محمد آقندی (متوفی ۱۲۵۲ھ) اور امجدیہ فی الوقائع المصریہ مؤلفہ شیخ محمد عباسی مہدی مفتی مصر۔

کتاب مذکورہ بالا کے علاوہ متاخرین علمائے حنفیہ کی حسب ذیل کتب بھی مشہور جامع الفصولین مؤلفہ ابن قاضی سادہ (متوفی ۸۱۸ھ یا ۸۳۳ھ) درر الاحکام فی الاحکام مؤلفہ ملا خسرو (متوفی ۸۸۵ھ) اس کا حاشیہ غنیہ ذوی الاحکام

مؤلفہ شرملاہی (متوفی ۱۰۶۹ھ) مثنوی الابیہ مؤلفہ طبری (متوفی ۹۵۶ھ) اس کی شرح
الاشہر مؤلفہ داماد آقندی (متوفی ۱۰۷۸ھ) اس کی دوسری شرح الدر المنقہ مؤلفہ
علاء الدین حصکلی (متوفی ۱۰۸۸ھ) تنویر الابصار مؤلفہ تمرناشی اور اس کی
الدر المختار مؤلفہ حصکلی رد المحتار علی الدر المختار مؤلفہ محمد امین بن عابدین اور اس کا
قرۃ عیون الاختیار جو آپ کے بیٹے محمد علاء الدین کی تالیف ہے۔

محدثین کرام جو امام اعظم رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں

امام یحییٰ بن سعید القطان

حافظ ذہبی نے لکھا ہے کہ فن رجال کے بانی یحییٰ بن سعید ہیں۔ ان کے
ان کے شاگرد یحییٰ بن معین علی بن المدینی اور امام احمد ان کے بعد ان کے شاگرد
بخاری اور امام مسلم (میزان) حدیث میں ان کا یہ پایا تھا کہ امام احمد اور علی بن المدینی
کھڑے ہو کر ان سے حدیث کی تحقیق کرتے تھے۔ تنقید روایات میں یہ درجہ تھا کہ
حدیث یہ کہا کرتے تھے کہ جس حدیث کو یحییٰ چھوڑ دیں گے۔ اسے ہم بھی چھوڑ
گے (تہذیب) امام ابو حنیفہ کے درس میں شریک ہوتے تھے اور امام صاحب کے
پرفٹوی دیتے تھے۔ ۱۳۰ھ میں پیدا ہوئے اور ۱۹۵ھ بمقام بصرہ وفات پائی۔

(تہذیب التہذیب)

حضرت عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ

امام نووی نے آپ کا تعارف ان الفاظ سے کرایا ہے۔ ”وہ امام جس کی امام

احدات پر ہر باب میں اجماع کیا گیا ہے۔“ آپ نے چار ہزار شیوخ سے حدیث
امام ابو حنیفہ کے مشہور شاگردوں سے تھے۔ فرمایا کہ ”اگر اللہ تعالیٰ نے ابو حنیفہ
عیان کے ذریعہ میری دستگیری نہ کی ہوتی تو میں ایک عام آدمی ہوتا۔“ (تہذیب
تہذیب) بخاری و مسلم میں آپ سے بیستوں حدیثیں مروی ہیں۔ ۱۱۸ھ میں پیدا
ہوئے اور ۱۸۱ھ مقام بیت میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء و تاریخ ابن خلقان)

یحییٰ بن زکریا بن ابی زیاد

حافظ احمد بیٹ تھے۔ امام بخاری کے استاذ علی بن المدینی کہا کرتے تھے کہ یحییٰ
۱۱۸ھ میں یحییٰ پر علم کا خاتمہ ہو گیا۔ یہ امام اعظم کے بزرگ ترین شاگرد تھے اور
۱۱۸ھ میں امام اعظم کے شریک مدائن میں منصب قضا پر فائز تھے وہیں ۱۸۲ھ ۶۳
۱۱۸ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب التہذیب میزان الاحتمال)

امام وکیع بن الجراح

فن حدیث کے ارکان میں شمار کئے جاتے ہیں۔ امام احمد کو ان کی شاگردی پر
فرمایا۔ یہ امام اعظم کے شاگرد خاص تھے۔ اکثر مسائل میں آپ کی تقلید کرتے تھے۔
۱۱۸ھ میں آپ نے بہت سی حدیثیں سنیں۔ ۱۹۵ھ میں وفات پائی۔ (تذکرۃ الحفاظ)

حضرت یزید بن ہارون

آپ کو بیس ہزار حدیثیں یاد تھیں۔ علی بن المدینی کہتے ہیں کہ میں نے ان
کا ہر کسی حافظ احمد بیٹ کو نہیں دیکھا۔ فن حدیث میں امام صاحب کے شاگرد تھے
کہہ کرتے تھے کہ میں نے بہت سے لوگوں کی صحبت پائی، لیکن ابو حنیفہ سے بڑھ کر
کوئی نہیں پایا۔ (تہذیب الکمال) ۲۰۶ھ میں وفات پائی۔

حضرت داؤد طائی

صوفیہ ان کو مرشد کامل مانتے ہیں۔ علم میں یہ حال تھا کہ امام محمد بھی ان مسائل کو چھوڑتے تھے۔ تدوین فقہ میں امام صاحب کے شریک تھے۔ امام محمد رحمہ اللہ کے جلیل القدر شاگرد ہیں۔ ۱۶۰ھ میں وفات پائی۔ (ابن خلکان)

امام زفر رحمہ اللہ

فقہ میں ان کا مرتبہ امام محمد کے برابر تھا۔ حدیث کے بھی امام تھے اور صاحب الحدیث کہلاتے تھے۔ (تہذیب الاسماء) عربی النسل تھے اور قیاس مجتہدانہ میں باکمال تھے قضا کے عہدہ پر بھی فائز رہے۔ ۱۱۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ۱۵۸ھ میں وفات پائی۔ (تہذیب الاسماء نووی)

امام عبدالرزاق بن ہمام رحمہ اللہ

محدث ذہبی نے انہیں احد الاعلام الثقات کہا ہے۔ بخاری مسلم ان کی روایات سے بھری پڑی ہیں۔ حضور رسالت مآب ﷺ کے بعد کسی شخص کے پاس اس دور دراز مسافتوں سے لوگ نہیں آئے جتنے آپ کے پاس طلب حدیث کے لئے کرتے تھے۔ آپ کو امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے حدیث میں تلمذ تھا۔ حدیث میں اس تصنیف جامع عبدالرزاق کے نام سے مشہور ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کتاب کو خزانہ قرار دیا۔ ان کا قول تھا کہ میں نے ابوحنیفہ سے بڑھ کر کسی کو حلیم نہیں پایا۔ ان میں پیدا ہوئے اور ۲۱۱ھ میں وفات پائی۔ (میزان الذہبی ابن خلکان)

حضرت حفص بن غیاث رحمہ اللہ

بہت بڑے محدث کثیر الحدیث تھے۔ علامہ ذہبی نے ان کو حفاظ حدیث

کہا ہے۔ انہیں حدیثیں زبانی یاد تھیں کاغذ و کتاب پاس نہیں رکھتے تھے۔ ان سے روایات کی روایت کی تعداد تین یا چار ہزار ہے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے ارشد علامہ کا کارہوتے ہیں۔ تیرہ برس کوفہ اور دو برس بغداد میں قاضی رہے۔ پیداؤش ۱۱۰ھ میں ۱۹۶ھ ہے۔

نوٹ

تدوین فقہ میں حضرت امام اعظم رحمہ اللہ کے شرکاء میں ابو یوسف امام محمد امام اعظم کے علاوہ مندرجہ ذیل فقہاء بھی تھے۔

اسم بن معن

حدیث و فقہ و ادب عربی میں اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ امام محمد نے بھی ان سے روایات فرماتے تھے۔ کوفہ کے قاضی مقرر ہوئے مگر تنخواہ کبھی نہ لی۔ ۱۱۰ھ میں وفات ہوئی۔

اسد بن عمرو

یہ پہلے شخص ہیں جن کو امام اعظم کی مجلس تصنیف میں تحریر کا کام سپرد ہوا۔ علم و شہادت کامل تھے۔ ثقہ تھے۔ بغداد کے قاضی بھی رہے۔ ۱۸۸ھ میں وفات پائی۔

ابن المسهر

موسل کے قاضی تھے۔ امام سفیان نے امام اعظم کی تصنیفات پر انہی کے ذریعہ روایات پائی۔ ۱۸۹ھ میں انتقال فرمایا۔

ابن زید

عافیہ بن زید کے بغیر امام ابوحنیفہ مجلس تصنیف میں کسی مسئلہ کو قلمبند کرنے سے

منع فرمایا کرتے۔ علامہ ذہبی نے کہا کان من عیار القضاۃ۔

حضرت حبان رضی اللہ عنہ

حضرت حبان رضی اللہ عنہ بھی کثیر الروایت تھے۔ ابن ماجہ میں ان کی روایات ۱۰۰ ہیں۔ ۲۷۱ھ میں وفات پائی۔

حضرت مندل

یہ حبان کے بھائی تھے۔ انہوں نے امام اعظم ہشام بن عروہ اور امام احمد سے حدیثیں روایت کیں۔ نہایت متقی پرہیزگار تھے۔ ۱۶۰ھ میں انتقال فرمایا۔

چند حنفی مفسرین کے نام

صاحب تفسیر مدارک قاضی ثناء اللہ پانی پتی صاحب تفسیر مظہری جو ۷ جلدوں میں ہے۔ مولانا شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ حضرت یعقوب چرخمی رحمہ اللہ علامہ ابوسعود دہلوی تفسیر ۸ جلد میں ہے۔ ملا حسین کاشفی صاحب تفسیر حسینی و تفسیر جواہر (۲ جلدیں)

چند مشہور حنفی اولیاء کرام کے اسماء گرامی

حضرت ابراہیم اوسم رحمہ اللہ، شقی بنی رحمہ اللہ، معروف کرشی رحمہ اللہ، بسطامی رحمہ اللہ، ابوالحسن خرقانی رحمہ اللہ، خواجہ معین الدین چشتی رحمہ اللہ، داؤد طائی رحمہ اللہ، ابن مبارک رحمہ اللہ، کبج بن جراح رحمہ اللہ، فضیل بن عیاض رحمہ اللہ، ابوبکر وراق رحمہ اللہ، بہاؤ الدین نقشبند رحمہ اللہ، مجدد الف ثانی رحمہ اللہ، خواجہ محمد معصوم رحمہ اللہ، مرزا جمال الدین رحمہ اللہ، خواجہ نظام الدین دہلوی رحمہ اللہ، خواجہ قطب الدین رحمہ اللہ، جمال الدین ہانسوی رحمہ اللہ، خواجہ فرید شکر گنج رحمہ اللہ، خواجہ عبید اللہ احرار رحمہ اللہ، علی رائقی رحمہ اللہ، حضرت یعقوب چرخمی رحمہ اللہ، حضرت خواجہ داتا گنج بخش رحمہ اللہ

خواجہ باقی باللہ دہلوی رحمہ اللہ، حضرت میاں میر لاہوری رحمہ اللہ، سید علی صابر رحمہ اللہ، حضرت مخدوم اشرف جہانگیر سمنانی رحمہ اللہ، حضرت بہاء الدین زکریا رحمہ اللہ، حضرت موسیٰ پاک شہید ملتانی رحمہ اللہ، حضرت قطب الدین بختیار کاکی رحمہ اللہ، حضرت امیر خسرو رحمہ اللہ، حضرت شاہ محمد غوث لاہوری رحمہ اللہ، شیخ کلیم اللہ جہان آبادی رحمہ اللہ، حضرت شاہ محمد غوث گوالیاری رحمہ اللہ (مصنف جواہر خمسہ) حضرت خواجہ قلمندر رحمہ اللہ، قبلہ عالم حضرت خواجہ نور محمد مہاروی رحمہ اللہ، فیاض عالم حضرت خواجہ نظام رسول توکیروی رحمہ اللہ، حضرت شاہ سلیمان تونسوی رحمہ اللہ، حضرت شاہ رکن الدین ملتانی رحمہ اللہ، حضرت شاہ فضل الرحمن گنج مراد آبادی رحمہ اللہ، حضرت شاہ نیاز احمد دہلوی رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبدالقدوس گنگوہی رحمہ اللہ، حضرت شاہ سید ثار علی الوری رحمہ اللہ، حضرت سید مبارک علی الوری رحمہ اللہ، حضرت میراں حسین زنجبانی لاہوری رحمہ اللہ، حضرت شاہ عبداللطیف بھٹائی رحمہ اللہ سندھ، حضرت سید جلال الدین بخاری رحمہ اللہ، خواجہ شریف، حضرت خواجہ غلام فرید رحمہ اللہ، حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ، حضرت شاہ دولہ رحمہ اللہ، گجراتی، حضرت پیر بلھے شاہ قصوری رحمہ اللہ، حضرت سید وارث الدین شاہ رحمہ اللہ دیواشریف، حضرت قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمہ اللہ ایسے کثیر تعداد میں نام لے امت حضرت سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مقلد تھے اور اسی سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ حنفی مذہب حق و صواب ہے۔

قلاریین کرام

سیدنا امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ جلیل القدر فقہاء و علماء و ملامدہ کا یہ تذکرہ بطور تذکرہ کیا گیا ہے۔ ورنہ امام اعظم کی خدمات ان کے مناقب اور اسلامی خدمات کے لئے ایک دفتر درکار ہے۔

حدیث کی مشہور کتابیں اور چند محدثین کے مختصر حالات

بخاری 'مسلم' ترمذی 'نسائی' ابن ماجہ ابو داؤد حدیث کی ان چھ کتابوں کو مسند کہتے ہیں۔ بخاری میں سات ہزار دو سو مختصر احادیث (مسند) درج ہیں۔ ان علاوہ مسند امام احمد 'دارمی' بیہقی 'دارقطنی' مستدرک 'طبرانی' معانی الآثار 'مشکل' 'موطا' امام مالک 'موطا' امام محمد 'کتاب الآثار' جامع صغیر 'جامع کبیر' کنز العمال 'مسند' وغیرہ بھی حدیث کی کتابیں ہیں۔

امام بخاری ۱۹۴ھ تا ۲۵۶ھ

نام مبارک محمد ابو عبد اللہ کنیت ہے والد ماجد کا نام اسمعیل ہے جو چوتھے طبقہ معتبر محدثین میں شمار کئے جاتے ہیں۔ آپ حدیث کے امام اور اس فن میں ایک حقیقت کے مالک تھے۔ محدثین نے آپ کو امام الدین امیر المؤمنین فی الحدیث اور الآثار احادیث سید الحدیثین کے معزز القابات سے یاد کیا ہے اور سب نے آپ کے فضل کو تسلیم کیا ہے۔ کم سنی ہی میں آپ کی آنکھوں کی روشنی جاتی رہی۔ والدہ نے آپ کی اور خواب میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زیارت ہوئی۔ آپ نے فرمایا تمہاری قبول ہوگئی ہے۔ صبح ہوئی تو آپ کی آنکھیں روشن تھیں۔ آپ چاند کی چاندنی کی کتابیں پڑھ لیتے تھے۔ آپ نہایت خوددار تھے۔ تمام عمر امراء و سلاطین سے وظیفہ نہیں کیا۔ اپنے پدر بزرگوار سے جو کچھ میراث میں ملا اسی پر آخر عمر تک قناعت کی۔ امام بخاری کو چھ لاکھ حدیثیں مع ان کے راویوں کے نام و حالات کے یاد تھیں آپ نے احادیث نبوی کے حصول کے لئے متعدد سفر کئے۔ مسجد حرام میں بیٹھ کر ہر سال کی مدت میں بخاری کو مرتب کیا۔ ہر حدیث کو لکھنے سے پہلے آپ زم زم سے غسل کرتے۔ مقام ابراہیم میں دو رکعت نفل استحارہ پڑھتے۔ پھر ایک حدیث قلم بند فرماتے۔

اربع وفات

آپ کی تاریخ ولادت صدق ۱۹۴ھ مدت عمر حمید ۶۲ وفات نور ۲۵۶ کے الفاظ ملتی ہے۔ آپ کی وفات کے بعد چہرہ سے جب کفن اٹھایا گیا تو منگ و عنبر کی خوشبو آئی۔ آپ کی قبر سے بھی ایک عرصہ تک منگ و عنبر کی خوشبو آتی رہی۔ لوگ ان کی قبر کی مٹی بطور تبرک لے جاتے تھے۔ صد ہا مشائخ کا تجربہ ہے کہ صحیح بخاری ہر مطلب کے لئے مجرب ہے۔ امام بخاری کے پاس حضور ﷺ کے چند موعے مبارک تھے۔ انہوں نے اپنے لباس میں بطور تبرک رکھتے تھے۔

امام مسلم ۲۰۶ھ تا ۲۶۱ھ

تاریخ پیدائش ۲۰۶ھ ہجری بتاتے ہیں۔ ۵۵ سال کی عمر پا کر ۲۶۱ھ میں انتقال فرمایا۔ امام مسلم کا پورا نام ابو الحسین مسلم بن الحجاج قشیری ہے۔ آپ عرب کے ایک شہر قبیلہ قشیر سے تعلق رکھتے تھے۔ یہ خاندان خراسان کے شہر نیشاپور میں رہتا تھا۔ امام مسلم و صوف اسی شہر میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم وطن مالوف میں پائی۔ امام مسلم بڑے فقہر عالم اور زبردست محقق ہوئے ہیں۔ آپ نے نہایت چھان بین اور تحقیق کے بعد صحیح مسلم مرتب کی جو کلام اللہ اور بخاری شریف کے بعد تمام لوگوں میں افضل سمجھی جاتی ہے۔

امام ابو داؤد ۲۰۲ھ تا ۲۸۷ھ

آپ کی کتاب سنن ابی داؤد صحاح ستہ میں شامل ہے۔ ابو داؤد سلیمان بن عیسیٰ ہجستانی امام بخاری اور امام مسلم کے بعد نہایت بلند پایہ محدث سمجھے جاتے تھے۔ ۲۰۲ھ میں سیستان میں پیدا ہوئے اور بچپن نیشاپور میں گزارا وہیں ابتدائی تعلیم

حاصل کی۔ علوم متداولہ کی تحصیل کے بعد ابوداؤد نے حدیث کی فراہمی کے لئے اختیار کیا اور خراسان، بصرہ، کوفہ، شام، مصر اور جزیرہ میں عرصہ دراز تک گھومتے رہے۔ آخر کار بصرہ میں اقامت اختیار کر کے سنن ابی داؤد مرتب کی اور اپنے استاذ احمد بن محمد کو دکھائی۔ انہوں نے بے حد پسند فرمائی اور اس کی نہایت تعریف و توصیف کی۔ ابوداؤد نے بہتر یا چوتھ سال کی عمر میں ۱۶ شوال ۲۷۵ ہجری کو بصرہ میں انتقال فرمایا۔

امام ترمذی ۲۰۹ھ تا ۲۷۹ھ

ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ الترمذی ۲۰۹ھ میں مقام ترمذ یا ترمذ سے چھ کوس کے فاصلہ پر ایک گاؤں میں پیدا ہوئے۔ آپ نے مختلف اسلامی ممالک کا سفر کر کے علم حاصل کیا۔ امام بخاری اور امام مسلم اور ابوداؤد سے بھی علم حدیث کو حاصل کیا، بعدہ "تہذیب ترمذی" کی ترتیب و تدوین فرمائی۔ اس کتاب پر آپ کے زمانہ کے جازم عراقی اور خراسان کے تمام علماء نے منصفہ طور پر ان کی تحقیق و تدقیق اور محنت و جانفشانی کی دی اور کتاب کو بے حد سراہا۔ جامع ترمذی بھی صحاح ستہ میں شامل ہے۔ امام ترمذی نے ۲۰ رجب ۲۷۹ھ کو ستر سال کی عمر میں وفات پائی۔

امام ابن ماجہ ۲۰۹ھ تا ۲۷۳ھ

ابو عبد اللہ یزید بن ماجہ عباسی خلیفہ مامون الرشید کے عہد میں ۲۰۹ھ میں مدینہ منورہ کے شہر قزوین میں پیدا ہوئے۔ ماجہ آپ کی والدہ محترمہ کا نام تھا۔ اسی نسبت سے ابن ماجہ مشہور ہوئے۔ سنن ابن ماجہ کے مصنف ہیں۔ یہ کتاب صحاح ستہ میں شمار ہے۔ ابن ماجہ نے عباسی خلیفہ المستعد کے عہد میں ۲۲ رمضان ۲۷۳ھ وفات پائی۔

امام نسائی ۲۱۵ھ تا ۳۰۳ھ

سنن نسائی کے مصنف ابو عبد الرحمن بن شعیب عبد اللہ المامون کے عہد خلافت

۲۱۵ھ میں خراسان کے شہر نسائی پیدا ہوئے۔ آپ کی تاریخ پیدائش ۲۱۲ھ یا ۲۱۵ھ ہے۔ ابتدائی تعلیم شہر نسائی میں حاصل کی۔ بعدہ مختلف دیار و اصناف میں گھوم پھر کر علم حدیث کے علوم و فنون کی تکمیل کی۔ آخر کار مصر میں اقامت گزریں ہو گئے اور سنن نسائی کو مرتب کیا۔ اس کتاب کو سنن صغریٰ اور مجتبیٰ بھی کہتے ہیں اور صحاح ستہ میں شمار ہوتی ہے۔ امام نسائی ۱۳ صفر یا ۱۳ شعبان ۳۰۳ھ کو فوت ہوئے۔ آپ زہد و تقویٰ میں بے

امام دارمی ۱۸۱ھ تا ۲۵۵ھ

ابو محمد عبد اللہ بن عبد الرحمن دارمی خلیفہ ہارون الرشید کے عہد میں ۱۸۱ھ میں حاکم مرقند پیدا ہوئے۔ آپ کی تصنیف "سنن دارمی" حدیث کی مشہور و مستند کتاب ہے۔ اس میں آپ نے پوری دیانت و امانت اور تحقیق سے کام لیا ہے۔ کہتے ہیں کہ دارمی میں پندرہ احادیث ایسی ہیں جن کا سلسلہ تین واسطوں سے حضور تک پہنچتا ہے۔ امام دارمی نے پچتر سال کی عمر میں ۲۵۵ھ میں انتقال فرمایا۔

امام دارقطنی ۲۰۶ھ تا ۳۸۵ھ

آپ سنن دارقطنی کے جامع ہیں۔ پورا نام ابو الحسن علی بن عمر الدارقطنی ہے۔ ۲۰۶ھ میں شہر بغداد کے محلہ دارقطن میں پیدا ہوئے۔ اسی لئے آپ دارقطنی کے نام سے مشہور ہیں۔ ابتدائی تعلیم بغداد میں پائی۔ بعدہ کوفہ، بصرہ، شام، واسط، مصر وغیرہ کا گناہ اور علوم و فنون کی تکمیل کی۔ امام دارقطنی کی کتاب سنن دارقطنی حدیث کی نہایت مستند کتاب ہے۔ آپ نے ۸۰ سال کی عمر پائی اور ۳۸۵ھ میں بغداد میں انتقال فرمایا۔ آپ کا مزار ہے۔

امام بیہقی ۳۸۲ھ تا ۴۵۸ھ

پورا نام ابو بکر احمد بن حسین بیہقی ہے۔ آپ عباسی خلیفہ القادر باللہ کے دور حکومت میں شہر نیشاپور کے قریب مقام بہق میں پیدا ہوئے۔ ولادت ۳۸۲ھ میں ابتدائی تعلیم وطن میں حاصل کی۔ اس کے بعد اسلامی ممالک کے مشہور علماء اور محدثین سے رجوع کیا۔

حدیث کا علم حاکم ابو عبد اللہ نیشاپوری ابو طاہر محمد بن زیاد ابن فورک عبد اللہ سے حاصل کیا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ آپ کی تصانیف کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ آپ کی تصنیفات سے مسلمانوں کو غیر معمولی فائدہ پہنچا۔ امام بیہقی نے ۴۵۸ھ بہتر سال عمر میں بمقام نیشاپور وفات پائی اور اپنے وطن بہق میں دفن ہوئے۔



قرآن میں نماز کی فرضیت اور تاکید

اولین پرش نماز بود

نماز اسلام کا سب سے اہم و اکرم فریضہ ہے۔ عبادات میں سب سے اشرف اور افضل نماز ہی ہے۔ قرآن پاک میں تقریباً سو مرتبہ سے زیادہ نماز کا ذکر اور اس کی بجا آؤ کی تاکید آئی ہے اور اس کے ادا کرنے میں سستی اور کاہلی نفاق کی علامت اور کفر کی نشانی بتائی گئی ہے۔ یہ وہ فرض ہے جو اسلام کے ساتھ پیدا ہوا اور اس کی گلیل اس شہستان قدس میں ہوئی جس کو معراج کہتے ہیں۔

وَالْيَمُومَا الصَّلَاةَ وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمَشْرُكِينَ۔ (روم ۴)

اور نماز قائم رکھو اور مشرکوں میں سے نہ ہو جاؤ۔

نماز کی اہمیت

حضور سید عالم ﷺ جب مبعوث ہوئے تو توحید کے بعد سب سے پہلا حکم دیا کہ کو ملا وہ نماز کا تھا۔

قرآن پاک کی تصریح کے مطابق دنیا میں کوئی پیغمبر ایسا نہیں آیا جس نے اپنی قوم کو نماز کی تعلیم نہ دی ہو اور اس کی تاکید نہ کی ہو۔ خصوصاً ملت ابراہیمی میں تو اس کی اہمیت سب سے زیادہ نمایاں ہے۔ حضرت ابراہیم، حضرت اسماعیل، حضرت شعیب، حضرت زکریا ان سب جلیل القدر انبیاء کرام علیہم السلام کے متعلق قرآن پاک نے بتایا۔ سب کے سب نماز پڑھتے تھے اپنے اہل و عیال اور اپنی قوم کو نماز کا حکم دیتے تھے۔

(دیکھو سورہ مريم: ہودا نبیاء لقمان: ابراہیم: یونس: زکریا: آل عمران)

تارک صلوٰۃ کافر ہے

حضرت عبداللہ بن شعیب رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام کسی عمل کے ترک نہیں جانتے تھے۔ سوا نماز کے بہت سی ایسی حدیثیں آئیں جن کا ظاہر یہ ہے کہ نماز کا ترک کرنا کفر ہے اور بعض صحابہ کرام مثلاً حضرت فاروق اعظمؓ، عبدالرحمان عوفؓ، عبداللہ بن مسعودؓ، عبداللہ بن عباسؓ، جابر بن عبداللہ معاذ بن جبلؓ، ابو ہریرہؓ، علقمہؓ کا یہ ہی مذہب تھا۔ بعض آئمہ کرام مثلاً حضرت امام احمد بن حنبلؓ، اسحاق راہویہؓ، عبداللہ بن مبارک اور امام غزالیؒ کا بھی یہی مسلک ہے۔ البتہ ہمارے ابو حنیفہؒ اور دیگر آئمہ کرام نیز کثیر صحابہ کرام تارک صلوٰۃ کی تکفیر نہیں کرتے مگر تھوڑی بات ہے کہ ان علیل القدر حضرات کے نزدیک تارک صلوٰۃ کافر ہے۔

نماز کی برکات

نبی محترم رسول اکرم ﷺ نے فرمایا ہے (۱) نماز پڑھنے سے خدا تعالیٰ قریب ہوتا ہے (۲) فرشتے پیار کرتے ہیں (۳) تمام انبیاء کی سنت ہے۔ نور معرفت (۴) اصل جزا ایمان ہے (۵) اجابت (قبولیت) دعا ہے (۶) باعث قبولیت ایمان ہے (۷) رزق میں برکت ہے (۸) بدن میں راحت (۹) دشمن کے لئے اوزار (۱۰) شیطان کو ناخوش کرتی ہے۔ (۱۱) ملک الموت کے سامنے سفارشی ہوگی (۱۲) قبر میں روشنی (۱۳) نیچے پھوٹا (۱۴) منکر و کبیر کے لئے جواب (۱۵) قیامت تک قبر میں خوشبو و غم خوار ہوگی (۱۶) روز قیامت اوپر سایہ کرے گی (۱۷) سر پر تاج ہوگی (۱۸) لباس (۱۹) اور نور جو آگے آگے ہوگا (۲۰) نمازی اور دوزخ کے درمیان پردہ ہوگا (۲۱) خدا کے سامنے حجت (۲۲) میزان (ترازو) میں ثقل (بھاری) (۲۳)

اسے گزار دے گی (۲۴) اور جنت کی کنجی ہے کیونکہ اس میں تسبیح و تحمید و تقدیس و تہلیل و تہلیل اور دعا ہے۔

(بستان العارفین مصنف فقیر ابو الیث سمرقندی متوفی ۱۳۷۳ھ مصری ص ۱۰۱)

آن میں نماز کے اوقات

قرآن پاک کی متعدد آیات میں پانچ وقت نماز پڑھنے کے اوقات کا بالتصریح اباجمال ذکر ہے۔ مثلاً سورہ طہ کی صرف ایک آیت سے اوقات پنجگانہ کی تفصیل استدلال کیا جاسکتا ہے۔

وَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ الْغُرُوبِهَا وَمِنْ لَيْلٍ فَسَبِّحْ وَأَطْرَافَ النَّهَارِ۔ (طہ)

اور اپنے رب کی حمد تسبیح کر آفتاب نکلنے سے پہلے اور آفتاب کے ڈوبنے سے پہلے اور رات کے کچھ وقت میں تسبیح پڑھا کر اور دن کے کناروں میں۔

آفتاب نکلنے سے پہلے فجر ہے۔ ڈوبنے سے پہلے عصر ہے۔ رات کے کچھ وقت سے مراد عشاء ہے اور دن کے کناروں میں ظہر و مغرب ہے۔ اسی طرح علیحدہ علیحدہ آیتوں سے بھی اوقات پنجگانہ کا استدلال ہو سکتا ہے۔ مثلاً

اقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِ الشَّمْسِ۔ (اسراء ۹)

زوال آفتاب کے وقت نماز قائم کر۔ (یہ ظہر کی نماز ہے)

وَقَبْلِ الْغُرُوبِ۔ (ق ۳)

اور غروب آفتاب سے پہلے خدا کی تسبیح کر

وَاذْكُرْ اسْمَ رَبِّكَ بُكْرَةً وَأَصِيلًا۔ (دھر ۲)

اور اپنے پروردگار کا نام صبح کو اور عصر کو (یہ عصر کی نماز ہوگی)

اسی کو الصَّلَاةُ الرُّسُطَى

بچ کی نماز (سورہ بقرہ میں) کہا گیا ہے۔

کیونکہ یہ دن کی نمازوں میں ظہر اور مغرب کے بچ میں واقع ہے۔

(۴) وَأَقِمِ الصَّلَاةَ طَرَفَيِ النَّهَارِ - (ہودہ ۱۰)

اور دن کے دونوں ابتدائی اور انتہائی کناروں میں نماز قائم کر۔

دن کا ابتدائی کنارہ صبح اور انتہائی کنارہ مغرب ہے۔ یہ فجر اور مغرب کی

ہوئی۔

(۵) سورہ نور میں ہے کہ صبح کی نماز سے پہلے بے آواز دیئے زمانہ مکان پر

مت جایا کرو۔

مِنْ قَبْلِ صَلَاةِ الْفَجْرِ - (نور)

اس سے نماز فجر کا عملی ثبوت بھی ملتا ہے۔

(۶) پھر اسی میں یہ ہدایت بھی ہے کہ

بَعْدَ صَلَاةِ الْعِشَاءِ -

عشاء کی نماز کے بعد

کیونکہ مسلمانوں کو عشاء کی نماز کے بعد جو آرام کرنے اور کپڑے اتار دینے کا

وقت ہے کسی مسلمان کے مکان میں بلا اجازت نہ جانا چاہیے۔ یہ بھی نماز عشاء کا ثبوت

ثبوت ہے اور یہی پانچوں اوقات نماز ہیں۔

نماز وقت کے ساتھ فرض ہے

إِنَّ الصَّلَاةَ تَكُنَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا -

بے شک نماز مسلمانوں پر مقررہ اوقات میں فرض ہے۔

حضرت ابو ذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے میری ران پر ہاتھ رکھا

فرمایا۔ تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تو ایسے لوگوں میں رہ جائے جو نماز کو اس کے وقت

میں رہے۔ میں نے عرض کی حضور مجھے کیا حکم ہے۔

قَالَ صَلِّ الصَّلَاةَ لِحُبِّهَا وَتَقْبَلُهَا - (احمد ابن ماجہ)

فرمایا تو نماز کو اس کے وقت پر ہی پڑھنا۔

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ سے عرض کی یہ آیت کن لوگوں

لئے نازل ہوئی ہے۔

الَّذِينَ هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُونَ قَالَ هُمُ الَّذِينَ يُؤَخِّرُونَ الصَّلَاةَ

وَلَا يَذْكُرُونَ - (بزار)

خراہی ہے ان نمازیوں کے لئے جو اپنی نماز سے بے خبر ہیں۔ حضور ﷺ نے

ایہ لوگ ہیں جو نماز کو اس وقت سے ہٹا کر پڑھیں۔

امیر المؤمنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ نے فرمایا:

لَا تَكُنْ مِنَ الْكُفَّارِ الْجَمْعُ بَيْنَ الصَّلَاتَيْنِ وَالْفَرَارُ مِنَ الرَّحْفِ

مَعْنَاهُ -

کہ تین باتیں کبیرہ گناہوں میں سے ہیں دو نمازیں جمع کرنا۔ جہاد میں کفار

مقابلہ سے بھاگنا اور کسی کا مال لوٹنا۔

آیات واحادیث سے آفتاب نیروزی طرح واضح ہوا کہ ہر نماز کے لئے خاص

نماز کا گناہ مقرر ہے کہ نہ اس سے پہلے پڑھنا اور نہ اس کے بعد تاخیر کی اجازت

ہے۔ (۲) ہر نماز کو اس کے وقت پرادا کرنا فرض ہے۔ سفر کی حالت ہو یا حضر کی۔



دھوئے اور انگلیوں کا خلال کرے۔ یہ طریقہ جو بیان ہوا اس میں بعض وضو کے بعض سنتیں اور بعض مستحب ہیں جو یہ ہیں۔

وضو کے فرائض

ان کے بغیر وضو نہیں ہوتا اور یہ چار ہیں۔

- (۱) منہ دھونا (۲) دونوں ہاتھوں کو کہنیوں سمیت دھونا (۳) چوتھائی سر کا مسح (۴) دونوں پاؤں ٹخنوں سمیت دھونا۔

وضو کی سنتیں

پہلے نیت کرنا بسم اللہ پڑھ کر شروع کرنا۔ دونوں ہاتھ پہنچوں تک دھونا، کلی کرنا، ناک کرنا، ناک میں پانی چڑھانا، داڑھی کا خلال کرنا، پورے سر کا مسح کرنا، کانوں کا مسح کرنا، پے در پے وضو کرنا کہ پہلا عضو سوکھنے نہ پائے۔ ترتیب قائم رکھنا ہر وضو نے پہلے وضو کو تین بار دھونا۔

وضو کے مستحبات

گردن کا مسح کرنا۔ قبلہ کی طرف منہ کرنا۔ پاک اور اونچی جگہ بیٹھنا۔ پانی بہا تے ہاتھ اعضا پر ہاتھ پھیرنا بغیر ضرورت دوسرے سے مدد نہ لینا۔ دنیا کی باتیں نہ کرنا۔ پانی کھڑے ہو کر تھوڑا پی لینا۔ وضو کے بعد کلمہ شہادت اور یہ دعا پڑھنا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰی سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَ عَلٰی اٰلِہٖ وَسَلَّم۔ اے اللہ مجھے تو پہ کرنے والوں اور پاک لوگوں اور اپنے صالحین بندوں سے کر دے۔

وضو ٹوٹ جاتا ہے

پاخانہ۔ پیشاب کے مقام سے کسی چیز کا لکھنا۔ خون۔ پیپ۔ زرد پانی کا نکل

وضو کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا وُجُوهَكُمْ وَأَيْدِيَكُمْ إِلَى الْمَرَافِقِ وَامْسَحُوا بِرُءُوسِكُمْ وَأَرْجُلَكُمْ إِلَى الْكَعْبَيْنِ۔ اے ایمان والو! جب تم نماز کے لئے اٹھو تو اپنے منہوں کو دھوؤ اور اپنے ہاتھوں کو بھی کہنیوں تک اور اپنے سروں کا مسح کرو اور پاؤں دھوؤ ٹخنوں تک۔

وضو کا طریقہ

نماز کے لئے وضو ضروری ہے۔ بغیر وضو کے نماز نہیں ہوتی۔ پہلے پاکی حاصل کرنے اور ثواب پانے کی نیت کرے اور بسم اللہ پڑھ کر تین بار دونوں ہاتھوں کو کہنیوں تک دھوئے۔ پھر تین بار کلی کرے اور مسواک کرے۔ پھر تین بار ناک میں چڑھائے اور بائیں ہاتھ سے ناک صاف کرے پھر تین بار منہ دھوئے کہ پیشانی بالوں سے لے کر ٹھوڑی کے نیچے تک اور دونوں کانوں کی لوٹک کوئی جگہ خشک نہ رہے اگر داڑھی ہو تو خلال کرے پھر تین بار دونوں ہاتھ کہنیوں تک پہلے دایاں پھر بائیں دھوئے۔ پھر نئے پانی سے دونوں ہاتھ تر کر کے پورے سر کا ایک بار مسح کرے۔ طرح کہ پیشانی کے بالوں سے دونوں ہاتھوں کی تین انگلیاں پھیرتا ہوا گدی تک جائے اور پھر گدی سے ہتھیلیاں پھیرتا ہوا واپس لائے پھر شہادت کی انگلی سے کان اندرونی حصہ اور انگوٹھے کے پیٹ سے کان کی بیرونی سطح اور انگلیوں کی پشت سے گردن کا مسح کر لے۔ پھر تین بار دونوں پاؤں پہلے دایاں پھر بایاں ٹخنوں تک بائیں

کر بدن پر بہہ جانا۔ منہ بھرتے کرنا۔ سہارا لگا کر یا لیٹ کر سو جانا۔ نماز میں قہقہہ ہنسا۔ کسی وجہ سے بیہوش ہو جانا۔

چند ضروری مسائل

درمیان وضو میں اگر ریح خارج ہو یا کوئی ایسی بات ہو جس سے وضو باطل ہے تو پھر نئے سرے وضو کرے۔ وہ پہلے دھلے ہوئے بے دھلے ہو گئے۔ بغیر وضو قرآن پاک کو چھونا جائز نہیں۔ جتنی کو سونے یا کچھ کھانے پینے سے پہلے وضو کرنا ہے۔ خون یا عیپ نکل کر ہے نہیں تو وضو نہیں جانا۔ اگر کسی کے ذم سے ہر وقت وضو عیپ بتی راتی ہو یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ریح خارج ہوتے ہوں ایسا شخص ہر نماز کے وقت وضو کر لیا کرے۔ اس کی نماز ہو جائے گی کیونکہ وہ وضو ہے۔ جب تک وقت رہے گا یہ وضو باقی رہے گا۔

بے وضو شخص کے احکام

بے وضو شخص کو قرآن مجید کو ہاتھ لگائے بغیر پڑھنا۔ زبان یا اشارہ سے اذکار۔ درود شریف۔ تسبیح و تہلیل۔ اور ادو وظائف میں مشغول رہنا۔ سلام کا جواب اور پھینک کے جواب میں الحمد للہ کہنا یا یرحمک اللہ سے جواب دینا یا اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ البتہ بہتر یہ ہے کہ ذکر و تسبیح و درود شریف وغیرہ با وضو ہو کر پڑھے۔ بے وضو ہے اس کو قرآن مجید بے خلاف یا اس کی کسی آیت کا چھونا حرام ہے۔ ہاتھ چھوئے زبان یا دیکھ کر پڑھے تو حرج نہیں۔

مذی ٹکنے سے وضو چا تا رہتا ہے

مذی اس لیس وار طوبت کو کہتے ہیں جو بوقت بوس و کنار شرم گاہ سے نکلتی مذی کے ٹکنے سے شہوت ختم نہیں ہوتی۔ اس کے برعکس منی کا ذمی ہوتی ہے۔

مذی ہوتی ہے۔ جب یہ خارج ہوتی ہے تولدت آتی ہے اور منی کے ٹکنے کے بعد وضو ہو جاتا ہے۔ مذی ٹکنے سے غسل واجب نہیں ہوتا البتہ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ مذی اور منی ناپاک ہیں اور منی کے شہوت ٹکنے سے غسل واجب ہو جاتا ہے۔

استحاضہ کے مسائل

مستحب یہ ہے کہ ڈھیلے لینے کے بعد پانی سے طہارت کرے۔ ویسے صرف پانی سے استنجا کیا طہارت ہوگی۔ دانے ہاتھ سے استنجا کرنا مکروہ ہے۔ ڈھیلے کی کوئی چیز استعمال نہیں ہے۔ کنوئیں حوض یا چشمہ کے کنارے پانی میں خواہ بہتا ہو اور مسجد یا گھر کے پہلو۔ قبرستان۔ راستہ اور جہاں وضو یا غسل کیا جاتا ہو کھڑے ہو کر یا لیٹ کر ٹنگے ہو کر یا قبلہ کی طرف پیشاب پاخانہ کرنا مکروہ ہے۔ طہارت کے وقت بھی قبلہ اطراف منہ یا پیٹھ نہ ہونی چاہیے۔

واسیر کے مریض کے متعلق وضو کے مسائل

واسیر کے مرض میں اور استخاضہ میں جو خون نکلتا ہے اس سے وضو ٹوٹ جائے۔ استخاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرم گاہ سے کسی مرض کی وجہ سے آتا ہے۔ اگر استخاضہ اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت نہیں ملتی کہ وضو سے فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزر جانے پر اس کو وضو قرار دیا جائے گا۔ اب وہ ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نمازیں (فرض) پڑھنا بقضاء نفل) چاہے پڑھے۔ اس خاص صورت میں خون آنے سے اس کا وضو باطل ہو جائے گا۔ یہ ہی حکم ہر اس شخص کا ہے جس کو کوئی ایسی بیماری ہے کہ ایک وقت پورا نماز گزار گیا کہ وضو کے ساتھ نماز فرض ادا نہ کر سکے۔ وہ معذور ہے۔ جیسے قطرہ کا مرض ہو اس کو وضو سے استغناء ہے۔ پانی گرنا یا پھوڑے یا ناسور سے ہر وقت

رطوبت بہنا یا کان ناک سے ہر وقت رطوبت نکلتا کہ یہ سب بیماریاں وضو والی ہیں۔ ان میں جب پورا وقت ایسا گزر گیا کہ ہر چند کوشش کی مگر وضو کے ساتھ نہ پڑھ سکا تو عذر ثابت ہوا۔ ایسے لوگ ہر نماز کے لئے وضو کریں اور اس ایک وضو جب تک اس کا وقت موجود ہے۔ اس میں جتنی نمازیں چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔

موزوں پر مسح کا مسئلہ

وضو میں پاؤں دھونے کے بجائے موزوں پر مسح کرنا کافی ہے۔ سوتلی یا موزوں پر مسح جائز نہیں ہے۔ ان کو اتار کر پاؤں دھونا فرض ہے۔ مندرجہ ذیل قسم کے موزوں پر مسح کر سکتے ہیں۔

اول پورا موزہ ہی چمڑے کا ہو۔ جو ٹخنوں کو ڈھانپ لے یا صرف تلہ چمڑے کا ہو اور باقی حصہ کسی دیگر چیز کا ہوتا ہو۔ اس پر بھی مسح جائز ہے۔
مغفل پر بھی مسح جائز ہے یعنی سوتلی یا اوننی جراب کا تلہ چمڑے کا ہونا اور اس ساتھ ملا کر سی دیا جائے۔ حدیث میں جن جرابوں پر مسح کا ذکر ہے۔ اس سے مراد موزہ مراد ہے۔

مجلد پر بھی مسح جائز ہے۔ یعنی اوننی یا سوتلی جراب پر چمڑے کا پانچا بہ چڑھا جائے مگر اس میں شرط یہ ہے کہ پانچا بہ جرابوں کے ساتھ سی لیا جائے اگر ایسا نہیں کیا مسح جائز نہ ہوگا۔

موزہ کا مسح ہاتھ کی چھوٹی تین انگلیوں کے برابر ہو اور مسح موزے کی پانچ پانچ جائے تو اگر موزہ کے تلے یا کرٹ یا ٹخنے یا پنڈلی یا ایڑی پر مسح کیا تو مسح درست نہ ہوگا۔
(۲) جب وضو کر کے موزہ پہن لیا تو موزہ پر مسح کی مدت مقیم کے لئے ایک دن ایک رات ہے اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات ہے (۳) جس پر غسل فرض ہو وہ موزوں پر مسح نہیں کر سکتا (۴) جن چیزوں سے وضو ملتا ہے ان سے مسح بھی جائز ہوتا ہے۔

غسل کا بیان

وَاِنْ كُنْتُمْ جُنُبًا فَاَطْهَرُوْا۔

اور اگر تمہیں نہانے کی حاجت ہو تو (نہا کر) خوب صاف ستھرے ہو جاؤ۔

مسنون طریقہ

پہلے دونوں ہاتھوں کو پانیوں تک دھوئے پھر استنجا کرے اور جس جگہ نجاست ہو اس کو دور کرے پھر وضو کرے اور وضو کے بعد تین مرتبہ داہنے کندھے پر پھر بائیں کندھے پر پھر تین مرتبہ سر پر اور سارے بدن پر پانی بہائے اور لے کر اس سے کلام نہ کرے۔ نہ کوئی دعا پڑھے۔ مستورات کے لئے غسل جنابت میں سر ہاتھوں پر مکمل طور پر پانی پہنانا ضروری نہیں ہے لیکن یہ ضروری ہے کہ بالوں کی دھواں تک پانی پہنچ جائے اور جڑیں تر ہو جائیں۔

مسنون صورتوں میں غسل فرض ہے

(۱) منی کا بشہوت نکلتا (۲) سوتے میں احتلام ہونا (۳) عورت کا مرد سے جمنا (۴) کرنا خواہ منی نکلے یا نہ نکلے (۴) عورت کا حیض سے فارغ ہونا (۵) نفاس ختم ہونا (۶) بچہ پیدا ہونے کے بعد آنے والے خون کا بند ہونا۔

مسنون ہیں

جمعہ کی نماز اور دونوں عیدوں کی نماز کے لئے احرام باندھتے وقت اور عرفہ کے

دن غسل کرنا سنت ہے۔

یہ غسل مستحب ہیں

وقوف عرفات و وقوف مزدلفہ حاضری حرم شریف و حاضری دربار سرکار و
بغیر ان وقتوں و شب براءت و شب قدر وغیرہ کے لئے غسل کرنا مستحب ہے۔

غسل کے فرائض

اول کلی کرنا۔ یعنی منہ کے ہر پرزے کو شے ہونٹ سے طلق کی جڑ تک
پانی بہہ جائے۔ غسل فرض میں جب تک اس طرح کلی نہ کی جائے غسل نہ ہوگا۔
دوئم ناک میں پانی لینا یعنی دونوں نچھنوں کی جہاں تک نرم جگہ ہے
ضروری ہے۔ پانی کو سونگھ کر اوپر پڑھنا چاہیے۔ تاکہ بال برابر جگہ بھی دھلے
جائے ورنہ غسل نہ ہوگا۔ نیز ناک کے اندر بالوں کا دھونا بھی ضروری ہے۔
سوم تمام ظاہر بدن پر پانی کا بہہ جانا یعنی سر کے بال سے پاؤں کے
تک جسم کے ہر پرزے ہر دو نکتے ہر بال پر پانی بہہ جانا ضروری ہے۔ صرف بال
بدن پر چڑھ لینے سے غسل نہ ہوگا۔

عورت پر صرف بالوں کی جڑوں کو تر کر لینا ضروری ہے۔ کھولنا ضروری
ہاں اگر چوٹی اتنی سخت گندھی ہو کہ بے کھولے جڑیں تر نہ ہوں تو کھولنا ضروری
کانوں کے سوراخ میں بھی پانی گزارنا ضروری ہے۔

اگر کوئی شخص غسل فرض میں کلی کرنا یا ناک میں پانی لینا بھول گیا یا جسم کا
حصہ خواہ وہ بال برابر ہی ہو دھلنے سے رہ گیا تو غسل نہ ہوگا۔ اس صورت میں
غسل کی ضرورت نہیں ہے بلکہ جو چیز غسل میں ادا کرنا بھول گیا ہے۔ اس کو ادا کر
غسل پورا ہو جائے گا۔ مثلاً کلی کرنا بھول گیا ہے تو اب کلی کر لے غسل صحیح ہو جائے گا۔

۱۶ رات میں اگر نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی بلکہ غسل کرتے وقت جو عضو دھلنے سے رہ
ا ہے اس پر پانی بہا کر دو بارہ نماز ادا کرے۔

جنسی مرد اور حیض و نفاس والی عورت کے احکام

غسل جنابت فی الغور واجب نہیں ہوتا۔ ہاں جب نماز کا ارادہ کر لے تو واجب
ہے۔ اسی طرح اتنی دیر ہوگی کہ نماز کا آخر وقت آ گیا تو اب فوراً نہانا فرض ہے۔ البتہ
بائے میں تاخیر نہ کرنی چاہیے کہ حدیث میں فرمایا جس گھر میں جب ہو وہاں رحمت
نازل ہوتی ہے۔ جنابت سے غسل نہ کرنا مرض برص پیدا کرتا ہے اور بحالت حیض
غسل کرنے سے جذام کا خطرہ ہے مومن کے بدن پر جب تک کوئی حقیقی ظاہری
نوبت مثلاً پاخانہ پیشاب وغیرہ نہ لگا ہو وہ نجس نہیں ہوتا اور اس معاملہ میں مرد و عورت
وہ مردہ سب کا ایک حکم ہے۔

آدمی بے وضو ہو یا جنسی یہ نجاست اس کی حکمی ہے۔ لہذا اس کا پسینہ لعاب
اور جو شفا پاک ہے۔ جس پر غسل فرض ہے۔ اسے بغیر ضرورت مسجد میں جانے
کے لئے تیمم جائز نہیں۔ ہاں اگر مجبوری ہو جیسے ڈول اسی مسجد کے اندر ہے اور کوئی
نہ والا نہیں ہے تو اس ضرورت سے تیمم کر کے جائے اور جلد سے جلد ڈول لے کر
آئے۔ اسی طرح مسجد میں سویا احتلام ہو گیا تو آنکھ کھلتے ہی جہاں سویا تھا وہیں تیمم
کے فوراً نکل آئے تاخیر حرام ہے۔

جس کو نہانے کی حاجت ہو (جنسی) اس کو مسجد میں جانا۔ طواف کرنا۔ قرآن
پڑھنا۔ اگرچہ اس کا حاشیہ یا چولی چھوئے یا دیکھ کر یا زبانی پڑھنا یا کسی آیت کا لکھنا

یا آیت کا تعویذ لکھنا یا ایسا تعویذ چھوننا ایسی انگلیوں پہننا ناجائز ہے جس پر حروف مقطعات ہوں یا ایسا تعویذ یا تختی پہننا جس پر آیات قرآن لکھی ہوں حرام ہے۔

جنبی کو اذان کا جواب دینا جائز ہے۔ یونہی سلام کا جواب دینا اور شیعہ اور درود شریف پڑھنا بھی جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ وضو یا کلی کر کے پڑھے اور قرآن مجید کو دیکھنا اگرچہ حروف پر نظر پڑے اور الفاظ سمجھ میں آئیں اور (زبان نہیں) بلکہ خیال میں پڑھے جائیں حرج نہیں۔ جنبی اور بے وضو کو فقہ و تفسیر حدیث کتابوں کا چھونا مکروہ ہے مگر جہاں کاغذ پر قرآن کریم کی آیت لکھی ہوئی ہے اس ہاتھ رکھنا حرام ہے۔ قرآن پاک کا ترجمہ فارسی یا اردو یا کسی اور زبان میں ہوا اس کو چھونے اور پڑھنے میں قرآن مجید ہی کا سا حکم ہے۔ جنبی کو قرآن پاک کی کتابت حرام ہے یونہی بے وضو کو بھی کتابت قرآن کریم جائز نہیں۔

حیض و نفاس والی عورت کا قرآن کو ہاتھ لگانا حرام ہے۔ اگرچہ قرآن مجید جلد یا چولی یا حاشیہ کو ہاتھ یا انگلی کی نوک یا بدن کا کوئی حصہ ہی لگے۔ یہ سب حرام ہے اسی طرح کرتے کے دامن یا دوپٹے کے آٹھل سے یا کسی ایسے کپڑے۔

جس کو پہنے اوڑھے ہوئے ہو قرآن مجید کو چھونا حرام ہے۔ ہاں جزدان میں قرآن مجید ہو تو اس جزدان کو چھونے میں حرج نہیں۔ یونہی رد مال وغیرہ ایسے کپڑے پکڑنا جو نہ اپنا تالیق ہو نہ قرآن مجید کا تو جائز ہے اور کرتے کی آستین ڈوپٹے کا آٹھل یہاں تک کہ چادر کا ایک کونہ کندھے پر ہے دوسرے کونے سے قرآن مجید کو چھونا حرام ہے۔ یہ چادر وغیرہ آدمی کے تالیق ہے۔ جیسے چولی قرآن مجید کے تالیق ہے۔ حیض و نفاس والی عورت کو مسجد میں جانا طواف کرنا قرآن مجید کو دیکھ کر یا زبانی پڑھنا

کسی آیت کا لکھنا یا آیت کا تعویذ بنانا یا ایسا تعویذ چھوننا یا ایسی انگلیوں چھوننا یا پہننا کے گنہگار حروف مقطعات لکھے ہوں حرام ہے۔

حیض و نفاس والی عورت کا پسینا اس کا جوٹھا پانی اور اس کے ہاتھ کی پکائی ہوئی شہ پیرہ پاک ہے۔

شوہر کو اپنی حائضہ بیوی سے مباشرت یعنی اس کے ساتھ سونا لینا اگرچہ ایک اہلکاف میں ہوں اور یوس و کنار جائز ہے مگر جماع حرام ہے۔

حیض و نفاس کا بیان

حائضہ عورت کے بارے میں یہود و افراط کے اور نصاریٰ تفریط کے سرکب ہیں۔ یہود زمانہ حیض میں عورتوں کو اپنے مسکن مکان سے نکال دیتے اور الگ مکان میں لے جاتے اور ان کے ساتھ کھانا پینا ترک کر دیتے تھے اور نصاریٰ اس حالت میں بھی عورتوں سے صحبت کر لیتے تھے۔ صحابہ کرام نے جب اس معاملہ میں حضور سید عالم نور علیہ السلام سے استفسار کیا تو قرآن مجید کی آیت نازل ہوئی۔ جس میں بتایا گیا کہ اس حالت میں صرف صحبت نہ کی جائے اور ان کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کھانے پینے بات کرنے محبت و پیار سے پیش آنے میں حرج نہیں کیونکہ ان ایام میں عورت کو جو وسعت لاحق ہے وہ حکمی ہے۔

شریعت میں حیض اس خون کو کہتے ہیں جو بالغہ عورت کے آگے کے مقام سے نکلتا ہے پھر اگر بیماری کی وجہ سے آئے تو اس کو استحاضہ اور بچہ کے پیدا ہونے کے بعد آئے تو اس کو نفاس کہتے ہیں۔ حیض و نفاس والی عورت نہ نماز پڑھ سکتی ہے نہ رکعت رکھ سکتی ہے۔ حالت حیض کی نمازیں معاف ہیں مگر پاک ہونے پر روزہ کی تقاضا قائم ہے۔

استحاضہ اور اس کے مسائل

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کی شرم گاہ سے بوجہ بیماری خارج ہوتا

ہے اور جس رگ سے نکلتا ہے۔ اس کو عاقل کہتے ہیں۔ استحاضہ کا حکم یہ ہے کہ اس نے نماز معاف ہے نہ روزہ اور نہ ہی ایسی عورت سے محبت حرام ہے۔
استحاضہ اگر اس حد تک پہنچ گیا کہ اس کو اتنی مہلت ہی نہیں ملتی کہ وضو کر فرض نماز ادا کر سکے تو نماز کا پورا ایک وقت شروع سے آخر تک اسی حالت میں گزارنے پر اس کو معذور سمجھا جائے گا۔ اب ایک وضو سے اس وقت میں جتنی نماز چاہے پڑھے۔ خون آنے سے اس کا وضو نہ جائے گا۔

حیض و نفاس کی مدت

نفاس جو خون بچہ پیدا ہونے کے بعد آتا ہے اس کی کمی کی جانب کوئی مقرر نہیں۔ البتہ زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن رات ہے اور حیض کی کم سے کم مدت تین دن ورتین راتیں ہیں۔ یعنی پورے ۷ بہتر کھنٹے۔ ایک منٹ بھی اگر کم ہے حیض نہیں اور زیادہ سے زیادہ دس دن اور دس راتیں ہیں اور طہر (پاکی کے دن) کی کم سے کم مدت ۵ دن ہے۔

دس رات دن سے کچھ زیادہ خون آیا تو اگر یہ پہلی مرتبہ آیا ہے تو یہ دس دن تک حیض ہے بعد کا استحاضہ۔ اگر پہلے حیض آچکے ہیں اور عادت دس دن سے کم کی تھی اور عادت سے جتنا زیادہ ہے استحاضہ ہے اس کی مثال یوں ہے۔

(۱) ۵ دن حیض آنے کی عادت تھی۔ اب آیا دس دن۔ تو یہ دس دن حیض قرار پائیں گے۔

(۲) ۵ دن حیض آنے کی عادت تھی اب آیا ۱۲ دن تو اس صورت میں ۵ دن حیض کے باقی سات دن استحاضہ کے قرار پائیں گے۔

اگر ایک حالت مقرر نہ تھی کبھی چار دن کبھی پانچ دن تو پچھلی بار جتنے دن وہی اب حیض ہوں گے۔ باقی استحاضہ

دن حیض کے رنگ

حیض کے چھ رنگ ہیں۔ سیاہ سرخ، سبز، زرد، گدلا اور ٹیلا سفید رنگ کی عادت حیض نہیں تو اگر دس دن کے اندر رطوبت میں ذرا بھی سیلا پن ہے تو وہ حیض ہے اور دس دن رات کے بعد بھی سیلا پن باقی ہے تو عادت والی کے لئے جو دن عادت ہے وہ حیض اور عادت کے بعد والے استحاضہ اور اگر کچھ عادت نہیں تو دس دن رات حیض ہے باقی استحاضہ۔

نوٹ

یہ مسائل مختصر لکھ دیئے ہیں۔ مزید معلومات کسی عالم دین سے کر لینی چاہیے۔
سائل اس لئے لکھے جاتے ہیں کہ نماز روزہ کا ان سے تعلق ہے۔ قرآن مجید میں بھی ان کے متعلق مسئلہ موجود ہے۔ یہ مسائل بہر حال ان کے لئے بہت ضروری ہیں جو انہی کے فرض نماز روزہ کو ادا کرنا ضروری سمجھتے ہیں ورنہ اس دور لادینی میں تو بعض لوگ مذکورہ بالا مسائل کا مذاق اڑاتے دکھائی دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ہی ہادی ہے۔



علم کے تین فرض ہیں

(۱) نیت کرنا (۲) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر سارے منہ پر پھیرنا (۳) دونوں ہاتھ مٹی پر مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں سمیت ہاتھ پھیرنا۔ بسم اللہ کہنا۔ ہاتھوں کو زمین پر مارنا۔ انگلیاں کھلی ہوئی رکھنا۔ زیادہ مٹی لگ جانے پر ہاتھوں کو جھاڑنا اس طرح کہ ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ کو دوسرے ہاتھ کے انگوٹھے کی جڑ پر مارنا۔ داڑھی اور ہونٹ کا خال کرنا۔

علم کے ضروری مسائل

انگوٹھی، چھلے، چوڑیاں وغیرہ پہنی ہوں تو ان کو اتار کر یا ہٹا کر ان کے نیچے ہاتھ دھرنا فرض ہے جو چیز آگ سے جل کر نہ راکھ ہوتی ہو نہ پگھلتی ہو نہ نرم ہوتی ہو وہ زمین پر نہیں سے ہے اس سے تیمم جائز ہے اگرچہ اس پر غبار نہ ہو۔ ایسا پاک کپڑا جس میں غبار ہو کہ ہاتھ مارنے سے غبار اڑتا نظر آئے اس سے تیمم جائز ہے جن چیزوں سے تیمم ٹوٹتا ہے یا غسل واجب ہوتا ہے ان سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ اسی طرح پانی صاف آ جائے یا مرض وغیرہ کے خطرات تھے وہ ختم ہو جائیں تو پھر تیمم ٹوٹ جائے گا۔ اگر نماز کا وقت تک ہو گیا کہ وضو غسل کر لے گا تو نماز قضا ہو جائے گی تو ایسی صورت میں تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر وضو یا غسل کر کے نماز دوبارہ پڑھنی لازمی ہے۔



تیمم کا بیان

فَإِنْ لَمْ تَجِدُوا مَاءً فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا فَامْسَحُوا بِوُجُوْهِكُمْ وَأَيْدِيكُمْ مِنْهُ۔

تو جب تم پانی نہ پاؤ تو پاک مٹی سے تیمم کرو اور اسی مٹی سے اپنے مونہوں ہاتھوں کا مسح کرو۔

اگر پانی میسر نہ ہو یا غسل وضو کرنے سے بیماری کے بڑھنے یا دیر سے ہونے یا اتنی سردی ہو کہ نہانے سے مر جانے یا بیمار ہو جانے کا قوی اندیشہ ہو یا جہاں سے وہاں چاروں طرف ایک میل تک پانی ملنے کا پتہ نہ ہو تو بجائے غسل وضو کے تیمم حکم ہے۔ غسل اور وضو دونوں کے لئے تیمم کا طریقہ ایک ہی ہے صرف نیت میں فرق ہے کہ غسل کے تیمم کو غسل کے اور وضو کے تیمم کو وضو کے قائم مقام خیال کرے۔

تیمم کرنے کا طریقہ

پہلے نیت کر لے کہ میں ناپاکی دور کرنے اور نماز پڑھنے کے لئے تیمم کروں پھر دونوں ہاتھوں کی انگلیوں کو کشادہ کر کے پاک مٹی یا کسی ایسی چیز پر جو تیمم کی قسم سے ہو ایک بار مار کر سارے منہ کا مسح کریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔ پھر اسی طرح ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں کا مسح کریں کہ کوئی جگہ باقی نہ رہے۔

کے زرد ہونے پر وقت مکروہ ہو جاتا ہے اگرچہ نماز ہو جائے گی۔

سب

نماز مغرب کا وقت غروب آفتاب سے شروع ہو کر غروب شفق تک رہتا ہے۔
اس پیدی کا نام ہے جو جانب مغرب سرخی ڈوبنے کے بعد جنوباً و شمالاً پھیلی ہوئی

ہے۔

عشاء

نماز عشاء کا وقت غروب شفق سے شروع ہو کر طلوع فجر تک رہتا ہے اور نصف
کے بعد مکروہ ہو جاتا ہے۔ تجربہ سے ثابت ہوا کہ بڑی راتوں میں نماز مغرب
کے بعد تقریباً ڈیڑھ گھنٹہ اور چھوٹی راتوں میں تقریباً سوا گھنٹہ کے بعد عشاء کا وقت
ختم ہوتا ہے۔



نماز کے اوقات

إِنَّ الصَّلَاةَ كَانَتْ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ كِتَابًا مَوْقُوتًا۔
ہر نماز کو اس کے وقت میں ادا کرنا چاہیے۔ جو نماز وقت سے پہلے پڑھی جا
کی وہ بھی ادا نہ ہوگی اور جو بعد میں پڑھی جائے گی وہ بھی ادا نہ ہوگی۔ بلکہ قضا ہوگی۔

فجر

نماز فجر کا وقت صبح صادق سے شروع ہو کر آفتاب کی کرن چمکنے تک رہتا ہے۔
صبح صادق وہ روشنی ہے جو مطلع آفتاب کے اوپر آسمان پر پھیل جاتی ہے اور اچالا
جاتا ہے۔

ظہر

نماز ظہر کا وقت آفتاب ڈھلنے سے شروع ہو کر اس وقت تک رہتا ہے کہ ہر
کاسایہ علاوہ اصلی سایہ کے دو چند ہو جائے۔ اصلی سایہ وہ ہے جو آفتاب کے خط نصف
النہار پر پونچنے کے وقت ہوتا ہے۔

عصر

نماز عصر کا وقت ظہر کا وقت ختم ہونے سے شروع ہو کر آفتاب کے ڈوبنے تک
رہتا ہے بہتر یہ ہے کہ دھوپ کا رنگ زرد ہونے سے پہلے نماز ادا کر لی جائے۔ کیونکہ

اذان کا بیان

وَإِذَا نَادَيْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ

اور جب تم نماز کے لئے اذان دو۔

پانچوں وقت کی نماز فرض کے لئے جس میں جمعہ بھی ہے۔ اذان سنت ہے۔ اذان وقت پر کہنی چاہیے۔ اگر وقت سے پہلے کہہ دی تو دوبارہ کہی جائے۔ اگر وقت کے علاوہ کسی اور نماز کے لئے اذان نہیں ہے۔ عورتوں کو اذان کہنا مکروہ تحریمی ہے۔ وضو کی اذان ہو جائے گی مگر مکروہ ہوگی۔ اس لئے بہتر یہ ہے با وضو اذان دی جائے۔ بلند جگہ قبلہ رو کھڑے ہو کر کانوں میں انگلیاں ڈال کر کہی جائے۔ حتیٰ علی الصلوات وقت دہائی طرف منہ کرنا اور حتیٰ علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف منہ کرنا چاہیے۔ فجر کی اذان ہو تو حتیٰ علی الفلاح کے بعد دو مرتبہ الصلوٰۃ خیر من النوم (۱) سے بہتر ہے (کہنا سنت ہے)۔

اقامت

اذان کے بعد جماعت کھڑی ہونے کے وقت جو تکبیر یا اقامت کہی جاتی ہے اس کے الفاظ اذان کے مثل ہیں چند باتوں میں فرق ہے (۱) حتیٰ علی الفلاح کے مرتبہ قَدْ قَامَتْ الصَّلَاةُ (جماعت کھڑی ہوگئی) کہے (۲) اذان کے مقابلہ میں آواز پست ہو (۳) اس کے کلمات جلد جلد کہے جائیں (۴) کانوں میں انگلیاں ڈالی جائیں۔

اقامت بیٹھ کر سنی جائے امام و مقتدی حتیٰ الفلاح پر کھڑے ہوں

عام طور پر رواج پڑ گیا ہے کہ وقت اقامت سب لوگ کھڑے رہتے ہیں۔ یہ سنت اور مکروہ ہے۔ مسنون یہ ہے کہ جب تکبر اقامت کہے تو امام و مقتدی سب کھڑے ہیں اور جب حتیٰ علی الفلاح پڑیے تو کھڑے ہو جائیں۔

اجابت اذان و اقامت

اذان و اقامت دونوں کی اجابت مستحب ہے۔ اجابت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ ابھی وہی کلمات کہتا جائے اور اَشْهَدُ اَنْ مَسْحُوداً رُسُوْلُ اللّٰہِ کہتے وقت اللہ اس کو چوم کر آنکھوں سے لگائے اور پہلی مرتبہ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْكَ يَا رُسُوْلُ اللّٰہِ دوسری مرتبہ قُوَّةٌ عِنْدِي بِكَ يَا رُسُوْلُ اللّٰہِ اَللّٰہُمَّ مَتِّعْنِیْ بِالسَّمْعِ وَالْبَصَرِ کہہ کر ایسا کرے گا۔ حضور ﷺ اس کی شفاعت فرمائیں گے اور اس کی آنکھوں کی دھندلی بھی نہ جائے گی اور حتیٰ علی الصلوٰۃ اور حتیٰ علی الفلاح کے جواب میں لَا حَسُوْنَ وَلَا فِرَاقَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ کہے اور فجر کی اذان میں الصلوٰۃ خیر من النوم کے جواب میں صَدَقْتَ وَتَبَرَّزْتَ کہے اور اقامت میں قد قامت الصلوٰۃ کے جواب میں اَمَّا اللّٰہُ وَاَدَامَهَا کہے۔

ضروری مسائل

اذان خارج مسجد دینی چاہیے۔ یہ ہی سنت ہے۔ مسجد کے اندر کھڑے ہو کر اذان دینا خلاف سنت اور مکروہ ہے۔ جب اذان ختم ہو جائے تو مؤذن اور سامعین دو شریف پڑھیں اور دعا کریں۔

اذان کیسا ہو

بہتر یہ ہے کہ مؤذن صالح پرہیزگار ہو اور ثواب کی نیت پر اذان کہتا ہو۔ غرض

فاسق، فاجر، کافر اور نہ سمجھنے والے کی اذان مکروہ واجب الاعادہ ہے۔ حیض و نفاس عورت، خطبہ سننے والے، قضائے حاجت اور جماع کرنے والے پر اذان کا جواب نہیں ہے۔ جب اذان ہو تو چاہیے کہ اتنی دیر سب کام موقوف کر دے اور چل رہا ہو تو کھڑے جائے اور اذان سننے یا جواب دے۔ اگر چند اذانیں سنے تو اس پر پہلی ہی کا جواب ہے اگر سب کا جواب دے تو بہتر ہے۔

نماز ہر مسلمان پر فرض ہے

ہر عاقل بالغ مسلمان مرد و عورت پر پانچ وقت نماز عین فرض ہے۔ اس کی فرضیت دو کار کفر ہے اور اس کا بلا عذر شرعی چھوڑنا گناہ کبیرہ ہے۔ یہ خالص عبادت بدنی ہے اس میں نیابت جاری نہیں ہو سکتی۔ یعنی ایک کی طرف سے دوسرا نہیں پڑھ سکتا۔ بے دماغی، بے عقلی، بے ادبیت، بے ایمانی، بے دین کا ستون ہے۔ اس کا کام رکھنا دین کا قائم رکھنا ہے۔ یہ سفر و حضر کسی حالت میں بھی معاف نہیں۔ اسے عبادت ادا کرنا تنہا ادا کرنے سے ستائیس درجہ بڑھ کر ہے۔

نماز پڑھنے کا طریقہ

نماز پڑھنے سے پہلے یہ ضروری ہے کہ نمازی کا بدن کپڑے اور نماز کی جگہ، ہوا اور نماز کا وقت ہو گیا ہو پھر با وضو قبلہ کی طرف منہ کر کے دونوں پاؤں کے درمیان چار پانچ انگلیں کا فاصلہ کر کے کھڑا ہو اور جو نماز پڑھنی ہے اس کا دل سے ارادہ کرے اور زبان سے کہنا مستحب ہے۔ مثلاً نیت کی میں نے آج کی نماز ظہر چار رکعت اور یا سنت کی اللہ جل جلالہ کے لئے منہ میرا کعبہ کی طرف اگر امام کے پیچھے ہو تو کہے اس امام کے اور دونوں ہاتھ اپنے کانوں تک لے جائے۔ اس طرح کہ ہاتھوں کو ہوں اور انگلیاں نہ کھلی ہوں نہ مٹی ہوئی بلکہ اپنی حالت پر ہوں۔ اللہ اکبر کہہ کر ہاتھ نیچے لائے اور تاف کے نیچے ہاتھ لے اس طرح کہ دائیں ہاتھ بائیں ہاتھ کے سر پر ہو اور بیچ کی تین انگلیاں بائیں کلائی کی پشت پر اور انگوٹھا اور چھنگلیاں کلائی



کے اغل بغل ہوا اور نظر سجدہ کی جگہ پر رہا اور ثناء پڑھے۔

قیام

سُبْحَانَكَ اللَّهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَكَبَّارُكَ اسْمُكَ وَتَعَالَى جَدُّكَ
وَلَا إِلَهَ غَيْرُكَ ○

پاک ہے تو اللہ میں تیری حمد کرتا ہوں تیرا نام برکت والا ہے اور تیری
بہت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں۔

اگر جماعت کے ساتھ امام کے پیچھے نماز شروع کرے تو ثناء پڑھ کر نہ
رہے اور امام کی قرأت سنے اور اگر تنہا ہو تو ثناء کے بعد تعوذ تسمیہ سورۃ فاتحہ اور
سورت پڑھے۔

تعوذ

أَعُوذُ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ ○
میں پناہ مانگتا ہوں اللہ کی شیطاں مردود سے۔

تسمیہ

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ -
اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بڑا مہربان نہایت رحم والا

سورۃ فاتحہ

الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ ○ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ ○ مَلِكِ يَوْمِ الدِّينِ ○
إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ○ اهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيمَ ○
الَّذِينَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّالِّينَ ○ آمین ○

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جو سارے جہاں کا پروردگار ہے بڑا مہربان
رحم والا قیامت کے دن کا مالک ہے (اے اللہ) ہم تیری ہی عبادت کرتے
ہیں اور تیری ہی مدد مانگتے ہیں ہم کو سیدھا راستہ چلا ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے انعام
فرمایا ان لوگوں کا راستہ جو (تیرے) غضب میں مبتلا ہوئے اور گمراہوں کا۔ اس کے
بعد امام مقتدی آہستہ کہے۔ الہی قبول فرما۔

اخلاص

لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ اللَّهُ الصَّمَدُ ○ لَمْ يَلِدْ وَلَمْ يُولَدْ ○ وَلَمْ يَكُنْ
لَهُ كُفُوًا أَحَدٌ ○

کہو وہ اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے۔ نہ اس نے (کسی کو) جنا اور نہ ہی وہ
(کسی سے) جنا گیا اور کوئی بھی اس کا ہمسر نہیں ہے۔

پھر اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں جائے اور گھٹنوں کو ہاتھ کی انگلیوں سے
لمبا پکڑ لے اور اتنا جھکے کہ سر اور کمر برابر ہو جائے اور کم سے کم تین بار کہے۔

رکوع

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيمِ ○
پاک ہے میرا پروردگار عظمت والا۔
اگر جماعت ہو تو پھر رکوع سے اٹھتے ہوئے صرف امام تسمیع کہے۔

تسمیع

سَمِعَ اللَّهُ لِمَنْ حَمِدَهُ ○
اللہ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف۔
قوم: پھر دونوں ہاتھ چھوڑ کر سیدھا کھڑا ہو جائے اور مقتدی حمید کہے۔

تحمید

رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ ۝

اے ہمارے پروردگار سب تعریف تیرے ہی لئے ہے۔

تہا نماز پڑھنے والا تسبیح اور تحمید دونوں کہے پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ میں پہلے اس طرح کہ پہلے گھٹنے پھر دونوں ہاتھ زمین پر رکھے پھر ناک اور پھر پیشانی خوب صاف اور چہرہ دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھے اور مرد بازوؤں کو کروٹوں سے اور عورت رانوں سے اور رانوں کو پنڈلیوں سے جدا رکھے اور کہیں زمین سے اٹھی ہوئی اور دونوں پاؤں کی انگلیوں کے پیٹ قبلہ روز زمین پر جمے ہوئے ہوں اور کم سے کم بار پڑھے۔

سجدہ کی تسبیح

سُبْحَانَ رَبِّيَ الْأَعْلَى ۝

پاک ہے میرا پروردگار بہت بلند۔

جلسہ

پھر اللہ اکبر کہتا ہوا سجدہ سے اس طرح اٹھے کہ پہلے پیشانی پھر ناک پھر انھیں اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھے اور وہاں قدم کھڑا کر کے رکھے کہ اس کی انگلی قبلہ رو ہوں اور ہاتھ رانوں پر گھنٹنوں کے قریب رکھے کہ ان کی انگلیاں بھی قبلہ ہوں پھر اللہ اکبر کہتا ہوا۔

دوسرا سجدہ

اسی طرح دوسرا سجدہ کر لے اور پھر اللہ اکبر کہتا ہوا کھڑا ہو جائے۔

تسبیہ فاتحہ اور کوئی سورۃ پڑھ کر اسی طرح رکوع و سجود کرے لیکن امام کے پیچھے بسم اللہ۔ فاتحہ اور سورۃ نہیں پڑھے گا اور وہ خاموش کھڑا رہے گا۔

دوسری رکعت کے دونوں سجدوں سے فارغ ہو کر اسی طرح بیٹھ جائے جس طرح اس کے درمیان بیٹھا تھا۔

التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ وَالصَّلَاةُ وَالطَّيِّبَاتُ السَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ سَعَةً اللَّهُ وَبَرَكَاتُهُ السَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللَّهِ الصَّالِحِينَ ۝ أَشْهَدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ ۝

تمام قولی عبادتیں اور تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں ہم ہوتم پر اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک گواہوں پر میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

جب تشہد میں کلمہ لا پر پہنچے تو داہنے ہاتھ کو بچ کی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کو بچ کی انگلی سے ملا دے اور لفظ لا پر کلمہ کی انگلی اٹھائے اور الا دے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر دے۔ اگر دو رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد دو شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر دے۔ اگر چار رکعت والی نماز ہے تو تشہد کے بعد اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے اور دونوں رکعتوں میں اگر فرض ہوں تو صرف بسم اللہ اور فاتحہ پڑھ کر قاعدہ کے مطابق رکوع و سجود کرے اور اگر سنت و نفل ہوں تو بسم اللہ

سورۃ فاتحہ اور سورۃ بھی پڑھے لیکن امام کے پیچھے مقتدی تسبیہ اور فاتحہ نہیں پڑھے گا۔ خاموش کھڑا رہے گا۔ پھر چار رکعتیں پوری کر کے بیٹھ جائے اور تشهد درود شریف دعا پڑھے اور سلام پھیر دے۔

درود شریف

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ خَيْرُ مُجَبِّدٍ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ لِمُحَمَّدٍ وَعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرٰهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرٰهِيْمَ اِنَّكَ خَيْرُ مُجَبِّدٍ ۝ رَبِّ اجْعَلْنِيْ مُقْبِلَ الصَّلٰوةِ وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ ۝ وَتَقْبَلْ دُعَاۗءِ ۝ رَبَّنَا اغْفِرْ لِيْ وَلِوَالِدَيَّ وَلِلْمُؤْمِنِيْنَ يَوْمَ الْحِسَابِ ۝

الہی حضرت محمد ﷺ پر اور حضرت محمد ﷺ کی آل پر صلوٰۃ بھیج جس طرح تو نے صلوٰۃ بھیجی حضرت ابراہیم علیہ السلام پر اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل پر وصوٰۃ تعریف کیا گیا بزرگ ہے الہی برکت دے حضرت محمد ﷺ کو اور حضرت محمد ﷺ کی آل کو جس طرح تو نے برکت دی حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی آل کو بیشک تو تعریف کیا گیا ہے۔ بزرگ ہے۔ اے میرے پروردگار میرے قبول فرمائے ہمارے پروردگار مجھ کو اور میرے ماں باپ کو اور سارے مسلمانوں کو۔ دے اس روز جبکہ (عملوں کا) حساب ہونے لگے۔

سلام

التحیات و درود وغیرہ پڑھ کر السَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ۔ تم پر سلام اور اللہ کی رحمت دہنی طرف کے سلام میں دہنی طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی

پہنچے کہ میں ان کو سلام کہہ رہا ہوں اور بائیں طرف کے سلام میں بائیں طرف کے فرشتوں اور نمازیوں کی نیت کرے اور جس طرف امام ہو اس طرف کے سلام میں دہنی نیت بھی کرے اور اسی طرح امام بھی دونوں طرف کے سلاموں میں فرشتوں کی نیت کرے اور جب تنہا ہو تو دونوں طرف کے فرشتوں کی نیت کرے۔

یہ نماز پڑھنے کا طریقہ مردوں کے لئے ہے۔ عورتوں کے لئے چند باتوں میں فرق ہے۔ عورت تکبیر تحریمہ کے وقت ہاتھ کندھوں تک اٹھائے گی اور کپڑے سے باہر نہ آئے گی۔ قیام میں سینے پر ہاتھ باندھے گی اور تھیلی کی پشت پر رکھے گی۔ رکوع میں سر سے گی اور گھٹنوں کو جھکانے گی اور ہاتھ گھٹنوں پر رکھے گی مگر ان کو پکڑے گی نہیں۔ اٹھیاں کشادہ نہ رکھے گی۔ رکوع و سجود سم کر کرے گی۔ سجدہ میں پیٹ ران سے ان پندلی سے ملائے گی اور ہاتھ زمین پر بچھا دے گی۔ التحیات میں بیٹھتے وقت پاؤں دہنی طرف یا بائیں طرف نکال کر سرین پر بیٹھے گی اور اٹھیاں ملا کر رکھے گی۔ باقی سب کچھ اسی طرح کرے گی۔

نماز کے بعد دعا

دعا کرنا مسنون ہے۔ دعا سے قبل درود شریف پڑھنا چاہیے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ بغیر درود کے دعا آسمان و زمین میں معلق رہتی ہے۔ جن فرضوں کے بعد مکمل پڑھنی ہیں ان فرضوں کے بعد مختصری دعا کرے اور پھر جلدی سنتیں پڑھے۔ سنتوں کا ثواب کم ہو جائے گا اور باقی اذکار و وظائف سنتوں کے بعد پڑھے اور فرضوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں۔ ان کے بعد ذکر و درود پڑھنے میں حرج نہیں۔

عبدۃ تلاوت

قرآن میں سجدہ کی چودہ آیتیں ہیں۔ جن کے پڑھنے یا سننے سے سجدہ تلاوت

واجب ہو جاتا ہے۔ مسنون طریقہ سجدہ کا یہ ہے کہ کھڑے ہو کر اللہ اکبر کہتا ہو اور
میں جائے اور مَسْحَانِ رَبِّیْ اَلَا اَعْلٰی ثَمَنَ بَارِکَہِ پھر اللہ اکبر کہتا ہو اکھڑا ہو جا
نماز میں آیت سجدہ پڑھی تو نماز ہی میں فوراً سجدہ تلاوت واجب ہے تا
گناہ ہے۔ سجدہ تلاوت میں نہ ہاتھ اٹھانا ہے نہ تشہد اور نہ سلام ایک مجلس میں
ایک آیت بار بار پڑھی یا کسی تو ایک ہی سجدہ واجب ہوگا۔

بلند آواز سے ذکر و درود

نماز کے بعد بلند آواز سے ذکر کلمہ شریف پڑھنا بھی جائز ہے۔ جبکہ اس سے
باعث کسی مریض یا نمازی کو ایذا نہ ہو اور حاضرین کو بھی ان کی خوشی پر چھوڑ دیا جائے
مجبور نہ کیا جائے۔ اسی طرح بلند آواز سے ذکر کرنے والوں پر بدعت وغیرہ کا الزام
لگانا بھی زیادتی ہے۔ مشکوٰۃ باب الذکر بعد الصلاۃ میں ہے کہ حضور ﷺ جب اپنی
سے فارغ ہوتے تو بلند آواز سے لا الہ الا اللہ وحدہ لا شریک لہ کہتے
میں ہے۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ فراتس سے فارغ ہو کر
بلند آواز سے اللہ کا ذکر کرتا حضور ﷺ کے زمانہ میں مروج (جاری تھا۔ حضرت
عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں تکبیر کی آواز سے حضور کی نماز کا ختم ہونا معلوم کرتا تھا
(مسلم)



شرائط نماز

نماز پڑھنے کا طریقہ جو گذشتہ اوراق میں بیان ہو چکا ہے۔ اس میں کچھ نماز کی
شرائط کچھ فرائض کچھ واجبات اور کچھ سنتیں و مستحبات ہیں۔ نمازی کو چاہیے کہ ان کو
بالکل یاد کرے۔

الشرائط

نماز کی چھ شرطیں ہیں۔ (۱) طہارت یعنی نماز کا بدن اور کپڑے پاک ہوں
(۲) نماز کی جگہ پاک ہو (۳) ستر عورت یعنی بدن کا وہ حصہ جس کا چھپانا فرض ہے۔
اور عورت کا وہ حصہ جس کا کھلنا مکہ ہے اور عورت کے لئے ہاتھوں
اور چہرہ اور چہرہ کے علاوہ سارا بدن ہے (۴) استقبال قبلہ یعنی منہ اور سینہ قبلہ کی طرف
مولا کا وقت یعنی نماز کا وقت پڑھنا (۵) نیت کرنا۔ دل کے پکے ارادہ کا نام نیت ہے۔
دل سے کہہ دینا مستحب ہے۔

فائدہ: نماز شروع کرنے سے پہلے ان شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ ورنہ نماز
باطل ہوگی۔

نماز کی شرائط کے متعلق ضروری باتیں

مردوں کو ایسا باریک کپڑا جس سے بدن کا وہ حصہ جس کا نماز میں چھپانا ضروری
ہے اظہار آئے ایسے کپڑے سے نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ باریک تہبند پہن کر نماز پڑھتے

ہیں جن سے گھٹنے اور ران چمکتی ہے۔ اس طرح نماز نہیں ہوگی۔

مستورات کے لئے ستر عورت کا مطلب

نماز میں عورتوں کے لئے ہاتھ کی کلائی پاؤں۔ ٹخنوں تک صرف چہرہ کی کلائی کے ماسوا تمام بدن کا چھپانا ضروری ہے۔ ٹنگتے ہوئے بال گردن کا نہ یہ بھی چھپانا چاہئیں۔ اگر نماز کی حالت میں کان یا چوتھائی بازو یا کوئی عضو چوتھائی بقدر ایک (یعنی سبحان ربی الاعلیٰ کی مقدار) کھلا رہا تو نماز نہ ہوگی۔ بعض عورتیں ایسا ہاتھ دوپٹہ اوڑھتی ہیں جن سے بالوں کی سیاہی نظر آتی ہے یا ایسے باریک کپڑے پہنتی ہیں جن سے اعضاء چمکتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ ایسے لباس سے ہرگز نماز نہیں ہوتی۔ لہذا عورتوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے تمام جسم کو سوائے چہرے ہاتھ کی کلائی پاؤں کو ایسے کپڑے سے چھپائیں کہ بدن اور سر کے بال نظر نہ آئیں۔

قبلہ کے متعلق مسئلہ

اگر کسی کو قبلہ کی شناخت نہ ہو نہ کوئی بتانے والا ہو اور نہ ہی وہ خود کسی طرح معلوم کر سکے تو اس کو جہر قبلہ ہونا دل میں جہے اور ہر ای منہ کر کے نماز پڑھ لے۔ اگر بعد معلوم ہوا کہ قبلہ کی طرف نماز نہیں پڑھی گئی تو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں۔ نیت عام سے کر لینا کافی ہے۔ زبان سے لمبی چوڑی عبارت ادا کرنا ضروری نہیں نیت کا مطلب یہ ہے کہ جب نمازی سے پوچھا جائے کہ کوئی نماز پڑھ رہے ہو تو وہ بلا تردد بتا دے۔ ظہر کی عصر کی وغیرہ وغیرہ ہاں زبان سے کہہ لینے میں بھی حرج نہیں۔



تعداد رکعات

غیر مؤکدہ سنت	سنت مؤکدہ	فرض	سنت مؤکدہ	فرض	غیر مؤکدہ سنت
قل لہ فرض	قل لہ فرض				
۴	۲	۲	۲	۲	۴
۴	۲	۲	۲	۲	۴
۳	۲	۲	۲	۲	۳
۳	۲	۲	۲	۲	۳
۳	۲	۲	۲	۲	۳

۳۲ رکعت واجب اور ۱۱ سنت

پہلے ۱۱ رکعت

واضح ہو کہ فرض واجب اور سنت مؤکدہ کا ادا کرنا ضروری ہے اور سنت غیر

مؤکدہ (قل لہ) کا ادا کرنا اختیاری ہے۔



دو یا غسل) کر کے دوبارہ نماز پڑھی جاسکے۔ اتنی تاخیر کہ طلوع آفتاب کا شک ہو گئے مکروہ ہے۔

(۲) ظہر و جمعہ سرویوں میں جلدی پڑھنا (اول وقت میں) اور گرمیوں میں تاخیر سے پڑھنا کہ دوپہر کی تیزی کم ہو جائے۔ مستحب ہے۔

(۳) عصر کی نماز ہمیشہ تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ روزاہ کے سوا مغرب ہمیشہ جلدی پڑھنا مستحب ہے اور عشاء کی نماز تہائی رات تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے۔ واضح رہے کہ جلدی و تاخیر کا مطلب یہ ہے کہ نمازوں کے مقررہ اوقات کے اندر نماز یا جلدی کی جائے۔



اوقات مکروہہ

(۱) سورج نکلنے وقت (۲) غروب ہوتے وقت (۳) استواء کے وقت نماز نہیں پڑھنی چاہیے (۴) طلوع صبح صادق سے طلوع آفتاب تک سوائے فجر اور نماز عصر کے بعد غروب آفتاب تک کوئی نفل نہیں پڑھ سکتے۔ حتیٰ کہ فجر کی رہ جائیں تو ان کو بھی نماز فجر کے بعد نہ پڑھے بلکہ جب پورا سورج نکل آئے تو پڑھے۔

نماز فجر کے متعلق ضروری مسئلہ

اگر کوئی ایسے وقت میں مسجد پہنچے کہ نماز فجر کے لئے امام کھڑا ہو گیا ہو اور یہ ہو کہ سنت فجر پڑھنے کے بعد جماعت مل جائے گی۔ اگرچہ قعدہ ہی میں شامل ہو جائے تو سنت فجر پڑھ لے اور اگر فرض کی جماعت فوت ہو جانے کا خطرہ ہو تو نہ پڑھے۔ جماعت میں شامل ہو جائے (واضح رہے کہ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو کسی بھی پڑھنا جائز نہیں البتہ سنت فجر پڑھ سکتا ہے اور رہ جانے کی صورت میں سنت فجر امام کے پورے نفل آنے پر پڑھے۔

نماز کے اوقات مستحبہ

(۱) فجر میں تاخیر مستحب ہے یعنی جب خوب اچالا ہو جائے زمین روشن ہو جائے۔ شروع کرے مگر ایسا وقت ہونا چاہیے کہ چالیس سے ساٹھ آیت کے ساتھ ادا کر سکے پھر سلام کے بعد اتنا وقت باقی رہنا چاہیے کہ اگر نماز میں فساد ظاہر ہو تو ادا کر سکے۔

ضروری ہے اول یہ کہ مقتدی امام کی تکبیر کے بعد تکبیر کہے۔ اگر پہلے کہہ لے گا تو نماز ہوگی۔ دوم یہ کہ تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہنا فرض ہے۔ بعض لوگ امام کو رکوع میں پا کر کہتے ہوئے فوراً رکوع میں چلے جاتے ہیں اور جھک جاتے ہیں ان کی نماز نہیں ہوتی۔

فرائض نماز

امام

کھڑے ہو کر نماز پڑھنا فرض ہے۔ یہاں بھی دو ضروری باتیں سمجھ لیں۔ اول کھڑے ہونے کا مطلب یہ ہے کہ دونوں پاؤں پر کھڑا ہو۔ بعض لوگ ایک پاؤں تو زمین پر جما لیتے ہیں اور دوسرا اٹھا لیتے ہیں یہ مکروہ تحریمی ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ طرح جتنی نمازیں پڑھی گئی ہیں ان کو دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ دوم یہ کہ عموماً یہ حال کیا ہے کہ ذرا بخار نزلہ ہوا یا کوئی معمولی سی تکلیف ہوئی لوگ بیٹھ کر نماز پڑھتے ہیں حالانکہ یہ ایسے مریض ہوتے ہیں جو بیڑھیوں سے اترتے ہیں مسجد تک چل کر آتے ہیں۔ راستہ طے کرتے ہیں۔ کوئی دوست مل جائے تو اس سے کھڑے کھڑے نماز بھی کر لیتے ہیں۔ مگر نماز بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ ان کی نماز نہیں ہوتی۔ اس مسئلہ کی اصل یہ ہے کہ اگر عصا یا خادم یا دیوار سے ٹیک لگا کر بھی کھڑا ہونے کی طاقت ہے تو کھڑے ہو کر کہے پھر بیٹھ جائے۔ مطلب یہ ہے کہ جتنی دیر بھی کھڑے ہونے کی طاقت ہے کھڑے ہو کر ہی نماز پڑھے۔ پھر جب طاقت نہ رہے بیٹھ جائے۔ (اس مسئلہ سے عوام بہت لاپرواہ ہیں)

آیت

یعنی مطلق قرآن کا پڑھنا نماز میں فرض ہے۔ (۱) اس کا مطلب یہ ہے اتنی سے پڑھے کہ ہر حرف علیحدہ علیحدہ ہو جائے (۲) اور پڑھنے کا مطلب یہ ہے کہ آواز سے پڑھے کہ خود اس کا نفس سن سکے۔ اب اگر اتنی ست آواز سے قرأت کی

نماز کے فرائض سات ہیں۔ (۱) تکبیر تحریمہ۔ یعنی اللہ اکبر کہنا (۲) قیام ثانی سیدھا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا۔ فرض۔ وتر۔ سنت فجر۔ عیدین کی نماز میں قیام فرض ہے۔ بلا عذر صحیح اگر یہ نمازیں بیٹھ کر پڑھے گا تو نہیں ہوں گی۔ نفل نماز میں قیام فرض نہیں (۳) قرأت مطلقاً ایک آیت پڑھنا فرض کی دو رکعتوں میں اور وتر و نوافل کی ہر رکعت میں فرض مقتدی کو کسی نماز میں قرأت جائز نہیں (۴) رکوع کرنا (۵) سجدہ کرنا (۶) قعدہ اخیرہ۔ نماز پوری کر کے آخری التحیات میں بیٹھنا (۷) خروج بوضوئے طہارت دونوں طرف سلام پھیرنا۔ ان فرضوں میں سے ایک بھی رہ جائے تو نماز نہیں ہوتی اگرچہ سجدہ ہو کیا جائے۔

فرائض نماز کے متعلق ضروری باتیں

ذیل میں نماز کے فرائض سے متعلق ضروری وضاحت کی جاتی ہے۔ کیونکہ عوام لوگ ان کا خیال نہیں کرتے جس کی وجہ سے یا تو نماز ہوتی ہی نہیں یا پھر مکروہ تحریمی مکروہ ہوتی ہے۔

تکبیر تحریمہ

یعنی نماز کے شروع کرنے کے لئے اللہ اکبر کہنا۔ اس مسئلہ میں دو باتوں کا

کہ خود بھی قرآن نہ سن سکا نماز نہ ہوگی۔

رکوع

رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنے تک پہنچ جائیں۔ یہ رکوع اگرچہ درجہ ہے اور پورا رکوع یہ ہے کہ پیٹھ سیدھی بچھا دے تاکہ سر سرین کے بالکل مقابلہ جائے۔ اگر ادنیٰ درجہ کا رکوع بھی نہ کیا تو نماز نہ ہوگی۔ بعض لوگ ذرا سا جھکے ہی میں آ جاتے ہیں۔ ان کی نماز بالکل نہیں ہوتی۔

سجدہ

یہ بھی فرض ہے۔ سجدہ کا طریقہ یہ ہے کہ ناک اور پیشانی زمین پر جم جائے۔ صرف پیشانی یا ناک کی نوک زمین پر رکھی تو نماز نہ ہوگی۔ ایک بہت ضروری مسئلہ ہے کہ سجدہ میں پاؤں کی انگلی کے پیٹ کا زمین سے لگ جانا شرط ہے اور چھ انگلیوں کے پیٹ کا لگنا واجب اور دوسوں کا سنت مؤکدہ ہے۔ اب اگر ایک انگلی کا پیٹ زمین سے نہ لگا نماز قطعاً نہ ہوئی اور اگر چھ انگلیوں کا پیٹ زمین سے نہ لگا واجب چھوٹ گیا۔ اگر مکروہ تحریمہ ہوئی۔ دوبارہ پڑھنا واجب ہے۔ اس مسئلہ کو عوام و خواص کی اکثریت نہ سمجھتی ہے۔ احتیاط کیجئے۔

سجدہ کے ضروری مسائل

سجدہ میں یہ بھی ضروری ہے کہ زمین کی سختی ناک اور پیشانی کو محسوس ہو۔ اگر کسی نرم چیز گھاس روٹی بردار قالین پر سجدہ کیا اور پیشانی جم گئی یعنی اتنی دہنی کہ دوبارہ دہانے سے اور نہ دبے گی سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ عمامہ کے پیچ پر سجدہ کیا کہ خوب جم گیا سجدہ ہو گیا ورنہ نہیں۔ اسی طرح ایسی جگہ پر سجدہ نہیں ہو سکتا جو جگہ نماز کی جگہ سے بارہ انگلی سے زیادہ اونچی ہو۔

آخرہ

یعنی نماز کی تمام رکعتوں کے بعد اتنی دیر بیٹھ جانا کہ پوری التحیات رسولہ تک پہنچ لی جائے فرض ہے۔

درجہ بصرہ

یعنی اپنے کسی فعل کے ذریعہ نماز سے باہر آنا۔

درجہ ذیل صورتوں میں ترک جماعت جائز ہے

سخت سردی سخت تاریکی سخت بادش راستہ میں شدید کچھڑ آندھی چوری ہونے کا خوف کسی دشمن یا ظالم کا خوف یا خانہ پیشاب کی شدید حاجت بھوک کی حالت میں کھانا سامنے آ جانا تیمارداری ان سب صورتوں میں تدرست لوگوں کو بھی ترک جماعت جایز ہے اور بیمار یا چلنے لگنے والا بہت بوڑھا کو بھی ترک جماعت جائز ہے۔

قضا نمازیں

جو نماز وقت پر نہ پڑھی جائے وہ قضا ہے اور بلا عذر شرعی نماز قضا کرنا سخت گناہ ہے۔ قضا کرنے والے پر فرض ہے کہ اس کی قضا پڑھے اور سچے دل سے توبہ کرے۔ فرض نماز قضا فرض واجب کی قضا واجب اور بعض سنتوں کی قضا سنت ہے۔ جیسے فجر کی سنتیں فرض بھی فوت ہو گیا ہو اور ظہر کی پہلی سنتیں جبکہ ظہر کا وقت باقی ہو۔ قضا کے لئے کوئی عذر معین نہیں جب پڑھے گا تو بری الذمہ ہو جائے گا۔ ہاں طلوع و غروب اور زوال کے وقت جائز نہیں مگر چاہیے کہ قضا نمازیں جلدی پڑھ لے تاخیر نہ کرے۔ ظہر اور جمعہ اور سنتیں جو فرض سے پہلے ہیں اگر وہ جائیں تو فرضوں کے بعد پڑھ لے اور فجر کی سنتیں اگر وہ جائیں تو سورج نکلنے کے بعد ظہر سے پہلے پڑھ لے تو بہتر ہے۔ ان یا بیہوشی اگر پورے چھ وقت کی نمازوں تک رہے تو ان نمازوں کی قضا نہیں۔

نماز کے واجبات

تکبیر تحریرہ میں اللہ کبر کہنا۔ فرض کی پہلی دو رکعتوں میں اور باقی نمازوں کی رکعت میں ایک بار پوری الحمد پڑھنا۔ اس کے بعد فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں وتر وسنت وفضل کی ہر رکعت میں چھوٹی آیتیں یا وہ ایک آیت جو تین چھوٹی آیتوں کے برابر ہوں پڑھنا۔ قومہ یعنی رکوع کے بعد سیدھا کھڑا ہونا۔ جلسہ یعنی دونوں رکعتوں کے درمیان سیدھا بیٹھنا۔ قعدہ اولیٰ یعنی تین یا چار رکعت والی نماز میں دو رکعتوں کے بعد بیٹھنا۔ دونوں قعدوں میں تشہد پڑھنا۔ قعدہ اولیٰ میں تشہد پر کچھ نہ پڑھنا۔ جب قرأت کرے بلند آواز سے یا آہستہ تو اس وقت مقتدی کا چپ رہنا۔ سورۃ قرأت کے تمام واجبات میں امام کی متابعت کرنا۔ ترتیب قائم رکھنا۔ تمام ارکان نماز اطمینان سے ادا کرنا۔ امام کو فجر، مغرب، عشاء، جمعہ، عیدین، تراویح اور رمضان و تروا میں آواز سے قرأت کرنا، ظہر اور عصر میں آہستہ قرأت کرنا، عیدین کی نماز چھ تکبیریں زائد کہنا۔

نماز کے واجبات میں سے اگر کوئی واجب بھولے سے رہ جائے تو کچھ کرنے سے نماز درست ہو جائے گی۔ سجدہ سہونہ کرنے اور قصد ترک کرنے سے نماز کا لوٹنا واجب ہے۔



نماز کی سنتیں

تکبیر تحریرہ کہتے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا۔ ہتھیلیوں کا قبلہ رخ ہونا۔ نماز کی تمام تکبیروں کو بلند آواز سے کہنا۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ ثناء، تَعُوذُ، آہستہ پڑھنا۔ فاتحہ کے بعد آہستہ آمین کہنا۔ ایک رکن سے دوسرے رکن میں ہستے وقت تکبیر کہنا۔ ہر رکعت کے اول میں آہستہ بسم اللہ پڑھنا۔ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف فاتحہ پڑھنا۔ رکوع و سجود میں تین بار تسبیح پڑھنا رکوع میں تائگیں دہائی ہونا اور ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا کہ انگلیاں کھلی رہیں سر اور کمر برابر ہو جائے۔ جمع سے اٹھتے وقت امام کا مع اللہ لمن حمدہ اور مقتدی کا رہنا تک الحمد کہنا (تہا نماز پڑھنے والے دونوں کہے) سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں گھٹنے پھر ہاتھ پھر ناک و پیشانی رکھنا اور اٹھتے ہوئے اس کا برعکس کرنا۔ بازو کروٹوں سے اور پیٹ رانوں سے جدا رکھنا (مگر جب صف میں ہوگا تو بازو کروٹوں سے جدا نہ ہوں گے) کھانیاں کھانے سے اونچی رکھنا اور انگلیوں کا قبلہ رو ہونا اور ملی ہوئی ہونا۔ دونوں سجدوں کے بعد اٹھنا قدم کھڑا کر کے اور بایاں قدم بچھا کر اس پر بیٹھنا ہاتھوں کا رانوں پر رکھنا۔ ہاتھوں میں دونوں پاؤں کی تمام انگلیوں کا پیٹ زمین پر لگنا اور قبلہ رو ہونا۔ تشہد میں اشہد کہ لا الہ الا اللہ پر شہادت کی انگلی سے اشارہ کرنا یوں کہ لا الہ الا اللہ پر انگلی اٹھائے اور الا اللہ سے اور سب انگلیاں قبلہ رو سیدھی کر دے۔ تشہد کے بعد درود شریف اور کوئی دعا مسنونہ پڑھنا سلام دوبار کہنا پہلے دائیں طرف پھر بائیں طرف۔ امام کا بلند

آواز سے سلام کہنا دوسرا پہلے کی نسبت کچھ آہستہ کہنا۔ ان سنتوں میں سے اگر کوئی سہوارہ جائے یا قصد ترک کی جائے تو نماز نہیں ٹوٹی اور نہ ہی سجدہ سہوا واجب ہو ہاں قصد اچھوڑنے والا گنہگار ہوتا ہے۔

نماز کے مستحبات

دو قدموں کے درمیان بقدر چار انگشت کے فاصلہ چھوڑنا۔ رکوع و سجدوں میں تین بار سے زیادہ پانچ یا سات بار تسبیح کہنا۔ قیام کے وقت سجدہ گاہ پر رکوع میں پاؤں کی پشت پر سجدہ میں ناک کے سرے پر قعدہ میں اپنی گود پر سلام میں اپنے شانہ پر نظر رکھنا۔ جمائی کے وقت منہ بند رکھنا اگر کھل جائے تو ہاتھ کی پشت سے ڈھکنا۔

مفسدات نماز

بھول کر یا قصد کسی سے بات کرنا کسی کو قصد کیا سہوا اسلام کرنا یا اسلام کا کلمہ دینا کسی کی چھینک کا جواب دینا۔ امام کی بھول پر بیٹھ جا کہنا اللہ تعالیٰ کا نام سن کر جلالہ اور حضور ﷺ کا نام سن کر درود شریف بقصد جواب پڑھنا اور اگر بقصد جواب ہو تو حرج نہیں۔ اپنے امام کے سوا دوسرے کو لقمہ دینا۔ درد یا مصیبت کی وجہ سے آف وغیرہ کہنا اور اگر بے اختیار مریض وغیرہ سے آہ اوہ نکلی معاف ہے۔ نماز پوری ہونے سے پہلے قصد اسلام پھیرنا اگر بھول کر پھیر دیا تو حرج نہیں۔ نماز پوری ہو کر سجدہ سہو کر لے۔ نماز میں قرآن شریف دیکھ کر پڑھنا اچھی بری خبر سن کر کلمہ

ات یا اذکار نماز میں سخت غلطی کرنا۔ اگر نمازی کو کسی نے ایک دم بقدر تین قدم کے لٹکایا یا دھکیل دیا۔ منہ کو قبلہ سے پھیرنا پے در پے تین بال اپنے جسم کے کسی حصہ اکھیرنا۔ ایک رکن میں (مثلاً سجدہ یا رکوع یا قیام میں) تین بار اس طرح کھجانا کہ ہاتھ رکن ہاتھ اٹھا لیا۔ پھر کھجایا پھر ہاتھ ہٹا لیا۔ نماز فاسد ہوگئی اور اگر جسم کے ایک حصہ (مثلاً رگھ کر چند مرتبہ کھجایا مگر ہاتھ اس حصہ جسم سے علیحدہ نہ کیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ ان مجید ایسا غلط پڑھنا کہ معنی بدل جائیں کچھ کھانا پینا ہاں دانتوں کے اندر کوئی چیز کی مٹی اس کو نگل گیا اگر چنے کے برابر ہے نماز فاسد ہوگئی اور اگر چنے سے کم ہے تو فاسد نہ ہوئی مگر وہ ہوگی۔ بلا عذر سینہ کو قبلہ سے پھیرنا بچہ کا عورت کی چھاتی چوسنا اور نکال آنا عورت نماز میں تھپی مرد کا بوسہ لینا یا شہوت سے اس کے بدن کو چھونا۔ ان مفسدات میں سے کسی مفسد کے ہونے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ دوبارہ پڑھنی چاہیے۔

نماز کے مکروہات تحریمہ

کپڑا سینا مثلاً سجدہ میں جاتے وقت آگے یا پیچھے سے اٹھا لینا اگر چہ گرد سے ہٹانے کے لئے ہو۔ کپڑا نکالنا مثلاً سر یا مونڈھے پر اس طرح ڈالنا کہ دونوں کنارے اٹھ اٹھ اٹھ آستین آدمی کلائی سے زیادہ چڑھا لینا۔ انگلیاں بٹھانا۔ انگلیوں کی قبضی کرنا۔ یعنی ایک ہاتھ کی انگلیاں دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا۔ آسمان کی طرف اٹھانا۔ کسی کے منہ کے سامنے نماز پڑھنا۔ الناقرا آن پڑھنا امام سے پہلے مقتدی کا ہونا وجود وغیرہ میں جانا۔ قبر کا سامنے ہونا اس طرح کہ درمیان میں کوئی چیز حائل نہ ہو اگر بقدر سترہ کوئی چیز حائل ہو تو مکروہ نہیں اور اگر قبر دائیں یا بائیں ہے تو کچھ کراہت میں۔ کپڑے یا داڑھی یا بدن کے ساتھ کھیلنا۔ کمر پر ہاتھ رکھنا۔ کپڑے میں اس طرح

وَتَشْرُكَ مَنْ يَفْجُرُكَ اللَّهُمَّ إِنَّكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّي وَنَسْأَلُكَ نَفْسِي وَنَحْيِي وَنَرْجُو رَحْمَتَكَ وَنَتَخَشَى عَذَابَكَ عَذَابَكَ بِالْكَفَّارِ مُلْحِقًا ۝

اے اللہ ہم تجھ سے مدد چاہتے ہیں اور تجھ سے بخشش مانگتے ہیں اور تجھ پر ایمان لاتے ہیں اور تجھ پر بھروسہ رکھتے ہیں اور تیری بہت اچھی تعریف کرتے ہیں اور تجھ کو شکر کرتے ہیں اور تیری ناشکری نہیں کرتے اور الگ کرتے ہیں اور چھوڑتے ہیں اور شخص کو جو تیری نافرمانی کرے اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تیرے لئے نماز پڑھتے ہیں اور سجدہ کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے اور خدمت کے لئے حاضر ہوتے ہیں اور تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں بیشک تیرا عذاب کافروں کو ملنے والا ہے۔

جو دعائے قنوت نہ پڑھ سکے وہ یہ پڑھے رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَفِي الْآخِرَةِ حَسَنَةً وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ ۝ اگر دعائے قنوت پڑھنی بھول گیا اور دعا میں چلا گیا تو واپس نہ لوئے بلکہ سجدہ ہو کرے۔

جماعت و امامت کا بیان

وَارْكَعُوا مَعَ الرَّاكِعِينَ ۝

اور رکوع کرنے والوں کے ساتھ رکوع کرو۔ نماز جماعت کے ساتھ رکوع واجب ہے بلکہ اگر ایک بار بھی چھوڑنے والا گنہگار ہے اور ترک کا عادی گنہگار ہے۔ عیدین میں جماعت شرط ہے اور تراویح میں سنت کفایہ کہ محلہ کے چند لوگوں نے امام کر لی تو سب کے ذمے سے ساقط ہوگئی اور اگر کسی نے قائم نہ کی تو سب نے برائی جماعت کے ساتھ نماز پڑھنے سے مستانکس درجہ زیادہ ثواب ہے۔

امام صحیح العقیدہ اہلسنت و جماعت پر بیزگار یا بند شریعت صحیح قرآن پڑھنا

نماز و طہارت کے مسائل زیادہ جاننے والا ہونا چاہیے۔ بدعقیدہ اور فاسق معطل شرابی زنا کار سود خور چغل خور و اڑھی منڈالے یا حد شرع سے کم رکھنے والے کے لیے نماز مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ عورت کی امامت مکروہ ہے۔ ولد الزنا کو اڑھی منڈالے اور فانی زدہ۔ کی امامت مکروہ تنزیہی ہے جب کہ کوئی اور ان سے بہتر ہو۔ عورت نہیں۔ اندھے کی امامت بلا کراہت جائز ہے جبکہ وہ طہارت وغیرہ کا خیال رکھتا ہو جو قرأت غلط پڑھتا ہو۔ جس سے معنی فاسد ہوں یا وضو صحیح نہ کرتا ہو یا ضروریات میں سے کسی ضروری امر کا منکر ہو۔ ان کے پیچھے نماز باطل محض ہے اور جس کی کراہی حد کفر تک نہ پہنچی ہو۔ ان کے پیچھے نماز بکراہت شدیدہ مکروہ تحریمی ہے کہ انہیں امام بنانا اور ان کے پیچھے نماز پڑھنا گناہ اور جہنمی پڑھی ہوں سب کا پھر پڑھنا واجب۔



نماز کے متعلق بعض اہم و ضروری مسائل

فرض سنت موکدہ وتر اور نفل پڑھنا

(۱) فرض نماز کی پہلی دو رکعتوں میں الحمد کے ساتھ کسی سورۃ یا آیت کا پڑھنا واجب ہے۔ تیسری اور چوتھی میں صرف الحمد شریف پڑھنا افضل ہے اور الحمد شریف کے ساتھ سورۃ کا ملانا یا خاموش رہنا مکروہ ہے اور اگر الحمد کے ساتھ سورۃ بھی ملانی سجدہ سہولاً لازم نہ ہوگا۔

(۲) چار رکعتی فرض کے پہلے قعدہ میں التحيات صرف عہدہ در سولہ تک پڑھنا چاہیے۔ اس سے زیادہ پڑھا تو سجدہ سہولاً لازم ہوگا۔

(۳) وتر سنت موکدہ اور محض نفل نماز خواہ وہ چار رکعت ہوں یا دو رکعت۔ رکعت میں الحمد شریف کے ساتھ کسی سورۃ یا آیت کا پڑھنا واجب ہے۔ اگر ترک کیا سجدہ سہولاً لازم ہے۔

(۴) چار رکعتی سنت موکدہ کے قعدہ اولیٰ میں التحيات عہدہ در سولہ تک پڑھنا تیسری رکعت کے لئے فوراً کھڑا ہو جانا چاہیے۔

(۵) سنت غیر موکدہ چار رکعتی جیسے عشاء اور عصر سے پہلے کی چار رکعت۔ پہلے قعدہ میں بھی پوری التحيات اور درود و دعا وغیرہ کا پڑھنا ضروری ہے اور تیسری رکعت میں ثناء تعوذ بسم اللہ پڑھ کر الحمد شریف اور اس کے ساتھ کوئی سورۃ پڑھنی چاہیے۔

قضاء کے مسائل

مقتدی اور امام کے درمیان اتنا چڑا راستہ ہو جس میں بیل گاڑی جا سکے یا بچہ باہر ہو تو اقتداء صحیح نہیں۔ عید اور جمعۃ الوداع کے موقع پر لوگ اس بات کا خیال نہیں لیتے۔ ان کی اقتداء صحیح نہیں ہوتی۔

تصویر کے احکام

جس کپڑے پر چاند ارکی تصویر ہوا سے پہلے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ نماز کے علاوہ بھی ایسا کپڑا پہننا ناجائز ہے۔ یونہی نماز کی سر پر یعنی چھت میں ہو یا معلق یا گل جود میں ہو کہ اس پر سجدہ واقع ہو تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی یونہی نماز کی آگے یا اپنے یا بائیں تصویر کا ہونا مکروہ تحریمی ہے۔ پس پشت ہونا بھی مکروہ ہے۔

تصویر کے مٹانے میں صرف چہرہ کا مٹانا کراہت سے بچنے کے لئے کافی ہے اگر آنکھ یا بھوؤں یا ہاتھ پاؤں جدا کر لئے گئے تو اس سے کراہت رفع نہ ہوگی۔

تھیلی یا جیب میں تصویر چھپی ہوئی ہو تو نماز میں کراہت نہیں۔ تصویر والا کپڑا پہنے ہوئے ہے مگر اس پر کوئی دوسرا کپڑا اور پائین لیا کہ تصویر چھپ گئی تو اب نماز مکروہ نہ ہوگی۔

سترہ کے مسائل

(۱) ہاتھ میں کوئی ایسا آلہ رکھنا (خصوصاً سفر میں) جس سے دشمن کو دفع کر سکے۔ (۲) امام و منفرد صحرا میں یا کسی ایسی جگہ نماز مقتدی کے لئے بھی کافی ہے۔ سترہ بقدر ایک ہاتھ کے اونچا اور انگلی برابر موٹا ہو یا زیادہ سے زیادہ تین ہاتھ اونچا۔ سترہ دانے یا بائیں بھوؤں کی سیدھ پر ہونا افضل ہے۔ اگر سترہ نصب کرنا ناممکن ہو تو کوئی چیز آڑی رکھ دے۔ یہ بھی نہ ہو تو خط کھینچ دے۔ غرضیکہ جو چیز بھی آڑ بن سکے

وہ سترہ کے کام آسکتی ہے۔ مثلاً لکڑی پتھر درخت سترہ کا ایک فائدہ یہ بھی ہے کہ سترہ کے آگے سے گذرنا جائز ہو جاتا ہے اور اگر کسی نے بلا سترہ شارع عام پر پڑھی اور عورت مرد جانور وغیرہ آگے سے گزرے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

سونے پیتل کی انگٹھی

سونے پیتل تانبے لوہے کسی بھی دعوات کی انگٹھی ریشمی کپڑے پہن کر اپنا پڑھنا مرد کے لئے مکروہ تحریمی ہے۔ مستورات کو چاندی سونے کے علاوہ کسی بھی دعوات پیتل تانبہ لوہا (رولڈ گولڈ) کا زیور پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے (مرد کے لئے چاندی کی انگٹھی ساڑھے چار ماشے سے کم کی پہننا جائز ہے)

قہقہہ سے نماز و وضو

بحالت نماز قہقہہ لگانا: نماز میں قہقہہ لگانے سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور ابھی فاسد ہو جاتی ہے۔ قہقہہ یہ ہے کہ اتنی آواز سے ہنسا جائے کہ خود بھی سنے اور سامنے کو بھی آواز سنائی دے۔

اگر شمار رکعت میں شک ہو تو کیا کرے

(۱) جس کو شمار رکعت میں شک ہو مثلاً تین ہو نیس یا چار اور بلوغ کے بعد پہلا واقعہ ہے تو سلام پھیر کر یا کوئی عمل منافی نماز کر کے توڑ دے اور اس نماز کو ازراہ پڑھے۔

(۲) اور اگر یہ شک پہلی بار نہیں بلکہ بیشتر بھی ہو چکا ہے تو اگر گمان غالب کی طرف ہو تو اس پر عمل کرے۔

(۳) اگر کسی نے چار رکعت پڑھ کر قعدہ اخیرہ کر لیا پھر پانچویں کے لئے کھڑا ہوا اور پانچویں رکعت پڑھ کر اس نے سلام پھیر دیا پھر یاد آیا کہ پانچ پڑھی ہیں اور

کر لیا (پچھلی رکعت اور نہیں پڑھی) فرض ادا ہو گئے مگر پانچویں رکعت بوجہ ایک ہونے کے لغو ہو گئی۔ اس صورت میں یہ چاہیے کہ جب بقدر تشہد قعدہ اخیرہ کر چکا ہے اور اس کے لئے کھڑا ہو گیا ہے اور پانچویں کا سجدہ کر لیا ہے تو ایک رکعت اور پڑھ لے تاکہ ہو کر لے تاکہ چار فرض اور دو نفل ہو جائیں اور پانچویں بوجہ ایک ہونے کے لغو نہ ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب تم میں سے کسی کو رکعتوں کے شمار میں شک ہو تو اکرے۔ مثلاً یہ شک ہو کہ تین پڑھی ہیں یا چار تو تین پر تو یقین ہوا چوتھی میں ہے تو تین کو اختیار کرے اور چوتھی اور پڑھ لے یا مثلاً دو پڑھی ہیں یا تین تو دو پر یقین ہے لہذا دو اور پڑھ لے اور سجدہ سہو کر لے۔

اور اگر گمان غالب نہ ہو تو کم کی جانب کو اختیار کرے۔ مثلاً تین اور چار میں ہو تو تین قرار دے اور اگر دو اور تین میں شک ہو تو دو وظیٰ ہذا القیاس تیسری اور چارویں میں قعدہ کرے کہ تیسری رکعت کا چوتھی ہونا محتمل ہے اور چوتھی میں قعدہ لے سجدہ سہو کر کے سلام پھیرے۔

فائدہ: گمان غالب کی صورت میں سجدہ سہو نہیں مگر جبکہ سوچنے (تحریر) میں ایک رکن کے واقعہ کیا ہو تو سجدہ سہو واجب ہو گیا۔ نیز سجدہ سہو آخر صلوٰۃ میں کرے اور حکمت یہ ہے کہ اگر دوران نماز میں کوئی اور غلطی ہو جائے تو اس کی تلافی ایک ہی سجدہ سے ہو جائے۔

گد میں انگلی اٹھانا

اشھد ان لا الہ الا اللہ جب لا الہ پر پہنچیں تو داہنے ہاتھ کی بیچ کی انگلی اور بائیں ہاتھ کی بیچ کی انگلی اٹھائیں اور چٹکایا اور اس کے پاس والی انگلیوں کو تسلی سے ملا لیں اور لا کے لفظ پر کلمہ کی انگلی اٹھائیے (مگر اس کو حرکت نہ دیجئے اور لا اللہ کے لفظ

پر گرا دیجئے اور سب انگلیاں فوراً سیدھی کر لیجئے۔ لا الہ پر کلمہ کی انگلی اٹھانا مسنونہ اور اس میں حکمت یہ ہے لا الہ سے ہر معبود کی نفی ہوتی ہے تو زبان سے ابھی لا الہ کہا کہ کلمہ کی انگلی اٹھا کر عمل سے ایک اللہ کے وجود کا اثبات کر دیا کیا خبر کہ لا الہ ہی جان نکل جائے اور زبان سے لا اللہ کہنے کی نوبت ہی نہ آئے۔

مبسوق التحیات میں کلمہ شہادت کی تکرار کرے

مبسوق وہ شخص ہے جو امام کے ساتھ ایک یا دو یا تین رکعت پڑھ لینے کے بعد نماز میں شامل ہوا۔ تو مسئلہ یہ ہے کہ جب امام قعدہ اخیرہ میں ہو (ظاہر ہے کہ التحیات اور درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے گا) تو مبسوق کو چاہیے کہ التحیات ختم کر اس رفتار سے پڑھے کہ امام جب پوری التحیات درود و دعا پڑھ کر سلام پھیرے ابھی عہدہ و رسولہ تک پہنچا ہو لیکن اگر ایسا نہ کر سکے۔ یعنی باوجود خیر شہر کر پڑھ لیا التحیات عہدہ و رسولہ تک پڑھ لی ہے تو اب آگے نہ پڑھے بلکہ کلمہ شہادت اشہد لا الہ الا اللہ واشہد ان محمداً عبده ورسوله کو (امام کے سلام پھیرنے کے بعد) بار بار پڑھتا رہے اور جب امام سلام پھیر دے تو کھڑا ہو کر اپنی نماز پوری کر لے اس لئے کہ فرض نماز کے درمیانی قعدہ میں صرف التحیات عہدہ و رسولہ تک پڑھ جاتی ہے اور یہ قعدہ (اگرچہ امام کا آخری قعدہ ہے مگر مبسوق کا درمیانی قعدہ) پڑھ جائے گا۔

مسجد کے احکام

قرآن مجید میں فرمایا مسجدیں وہی آباد کرتے ہیں جو اللہ پر اور آخرت پر رکھتے ہیں۔ مسجد میں باجماعت نماز پڑھنے کا ثواب ۲۵ درجہ زیادہ ہے (بخاری) ہر قسم کی نجاست سے پاک رکھنا ضروری ہے۔ ناپاک تیل مسجد میں جلا نا۔ یا گیس

مسجد میں لگانا مسجد میں کلی کرنا وہاں تھوکننا ناک صاف کرنا مسجد کی چھت پر پاخانہ گرنے کا کرب مسجد کو راستہ بنانا مسجد میں سوال کرنا اور سوالی کو کچھ دینا۔ مسجد میں (سوائے صلیب اور پردیسی کے) کھانا پینا سونا کچا پیاز لہسن یا کوئی بدبودار چیز کھا کر جانا بیچ و خرید کرنا۔ دنیا کی باتیں کرنا آواز بلند کرنا مسجد میں بیٹھ کر اجرت پر کپڑے سینا اپنی عورت کا حساب کتاب مسجد میں کرنا ناجائز و ممنوع۔ مسجد میں اللہ کی عبادت ذکر و فکر تسبیح و تہلیل و عقد و تذکیر تلاوت قرآن اور اعتکاف کے لئے ہیں۔ مسجد میں دینی تعلیم کی مجلس پڑھانا۔ وعظ کی مجالس قائم کرنا جائز ہے۔

مسجد قبلہ کی طرف پاؤں کرنا مکروہ ہے

خواہ جاکتے میں ہو یا سوتے میں قبلہ کی طرف تھوکنے والا قیامت کے دن اس کا آگے آئے گا کہ اس کا تھوک دونوں آنکھوں کے درمیان ہوگا۔ بوقت استنجا قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا بھی منع ہے۔

نمازی کے آگے سے گزرنا سخت گناہ ہے

حضور ﷺ نے فرمایا اس میں جو کچھ گناہ ہے اگر گزرنے والا جانتا ہو تو چالیس دن تک کھڑے رہنے کو یا سو برس تک کھڑے رہنے کو یا زمین دھنس جانے کو نمازی کے آگے سے گزرنے سے بہتر جانتا۔



فائدہ: بیٹھ کر پڑھنے میں کسی خاص طور پر بیٹھنا ضروری نہیں ہے۔ بلکہ مریض کسی طرح آسانی ہو اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھے۔ البتہ دوزانو بیٹھنا آسان ہو تو وہ بہتر نماز پڑھنا افضل ہے۔

اگر مریض بیٹھ کر نماز پڑھ رہا ہے۔ دوران نماز قیام پر قادر ہو گیا تو اب بقیہ نماز پڑھے ہو کر پڑھے۔ کیونکہ عذر جاتا رہا ہے اور قیام فرض ہے اور اگر سر کے اشارہ سے بھی نماز پڑھ کر نہیں تو نماز ساقط ہے بعد صحت قضا کرے۔

امام اگر کسی عذر کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھائے تو اس کی اقتداء میں صحیح و درست مقتدی کھڑے ہو کر ہی نماز ادا کریں کیونکہ عذر امام کو ہے۔ مقتدیوں کو نہیں ہے۔

آنکھ بھائی اور ڈاکٹر نے لیٹے رہنے کا حکم دیا ہے تو لیٹ کر اشارے سے نماز پڑھے۔ مریض کے نیچے جو بچھوتا ہے اگر صورت یہ ہے کہ نماز پڑھتے پڑھتے ناپاک ہو جائے گا تو اسی پر نماز پڑھ لے اور اگر بدلنے میں شدید تکلیف ہوگی تو بھی اسی نجس ہی نماز پڑھ لے۔

مسافر کی نماز

مسافت ۱/۲ میل ہے یعنی جو شخص مذکورہ بالا مسافت کے سفر کا ارادہ کرے ہستی یا شہر کی حدود سے باہر ہو وہ مسافر ہے۔ ایسا شخص اس وقت تک مسافر قرار دیا جائے گا۔ جب تک اپنے شہر واپس نہ آجائے اس پر واجب ہے کہ فقط فرض نماز میں اٹھے یعنی چار رکعت والے فرض کو دو پڑھے۔ اس کے حق میں دو ہی رکعتیں پوری ہوتی ہیں اگر سوایا قصد اچار پڑھے اور دو کے بعد قعدہ کرے تو فرض ادا ہو جائیں گے۔ پہلی دو رکعتیں نفل ہو جائیں گے مگر قصد اچار پڑھنے والا سخت گناہ گار ہے۔ اگر مسافر امام کے پیچھے نماز پڑھے گا تو چار ہی پڑھے گا اور اگر مقیم مسافر امام کے پیچھے

نماز مریض کا بیان

فرض نماز سنت موکدہ اور واجب و تر بلا عذر بیٹھ کر نہیں پڑھ سکتے۔ کیا تو اس نماز میں فرض ہے ہاں اگر عذر ہو تو پھر بیٹھ کر لیٹ کر حتیٰ کہ اشارے سے بھی پڑھ سکتے ہیں۔

بیمار بیٹھ کر لیٹ کر اشارہ سے جیسے ممکن ہو نماز پڑھے

جو شخص بوجہ بیماری کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر نہیں اور قادر نہ ہو سکے متعدد صورتیں ہیں۔ مثلاً کھڑا تو ہو سکتا ہے مگر کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں مرض ہو جائے گا یا دیر میں اچھا ہو گا یا سخت چکر آتا ہے یا کھڑے ہو کر پڑھنے میں سخت دشواری کا قابل برداشت درد پیدا ہو جاتا ہے یا بوجہ کمزوری کھڑا ہو ہی نہیں سکتا تو ان صورتوں میں بیٹھ کر رکوع و سجود کے ساتھ نماز پڑھے۔

اگر مریض بیٹھنے پر بھی قادر نہیں تو لیٹ کر اشارہ سے نماز ادا کرے۔ خواہ لیٹ کر یا بائیں کروٹ پر لیٹ کر قبلہ کو منہ کر کے پڑھے۔ خواہ چپ لیٹ کر قبلہ کو پاؤں کے درمیان میں مگر پاؤں نہ پھیلائے بلکہ گھٹنے کھڑے رکھے اور سر کے نیچے تکیہ وغیرہ رکھ کر اونٹن کی طرح منہ قبلہ کی طرف ہو جائے اور یہ صورت یعنی چپ لیٹ کر پڑھنا افضل ہے۔ اگر مریض قبلہ کی طرف منہ نہ اپنے آپ کر سکتا ہے نہ دوسرے کی مدد سے قبلہ کی طرف منہ کر سکتا ہے تو جس طرف بھی منہ ہو سکے اشارہ سے نماز پڑھ سکتا ہے۔ صحت کے بعد اس نماز کا اعادہ نہیں۔

نماز پڑھے گا تو امام کے سلام کے بعد وہ اپنی دو رکعتیں پوری کرے گا مگر ان دو رکعتوں میں فاتحہ نہیں پڑھے گا بلکہ بقدر فاتحہ خاموش کھڑا رہے گا اور باقی معمول کے مطابق کرے گا۔ مسافر جب تک واپس اپنی بستی میں نہ آئے مسافر ہے اور جس شہر یا محلہ میں جائے اگر وہاں پندرہ روز سے کم رہنے کی نیت ہو تو قصر پڑھے۔ اگر پندرہ روز یا زیادہ رہنے کی نیت ہو تو پوری پڑھے۔

نماز جمعہ کا بیان

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِنْ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا إِلَىٰ ذِكْرِ اللَّهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَلِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ إِن كُنْتُمْ تَعْلَمُونَ ۝

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن (جمعہ) نماز کے لئے پکارا جائے تو اللہ کی طرف دوڑو اور کاروبار چھوڑ دو۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم جانتے ہو۔ جمعہ کی نماز فرض عین ہے اس کی فرضیت ظہر سے زیادہ موکد ہے اور اس کا منکر ہے۔ جمعہ کی نماز ظہر کے قائم مقام ہے اور اس کا وقت وہی ہے جو ظہر کا ہے۔ خفیٰ ہے کہ جمعہ دیہات میں فرض نہیں۔ دیہاتی ظہر یا جماعت پڑھیں۔ اگر دیہات میں جمعہ ہوتا بھی ہو تو بھی ظہر پڑھنا فرض ہے جمعہ کی دو رکعت نفل ہو جائے گی۔

حکال جمعہ

جمعہ کی فضیلت و اہمیت کے سلسلہ میں چند حدیثوں کے خلاصے یہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا (۱) جمعہ کا دن تمام دنوں کا سردار ہے اللہ کے نزدیک اعلیٰ و عید الفطر سے بھی اعظم ہے۔ اسی دن اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا اسی میں ان کو زمین پر اتارا۔ اسی دن ان کو وفات دی۔ جمعہ کے دن ایک ایسی رحمت ہے کہ بندہ اس وقت جس چیز کا سوال کرے وہ اسے عطا فرمائے گا۔ جب تک کہ اس کا سوال نہ کرے اور اسی دن قیامت قائم ہوگی (احمد ابن ماجہ) (۲) جمعہ مسکینوں کا روز ہے (ابن مساکر) (۳) جمعہ کے دن نیکی کرنے کا ثواب دگنا ملتا ہے (طبرانی) (۴)



جمعہ کے دن مرنے والا قنبر سے محفوظ ہے (ترمذی و احمدی) (۵) جمعہ گناہوں کا دن ہوتا ہے (ابن ماجہ) (۶) جمعہ افضل الایام ہے۔ اسی میں آدم علیہ السلام پیدا ہوئے اور میں انتقال کیا۔ فقہ و معتقد بھی اسی میں ہے۔ جمعہ کے دن مجھ پر درود کی کثرت کرنا تمہارا درود مجھ پر پیش کیا جاتا ہے (نسائی و ابن ماجہ) (۷) جمعہ کے دن مجھ پر کثرت کرنا کہ یہ دن مشہور ہے۔ اس میں فرشتے حاضر ہوتے ہیں (ابن ماجہ) (۸) جمعہ کے دن وضو و غسل کرنا و مسواک کرنا ناخوشتر اچھے ستھرے کپڑے پہننا اور ہاندھنا، حیل و خوشبو لگانا مستحب ہے (طبرانی، نسائی، ترمذی، ابن ماجہ، موسیٰ امام محمد)

جمعہ کے ترک پر وعید

حضور ﷺ نے فرمایا جس شخص نے جمعہ کی اذان سنی اور نماز کے لئے نماز کی اور دوسرے جمعہ سنی اور نہ آیا۔ اسی طرح مسلسل تین جمعہ تک کرتا رہا تو اس کے دل پر عید دی جاتی ہے۔

طَبَعَ عَلَى قَلْبِهِ فَبُعِلَ قَلْبُ مَنْافِقٍ۔

اور اس کا دل ایک منافق کا دل بنا دیا جاتا ہے۔

(۲) جو مسلمان تجارت میں مشغول رہنے کی وجہ سے جمعہ سے لاپرواہی کرے اللہ تعالیٰ بھی اس سے بے نیازی برتے گا۔

شرائط جمعہ

جمعہ کی نماز کے لئے چند شرطیں ہیں کہ ان کا ہونا ضروری ہے اگر ایک شرط مفقود ہوئی تو جمعہ نہ ہوگا۔ جس جگہ کوئی شرط مفقود ہو وہاں ظہر کی نماز پڑھی جائے گی (۱) شہر ہو یا شہر کے قائم مقام وہ گاؤں ہو جو اپنے علاقہ میں مرکزی حیثیت رکھتا ہو (۲) وقت ظہر کا ہو (۳) نماز سے پہلے خطبہ ہو (۴) جماعت ہو کہ بلا جماعت ہونا

(۵) عام اجازت ہو یعنی وہ جگہ ایسی ہو کہ ہر مسلمان کو بلا تفریق وہاں آنے کی اجازت عام ہو۔

ان پر جمعہ فرض ہے

ہر مسلمان مرد جو آزاد بالغ، عقل مند، تندرست اور عقیم ہے اس پر جمعہ فرض ہے۔

ان پر جمعہ فرض نہیں

عورت، غلام و قیدی، نابالغ، مجنون، الحواس، بیمار و بیمار سفر، جس کو کسی کا مال ہو جس کو کسی نقصان کا صحیح اندیشہ ہو ان پر جمعہ فرض نہیں۔ ہاں اگر مسافر، مریض اور عجز نماز میں شریک ہو جائیں تو ان کی نماز درست ہوگی اور ظہران کے ذمے ساقط ہو جائے گی۔

جمعہ کے دن غسل کرنا سنت اور اچھے کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، مسواک کرنا اور تلاوت میں بیٹھنا مستحب ہے۔

ضروری مسائل جمعہ

جو چیزیں نماز میں حرام ہیں وہ خطبہ میں بھی حرام ہیں۔ مثلاً کھانا پینا، سلام و اہتمام وغیرہ کرنا یہاں تک کہ امر بالمعروف کرنا۔ سب حاضرین پر خطبہ سننا اور چپ کرنا فرض ہے ہاں خطیب امر بالمعروف کر سکتا ہے۔ خطیب نے کوئی دعائیہ کلمہ کہا تو سب کو ہاتھ اٹھانا یا آمین کہنا منع ہے۔ دو خطبوں کے درمیان بغیر ہاتھ اٹھائے دل سے ایک دعا کرنا جائز ہے۔

جمعہ کے ادا کے لئے جماعت شرط ہے

ادائے جمعہ کے لئے خطیب کے سوا تین مردوں کا ہونا ضروری ہے۔ اگر تین

مرد غلام یا مسافر یا بیمار ہوں تو بھی جمعہ گج ہے۔ صرف عورتیں یا بچے ہوں تو نہیں حضور ﷺ نے فرمایا:

الْجُمُعَةُ وَاجِبَةٌ عَلَى كُلِّ مُسْلِمٍ لِي جَمَاعَةٍ۔ (دارقطنی)

جمعہ ہر مرد مسلمان پر جماعت کے ساتھ واجب ہے۔

اذان عام شرط جمعہ ہے

اس کا مطلب یہ ہے یعنی وہ ایسی جگہ ہو جہاں ہر شخص کو بلا روک ٹوک آئے اجازت ہو تو اگر جامع مسجد میں لوگ جمع ہو گئے اور دروازہ بند کر کے جمعہ پڑھا۔ مسجد ہوگا۔ اسی طرح بادشاہ نے اپنے مکان میں یا اپنی رہائش گاہ کی مسجد میں جمعہ قائم کیا۔ دروازہ پر دربانوں کو بٹھا دیا کہ لوگوں کو نہ آنے دے یا کارخانہ یا دفاتر کہ وہاں جمعہ اور عام لوگوں کو اندر آنے کی اجازت نہ ہو تو ان سب صورتوں میں جمعہ نہ ہوگا۔

جمعہ کے لئے کس وقت سعی کی جائے

واضح ہو کہ سعی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی خطبہ و نماز جمعہ میں شامل ہو جائے اور خطبہ کی اذان کے بعد کسی اور دنیاوی کام میں مشغول نہ رہے۔ اسی لئے اذان کے بعد ذکر اللہ کے سوا کسی اور کام میں مشغول رہنا حرام ہے۔ حتیٰ کہ زبانی اور قلمی فروع بھی حرام ہے اور خطبہ سنتا واجب ہے۔

جمعہ کے خطبہ کے مسائل

خطبہ میں یہ چیزیں سنت ہیں۔ خطیب کا پاک ہونا کھڑا ہو کر خطبہ دینا۔ خطبہ سے پہلے خطیب کا بیٹھنا۔

✽ خطیب کا منبر پر ہونا۔ سامعین کی طرف منہ ہونا اور قبلہ کی طرف بیٹھ کر حاضرین کا متوجہ بالامام ہونا۔ خطبہ سے پہلے اعوذ باللہ آہستہ پڑھنا۔ اتنی زور سے کہ

کہ لوگ سن سکیں۔

الحمد سے شروع کرنا۔ اللہ عزوجل کی ثناء کرنا۔ اللہ عزوجل کی وحدانیت اور اول کریم کی رسالت کی شہادت دینا۔ حضور ﷺ پر درود بھیجنا۔ کم از کم ایک ایک کی خطبہ میں تلاوت کرنا۔ پہلے خطبہ میں وعظ و نصیحت ہونا۔ دوسرے میں حمد و ثناء و شہادت کا اعادہ کرنا۔ دوسرے خطبہ میں مسلمانوں کے لئے دعا کرنا۔ دونوں خطبوں میں دران بقدر تین آیت پڑھنے کے بعد بیٹھنا۔ بہتر یہ ہے کہ منبر محراب کے بائیں جانب ہو۔ دوسرے خطبہ میں آواز بہ نسبت پہلے خطبہ کے پست ہو اور خلفاء راشدین و ائمہ طہرین حضرات حمزہ عباس رضی اللہ عنہم کا ذکر ہو۔ خطبہ میں بادشاہ اسلام کی ایسی تعریف ہو جس میں نہ ہو حرام ہے۔ جیسے مالک و قلاب الامم کہ یہ محض جھوٹ اور حرام ہے۔

احتیاط الظہر

ہمارے آئمہ کے مذہب پر جمعہ کی صحت و جواز کے لئے شہر شرط ہے اور شہر کی تعریف یہ ہے کہ وہ آبادی جس میں متعدد محلے اور دوائی بازار ہوں اور ضلع یا پرگنہ کہ اس کے متعلق دیہات ہوں اور اس میں کوئی ایسا حاکم ہو جو ظالم سے ظلم کا بدلہ لے سکے۔ اگرچہ نہ لیتا ہو (غنیہ) لہذا چھوٹے چھوٹے قریوں میں جمعہ نہیں۔ وہاں اگر فرض ہے اور جماعت واجب اور جمعہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

اور جہاں جمعہ کی شرائط میں شبہ ہو۔ وہاں جمعہ ضرور پڑھیں اور جمعہ کے بعد نماز احتیاطی اس نیت سے کہ سب سے کچھلی ظہر جس کو پایا اور ان چاروں میں جمعہ کے بعد سورۃ بھی ملائیں۔ یہ احتیاط خواص پڑھیں۔ عوام بے سمجھوں کو اس کی نیت نہیں۔

جمعہ کے دن چار سنتیں جمعہ سے پہلے پھر امام کے ساتھ دو فرض جمعہ پڑھیں پھر احتیاطی پھر دو نفل بھی پڑھ لیں تو بہتر ہے۔

ماز استخارہ

استخارہ کا مطلب اللہ سے بھلائی طلب کرنا ہے یعنی جب کسی اہم کام کا قصد کرے تو اس کے کرنے سے پہلے استخارہ کرے۔ استخارہ کرنے والا گویا اللہ تعالیٰ کی راہ میں التجا کرتا ہے کہ اے علام الغیوب مجھے اشارہ فرما دے کہ یہ کام میرے حق میں بہتر ہے یا نہیں۔

ریقہ استخارہ

پہلے دو رکعت نماز کہ پہلی رکعت میں سورہ فاتحہ کے بعد قل یا ایہا الکافرون

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ بِعِلْمِكَ وَأَسْقِدُ بِكَ بِقُدْرَتِكَ رَسَلَتْكَ مِنْ فَضْلِكَ الْعَظِيمِ فَإِنَّكَ تَقْدِرُ وَلَا أَقْدِرُ وَتَعْلَمُ وَلَا أَعْلَمُ وَتَسْمِعُ الْغُيُوبَ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ خَيْرٌ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمُورِي وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَأَقْضِهِ لِي وَيَسِّرْهُ لِي ثُمَّ مَارِكْ لِي فِيهِ اللَّهُمَّ إِنْ كُنْتَ تَعْلَمُ أَنَّ هَذَا الْأَمْرَ شَرٌّ لِي فِي دِينِي وَمَعَاشِي وَعَاقِبَةِ أُمُورِي وَعَاجِلِ أَمْرِي وَآجِلِهِ فَاصْرِفْهُ عَنِّي وَاصْرِفْنِي عَنْهُ وَاقْدِرْ لِي الْخَيْرَ حَيْثُ كَانَ ثُمَّ أَرْضِنِي بِهِ

اے اللہ میں تیرے علم کے ساتھ تجھ سے خیر طلب کرتا ہوں اور تیری قدرت کے ساتھ سے طلب قدرت کرتا ہوں اور تجھ سے تیرا فضل عظیم مانگتا ہوں کیونکہ تو قدرت رکھتا ہے اور میں قدرت نہیں رکھتا تو سب کچھ جانتا ہے اور میں نہیں جانتا اور تو تمام پوشیدہ کو خوب جانتا ہے اے اللہ اگر تیرے علم میں یہ امر (جس کا میں قصد و ارادہ رکھتا ہوں) میرے دین و ایمان اور یہ بہتر ہے کہ سات ہزار استخارہ کرے اور دعائے مذکورہ پڑھ

بعض نوافل کا بیان

واضح رہے کہ سب سے پہلے فرض و واجب کو ادا کرنا ضروری و لازمی نوافل تو اختیاری عبادت ہے۔ فرض نماز یا قاعدگی کے ساتھ ادا نہ کئے جائیں اور نوافل پر زور دیا جائے۔ یہ بات بہت ہی غلط اور نامناسب ہے۔ سنت و نفل کا فائدہ ہوتا ہے کہ فرض میں جو کوتاہی ہوگئی ہو اس کی تلافی ہو سکتی ہے۔

نماز حاجت

جس کو کوئی حاجت پیش آئے وہ اچھی طرح وضو یا غسل کرے پھر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا کرے اور نبی کریم ﷺ پر درود بھیجے پھر یہ پڑھے

اللَّهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ وَأَتَوَجَّهُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّكَ مُحَمَّدٍ نَبِيِّ الرَّحْمَةِ يَا رَسُولَ اللَّهِ إِنِّي قَدْ تَوَجَّهْتُ بِكَ إِلَى رَبِّي فِي حَاجَتِي هَذِهِ لِنَقْضِ لِي اللَّهُمَّ فَشَقِّعْ لِي۔

اے اللہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اور تیری طرف متوجہ ہوتا ہوں بوسیۃ نبی محمد ﷺ کے جو رحمت والے نبی ہیں یا رسول اللہ میں نے آپ کے واسطے سے اپنے رب کی طرف اس حاجت میں توجہ کی ہے تاکہ پوری ہو۔ اے اللہ ان کی شفاعت میرے حق میں قبول فرما۔ فی حاجتہ کے لفظ پر اپنے مقصد کی نیت کر کے درود شریف پڑھ کر اپنی حاجت کے لئے نہایت عاجزی کے ساتھ دعا کرے۔

کر با طہارت قبلہ رو سو رہے۔ دعا کے اول آخر فاتحہ اور درود شریف پڑھے۔ خواب میں سپیدی یا سبزی دیکھے تو سمجھے کہ یہ کام بہتر ہے اور سرخی یا سیاہی دیکھے تو سمجھے کہ برا ہے اس سے بچے۔

سورج گہن کی نماز

سورج گہن کی نماز سنت موکدہ ہے اور چاند گہن کی مستحب ہے یہ دور رکعت نماز ہیں۔ جماعت سے پڑھے جائیں۔ اس کے لئے نہ آذان و اقامت ہے نہ بلند آواز سے قرأت۔ نماز کے بعد دعا کریں حتیٰ کہ آفتاب کھل جائے اور سورج گہن کی بہر حال تنہا تنہا پڑھیں۔

نماز استسقاء

یہ دراصل دعاء استسقاء ہے۔ پرانے کپڑے پہن کر سر پر ہنڈ پھیل لیا جائے۔ عاجزی و انکساری کے ساتھ میدان میں جائیں۔ بوڑھوں بچوں کمزوروں کے لئے دعا کریں تین دن تک جنگل کو جائیں اور بارش کے لئے دعا کریں اور یہ بھی ہے کہ امام دو رکعت نفل جہر کے ساتھ قرأت کر کے پڑھائے۔ جمعہ کی طرح دو رکعت پڑھے۔ دعا تسبیح و استغفار کرے۔ خطبہ کے دوران چادر لوٹ دے۔ اوپر کنارہ نہ لپکے اور پر کر دے۔ خطبہ کے بعد قبلہ کی طرف منہ کر کے دعا کریں۔

تحیۃ الوضو

وضو کے بعد اعضاء خشک ہونے سے پہلے دو رکعت نماز پڑھنا مستحب ہے (صحیح مسلم میں ہے) "نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ جو شخص وضو کرے اور اچھا وضو کرے اور ظاہر و باطن کے ساتھ متوجہ ہو کر دو رکعت پڑھے اس کے لئے جنت واجب ہے" غسل کے بعد بھی دو رکعت نماز مستحب ہے۔ وضو کے بعد فرض نماز پڑھے

مقام تحیۃ الوضو کے ہو جائیں گے بشرطیکہ اوقات مکروہ نہ ہوں۔

نماز سفر

سفر میں جاتے وقت دو رکعتیں اپنے گھر میں پڑھ کر جانا اور سفر سے واپس آ کر پہلے دو رکعتیں مسجد میں ادا کرنا پھر گھر جانا مسنون اور باعث برکت ہے۔

نماز اشراق

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا جو شخص فجر کی نماز باجماعت پڑھ کر ذکر نماز میں مشغول رہا۔ یہاں تک کہ آفتاب نکل کر بلند ہو گیا۔ پھر اس نے دو رکعت نفل پڑھے تو اسے پورے حج و عمرہ کا ثواب ملے گا۔ نماز اشراق دو رکعت نفل ہیں جو فجر کی نماز کے بعد مسجد میں سورج کے ایک نیزہ بلند ہونے (یعنی سورج کے پورے نکل جانے پر) پڑھے جاتے ہیں (بہتر یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ کے بعد آیۃ الہامی خالدون تک پڑھے۔ اور دوسری رکعت میں امن الرسول آخر تک پڑھے۔ اگر آیات یاد نہ ہوں تو جو یاد ہوں وہ پڑھ لے اور اس کے بعد دعا کرے۔ مستورات امام کو نفل و فرض اپنے گھر ہی میں ادا کریں مسجد کا ثواب انہیں گھر میں مل جائے گا۔ (ترمذی شریف)

نماز چاشت

حضور سید عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا جس نے چاشت کی بارہ رکعتیں پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں سونے کا محل بنائے گا اور جو چاشت کی ہمیشہ دو رکعتیں پڑھے اس کے گناہ بخش دیے جائیں گے اگرچہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہوں (ترمذی) چاشت (یعنی نماز چاشت کی کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں اس کا وقت آفتاب بلند ہونے سے زوال سے پہلے تک ہے۔ (یعنی نصف النہار شری تک ہے)

اوائیں

یہ نفل مغرب کے فرض اور سنت کے بعد پڑھے جاتے ہیں۔ نماز ادا کرنے کے بعد زیادہ سے زیادہ جیس اور کم سے کم چھ رکعت نفل ہیں۔ یہ نوافل بھی باعثِ رحمت ہیں۔

نماز تہجد

نبی اکرم نور مجسم ﷺ نے ارشاد فرمایا جنت میں ایک محل ہے اور یہ اس لئے ہے جو (تہجد) پڑھے (حاکم) نیز فرمایا رات میں عبادت کرنے والے جنت میں بغیر حساب کے داخل ہوں گے (غلامہ حدیث) عشاء کی نماز کے بعد سو کر انھیں ارشاد پڑھیں۔ یہ تہجد کے نفل کہلاتے ہیں۔ ان کے لئے عشاء کے بعد سونا شرط ہے۔ تہجد کم از کم دو اور زیادہ سے زیادہ آٹھ یا بارہ رکعتیں ہیں۔ جتنی توفیق ہو اتنی پڑھیں۔ فرضوں کے بعد افضل عبادت رات کی نماز (تہجد) ہے۔

صلوة التسبیح

یہ نفل نماز حضور اکرم ﷺ نے اپنے عم کرم حضرت عباس رضی اللہ عنہ کو تعلیم فرمائی اور فرمایا کہ اس نماز کے پڑھنے والے کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس نماز کو روزانہ پڑھو۔ ورنہ ہر جمعہ کے دن ایک بار پڑھو۔ بھی نہ ہو سکے تو ہر مہینہ میں ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو ہر سال میں ایک بار پڑھو۔ اگر یہ بھی نہ ہو سکے تو عمر میں ایک بار پڑھو۔ اس نفل نماز کا بے انتہا ثواب اور بے شمار بی و بیوی برکات کے حصول کا سبب ہے۔ ترکیب یہ ہے۔

اللہ اکبر کہہ کر نیت کر کے سبحانک اللہم لا الہ غیرک تک پڑھو پھر ۱۵ بار سبحان اللہ والحمد للہ ولا الہ الا اللہ واللہ اکبر۔ اس کے بعد اخلاص اور بسم اللہ الحمد اور سورۃ پڑھا

باریکی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع کرو اور رکوع میں یہ ہی تسبیح پڑھو۔ پھر رکوع سے سر اٹھا کر تسبیح و تحمید کے دس بار یہی تسبیح کہو۔ پھر سجدہ میں جاؤ اور اس میں دس بار یہی تسبیح پڑھو دوسری رکعت میں ۱۵ مرتبہ تسبیح مذکور پڑھ کر اس کے بعد بسم اللہ والحمد للہ و
عز وجل پڑھ کر دس مرتبہ تسبیح پڑھی جاوے اور حسب سابق رکوع و سجود میں تسبیح پڑھ کر تسبیح کا
تکرار کیا جائے اور اس التحیات درود و دعا مکمل پڑھی جائے۔ اسی طرح دو رکعتیں اور
کی جائیں۔ ہر رکعت میں ۵۷ بار تسبیح ہوگی، چار رکعتوں میں ۳۰۰ بار تسبیح ہوں گی اور
اس میں سجود میں سبحان ربی العظیم سبحان ربی الاعلیٰ کہنے کے بعد تسبیحات پڑھی جائیں
اس نماز کے لئے کوئی وقت مقرر نہیں۔

۱ شروع کرنے سے واجب ہو جاتے ہیں

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ نفلی روزہ یا نماز شروع کرنے سے پہلے نیت کا اتمام واجب ہو جاتا ہے کیونکہ قرآن پاک میں ”لَا تَبْطَلُوا أَعْمَالَكُمْ“ (اپنے اعمال کو باطل نہ کرو۔ لہذا فرض کے علاوہ اگر کسی نے نفلی شروع کر لئے تو اس کو پورا کرنا واجب ہے اور اس نے نفلی روزہ شروع کر کے توڑ دیا تو اس کی قضاء واجب ہے۔

۱ نماز کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے

واضح ہو کر نفل نماز اگرچہ بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں، مگر کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے آج کل عام رواج پڑ گیا ہے کہ نوافل بیٹھ کر پڑھتے ہیں۔ بظاہر یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیٹھ کر پڑھنے کو افضل سمجھتے ہیں۔ ایسا ہے تو یہ خیال غلط ہے۔ وتر کے بعد جو نفل نماز ان کو بھی کھڑے ہو کر پڑھنا افضل ہے۔ اور وہ جو حدیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے وتر کے بعد بیٹھ کر نفل پڑھ کر تو یہ حضور ﷺ کے خصوصیات سے ہے۔

سواری پر نفل پڑھ سکتا ہے

احادیث سے واضح ہے کہ محمل، سواری اور گاڑی پر نفل مطلقاً جائز ہے۔
کہ تھا پڑھے۔ اور نفل جماعت سے پڑھنا چاہیے تو اس کے لئے شرط یہ ہے کہ
مقتدی الگ الگ سوار یوں پر نہ ہوں۔

بیرون شہر سواری پر بھی نفل پڑھ سکتا ہے۔ اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ
شرط نہیں بلکہ سواری جس رخ کو چاہی ہو اصرہی منہ ہو اور اگر اصرہ منہ نہ ہو تو نماز
نہ ہوگی اور نماز شروع کرتے وقت بھی قبلہ کی طرف منہ ہونا شرط نہیں بلکہ سواری چاہے
جاری ہو اس طرف منہ ہو اور رکوع و سجود اشارے سے کرے۔ اور سجدے کا اشارہ
نسبت رکوع پست ہونا چاہیے واضح ہو یہ حکم صرف نفل نماز کے لئے ہے۔

بعض وظائف

واضح ہو ذکر و فکر وظائف وغیرہ باعث برکت ہیں مگر ان کا درجہ نماز
واجبات کے بعد ہے پہلے نماز روزہ حج زکوٰۃ اور تمام واجبات کی ادائیگی لازمی
ضروری ہے۔ پھر درود وظیفہ ذکر و فکر کا فائدہ اور برکت ہوتی ہے۔

ترقی رزق کا وظیفہ

مغرب کی نماز کے بعد آسمان کے نیچے، نیچے سرکڑے ہو کر ۵۰۰ بار یا ۱۰۰۰
الاسباب پابندی کے ساتھ اول آخردرد شریف جو بھی یاد ہو گیارہ گیارہ بار پڑھیں۔
دعا مانگیں۔

درود شریف

صلی اللہ علی النبی الامی والہ صلی اللہ علیہ وسلم صلوا

سلاماً علیک یا رسول اللہ

یہ درود شریف ایک سو بار جمعہ کی نماز کے بعد پڑھا جائے۔ یہ درود شریف
عمل عظیم و منافع کثیر کے لئے مجرب ہے۔

پانچ گنج صغیر

- (۱) بعد از نماز فجر یا عز یا اللہ سو مرتبہ
- (۲) بعد از نماز ظہر یا کریم یا اللہ سو مرتبہ
- (۳) بعد از نماز عصر یا جبار یا اللہ سو مرتبہ
- (۴) بعد از نماز مغرب یا ستار یا اللہ سو مرتبہ بعد نماز عشاء یا غفار یا اللہ سو مرتبہ۔

ہر فرض نماز کے بعد وظیفہ

حضور ﷺ نے فرمایا نماز کے بعد ان کلمات کا پڑھنے والا نافرمان نہیں رہتا (مسلم)
سبحان اللہ ۳۳ بار۔ الحمد للہ ۳۳۔ اللہ اکبر ۳۳ بار ہر نماز کے بعد آیۃ الکرسی
پڑھنے والے کے لئے حضور ﷺ نے جنت کی بشارت دی ہے۔ (بخاری)

کتاب الصوم۔ روزہ کے مسائل

رمضان رمض سے مشتق ہے۔ اس کے معنی چلنے کے ہیں جس سال رمضان
کے روزے فرض ہوئے وہ سخت گرمی کا مہینہ تھا اس لئے اس کا نام رمضان ہو گیا۔
حدیث میں آیا ہے جِئْنَا قَوْمَ مِثْصَ الْفِصَالِ یا اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ روزہ ار کے
گناہ مل جاتے ہیں۔

روزہ کی تعریف

از روئے لغت صوم کے معنی اساک کے ہیں۔ قرآن مجید میں حضرت مریم

کے متعلق فرمایا انی نذرت للرحمن صوما۔ اس آیت میں صوم سے مراد محض بولنے رک جانے ہے اور عرف شرع میں روزہ یہ ہے کہ مسلمان بہ نیت عبادت صبح صلا سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصد اکھانے پینے اور جماع سے باز رکھے۔ عرس حیض و نفاس سے خالی ہونا شرط ہے۔ یہ تو نفس روزہ کی تعریف ہے جس سے فرض ہو جاتا ہے۔ لیکن روزہ کے کچھ اداب بھی ہیں جن کا لحاظ روزہ میں مزید حسن پیدا ہے، اسی بنا پر صلحا و صوفیا نے روزہ کے تین درجے مقرر کیے ہیں۔

روزہ کے تین درجے

اول: عام لوگوں کا روزہ: وہ ہے کہ کھانا پینا اور جماع کرنا ترک کر دے۔

دوم: خاص لوگوں کا روزہ: وہ یہ ہے کہ کان، آنکھ، زبان، ہاتھ، پاؤں اور اعضاء کو گننا ہوں سے محفوظ رکھے۔ اس کی تکمیل چھ چیزوں سے ہوتی۔

(۱) آنکھ کو مذموم و مکروہ اور ہر اس چیز سے بچائے جو ذکر الہی سے غافل کر دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: بری نظر شیطان کے زہر آلود تیروں سے ایک تیر ہے۔ جو بری نظر کو خوف الہی سے چھوڑے گا، تو اللہ تعالیٰ ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی عداوت قلب میں محسوس ہوگی۔

(۲) زبان کو بکواس جھوٹ غیبت فحش گوئی سے محفوظ رکھے۔ عہد نبوی میں عورتوں نے روزہ رکھا۔ دن کے آخری حصہ میں بھوک اور پیاس نے اس قدر ستایا کہ ہاں بن گئی۔ حضور سید عالم ﷺ کی خدمت میں آدمی بھیج کر روزہ توڑنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے ایک پیالہ بھیجا اور حکم دیا کہ جو کچھ ان دونوں نے کھایا ہے اس پیالہ میں تے کر کے نکال دیں۔ چنانچہ ایک نے تے کی توتے میں آدھا خالہ تازہ خون تھا اور آدھا تازہ گوشت اور دوسری عورت کی تے میں خون اور گوشت لگا لوگوں کو اس سے تعجب ہوا تو سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں عورتوں نے

اللہ اور اللہ تعالیٰ کی حلال کی ہوئی چیزوں کے استعمال سے اپنے آپ کو بچایا، مگر اس کی اہم کی ہوئی چیز کا ارتکاب کیا۔ ان میں سے ایک دوسری کے پاس جا کر بیٹھی اور ہاں نے مل کر لوگوں کی غیبت کی، کسی آدمی کی غیبت کرنا اس کا گوشت کھانا ہے۔ یہ گوشت جوتے میں نکلا وہی غیبت ہے۔

(۳) کان کو ہر نا جائز آواز کے سننے سے بچائے۔ اگر کسی مجلس میں غیبت ہوتی ہے وہاں سے اٹھ جائے۔ حدیث میں فرمایا غیبت کرنے والا اور سننے والا دونوں گناہ میں شریک ہیں۔

(۴) بوقت افطار اتنا نہ کھائے کہ پیٹ تن جائے۔

(۵) افطار کے بعد دل خوف اور امید کے درمیان رہے۔ کیا معلوم کہ اس کا روزہ قبول ہوا، لیکن اللہ کی رحمت سے ناامید نہ ہو۔

خاص الخاص حضرات کا روزہ یہ ہے کہ مذکورہ بالا باتوں کے علاوہ دل و دنیوی کمالات سے پاک و صاف رہے۔ ہر لمحہ و ہر آن خالق کائنات ہی کی طرف لوگی رہے۔ ماسوائی اللہ کا خیال نہ آئے۔ اسی کے ذکر و فکر و مراقبہ میں دن اور رات گزر جائیں۔ ایسا روزہ انبیاء کرام علیہم السلام اور صدیقین و مقربین کا ہوتا ہے۔ کسی بزرگ نے یہ کیفیت کو یوں بیان کیا ہے۔

الدلیا یوم ولنا فیہا صوم دنیا کی عمر ایک دن ہے اور ہم اس میں روزے رکھتے ہیں۔

روزے کب اور کس طرح فرض ہوئے

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد دس شعبان المعظم ۲ھ میں اس مبارک مہینے کے روزے فرض ہوئے۔ اس سے پیشتر عاشورہ یعنی دس محرم کا روزہ فرض تھا۔ پھر اس کو بجائے ہر مہینہ میں تین یوم یعنی تیرہویں چودھویں پندرہویں کے روزے فرض

ہوتے جنہیں ایام بیض کے روزے کہتے ہیں۔ پھر ان کے بجائے رمضان کے روزے فرض ہوئے، لیکن اختیار دیا گیا تھا کہ روزہ نہ رکھے تو ہر روزہ کے فدیہ میں کوئٹہ مسکین کو نصف صاع گندم یا ایک صاع جو ادا کرے۔ پھر بھی روزہ رکھنا بہتر قرار دیا گیا تھا۔ کچھ زمانے کے بعد یہ اختیار منسوخ ہوا اور روزہ رکھنا لازم قرار دے دیا گیا تھا۔ طرح کہ دن اور رات دونوں میں روزہ ہوتا۔ صرف غروب آفتاب سے نماز پڑھنے سے پہلے آدھی رات تک کھانے پینے اور ہم بستر ہونے کی اجازت تھی۔ اگر عشاء سے پہلے آدھی رات جاتا تو اب بھی یہ تینوں باتیں حرام ہو جاتی۔ ایک مرتبہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ عشاء اپنے مکان پر پہنچے۔ خوشبو محسوس ہوئی جس سے قلب میں انبساط اور قوی میں انتشار پیدا ہوا۔ اہلیہ محترمہ سے ہم بستر ہو گئے۔ فارغ ہونے کے بعد عدول حکمی احساس سے طبیعت متاثر ہوئی اپنے نفس پر ملامت کرنے لگے اور روتے ہوئے ہمارے شفیع المذنبین میں حاضر ہوئے واقعہ عرض کیا: یہ سن کر مجلس میں کچھ اور حضرات بھی کھڑے ہوئے اور معذرت پیش کرنے لگے۔ جن سے اس قسم کا ارتکاب ہوا تھا اس پر وحی نازل ہوئی اور پوری شب میں ہم بستر ہونا حلال فرما دیا گیا۔

قیس بن صرمہ انصاری رضی اللہ عنہ روزہ سے تھے۔ یہ مدینہ شریف کے باغات میں مزدوری کرتے تھے۔ شام کو کچھ بھجوریں لے کر مکان پر آئے اور اہلیہ سے کہا کہ ان کے بدلے میں کسی سے آٹا لے لو۔ وہ پڑوس میں آٹا بدلنے گئیں۔ یہ ہارے تھے ہی لیتے ہی فوراً آنکھ لگی اور سو گئے جب وہ واپس آئیں۔ انہیں سوتا دیکھ کر اہلیہ نے گھبرا کر لگائیں اور کہا تا مراء رہے۔ کسی طرح رات گزری، صبح ہوئی مگر ان کی حالت درست رہی۔ جب دوپہر ہوئی تو بیہوش ہو گئے۔ رحمت عالم ﷺ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا گیا۔ وحی آئی اور غروب آفتاب سے آخر شب تک کھانا حلال کر دیا گیا۔ (تفسیر احمدی)

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ روزہ اور اس کے متعلقات کے احکام و مسائل، ماحول مذہب حنفی بطور خلاصہ پیش کر دیے جائیں۔ تاکہ قارئین میں نفس مسائل سے ماحول بطور پروا کف ہو جائیں۔

احکام رمضان

حضور نبی کریم ﷺ نے شعبان کی آخری تاریخ میں خطبہ دیا۔ جس میں ایک مہینہ آ رہا ہے جو بہت مبارک ہے۔ اس میں ایک رات ہے (لیلۃ القدر) اور ماہ سے بڑھ کر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے روزہ کو فرض فرمایا اور اس کی رات کو ایام کو ثواب عظیم بنایا۔ جو شخص اس ماہ میں کسی نیکی کے ساتھ اللہ کا قرب حاصل کرے گا۔ ایسا ہے جیسا کہ رمضان میں ستر فرض ادا کیے۔ یہ ماہ صبر کا ہے اور صبر کا بدلہ عطا ہے۔ یہ مہینہ لوگوں کے ساتھ گھواری کا ہے۔ اس میں رزق بڑھا دیا جاتا ہے۔ اور ایسا اس ماہ میں جنت کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ دوزخ کے دروازے بند ہو جاتے ہیں۔ روزہ ڈھال ہے۔ لہذا روزہ دار کو چاہیے کہ نفس بات نہ کرے۔ جہالت نہ دہرائے کہ اگر کوئی شخص اس سے جھگڑے یا گالی دے تو وہ دوسرے کہہ دے۔ "روزہ دار ہوں۔" نیز فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے روزہ دار کے منہ کی خوشبو اللہ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ عمدہ ہے۔ روزہ دار کھانا پینا اپنی خواہش سے میرے لئے چھوڑ دیتا ہے۔ روزہ میرے لئے ہے اور میں اس کا بدلہ دوں گا۔ ہر نیکی کا ثواب دس گنا ہے، لیکن روزہ کا اجر اللہ تعالیٰ خود دے گا۔ غرض یہ کہ یہ ماہ برکتوں اور رحمتوں کا خزانہ ہے۔ مسلمانوں کا فرض ہے اس کی حرمت و عزت کو ملحوظ رکھیں۔ نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور دیگر احکام الہیہ کی تعمیل کریں، دن میں تنور اور ہوٹل بند رکھیں۔ زیادہ وقت تلاوت قرآن، ذکر الہی اور شریف کے ورد میں گزاریں اور بخشور الہی خلوص قلب کے ساتھ ملک و ملت کی

بھلائی اور اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا مانگیں۔

رویت ہلال

شریعت میں رویت ہلال کا اعتبار ہے جو واضح طور پر یا شرعی شہادت ثابت ہو۔ چاند دیکھنے کی شہادت شہر کے مقتدر عالم کے سامنے پیش کرنی چاہیے۔ ۲۹ شعبان کو چاند نظر نہ آئے تو شعبان کے ۳۰ دن پورے کریں یونہی ۲۹ رمضان چاند نظر نہ آئے اور شرعی شہادت سے بھی اس کا ثبوت نہ ملے تو رمضان کے ۳۰ دن پورے کر کے عید کریں۔ شک کا روزہ رکھنا گناہ ہے۔

مسائل سحری

سحری کھانا سنت ہے اور باعث برکت۔ اگر چہ ایک لقمہ ہی کھائے۔ میں تاخیر مستحب ہے، مگر اتنی نہیں کہ وقت میں شک ہو جائے۔ اگر وقت میں گھبراہٹ ہو گو بحالت جنابت سحری کھا سکتا ہے ویسے غسل جنابت میں تاخیر نہیں کرنی چاہیے وضو میں کلی ایسی کہ منہ کے ہر پرزہ پر پانی بہہ جائے اور ناک میں اس طرح پانی نہ لے جائے جہاں نرم بانسہ ہے پانی پہنچ جائے۔ سنت موکدہ ہے۔ اور غسل جنابت میں اگر پانی نہ ملے کلی اور ناک میں پانی نہ لیا جائے تو غسل ہی نہ ہوگا اس لئے روزہ دار کو غسل اس میں اس احتیاط سے کلی کرنی چاہیے کہ منہ کے پرزہ پر پانی بہہ جائے مگر حلق سے نہ اترے اور ناک میں پانی اس احتیاط سے لیا جائے کہ نرم بانسہ داخل نہ ہو۔ اور ہاتھ حلق میں اترے، نہ دماغ میں چڑھے اور اس کا آسان طریقہ یہ ہے کہ مثلاً سحری وقت اٹھا اور نہانے کی حاجت تھی تو فی الحال خوب اچھی طرح کلی کرے، ناک میں پانی نہ لے لے اب جب بحالت روزہ نہائے گا تو کلی و ناک میں پانی لینے کی ضرورت نہ رہے گی۔

سروری مسئلہ

سحری کھا کر سویا یا دن میں سویا۔ احتلام ہو گیا تو روزہ میں کچھ فساد نہیں آئے غسل کر کے یونہی اپنی بیوی کا بحالت روزہ بوسہ لیا۔ حرج نہیں۔ بشرطیکہ انزال نہ ہو۔ بعض لوگ ذکی الحس ہوتے ہیں۔ بعض اوقات بحالت روزہ بیوی کو دیکھ کر انتشار ہوتا ہے اور منی نکلے ہے۔ اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا۔ منی اور ودی وہ رطوبت ہے جو منی سے پہلے ظاہر ہوئی صرف اس کے نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا۔ وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ استنجا کر کے وضو کر لیں۔

روزہ کی نیت

نیت کا وقت بعد غروب آفتاب سے ضحویٰ کبریٰ تک ہے۔ ہر روز کے لئے نیت لازم ہے۔ نیت زبان سے بہتر ہے اور نیت ضحویٰ کبریٰ سے پہلے کرے تو روزہ ہوگا۔
لویت ان اصوم غدا اللہ تعالیٰ من فرض رمضان
میں نے نیت کی کہ اس رمضان کا فرض روزہ اللہ کے لئے رکھوں گا۔
اگر نیت دن میں کرے تو یوں کہے۔
لویت ان اصوم هذا اليوم لله
میں نے آج اس رمضان کا فرض روزہ اللہ کے لئے رکھا۔
سحری نیت ہے جب کہ کھاتے وقت یہ ارادہ ہو کہ روزہ رکھوں گا۔

روزہ کی حقیقت

نماز اور زکوٰۃ کی فرضیت کے بعد ۱۰ شعبان ۲ھ میں رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ عرف شرع میں مسلمان کا بہیت عبادت صبح صادق سے غروب آفتاب تک اپنے کو قصداً کھانے پینے جہار سے باز رکھنا روزہ ہے عورت کا حیض و نفاس سے خالی

ہونا شرط ہے۔ رمضان المبارک کا روزہ رکھنے کے ساتھ ہر روزہ دار پر یہ بھی ضرور ہونا چاہیے کہ وہ صرف کھانے پینے اور مباشرت ہی سے اجتناب نہ کرے بلکہ قول و فعل، لین دین اور دیگر معاملات میں بھی پرہیزی اختیار کرے جیسا کہ لعلمکم تھوڑے سے ظاہر ہے۔ روزہ کی حالت میں آدمی ہاتھ پاؤں کو کسی بھی برے کام کے لئے حرکت نہ دے۔ گالی گلوچ، جیسی خرافات زبان پر نہ لائے۔ نہ کان میں پڑے۔ دے۔ اس کی آنکھ بھی غیر شرعی کام کی طرف نہ اٹھے۔ بلکہ انسان تقویٰ کا عملی نمونہ بن جائے۔ اگر رمضان المبارک کے روزے ان قیود و شرائط کو مد نظر رکھ کر پورے کر جائیں تو اختتام رمضان پر تقویٰ و پرہیزگاری کا پیدا ہونا لازمی امر ہے۔

روزہ رکھنے کے شرعی عذر

جب آدمی ایسا بیمار ہو کہ روزہ رکھنے سے جان جانے یا مرض کے بڑے یا دائمی ہو جانے کا اندیشہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ جب صحت ہو جائے قضاء کرے۔ ایسا بوجھل کہ روز بروز کمزور ہوگا نہ اب روزہ رکھنے پر قادر اور نہ بظاہر آئندہ قادر ہو سکے گا ہر روزہ کے بدلے فدیہ دے یعنی ایک مسکین کو کھانا کھلائے یہ بوجھل شخص جو فدیہ دے رہا پھر روزہ پر قادر ہو گیا تو فدیہ نفل ہوگا اور روزہ کی قضا لازم ہے۔ جو ایسا مریمیں بوجھل ہو کہ گرمیوں میں روزہ نہ رکھ سکتا ہو تو اب افطار کرے جاڑوں میں رکھے۔ حاملہ عورت یا دودھ پلانے والی عورت جب انہیں اپنی ذات یا بچہ کا اندیشہ ہو تو ان کو روزہ نہ رکھنا جائز ہے لیکن قضا لازم ہے۔

روزہ توڑنا گناہ ہے

روزہ رکھ کر بلا عذر شرعی توڑ دینا سخت گناہ ہے۔ ہاں اگر ایسا بیمار ہو گیا کہ روزہ توڑنے سے جان کے خطرہ ہو یا بیماری کے بڑھ جانے کا احتمال قوی ہو یا ایسی

بیماری ہو گئی کہ مرجانے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں روزہ توڑ دینا جائز بلکہ واجب ہے۔ البتہ صحت ہو جانے پر قضا لازم ہے۔ مسئلہ جن کا روزہ فاسد ہو جائے ان پر اور کل ونفاس والی پر جب دن میں پاک ہوں تا بالغ پر جب دن میں بالغ ہو۔ مسافر پر جب دن میں مقیم ہو واجب ہے کہ پورے دن روزہ دار کی طرح رہیں: مسئلہ تا بالغ جو کافر ہو یا کافر جو مسلمان ہوا ان پر اس دن کی قضا واجب نہیں۔

روزہ کے مکروہات

کسی چیز کا بلا عذر چکھنا چبانا کہ بایں طور کہ حلق سے نیچے نہ اترے جموٹ چٹنی، گالی گلوچ، کوٹنا، ناحق ایذا دینا، بے ہودہ فضول بکنا، چیخنا چلانا، لڑنا کسی بھی خلاف شرع کام میں مصروف ہونا یا منہ میں بہت سا تمبوک بیج کر کے نگل جانا، کلی اور آب میں پانی ڈالنے سے مبالغہ کرنا، یہ تمام امور مکروہات روزہ سے ہیں۔ اگر چہ ان باتوں کے ارتکاب سے روزہ فاسد نہیں ہوتا، تاہم جب آدمی روزہ رکھ رہا ہے جو ایک قسم کی مشقت ہے۔ بھوک کی تکلیف اٹھا رہا ہے تو مدکورہ بالا چیزوں سے پرہیز ہی کرنا چاہیے تاکہ روزہ کے ثواب میں اضافہ ہو۔

ان صورتوں میں روزہ فاسد نہیں ہوگا

بھول کر کھانا پینا، جماع کرنا، بلا اعتبار گرد و غبار، دھواں، کھٹی یا پھڑک حلق میں پھاسنا بوقت غسل کان میں پانی کا پڑ جانا، خود بخود قے آ جانا، خواہ منہ بھر کر ہو۔ آنکھ کی دوائی ڈالنا دن میں سوتے ہوئے اختلام ہو جانا، دانتوں میں چیز رہ گئی چنے کی تھلہ اس سے کم ہو اس کو نگل لینا، تل دانتوں میں رہ گیا۔ اس کو نگل لیا۔ بیوی کا بوسہ لیا، ہوا و انزال نہ ہوا، ان سب صورتوں میں روزہ فاسد نہ ہوگا: مسئلہ بحالت روزہ سرمدہ کرنا، سر اور بدن پر تیل ملنا، مسواک کرنا، خوشبو و عطر وغیرہ سو گھسنے سے روزہ فاسد نہ ہوگا

اور یہ باتیں روزہ کو مکروہ نہیں کرتیں۔

روزہ کے مقصدات

کلی کرنے میں پانی حلق کے نیچے اتر گیا۔ تاک میں پانی ڈالنے میں ایک تک چڑھ گیا قصد امنہ بھرتے کرنے یا خون کی تے، منہ بھرتے خود آئی اور پینے میں زیادہ نکل لی۔ چنے برابر زیادہ کھانا دانتوں میں اٹکا تھا نکل گیا، تاک میں دوا سون لی۔ کان میں دوا یا تیل ڈالا حقتہ لیا۔ صبح صادق کے قریب یا بھول کر جماع میں مشغول تھا۔ صبح ہونے پر یا یاد آنے پر الگ نہ ہوا۔ مہاشرت فاحشہ کرنے، بوسہ لینے، بوسہ سے انزال ہو گیا۔ حقد ہیزی، سگرت سگار وغیرہ پینے، پان کھانا اگرچہ پیک تو کھانے دے، حلق تک نہ جائے۔ ان تمام صورتوں میں روزہ دار ہوتا یاد ہے تو روزہ جاتا رہا۔ قضا لازم ہے۔ دانتوں سے خون نکلا اور حلق میں داخل ہو گیا، اگر تھوک غالب رہا۔ روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر خون غالب ہے تو روزہ فاسد ہوگا۔ قصد ادھواں پہنچا یا نواں، کسی چیز کا ہوا اگر بتی سلگتی تھی اس کے دھوئیں کو تاک میں کھینچا منہ میں رنگین ڈورا کھانے تھوک رنگین ہو گیا۔ اس کو نکل لیا منہ میں نسواری ان صورتوں میں روزہ جاتا رہا۔ لازم ہے۔ مسئلہ کان میں تیل ٹپکا دیا یا دماغ کی جھلی تک رخم تھا دوا لگائی اور دماغ کی پہنچ گئی یا حقتہ یا تاک سے دوا چڑھائی یا پتھر، کنکر، روکی کا غد گھاس، وغیرہ انکی کھائی جس سے لوگ گھن کرتے ہیں یا رمضان المبارک میں بلا نیت روزہ کی طہر یا صبح کو نیت کی تھی یا دن میں زوال سے پیشتر نیت کی اور بعد نیت کھالیا یا روزہ کی نیت کی تھی۔ مگر روزہ رمضان کی نیت نہ تھی یا اس کے حلق میں مینہ کی بوند یا اولہ چلا گیا بہت سے آنسو یا پسینہ نکل گیا۔ ان صورتوں میں صرف روزہ کی قضا لازم ہے۔ کھانے نہیں انجکشن سے روزہ نہیں ٹوٹا، لیکن روزہ کی صورت میں نہ چاہیے کہ تعریض یا الفساد ہے۔ ہاں اگر جوف دماغ یا جوف معدہ میں انجکشن سے دوا یا غذا ابھینے لگے

روزہ فاسد ہو جائے گا۔ قصد اگر روزہ یاد ہوتے ہوئے کھایا یا پیا یا جماع کیا۔ بھول کر کھالی رہا تھا۔ روزہ یاد آنے پر یا سحری کھا رہا تھا صبح صادق ہوتے پر منہ کا نوالہ یا ٹھنڈا نکل گیا تو روزہ جاتا رہا۔ قضا و کفارہ دونوں واجب ہو گئے اسی طرح جس کو حقتہ یا عادت ہو اس نے بحالت روزہ حقد سگریٹ پیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

روزہ کا فدیہ

ہر روزہ کے بدلے ہر روزوں دونوں وقت مسکین کو پیٹ بھر کر کھانا کھلانا یا صدقہ فطر کی مقدار مسکین کو دینا۔

صدقہ فطر

ہر ایسے مسلمان پر جو حاجتِ اصلیہ سے فاضل نصاب کے برابر مال کا مالک ہے۔ اپنی طرف سے اور اپنے بچوں کی طرف سے جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ ہے۔ صدقہ فطر دینا واجب ہے۔

افطار

افطار میں جلدی سنت و موجب برکت ہے۔ غروب کا غالب گمان ہونے پر افطار کر لیا جائے۔ اگر میں جلدی نہ کی جائے۔ نماز سے پہلے افطار کریں کھجور چھوڑے۔ یہ نہ ہوں تو پانی سے۔ ان تینوں سے سنت ہے، کھانے میں مشغول ہو کر نماز میں تاخیر کریں۔ مرد جماعت کھانے کی وجہ سے نہ چھوڑیں وقت افطار پیدا پڑھیں۔

اللهم لك صمت و لك امت و عليك توكلت و على
اقلك الفطرت فاغفر لي ما قدمت و ما اخرت

مسائل تراویح

۲۰ رکعت تراویح ہر غیر معذور مرد و عورت کے لئے سنت ہے۔ مستورات گھر

میں پڑھیں اور مردوں کے لئے مسجد میں جماعت سے پڑھنا سنت کفایہ ہے۔
سنت تراویح کریں تراویح کا وقت فرض عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے۔
پڑھیں یا بعد وتر پڑھیں مسئلہ ہر چار رکعت تراویح کے بعد بقدر چار رکعت بیٹھنا اور
تہلیل یا درود شریف پڑھنا مستحب ہے جامع الرموز میں تین بار اس تسبیح کا
مستحب لکھا ہے۔

سبحان ذی العزۃ والعظمتۃ والہیۃ والقدرۃ والکرمۃ
والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت
قدوس ربنا ورب الملائکۃ والروح لا الہ لا اللہ نستغفر اللہ ونستلذ
الجنة ونعوذہ من النار۔

مسئلہ تراویح کے بعد لوگوں کو بیٹھنا گوارا ہو تو بیٹھیں مسئلہ تراویح جماعت
کے ساتھ گھر میں پڑھی جائیں تو جماعت کا ثواب مل جائے گا۔ مگر مسجد کے ثواب
محروم رہے گا۔ مسئلہ اگر اپنی مسجد میں ختم قرآن نہ ہو یا جماعت تراویح نہ ہو یا درود
جگہ امام خوش الحان خوش عقیدہ صحیح خواں تتبع سنت ہو اور ان وجوہ سے مسجد محلہ پھر
دوسری جگہ جائے جائز ہے۔ مسئلہ امام محلہ بدعقیدہ ہو تو دوسری مسجد میں جانا ضروری
ہے۔ مسئلہ ایک امام کو دو مسجدوں میں پوری تراویح پڑھانا جائز نہیں۔ مسئلہ ایک امام
کے پیچھے پوری تراویح پڑھنا افضل ہے۔ مسئلہ اگر کسی نے عشاء کی نماز جماعت سے
نہیں پڑھی تو اس کو وتر جماعت سے پڑھنا مکروہ ہے۔ اگر چہ وتر ادا ہو جائیں گے۔

احکام اعتکاف

۲۰ رمضان المبارک کی عصر سے عید کا چاند دیکھنے تک اعتکاف کرنا
موکدہ کفایہ ہے۔ یعنی تمام شہر کے یا تمام محلہ کے مسلمانوں سے ایک شخص بھی اگر
اعتکاف کرے گا تو سب بری الذمہ ہو جائیں گے گو ثواب سے محروم رہیں گے۔

۱۔ سنت کا التزام کسی پر نہ رہے گا۔ مسئلہ اعتکاف ایسی مسجد میں کرنا چاہیے جس میں
وقت نماز جماعت سے ہوتی ہو مسئلہ بعد نیت اعتکاف حد مسجد سے نکلنا۔ بجز انسانی
حاجتوں اور شرعی ضرورتوں کے حرام ہے۔ مسئلہ انسانی حاجتیں، پیشاب پاخانہ اور نہانا
ہے (اگر نہانے کی حاجت ہو) اور استنجا کوٹنا اور وضو کرنا ہے۔ مسئلہ اگر کوئی گھر سے
گھر میں کھانا لانے والا نہ ہو تو کھانے کے واسطے بعد مغرب گھر تک جانا جائز ہے۔
بہتر یہ ہے کہ کھانا گھر سے لائے اور مسجد میں کھائے مسئلہ اور حاجت شرعی نماز جمعہ
ہے۔ لہذا نماز جمعہ کو ایسے وقت جائے کہ وہاں جا کر چار سنتیں پڑھ کر خطبہ سن لے اور
حدہ چھ رکعت سنت پڑھے۔ بلا ضروریات مذکورہ مختلف کو مسجد سے باہر نکلنا مکروہ ہے
مگر جب تک کہ آدھے دن سے زیادہ مسجد سے باہر نہ رہے گا اعتکاف نہ ٹوٹے گا۔
اعتکاف میں مختلف کو کھانا پینا سونا، دین کی کتابوں کا پڑھنا پڑھانا، مسائل دینی کا
بیان کرنا، بزرگان دین انبیاء کرام علیہم السلام کے حالات بیان کرنا، اگر ضرورت پڑے تو
بہر لائے مال کے مسجد میں خرید و فروخت جائز ہے۔

ایلیۃ القدر

سال کی راتوں میں شب قدر افضل ترین ہے۔ رمضان کی ستائیسویں شب
ہے اس رات اللہ تعالیٰ کی رحمت خصوصی طور پر توجہ فرما ہوتی ہے تلاوت قرآن ذکر الہی
اور درود شریف کی کثرت کیجیے۔ یعنی توفیق ہو نفل پڑھئے اور اس رات میں کثرت سے
باطنیہ پڑھیے جو کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم فرمایا تھا۔

اللہم انک عفو تحب العفو فاعف عنی۔ (ترمذی)

سید المفسرین عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ وہ رمضان المبارک کی
ستائیسویں رات ہے۔ سورہ قدر میں اس کی جانب دو طرح اشارہ فرمایا قول یہ۔ سورہ
قدر تمیں کلموں پر مشتمل ہے۔ ان میں ستائیسواں کلمہ لفظ عی ہے جو ایلیۃ القدر کی تعبیر

ہے۔ دوسرے یہ کہ سورہ قدر میں نو حروف مکتوبی ہیں اور لفظ لیلۃ القدر کو سورہ قدر میں تین مرتبہ بیان فرمایا تو کو تین میں ضرب دینے سے ستائیس حاصل ہوئے۔ اس کو شب قدر اس واسطے کہتے ہیں کہ اس شب میں جو نیک اعمال کیے جاتے ہیں۔ ان کی امداد تعالیٰ کے نزدیک قدر و منزلت ہوتی ہے چنانچہ اس شب میں ایک نیک عمل کا ثواب ان تین ہزار اعمال کے ثواب سے زیادہ ہے جو دوسرے اوقات میں کیے جائیں۔ چونکہ صراحۃً کسی حدیث میں متعین نہیں فرمائی گئی۔ اس لئے صحابہ و علماء اپنے علم کے اعتبار سے مختلف تاریخیں بیان فرمائیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما ارشاد گرامی اور ابو ہریرہؓ کہ وہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ ہمارے امام اعظم حنفیہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ وہ رمضان ہی میں ہوتی ہے اور اکثر و بیشتر رمضان کی آخری دس تاریخوں میں حضرت علی کرم اللہ تعالیٰ وجہہ الکریم نے فرمایا کہ جو شخص شب قدر میں بعد نماز عشاء سات مرتبہ سورہ انا انزلناہ پڑھے گا۔ اللہ تعالیٰ اس کو بلاؤں سے محفوظ رکھے گا اور ستر ہزار فرشتے اس کے لئے جنت کی دعا کریں گے اور جو شخص جمعہ کے روز نماز سے پہلے اس کو تین مرتبہ پڑھے گا تو اس کے تمام اعمال سے ان لوگوں کو تعدا کے برابر نیکیاں لکھی جائیں گی جنہوں نے اس دن نماز جمعہ ادا کی۔

بعض علماء کرام نے فرمایا کہ جو شخص اس شب میں چار رکعت اس طرح کرے کہ ہر رکعت میں سورہ الحمد شریف کے بعد سورۃ اٰلہٖ کُنتُمْ التَّکْوِیْن "ایک سو اور سورہ اخلاص تین مرتبہ تو اللہ تعالیٰ موت کی سختی آسان فرمادے گا اور اس کو عذاب قبر دور کر دیا جائے گا اور جنت میں نور کے چارستون ملیں گے۔ ہرستون پر ایک ہزار محل ہوں گے۔

حدیث شریف میں وارد ہے کہ شب قدر میں فرشتوں کی جماعتیں کیے کیے دیگرے نازل ہوتی ہیں اور جبریل علیہ السلام بھی تشریف لاتے ہیں۔ ان کے ساتھ

سے ہوتے ہیں۔ ایک کو سید عالم ﷺ کے روضہ پاک پر نصب فرماتے ہیں۔ دوسرے کو بیت اللہ شریف پر، تیسرے کو بیت المقدس پر۔ چوتھے کو کوہ طور پر نصب فرماتے ہیں اور ہر مومن مرد اور عورت کے مکان میں داخل ہو کر اس کو سلام فرماتے مگر ہمیشہ شراب پینے والے اور خنزیر کا گوشت کھانڈوالے اور رشتہ قطع کرنے والے اس سلام سے مشرف نہیں کیے جاتے۔ دوسرے فرشتے بھی ہر اس بندے کو سلام فرماتے ہیں جو کھڑے یا بیٹھے ذکر الہی میں مشغول ہو۔

ابو الحسن علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب سے بالغ ہوا ہوں رمضان شریف میں قدر پاتا ہوں۔ میرا تجربہ ہے کہ اگر پہلی تاریخ رمضان کی اتوار یا بدھ کو ہوتی ہے تو قدر انیسویں کو ہوتی ہے اور جب جمعہ کو پہلی ہوتی ہے تو اکیسویں شب کو شب قدر ہوتی ہے اور جمعہ یا منگل کی پہلی ہو تو ستائیسویں رات کو شب قدر ہوتی ہے اور جب رات کی پہلی ہوتی ہے تو پچیسویں رات کو لیلۃ القدر ہوتی ہے لیکن اکثر احادیث یہی ثابت ہوتا ہے کہ وہ ستائیسویں شب کو ہوتی ہے۔

الوداع

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کے ارشاد کے مطابق جمعہ کا دن سید الایام اور ام دنوں سے افضل ہے۔ آپ نے فرمایا: جس شخص کا یہ دن سلامتی و رحمت اور برکت و ریاضت میں گذر اللہ تعالیٰ اسے ہفتہ بھر کی آفات و بلیات سے محفوظ رکھے گا۔ حدیث میں ہے۔ الْجُمُعَةُ عِزٌّ لِلْمُؤْمِنِينَ جمعہ مسلمانوں کی عید ہے، جمعہ اور جمعہ بہت سے امور مشترک ہیں جمعہ کے دن غسل کرنا۔ اجلا لباس پہننا اور خوشبو لگانا۔ عید ہے اور یہ چیزیں عید کے دن بھی مستون ہیں۔ جمعہ اور عید دونوں میں باجماعت دو رکعت ہیں دونوں میں اجتماعیت ہے اور خطبہ لازمی ہے۔ جمعہ کی قضا ہے اگر جماعت فوت ہو جائے تو تنہا آدمی جمعہ ادا نہیں کر سکتا جمعہ قضا ہو جائے تو

ظہر پڑھی جائے۔ قرآن مجید میں جمعہ کے احکام سورہ جمعہ میں بیان ہوئے ہیں۔
 نبی اکرم ﷺ نے فرمایا جمعہ کے دن ایک ساعت آتی ہے جس میں قبول ہوتی ہے۔ حضرت ابی بن کعب کہتے ہیں وہ ساعت نماز عصر کے بعد آتی ہے۔
 اس شخص کو نصیب ہوتی ہے۔ جو عصر کی نماز سے فراغت کے بعد مغرب کی نماز میں انتظار میں لگا رہے ذکر و فکر میں مشغول رہے اور اپنے مقصد کو پیش نظر رکھے۔
 تک کہ مغرب کی اذان ہو جائے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کی نماز کی اذان کے لئے سب سے پہلے مسجد میں داخل ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اسے اونٹ کے صدقہ کے برابر ثواب دیتا ہے۔ دوسرے نمبر پر جانے والے کو گائے کے صدقہ کے برابر ثواب دیتا ہے۔
 تیسرے نمبر پر جانے والے کو مینڈھے کے برابر ثواب دیتا ہے۔ چوتھے نمبر پر جانے والے کو مرغی کے برابر ثواب دیتا ہے اور جب خطیب خطبہ پڑھنے کے لئے کھڑا ہوتا ہے تو اس کا بھی سننے کے لئے مسجد میں داخل ہو جاتے ہیں۔ یہ صرف جلدی جانے کا ثواب ہے اور نماز کا ثواب الگ ہے اور وہ بہت زیادہ ہے۔ ارشاد و رسالت مآب ﷺ ہے۔
 جمعہ کی نماز ادا کرنے والے کے وہ تمام گناہ جو اس جمعہ اور دوسرے جمعہ کے درمیان ہوتے ہیں بخش دیئے جاتے ہیں۔

جمعہ المبارک کسی بھی ہفتے کا ہو مومنوں کے لئے باعث برکت و رحمت و موجب نجات و مغفرت ہے، لیکن رمضان المبارک کا آخری جمعہ جو جمعہ الوداع نام سے مشہور ہے نور علی نور اور قرآن السعدین ہے۔ جمعہ الوداع مسلمانوں کی شوکت ہے حیات و جلالت کا عظیم مظہر ہے اس دن لوگ انبوء و انبوءہ جامع مساجد طرف اللہ تعالیٰ عز و جل کا نام بلند کرتے ہوئے نکلتے ہیں۔ ایسے ملائکہ انہیں جہر مٹ میں لے لیتے ہیں اور حریم ناز سے رحمت و مغفرت کی بارش ہوتی ہے۔
 الوداع کا یہ مبارک دن بلاشبہ دعاؤں کی مقبولیت کا دن ہے۔ اس دن امت مسلمہ

روح و بہود اور عالم اسلام کے عزت و غلبہ کے لئے خصوصی دعاؤں کی ضرورت ہے۔

قضاء عمری

بعض لوگ اس دن قضاء عمری نام کی کوئی نماز بھی ادا کرتے ہیں۔ ان کے خیال میں عمر بھر کی ققتائیں دور کث نفل سے ادا ہو جاتی ہیں۔
 عوام میں یہ خیال نامعلوم کیسے اور کہاں سے رواج پا گیا۔ بہر حال مسئلہ یہ ہے جو نمازیں رہ گئی ہیں وہ جمعہ الوداع کی قضاء عمری کے ذریعہ سے ادا نہیں ہو سکتیں۔
 ان کے لئے بہر حال ان فوت شدہ نمازوں کی قضا ضروری ہے۔

عید کی سنتیں

غسل کرنا، مسواک کرنا، خوشبو لگانا عمدہ لباس پہننا، عید گاہ کو پیادہ پا جانا ایک عید کی سنت ہے۔ عید الفطر میں عید گاہ جانے سے قبل کوئی چیز کھجور وغیرہ کھانا اسی بناء پر ہمارے ملک میں سویاں مروج ہیں کہ کھانا شیریں اور سنت بھی ادا ہو جائے اور عید الاضحیٰ میں قبل نماز کچھ نہ کھانا۔

احات اور مستحبات

صدقہ کی کثرت کرنا، باہم ملنا، مبارک باد دینا، خوشی کا اظہار کرنا، مصافحہ اور ملاقات کرنا۔

عید کی نماز کا وقت

عید کی نماز کا وقت آفتاب کے بقدر نیزہ بلند ہونے سے زوال تک ہے اگر نماز پڑھنے میں زوال کا وقت آ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

نماز عیدین

عید کی دو رکعت نماز ہر عاقل بالغ مقیم تندرست پر شہر میں واجب ہے۔ عید میں عید اور جمعہ کی نمازیں جائز نہیں، مگر وہ بڑے گاؤں یعنی قصبے جو شہر کا شہر کا قسم ہیں: ان میں جمعہ اور عید دونوں کی نمازیں جائز ہیں جمعہ اور عید دونوں کی نماز صحت اور ادا کی شرطیں ایک ہیں مگر یہ فرق ہے کہ جمعہ میں خطبہ فرض ہے اور عید میں سنت، دوم جمعہ میں خطبہ نماز سے قبل ہے اور یہاں نماز کے بعد اگر کسی نے عید کے بعد خطبہ نہ پڑھا، یا نماز سے قبل پڑھ لیا۔ دونوں صورتوں میں نماز تو ہو گئی مگر گناہ گار ہوا۔

کلمات تکبیر

اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ
اَلْحَمْدُ

نویں ذوالحجہ کی فجر سے تیرہویں کی عصر تک ہر نماز کے فوراً بعد یہی تکبیر پڑھ کر کہنا واجب اور تین بار کہنا افضل ہے، اسے تکبیر تشریق کہتے ہیں۔

ترکیب نماز عید الفطر

نیت کی میں نے دو رکعت نماز عید الفطر واجب کی چھ زندہ تکبیروں کے ساتھ اس امام کے پیچھے کعبہ شریف کی طرف منہ کر کے پھر کانوں تک ہاتھ لے جائے گا پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور ثنا پڑھے۔ پھر دوسرے مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر ہوئے چھوڑ دے۔ تیسری مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر پڑھ کر ہاتھ باندھ لے اور بطریق معبود ایک رکعت پڑھے۔ دوسری رکعت میں بعد قرأت قبل رکعت کی مرتبہ کانوں تک ہاتھ لے جا کر تکبیر کہتا ہوا چھوڑ دے۔ چوتھی بار بغیر ہاتھ

کہتا ہوا۔ رکوع کرے اور حسب دستور نماز پوری کرے۔ نماز کے بعد امام خطبہ دے۔ تمام مقتدی سنیں اور خاموش رہیں خواہ خطبہ کی آواز پہنچے خواہ نہ پہنچے۔ بعد ازاں باتیں۔ سلام، مصافحہ و معافہ کریں۔

صدقہ فطر

ہر صاحب نصاب پر اپنی اور اپنے بچوں کی طرف سے ۲ سیر تین چھٹانک گندم واجب ہے۔ گندم کی قیمت بھی دے سکتے ہیں اس کا مصرف وہی ہے جو زکوٰۃ کا ہے۔ مالک بالغ اور مجنون مالک نصاب پر صدقہ فطر واجب ہے۔ ان کا سر پرست ان کے لئے ادا کرے (۳) صدقہ فطر ادا کرنے سے روزہ میں جو غفل واقع ہو اس کی تلاقی ہوتی ہے (۴) عورت مالک نصاب ہو تو اس پر بھی صدقہ فطر واجب ہے (۵) صدقہ فطر فجر عید کی طلوع کے بعد واجب ہوتا ہے جو اس سے پہلے مر گیا اس سے صدقہ واجب نہیں۔ اور جو اس سے پہلے پیدا ہوا اس کا صدقہ واجب ہے (۶) روز عید سے پہلے ہی صدقہ فطر کا دینا جائز ہے۔ وہ بوڑھا یا مریض جس سے روزہ ساقط ہو گیا ہے۔ صدقہ فطر اس پر بھی واجب ہے (۷) مستحب یہ ہے کہ فطرانہ عید گاہ جانے سے پہلے ادا کر دیا جائے۔

حلال کے روزے

حضرت اقدس رحمۃ اللہ علیہ نے ارشاد فرمایا جس نے عید الفطر کے بعد چھ روزے رکھ لئے تو اس کو پورے سال کے روزوں کا ثواب ملے گا۔ ان روزوں کا متفرق رکھنا حلال ہے اور اگر متواتر چھ روزے رکھ لئے تو بھی حرج نہیں۔



اس سے دانی جائیں گی..... اس آیت میں (کنز) کا لفظ ہے۔ کنز اس مال کو جس کو جمع کر کے رکھا جائے گا..... اس آیت میں (کنز) کا لفظ ہے کنز اس مال کے جس کو جمع کر کے رکھا جائے خواہ سونا ہو یا چاندی۔

حضرت ابن عمر و ابن عباس و جابر و ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مرفوعاً و موقوفاً مروی ہے اس مال کی زکوٰۃ کی ادا کی جائے وہ کنز نہیں اگرچہ زمین میں دفن ہو (یعنی شرح انصوری سید عالم نور مجسم رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

زکوٰۃ کا مال جس مال میں ملا ہوگا اسے برباد کر دے گا (بزار) (۲) خشکی اور آتش جو مال تلف ہوتا ہے وہ زکوٰۃ نہ دینے سے ہوتا ہے (طبرانی) (۳) زکوٰۃ سے اللہ تعالیٰ مال کا شردور فرما دیتا ہے حاکم (۴) اسلام کا پورا ہونا یہ ہے کہ اپنے مال کی زکوٰۃ ادا کرے۔ (طبرانی) (۶) زکوٰۃ نہ دینے والے کا مال قیامت کے دن آگ کی آگ کی شکل بن کر اس کے گلے کا طوق ہو جائے گا (ابن ماجہ) (۷) وہ اژدھا جو سارادین چھاڑ لے گا (بزار) (۸) وہ اژدھا اپنے پھن میں اس کا منہ لے کر کہے گا تیرا مال ہوں، تیرا خزانہ ہوں (بخاری) (۹) زکوٰۃ نہ ادا کرنے والے قیامت کے دن آگ کی گرم آگ۔ پتھر۔ تھوہر اور سخت کڑوی بدبودار حلی ہوئی گھاس چوپایوں کی چلتے چرتے ہوں گے۔ (بزار) (۱۰) زیور کی زکوٰۃ نہ دینے سے زیور قیامت کے دن آگ کے نکلن بن جائیں گے (ترمذی) (۱۱) امیر المومنین امام اول خلیفہ بلا حد و حدیق اکبر رضی اللہ عنہ نے زکوٰۃ کی فرضیت کے منکر افراد سے جہاد کا حکم دیا تھا (۱۲) ایک مسلمان کے لئے زکوٰۃ کی اہمیت کو جاننے کے لئے حضور ﷺ کی مذکورہ روایت جن کا خلاصہ پیش کیا گیا ہے) کافی ہیں اللہ مجھے اور آپ کو توفیق عمل کی سے نوازے۔ آمین۔



زکوٰۃ..... اسلام کا ایک اہم رکن

وَالَّذِينَ هُمْ لِلزَّكَاةِ فَاعِلُونَ.

جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں وہی فلاح پاتے ہیں

زکوٰۃ اسلام کا ایک اہم رکن ہے۔ اس کی فرضیت قطعی ہے۔ منکر کا فرد ادا کرنے والا فاسق سخت گنہگار ہے۔ زکوٰۃ کی ادائیگی میں تاخیر بھی گناہ ہے۔ قرآن مجید میں بتیں جگہ نماز کے ساتھ زکوٰۃ کی فرضیت اور ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔ زکوٰۃ ۳ ہجری میں فرض ہوئی۔ زکوٰۃ ادا کرنے سے مال میں بظاہر کمی ہوتی ہے، مگر حقیقت میں مال میں برکت ہوتی ہے۔ قرآن مجید نے تصریح کی ہے یُسَبِّحُ الصُّدُفُ اور اللہ تعالیٰ سود کو ہلاک کرتا ہے اور خیرات کو بڑھاتا ہے۔ درختوں میں کچھ شاخیں اور اجزاء فاسدہ ایسے ہوتے ہیں جو درخت کی اٹھان اور نشوونما کو روک دیتے ہیں۔ ان فاسدہ اور نقصان دہ شاخوں کو درخت سے کاٹ دیا جاتا ہے۔ اگرچہ تراشنے سے بظاہر درخت میں کمی آ جاتی ہے، مگر ہر عاقل ہوشمند سمجھتا ہے کہ اس کاٹ چھانٹ سے درخت کو نشوونما ملے گی۔ پھل اور پھول آئیں گے۔ یہ کیفیت زکوٰۃ کی ہے کہ اس کی ادائیگی سے مال و دولت میں برکت ہوتی ہے۔ آخرت میں ذخیرہ..... قرآن مجید میں ہے..... جو لوگ سونا چاندی سنبھال کر رکھتے ہیں اور اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے ان کے لئے دردناک عذاب ہے۔ قیامت کے دن یہ سونا چاندی آتش جہنم میں تپا کر (زکوٰۃ نہ ادا کرنے والوں کی) پیشیاں بن جائیں گی۔

موجود ہے اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح زمین اور مکان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مگر زمین یا مکان سے بطور کرایہ جو رقم حاصل ہو۔ اگر نصاب کو پہنچ جائے تو سال بعد زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح ہیرے جواہرات پر جو ذاتی طور پر رکھے ہیں واجب نہیں ہے۔ لیکن اگر تجارت کے لئے ہیں تو زکوٰۃ واجب ہے۔ غرضیکہ ہر وہ چیز اور وہ کسی بھی قسم کی ہوا و تجارت کی غرض سے ہو تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ اسی طرح زمین خواہ کتنی ہی مالیت کی ہو پر زکوٰۃ نہیں ہے مگر زمین کی پیداوار پر عشر یا نصف واجب ہے۔ کرایہ پر جو آلات دیے جاتے ہیں ان پر زکوٰۃ نہیں ہے۔ مگر کرایہ کی رقم نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ موٹر لاریاں ٹرک وغیرہ جو تجارت کی نیت سے نہیں ان پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ موٹر لاری ٹرک وغیرہ سے جو رقم ہوتی ہے اگر وہ نصاب کو پہنچ جائے تو اس پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونا چاندی تمام یونانی رکھا ہو یا بغرض تجارت ہو بہر حال بہر صورت اس پر زکوٰۃ واجب ہے سونے چاندی کے زیورات سونے چاندی کے برتن سونے چاندی سے بنی ہوئی ہر قسم کی اشیاء تجارت کے لئے ہو یا یونانی رکھ چھوڑے ہوں ان پر سال گزرنے کے بعد بہر حال واجب ہے۔ نابالغ پر زکوٰۃ فرض نہیں اور جنوں اگر پورے سال کو گھیر لے تو زکوٰۃ واجب نہیں اور اگر سال کے اول آخر میں اتفاق ہوتا ہے اور باقی زمانہ جنوں میں گزرتا ہے تو واجب ہے (عالتیری۔ رد المحتار) نصاب کا مالک ہے مگر اس پر قرض ہے کہ ادا کرنے کے بعد نصاب نہیں رہتی تو زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ وہ قرض جس کے ملنے کی وجہ سے اس کی زکوٰۃ بھی واجب ہے۔ جس کو زکوٰۃ دیں اسے اس مال زکوٰۃ کا مالک بنا ضروری ہے۔ یہ ہی وجہ ہے کہ زکوٰۃ کا مال کفن دفن مسجد کی تعمیر و قافہ عامہ کے کاموں سرانے۔ کنواں۔ سبیل وغیرہ پر صرف نہیں کر سکتے۔ زکوٰۃ دیتے وقت نیت واجب شرط ہے۔ اگر بغیر نیت خیرات کرتا رہا تو وہ رقم زکوٰۃ میں شمار نہ ہوگی۔ زکوٰۃ کی رقم

زکوٰۃ کے چند اہم اور ضروری مسائل

مندرجہ ذیل اشیاء پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ اگرچہ وہ لاکھوں کی مالیت ہوں۔

(۱) حاجت اصلیہ کی اشیاء جیسے پہننے اوڑھنے بچھانے کے مختلف ملبوسات کپڑے قالین دری وغیرہ۔ گھریلو استعمال کی اشیاء مثلاً فرنیچ سائیکل کی ایرکنڈیشنڈ کولر وغیرہ غرض یہ کہ خانہ داری کا ہر قسم کا سامان۔ سوار کے ہاتھ سائیکل۔ موٹر سائیکل کار وغیرہ آلات حرب بندوق پستول تلوار وغیرہ پیشہ لوہار۔ ترکھان غرضیکہ ہر پیشہ ور اور کارمگر کے ہر قسم کے اوزار آلات جیسے قسم کے لئے طبی کتب۔ ایکس رے مشین جراحی کے ہر قسم کے اوزار اور وہ تمام آلات ڈاکٹر و حکیم کو اپنے کام کو انجام دینے کے لئے ضروری ہیں۔ کارخانہ خواہ کسی قسم کے اوزار مشینری خراہی وغیرہ جس سے اشیاء بنائی جاتی ہیں۔ جیسے خراہ سے لڑائی مشین سے دوسری مشین بنائی جاتی ہے اس پر زکوٰۃ نہیں ہے۔

مکانات۔ زمین۔ جائداد۔ موتی۔ ہیرے۔ جواہرات۔ قیمتی پتھر۔ یا قوت۔ پتھر عراج۔ وغیرہ پر بھی زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ جب کہ ان اشیاء کو دکان میں تجارت کی نیت نہ ہو۔

کارخانہ کی مشینری وغیرہ آلات پر زکوٰۃ واجب نہیں ہے۔ مگر مشینری مشینری یا آلات وغیرہ تجارت کے لئے بنائے جاتے ہیں اور وہ خام مال ہر

بلو قرض نہیں دے سکتے۔ جو زیورات سونے چاندی کے زیورات یا مالی تجارت کا رقم کی مالک ہیں۔ اگرچہ بیوہ ہوں اگر وہ زیورات اور نقدی اور مال تجارت نصاب تکلیف جاتے تو ان پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ شوہر پر لازم نہیں ہے کہ وہ اپنی بیوی کے مال سے زکوٰۃ ادا کرے۔ واضح ہو کہ شریعت نے ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی نصاب مقرر کی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ جس کے پاس ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی نہیں ہے نقد رقم ہے یا ملک تو اسے ہے تو اگر نقد رقم یا مال تجارت ساڑھے سات تولے سونا اور ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت کا ہے تو زکوٰۃ فرض ہے۔ کسی کے پاس سونا ہے اور چاندی بھی مگر دونوں سے کوئی بقدر نصاب نہیں تو سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا کر کے ملائیں اگر ملانے اور قیمت لگانے پر بھی نصاب نہیں ہوئی تو کچھ نہیں دینا اور ادا کریں اور سونے کی قیمت کی چاندی یا چاندی کی قیمت کا سونا فرض کرتے ہیں واجب ہے کہ وہ کریں جس میں نصاب پورا ہو اور فقیروں کو زیادہ نفع (درختار۔ دارالافتاء) اگر کسی کے پاس سونا چاندی بقدر نصاب ہے تو اسی سونے چاندی کا چالیسواں حصہ دے سکتا ہے۔ یا چالیسواں حصہ کی جو قیمت موجودہ بازار کے بھاؤ سے بنے ہوئے دے دے یا چالیسواں حصہ کی قیمت کا کپڑا یا کوئی اور چیز دیتا چاہے تو وہ بھی دے سکتا ہے مالک نصاب سال پورا ہونے سے پیشتر بھی زکوٰۃ ادا کر سکتا ہے۔ اسی طرح بیوہ اگر تھوڑا تھوڑا زکوٰۃ کی مدد سے دیتا رہا۔ یہ بھی جائز ہے سال پورا ہونے پر حساب کر کے حضور ﷺ نے فرمایا۔ اے امت محمدیہ مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ ہم اللہ تعالیٰ اس شخص کے صدقہ کو قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے۔ قسم ہے اس کی جس کے دست قدرت میں میری ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کی طرف نظر نہ فرمائے گا۔ اس سے واضح ہے۔

لاؤ وغیرہ میں افضل یہ ہے کہ اولاد اپنے عزیز واقرباء کو دی جائے۔ صدقات اللہ تو اپنے ہر عزیز اور رشتہ دار کو دے سکتے ہیں۔ البتہ زکوٰۃ و فطرانہ و صدقات واجبہ اپنے اصول و فروع ماں باپ۔ دادا دادی۔ نانا نانی وغیرہ ہم جن کی اولاد میں یہ دے اور اپنی اولاد بیٹا بیٹی پوتا پوتی کو اسے نواسی وغیرہ کو نہیں دے سکتے۔ نیز زکوٰۃ لغیرہ و صدقات واجبہ کی رقوم حسب ذیل رشتہ داروں کو دی جاسکتی ہے (جب کہ وہ محتاج ہوں صاحب نصاب نہ ہوں) بلکہ ان رشتہ داروں کو دینا افضل و بہتر ہے۔ وہ رشتہ دار یہ ہیں۔ بھائی بہن۔ ان کی اولاد پر چچا پھوپھی ان کی اولاد ماموں خالہ ان کی اولاد وغیرہ بنی ہاشم کو مال زکوٰۃ و صدقات واجبہ نہیں دے سکتے۔ نہ غیر انہیں دے سکے ایک ہاشمی دوسرے ہاشمی کو۔ بنی ہاشم سے حضرت علی و جعفر عقیل اور حضرت عباس سارث بن عبدالمطلب (علیہ السلام) کی اولاد میں مراد ہیں۔

چاندی کا نصاب

حضور ﷺ نے فرمایا کہ پانچ اوقیہ سے کم چاندی میں زکوٰۃ نہیں۔ (بخاری) ایک اوقیہ کا وزن بحساب درہم چالیس درہم ہوئے تو چاندی کا نصاب بحساب درہم دوسو درہم ہوئے یعنی جس کے پاس دوسو درہم ہوں تو وہ ان میں سے پانچ درہم زکوٰۃ ادا کرے اور اگر ایک سونوے ہوں تو کچھ نہیں۔ ایک اوقیہ ساڑھے باون تولے چاندی دس سال کے گزر جانے کے بعد اس کا چالیسواں حصہ دینا ہوگا۔

سونے کا نصاب

سونا نصاب میں مشال ہے یعنی ساڑھے سات تولے سونے چاندی کی زکوٰۃ اس وزن کا اعتبار ہے قیمت کا نہیں۔ مثلاً ساڑھے سات تولے سونا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ سال گزر جانے کے بعد دینا واجب ہے۔

جانوروں کی زکوٰۃ کے احکام

واضح ہو کہ سائنہ وہ جانور ہے۔ جو سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کر تازہ اس سے مقصود صرف دودھ اور بچے لینا یا فربہ کرنا ہے (۲) اگر چارہ وغیرہ گھر میں کھلاتے ہوں یا مقصود بوجھ لادنا یا مل وغیرہ کسی کام میں لانا یا کھانے کے لئے ہاں والا ہے تو بھی سائنہ نہیں اگرچہ جنگل میں چرتا ہو (۳) زکوٰۃ صرف بھیڑ و بکری، بھینس اور اونٹوں میں جب کہ وہ سائنہ ہوں واجب ہوتی ہے۔ ان کے علاوہ جانور میں زکوٰۃ نہیں ہے (۴) اور جو جانور کہ تجارت کے ہیں۔ اگرچہ وہ سال کے اکثر حصہ میں چر کر گذر کر تازہ ہو سائنہ نہیں ہے اس کی زکوٰۃ قیمت لگا کر ادا کی جائے گی (۵) زکوٰۃ میں جو بکری دی جائے وہ سال بھر سے کم کی نہ ہو بکری دیں یا بکر اس اختیار ہے (۶) بھینس گائے کے حکم میں ہے اگر گائے بھینس دونوں ہوں تو زکوٰۃ ایک ملا دی جائے گی مثلاً بیس گائے ہوں اور دس بھینس تو کل ۳۰ ہو گئیں۔ زکوٰۃ واجب ہے۔ گائے بھینس کی زکوٰۃ میں اختیار ہے کہ نہ لیا جائے (۸) اسی طرح بھیڑ و بکری میں داخل ہے ۱۲۰ ایک سے نصاب پورا نہ ہوتا ہو تو دوسرے کو ملا کر پوری کریں مثلاً کسی کے پاس دس بکریاں بھیڑیں اور ۱۰۰ دینے تو ان سب کو ملا دیا جائے گا کل ۳۰ جائیں گی۔ زکوٰۃ میں متوسط درجہ کا جانور وصول کیا جائے گا۔ زکوٰۃ وصول کرنے والے کو یہ جائز نہیں ہے کہ وہ عمدہ عمدہ مال جن کر زکوٰۃ میں وصول کرے ہاں اگر تمام جانور ہی عمدہ ہوں تو وہی لیا جائے گا۔

اونٹ کی زکوٰۃ کا بیان

پانچ اونٹ سے کم میں زکوٰۃ نہیں اور جب پانچ یا پانچ سے زیادہ ہوں مگر ان میں سے کم ہوں تو ہر پانچ میں ایک بکری واجب ہے۔ یعنی پانچ ہوں تو ایک بکری دس ہوں

بکری و علیٰ ہذا القیاس جب ۲۵ اونٹ ہوں تو ایک بنت محض یعنی اونٹ کا بچہ مادہ دوسرے برس میں ۲۵ تک یہی حکم ہے۔ پھر ۳۶ سے ۲۵ تک میں ایک بنت لیون یعنی اونٹ کا مادہ بچہ جو دو سال کا ہو چکا ہو اور تیسرے برس میں ہو۔ ۴۱ سے ۱۰۵ تک میں جذبہ یعنی چار سال کی اونٹنی جو پانچویں میں ہو ۶۷ سے ۹۰ تک میں دو بنت لیون ۱۲۰ تک میں دو حقہ ایک بکری اور ۱۳۰ میں دو حقہ ۳ بکریاں و علیٰ ہذا القیاس پھر ۱۵۰ میں تین حقہ اگر اس سے زیادہ ہوں تو ان میں ویسا ہی کریں جیسا شروع میں کیا یعنی ہر پانچ میں ایک بکری اور ۲۵ میں بنت محض۔ ۳۶ بنت لیون پھر ۱۹۶ سے ۲۰۰ تک چار حقہ اور یہ بھی اختیار ہے کہ پانچ بنت لیون دے دیں پھر ۲۰۰ کے بعد وہی طریقہ برتیں جو ۱۵۰ کے بعد ہے یعنی ہر پانچ میں ایک بکری ۲۵ میں بنت محض ۳۶ بنت لیون۔ پھر ۳۶ سے ۲۵۰ تک پانچ حقہ۔

نوٹ

اونٹ کی زکوٰۃ میں جس موقع پر ایک یا دو یا تین یا چار سال کا اونٹ کا بچہ دیا جاتا ہے تو ضروری ہے کہ وہ مادہ ہو۔ یا وہ مادہ کی قیمت کا ہو ورنہ نہیں لیا جائے گا۔

بکریوں کی زکوٰۃ کا بیان

چالیس سے کم بکریاں ہوں تو زکوٰۃ واجب نہیں اور چالیس ہوں تو ایک بکری۔ یہی ہی حکم ۱۲۰ تک ہے۔ یعنی ان میں بھی وہی ایک بکری ہے اور ۱۲۱ میں دو اور ۲۰۰ میں ۳ اور ۳۰۰ میں چار پھر ہر سو پر ایک اور جو دو نصابوں کے درمیان ہے معاف ہے۔

ان میں کی پیداوار کی زکوٰۃ کے احکام

قرآن مجید میں فرمایا: **وَأَتَوْا حَقَّهُ يَوْمَ حَصَادِهِ**۔ (انعام)
واضح ہو کہ اگر زمین بارش یا خشے وغیرہ کے پانی سے سیراب ہوتی ہو یعنی اس

زمین کو پانی خرید کر جانور پر لا دکر یا ثوب و پل یا کنویں سے پانی نکال کر سیراب کر دیا جاتا ہو تو ایسی زمین کی کل پیداوار کا دسواں حصہ (زکوٰۃ) ادا کرنی لازم ہے اور اگر زمین کو پانی خرید کر یا کنویں سے ثوب و پل سے سیراب کیا جاتا ہے تو ایسی زمین کی کل پیداوار کا بیسواں حصہ زکوٰۃ ادا کرنی واجب ہے۔

حضرت امام اعظم ابوحنیفہ علیہ الرحمۃ کی یہی تحقیق ہے۔ حضور سید عالم

ﷺ نے فرمایا:

فِيْمَا مَقَّبَ الْأَنْهَارُ وَالْعَيْمُ يَصْفُ الْعُشْرُ - (مسلم)

جس زمین کو نہریں یا بادل سیراب کریں اس میں عشر ہے اور جو زمین رہلے وغیرہ کے ذریعہ پانی نکال کر سیراب کی جائے اس میں نصف عشر ہے۔

(۱) عشر واجب ہونے کے لئے عاقل بالغ ہونا شرط نہیں ہے۔ بچوں اور نابالغ کی زمین میں جو کچھ پیدا ہوا اس میں بھی عشر واجب ہے (۲) عشر میں سال گزارنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ سال میں چند بار ایک کھیت میں زراعت ہوئی تو ہر بار عشر واجب ہے (۳) جس چیز میں عشر و نصف عشر واجب ہو اس میں کل پیداوار کا عشر نصف عشر لیا جائے گا۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ مصارف زراعت مل، بیل اور مزدوروں کی مزدوری یا حکومت وقت کے ٹیکس۔ محصول۔ مالکداری کی رقوم یا بیج وغیرہ کی قیمت نکال کر عشر یا نصف عشر دیا جائے (۵) عشر اس وقت لیا جائے گا جب پھل نکل آئے اور کام کے قابل ہو جائیں اور ان کے برباد ہونے کا اندیشہ جاتا رہے اگرچہ اسی توڑنے کے لائق نہ ہوں (۶) کھیت بویا مگر پیداوار ماری گئی یا سیلاب یا کسی آفت کی وجہ سے برباد ہو گئی تو عشر و خراج دونوں ساقط ہیں جب کہ کل پیداوار برباد ہو گئی ہو اور اگر کچھ باقی ہے تو اس باقی کا عشر لیا جائے گا اور اس میں یہ بھی شرط ہے کہ توڑنے یا کاٹنے سے پہلے ہلاک ہو تو اگر کھیتی کاٹنے کے بعد یا پھل توڑنے کے بعد کھیتی یا پھل

مردہ ضائع ہو گئے تو عشر یا نصف عشر ساقط نہ ہوگا (۷) گیہوں۔ جو جوار۔ دھان اور گندم کے غلے اور اسی قسم اخروٹ بادام اور ہر قسم کے میوے روئی پھل گنا خربوزہ و غیرہ بیگن، ٹکڑی اور ہر قسم کی ترکاری سب میں عشر واجب ہے۔ تھوڑا پیدا ہوا یا زیادہ (۸) عشری زمین میں شہد پیدا ہو تو اس کا بھی عشر واجب ہے۔

کان اور دَفِینہ میں خمس لیا جائے گا

رکاز کا اطلاق زمین میں دفن شدہ چیز پر آتا ہے خواہ وہ چیز کسی نے زمین میں لٹائی ہو جیسے لوگ چاندی سونے کو دفن کر دیتے ہیں یا وہ چیز زمین میں پیدا ہوتی ہو جیسے لوہا پتیل، تاجا، سونا، چاندی کی کان احناف کا مسلک یہ ہے کہ کان سے لوہا، تاجا، سونا وغیرہ نکلے تو اس میں خمس ہے یعنی بادشاہ اسلام یا نچواں حصہ وصول کرے گا باقی پانے والے کا ہے خواہ پانے والا آزاد ہو یا غلام مسلمان ہو یا ذمی مرد ہو یا عورت بالغ ہو یا نابالغ اور وہ زمین جس سے یہ چیزیں نکالی گئیں ہیں عشری ہوں یا عجمی یہ اس صورت میں ہے جب کہ زمین کسی کی مملوک نہ ہو مثلاً جنگل ہو یا پہاڑ اور اگر زمین کسی کی ملک ہے۔ تو کل مالک زمین کو دیا جائے گا خمس بھی نہیں لیا جائے گا۔ (۲) خمس مساکین کا حق ہے یعنی بادشاہ اسلام خمس وصول کرے گا اور مساکین پر خرچ کرے گا اور اگر دَفِینہ پانے والے نے خمس نکال کر بطور خود مساکین پر خرچ کر دیا تو اس جائز ہے۔ بادشاہ اسلام کو خبر پہنچے تو اسے برقرار رکھے اور اس کے تصرف کو نافذ کرے اور اگر دَفِینہ پانے والا خود مسکین ہے تو بقدر حاجت اپنے صرف میں لاسکتا ہے اور اگر خمس نکالنے کے بعد باقی دو سو درہم کی قدر ہے تو خمس دَفِینہ پانے والا اپنے صرف میں نہیں لاسکتا کیونکہ اب وہ خود مسکین نہیں ہے بلکہ مالک نصاب (غنی) ہے ہاں اگر

دَفِینہ معدن اور کنز متقابل ہیں۔ یعنی معدن وہ ہے جو زمین میں پیدا ہوا اور کنز وہ ہے جو زمین میں لٹایا جائے اور احناف کے نزدیک خواہ معدن ہو یا کنز دونوں میں خمس (یا نچواں حصہ) لیا جائے گا۔

مدیون ہو کہ قرض نکالنے کے بعد دوسو روپے کی قدر باقی رہتا تو ایسی صورت میں اپنے صرف میں لاسکتا ہے (۳) اگر ماں باپ یا اولاد جو مساکین ہیں ان کو خمس دے تو یہ بھی جائز ہے۔ (۴) مکان یا دکان میں کانٹھلی تو خمس نہیں لیا جائے گا بلکہ مالک کو دیا جائے گا۔ (۵) جس دفتینہ میں اسلامی نشان لپایا جائے خواہ وہ نقد ہو یا عمارت یا خانداری کے سامان وغیرہ تو وہ پڑے مال کی طرح ہے یعنی اس کا اعلان اٹھنے والے تک کرے کہ عین غالب ہو جائے کہ اب اس کا تلاش کرنے والا نہ ملے گا۔ مساکین کو دے دے یا خود فقیر ہو تو اپنے صرف میں بھی لاسکتا ہے اور اگر اس میں کدو علامت ہو مثلاً بیت کی تصویر ہو یا کافر بادشاہ کا نام لکھا ہو تو اس سے خمس لیا جائے گا باقی پانے والے کو دیا جائے گا۔ (۵) اگر دفتینہ کے سکے پر کفر یا اسلام کی علامت ہے تو زمانہ کفر کا قرار دے کر اس سے خمس سے لیا جائے گا۔

مصارف زکوٰۃ

مندرجہ ذیل اشخاص مستحق زکوٰۃ ہیں ان پر زکوٰۃ کا مال صرف کیا جائے۔ فقیر بیدہ شخص ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو مگر نہ اتنا کہ نصاب کو پہنچ جائے یعنی وہ شخص مالک نصاب نہ ہو۔

مسکین: مسکین وہ ہے جس کے پاس کچھ نہ ہو یہاں تک کہ کھانے اور بدلے چھپانے کے لئے لوگوں سے سوال کا محتاج ہو۔

ابن السبیل

مسافر جس کے پاس راہ سفر میں مال نہ رہا۔ اگرچہ گھر میں موجود ہے وہ ہلاک

(۱) یعنی دفتینہ سے جراثیم آ رہی ہیں ان میں کوئی ایسا نشان یا علامت ہو جس سے یہ واضح ہو کہ اشیا کسی مسلمان نے دین کی ہیں یا زمانہ اسلام کی ہیں جیسے جو سکے لٹے ہیں پر کلمہ لکھا ہو یا بادشاہ اسلام کا یا اسلامی حکومت کا نشان یا مہر ثبت ہو۔

دور مال زکوٰۃ لے سکتا ہے۔

فی سبیل اللہ: یعنی راہ خدا میں صرف کرنا اس کی چند صورتیں ہیں مثلاً کوئی شخص کو جانا چاہتا ہے اور اس کے پاس مال نہیں تو اس کو زکوٰۃ دے سکتے ہیں۔ مگر اس کو حج کے لئے سوال کرنا جائز نہیں یا طالب علم کہ علم دین پڑھتا یا پڑھنا چاہتا ہے اسے بھی دے سکتے ہیں کہ یہ بھی راہ خدا میں دینا ہے۔ اس طرح مدارس دینیہ بھی زکوٰۃ کا مستحق ہیں۔ ہر نیک بات میں زکوٰۃ صرف کرنا فی سبیل اللہ ہے جب کہ بطور نیک ہو کر بغیر تملیک زکوٰۃ ادا نہیں ہو سکتی۔ (در مختار)

ضروری مسئلہ

بد مذہب بے دین فرقوں کے مدارس اور اشخاص کو زکوٰۃ دینے سے ادا نہ ہوگی بلکہ انہیں دینا گناہ بھی ہے۔ اہلسنت وجماعت سنی حنفی صحیح العقیدہ دینی مدارس کو یا مستحق اولاد مسلمان ہی کو زکوٰۃ دینی چاہیے۔



اور حج ڈوبتا ہے تو اس کے گناہوں کو لے ڈوبتا ہے۔ (نسائی و ترمذی) نبی کریم ﷺ نے فرمایا حج مبرور کی جزا جنت ہے (موطا) عورتوں کا جہاد حج ہے (احمد) حاجی کے مہمان ہیں (ابن ماجہ) طواف کعبہ مثل نماز ہے (ترمذی) حج گناہوں کا کفارہ ہے۔ (بخاری) افضل ترین عمل جہاد ہے۔ اس کے بعد حج مبرور (بخاری) کعبہ کے طواف کرنے والا گناہوں سے ایسا پاک ہو جاتا ہے گویا کہ آج ہی ماں کے پیٹ سے پیدا ہوا (ترمذی) حج اور عمرہ محتاجی اور گناہوں کو ایسے دور کر دیتے ہیں۔ جیسے لالہ کو ہے چاندی اور سونے کے میل کو دور کرتی ہے۔ (ترمذی) رمضان میں عمرہ کرنا عورتوں کے لیے بہتر ہے۔ (بخاری) حج مبرور کے برابر ہے۔ (بخاری) حجرا سود کا بوسہ گناہوں کا کفارہ ہے۔ عرفہ کے دن عام بخشش ہوتی ہے۔ (مشکوٰۃ) جس نے بلا کسی عذر شرعی حج کیا اور بغیر حج کے مر گیا تو خواہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر (ترمذی) اس لئے حج فرض ہو جائے تو اس میں تاخیر کرنا حرام و گناہ ہے۔ حج کی فرضیت قرآن سے ثابت ہے اس کا منکر کافر ہے۔

حج اور اس کے فرائض و واجبات اور سنتیں

(۱) حج لوئیں ذوالحجہ کو عرفات میں ٹھہرنے اور کعبہ معظمہ کے طواف کا نام ہے۔ وقت مقرر ہے کہ اس میں یہ افعال کیے جائیں تو حج ہے۔ ۹ھ میں فرض ہوا عمر بھر صرف ایک بار فرض ہے دکھاوے کے لئے حج کرنا یا مال حرام سے حج کو جانا حرام ہے۔ حج کو جانے کے لئے جس سے اجازت لینی ضروری ہے اس کی اجازت کے بغیر اگر وہ ہے۔ مثلاً ماں باپ سے جب کہ وہ اس کی خدمت کے محتاج ہوں۔ ماں باپ دادا وادوی کا بھی یہی حکم ہے۔ یہ حکم حج فرض کے لئے ہے اور اگر حج نفل ہو تو مطلقاً ان کی اطاعت کرے۔ وہ اجازت دیں تو جائے ورنہ نہیں۔

(۲) جب حج کے لئے جانے پر قادر ہو حج فوراً فرض ہو گیا۔ یعنی اسی سال میں

حج..... ایک عظیم و جلیل عبادت

حج مساوات اسلامی کا پیکر ہے جہاں امیر و غریب شاہ و گدا۔ جاہل و عالم ہادیں اور رعایا ایک لباس۔ ایک صورت ایک ہی کیفیت سے ایک میدان میں بکھڑے۔ اعلیٰ میں حاضری دیتے ہیں۔ حج انسان کو اپنی ذمہ داریوں کا احساس دلاتا ہے۔ حج اول کو تمام کدورتوں اور عداوتوں سے پاک کرنے کا ذریعہ ہے کیونکہ حاجی جب بارگاہ الہی میں حاضری کا مقصد کرتا ہے تو سب سے بری الذمہ ہو کے جاتا ہے۔ حج کسبِ حلال کی طرف بھی آدمی کو متوجہ کرتا ہے۔ کیونکہ ہر شخص مصارف حج میں مال حلال صرف کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ حج زندگی کی کوتاہیوں پر ندامت گناہوں کا امتزاج اور آئندہ اطاعت کا اقرار شر سے پرہیز اور خیر کی طرف متوجہ رہنے کا عزم ہے۔ یوں کہیے کہ حج کے بعد حاجی نئے سرے سے اپنی زندگی کا آغاز کرتا ہے۔

(۱) حضور ﷺ نے فرمایا بدر کے دن کے سوا عرفہ کے دن سے زیادہ شیطان اور کسی دن ذلیل و رسوا اور غضب ناک نہیں ہوتا۔ کیونکہ وہ دیکھتا ہے کہ اللہ کی رحمت برس رہی ہے اور گناہ معاف ہو رہے ہیں۔ (موطا مالک)

(۲) عرفہ کے دن اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہو کر جلوہ گر ہوتا ہے اور فرشتوں سے فرماتا ہے جو انہوں نے مانگا وہ ہم نے قبول کیا۔ (مسلم) حج و عمرہ گناہوں کو اس طرح صاف کر دیتے ہیں جس طرح بھیٹی لوہے اور سونے چاندی کی میل صاف کر دیتی ہے۔ اور جو مسلمان اس دن (عرفہ) احرام کی حالت میں گزارتا ہے اور

جائے اب تاخیر گناہ ہے اور چند سال تک نہ گیا تو فاسق ہے مگر جب بھی کر لے گا وہ ہے قضاء نہیں۔ اگر کسی زمانہ میں حکومت وقت کی طرف سے پابندیاں ہوں گے شرائط جب تک پورے نہ ہو جائیں اس وقت تک حکومت حج کے لئے نہیں دیتی تو ایسی صورت میں جس پر حج فرض ہو گیا ہے۔ وہ کوشش کرتا رہے اس پر بھی حکومت وقت کی طرف سے لگائی گئی پابندیوں کی وجہ سے تاخیر ہو رہی ہے۔ تو اس و ہال حکومت پر ہے۔

حج واجب ہونے کی شرائط

حج واجب ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں۔ جب تک وہ سب نہ پائی جائیں حج فرض نہیں ہوتا۔

- (۱) مسلمان ہونا (۲) حج کی فریضت کا علم ہونا یعنی دارالحرب میں ہے تو پابندی ضروری ہے کہ جانتا ہو کہ حج اسلام میں فرض ہے۔ اور دارالاسلام میں ہے تو اگر چاہے فرض ہوتا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں (۳) بالغ ہونا (۴) عاقل ہونا مجنون پر فرض نہیں (۵) آزاد ہونا غلام پر فرض نہیں (۶) بدن کی سلامتی یعنی تندرست ہو۔ اعضاء سلامت ہوں۔ اکھیلا رہا ہو۔ مفلوج اپاہج ناہینا۔ بوڑھا کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکے ان پر حج فرض نہیں۔ اندھے پر بھی واجب نہیں۔ اگرچہ ہاتھ پکڑ کر چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی واجب نہیں کہ کسی عیب بھیج کر اپنی طرف سے حج کرا دیں یا وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اٹھا کر حج کر لیا صحیح ہے۔ حج فرض ادا ہو گیا۔ (۷) اخراجات سفر پر قدرت ہو۔ اس قدرت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس رہنے کے مکان۔ لباس خدام گھر کا سامان سواری کا جانور یا کھانے کے اوزار خاندان داری کے سامان اور جو اس پر قرض ہے ان سے زائد اتنا مال ہو کہ مسافر پر تکہ معظّمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک دور

میں ضروریات خورد و نوش کے لئے کفایت کرے اور جن کا نان نفقہ اس کے ذمہ نہیں واپسی تک خرچ دے سکے۔

الطحا

- (۱) امن یعنی راہ میں سلامتی سفر کرنا۔ غالب گمان ہو تو حج فرض ہو گا ورنہ نہیں (۲) عورت کے لئے جب کہ مکہ تک جانے کے لئے عین دن یا زیادہ کی مسافت ملے لی ہو تو اس کے ہمراہ شوہر یا ایسے محرم کا ہونا جس سے اس کا نکاح ہمیشہ حرام ہو۔ اسے خواہ عورت جوان ہو یا بوڑھی بغیر شوہر یا ایسے محرم کی ہمراہی کے جائز نہیں اور عورت نہ ہو تو اس پر حج فرض نہیں (۳) نیز عورت کے لئے موت یا طلاق کی عدت میں جاتا بھی شرط ہے۔ اگر عورت عدت میں ہے تو نہ جائے۔ عدت ختم ہو جانے پر (۴) قید میں نہ ہو اور بادشاہ اگر حج کے جانے سے روکتا ہو تو یہ بھی عذر ہے۔

حج ادا کے شرائط

- صحت ادا کی نو شرطیں ہیں اگر یہ نہ پائی جائیں تو حج صحیح نہیں۔ (۱) مسلمان ہونا (۲) حج کی فریضت کا علم ہونا (۳) حج اسلام میں فرض ہے۔ اور دارالاسلام میں ہے تو اگر چاہے فرض ہوتا معلوم نہ ہو فرض ہو جائے گا کہ دارالاسلام میں فرائض کا علم نہ ہونا عذر نہیں (۳) بالغ ہونا (۴) عاقل ہونا مجنون پر فرض نہیں (۵) آزاد ہونا غلام پر فرض نہیں (۶) بدن کی سلامتی یعنی تندرست ہو۔ اعضاء سلامت ہوں۔ اکھیلا رہا ہو۔ مفلوج اپاہج ناہینا۔ بوڑھا کہ سواری پر خود نہ بیٹھ سکے ان پر حج فرض نہیں۔ اندھے پر بھی واجب نہیں۔ اگرچہ ہاتھ پکڑ کر چلنے والا اسے ملے۔ ان سب پر یہ بھی واجب نہیں کہ کسی عیب بھیج کر اپنی طرف سے حج کرا دیں یا وصیت کر جائیں اور اگر تکلیف اٹھا کر حج کر لیا صحیح ہے۔ حج فرض ادا ہو گیا۔ (۷) اخراجات سفر پر قدرت ہو۔ اس قدرت سے مراد یہ ہے کہ آدمی کے پاس رہنے کے مکان۔ لباس خدام گھر کا سامان سواری کا جانور یا کھانے کے اوزار خاندان داری کے سامان اور جو اس پر قرض ہے ان سے زائد اتنا مال ہو کہ مسافر پر تکہ معظّمہ جائے اور وہاں سے سواری پر واپس آئے اور جانے سے واپسی تک دور

نیت شرط نہیں۔ جیسے وقوف عرفہ وہ خود کر سکتے ہیں (۷) فرائض حج کا بجالانا مگر کہ عذر ہو (۸) احرام کے بعد اور وقوف سے پہلے جماع نہ ہونا۔ اگر ہوگا حج باطل جائے گا (۹) جس سال احرام باندھا اسی سال حج کرنا۔ لہذا اگر اس سال حج نہ کرے تو عمرہ کر کے احرام کھول دے اور آئندہ سال جدید احرام سے حج کرے اور احرام نہ کھولا بلکہ اسی احرام سے حج کیا تو حج نہ ہوا۔

حج کے فرائض

حج میں یہ امور فرض ہیں (۱) احرام یہ شرط ہے (۲) وقوف عرفہ یعنی کوثر و الحجہ کے آفتاب ڈھلنے سے دسویں کی صبح صادق سے چوتھو تک کسی وقت عرفات میں ٹھہرنا (۳) طواف زیارت کا اکثر حصہ یعنی چار پھیرے (طواف اور وقوف) کر کے (۴) نیت (۵) ترتیب۔ یعنی پہلے احرام باندھنا۔ پھر وقوف پھر طواف (۶) ہر طرف اپنے وقت پر ہونا۔ یعنی وقوف اس وقت ہونا ہوا پر نہ کور ہوا۔ اس کے بعد طواف کا وقت وقوف کے بعد آخر عمر تک ہے (۲) مکان یعنی وقوف زمین عرفات میں سوائے وادیِ عرہ کے اور طواف کا مکان مسجد الحرام شریف ہے۔

حج کے واجبات

واجبات حج یہ ہیں (۱) میقات سے احرام باندھنا۔ یعنی میقات سے احرام نہ گذرنا۔ اور اگر میقات سے پہلے ہی احرام باندھ لیا تو جائز ہے (۲) صلا کے درمیان دوڑنا۔ اس کو سنی کہتے ہیں (۳) سعی کو صفا سے شروع کرنا۔ اگر مرد و عورت دونوں کو پہلا پھیرا شمار نہ ہوگا دوبارہ کرے (۴) اگر عذر نہ ہو تو پیدل سعی کرنا۔ کو طواف معتد بہ کے بعد یعنی کم سے کم چار پھیروں کے بعد ہونا (۵) دن میں کیا گیا۔ تو اتنی دیر وقوف کرے کہ آفتاب ڈوب جائے۔ اور اگر رات وقوف کیا تو

لئے کسی خاص حد تک وقوف کرنا واجب نہیں مگر یہ اس واجب کا تارک ہوا کہ جب تک وقوف کرنا (۶) وقوف میں رات کا کچھ جز آ جانا (۷) عرفات سے واپسی میں امام کی متابعت کرنا (۸) مزدلفہ میں ٹھہرنا (۹) مغرب خفیوں کے نزدیک یہ جمع سعوی ہے یعنی مغرب انتہائی آخری وقت میں بعد عشاء شروع ہوتے ہیں ادا کر دے لہذا جمع حقیقی ممنوع ہے۔ عشاء کی نماز مزدلفہ میں آ کر وقت عشاء میں پڑھتا (۱۰) دن جردوں پر دسویں گیارہویں۔ بارہویں۔ تینوں دن کنکریاں مارنا۔ یعنی دسویں کو ایک جمرہ عقبہ پر اور گیارہویں بارہویں کو تینوں پر ری کرنا (۱۱) جمرہ عقبہ کی ری پہلے صبح طاق سے پہلے ہونا (۱۲) ہر روز کی ری کا اسی دن ہونا (۱۳) سر منڈانا یا بال کترانا (۱۴) اور اس کا ایام نحر اور (۱۵) حرم شریف میں ہونا (۱۶) قرآن و تسبیح والے کو قربانی کرنا (۱۷) اور اس قربانی کا حرم اور ایام نحر میں ہونا (۱۸) طواف آفاضہ کا اکثر حصہ (۱۹) نحر میں ہونا (۲۰) طواف حطیم کے باہر سے ہونا (۲۱) ذی طرف سے طواف کرنا (۲۲) طواف کے بعد طواف کرنے والے کی بائیں جانب ہونا (۲۳) عذر نہ ہو تو پاؤں سے چل کر طواف کرنا لازم ہے (۲۴) طواف کرنے میں نجاست حکم سے پاک ہونا یعنی آبی اور بے وضو نہ ہو۔ اگر بحالت جنابت یا بے وضو طواف کیا تو اعادہ کرے (۲۵) طواف کرتے وقت ستر چھپا ہونا (۲۶) طواف کے بعد نماز پڑھنا، لیکن اگر نہیں پڑھی تو دم واجب نہ ہوگا (۲۷) کنکریاں مارنے اور ذبح اور سر منڈانے اور طواف میں ترتیب کا ہونا۔ یعنی پہلے کنکریاں پھینکے۔ پھر غیر مضر قربانی کرے۔ پھر سر منڈا دے۔ پھر طواف کرے (۲۸) طواف صدر یعنی میقات سے باہر کے رہنے والوں کے لئے واجب است کا طواف کرنا (۲۹) وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے تک جماع نہ ہونا (۳۰) احرام کے ممنوعات مثلاً سلا کپڑا پہننے اور منہ یا سر چھپانے سے بچنا۔

طواف آفاضہ عرفات سے واپسی کے بعد جو طواف کیا جاتا ہے اس کو کہتے ہیں اور اسے طواف است بھی کہتے ہیں۔

واضح ہو کہ واجب کے ترک سے دم لازم آتا ہے۔ خواہ قصد ترک کیا ہو
سہواً خطا کے طور پر ہو یا نسیان کے البتہ واجب کے ترک سے حج باطل نہ ہوگا۔

حج کی سنتیں

(۱) طواف قدوم یعنی میقات کے باہر سے آنے والا۔ مکہ معظمہ میں ساحل
کرمب سے پہاں جو طواف کرے اسے طواف قدوم کہتے ہیں۔ طواف قدوم
اور قادن کے لئے سنت ہے مجتمع کے لئے نہیں (۲) طواف کا حجر اسود سے شروع کرنا
(۳) طواف قدوم یا طواف فرض میں رمل کرنا (۴) صفا و مروہ کے درمیان دو رمل کرنا
امام کا مکہ میں ساتویں ذی الحجہ کو (۶) عرفات میں نویں کو (۷) منی میں گیارہویں کو
خطبہ پڑھنا (۸) آٹھویں کی فجر کے بعد مکہ سے روانہ ہونا کہ منی میں پانچ نمازوں
پڑھ لی جائیں (۹) نویں رات منی میں گزارنا (۱۰) آفتاب نکلنے کے بعد منی
عرفات کو روانہ ہونا (۱۱) وقوف عرفہ کے لئے غسل کرنا (۱۲) عرفات سے واپس
مزدلفہ میں رات کو رہنا (۱۳) اور آفتاب سے پہلے یہاں سے منی کو چلا جانا (۱۴)
اور گیارہ کے بعد جو دونوں راتیں ہیں ان کو منی میں گزارنا اور اگر تیرہویں رات کو
منی میں رہا تو بارہویں کے بعد کی رات کو بھی منی میں رہنا (۱۵) بطح یعنی وادی محصب
میں اترنا اگرچہ تھوڑی دیر کے لئے ہو۔

سفر حج کے آداب و سنن

عازم حج کو والدین سے اجازت لینا چاہیے۔ اگر والدین اس کی خدمت سے
محتاج ہیں تو حج کو نہ جائے۔ قرض خواہ سے بھی اجازت لینا چاہیے اور تمام کٹاؤں
سے بھدق دل تو بہ کرے۔ اہل حقوق کے جن حقوق کی ادا ممکن ہو انہیں ادا کرے۔
(۱) طواف زیارت کے اکثر حصہ سے جتنا زائد ہے یعنی تین پھرے ایام نحر کے غیر میں بھی

حج معاف کرائے جو عبادتیں ترک ہوئی ہیں ان کی قضا کرے۔ اپنی تقصیروں پر تادم
عز آئندہ کے لئے اتباع شرع کا پختہ ارادہ کرے۔ اس سفر سے رضائے الہی مقصود
ہو۔ نمود و نمائش فخر و غیرہ کے خیالات سے دل پاک رکھے۔ توش مال حلال سے ہو۔
الحمد الی سے خرچ کرے۔ ہمارہیوں کی مدد کرے۔ فقیروں کو صدقہ دے۔ کئی شخص
سراہ ہوں تو ایک کو سردار بنالیا جائے۔ روانگی کے وقت عزیزوں دوستوں سے ملنا اور
ان سے قصور معاف کرانا اور اپنے لئے دعائے برکت کی درخواست کرنا اور ان کے
جان و مال و تندرستی۔ عافیت۔ عزت۔ اولاد کو خدا کے سپرد کرنا چاہئے۔ سفر کا لباس
پاک کر گھر میں چار رکعت نفل الحمد اور قل کے ساتھ پڑھے جب کہ وقت مکروہ نہ ہو۔
لوگ روانہ ہوتے وقت کچھ صدقہ کرے۔

سفر کے لئے روز پنجشنبہ یا دوشنبہ یا جمعہ بہتر ہے۔ سید عالم ﷺ حج واداع
میں پنجشنبہ کو روانہ ہوئے۔ سفر میں باطہارت رہنے کا اہتمام رکھیں۔ زبان کی حفاظت
کریں۔ ایسی بات نہ کہیں جس میں کراہت تنزیہی ہو۔ بے فائدہ مباح باتوں سے
بھی تاہم قدر بچیں۔ اکثر اوقات مشغول ذکر رہیں۔ جس مسجد میں نماز پڑھنے کا
ممول ہو اس سے رخصت ہوں۔ وقت مکروہ نہ ہو تو اس میں دو رکعت بھی سورہ
اخلاص سے پڑھیں پھر دعائیں۔

اس سفر میں کوشش کریں کہ عالم دین اور صلحاء کے ساتھ ہو۔ جو نصیحت کرتے
اور عقین مہر فرماتے اور حج و زیارت کا شوق زیادہ کرتے اور مناسک و زیارت کی
طہارت و برکت ذہن نشین کرتے اور علمی و دینی مدد پہنچاتے رہیں۔ مکان سے خوش و
کرم برآمد ہوں۔ دل میں خوف الہی رہے۔ غصہ۔ بد خلقی سے اجتناب کرے۔ جس
گھر ہو سکے دوسروں کو مدد دیں۔ جمالوں (قلیوں) پر ان کی طاقت سے زیادہ بار نہ
دیں۔ اس سفر کو چلتے وقت تارک الدنیا کی طرح روانہ ہوں

احرام کا طریقہ

احرام کا طریقہ یہ ہے کہ عازم حج مسواک کریں وضو کریں۔ خوب لباس پہنائیں۔ حتیٰ کہ حیض و نفاس والی اور بچے بھی نہائیں صرف وضو کر لینا بھی کافی ہے۔ باطہارت احرام باندھیں (۲) مرد چاہیں تو سر موٹڈ الیں کہ احرام میں بالوں کی حفاظت سے نجات ملے گی ورنہ نکھسا کر کے خوشبودار تیل ڈالیں (۳) غسل کرے ناخن کترائیں خط ہوائیں موئے بغل و زیر ناف دور کریں (۴) بدن اور کپڑوں کو خوشبودار لگائیں۔ اگر خوشبو ایسی ہے کہ اس کا جرم باقی رہے گا۔ جسے مشک وغیرہ تو کپڑوں پر نہ لگائیں (۶) مرد سارے کپڑے اتار دیں۔ ایک چادر اوڑھیں ایک جھنڈ باندھیں۔ چادر ویں نئی اور سفید ہوں تو بہتر ہے۔ ورنہ دھلی ہوئی بھی کام آسکتی ہیں (۷) میقات آئے اور وقت مکروہ نہ ہو۔ تو دو رکعت بیت احرام پڑھیں۔

حج تین طرح کا ہوتا ہے

اول یہ کہ صرف حج کی نیت سے احرام باندھے اسے افراد اور حاجی کو مفرد کہتے ہیں دوم یہ کہ میقات سے صرف عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور مکہ معظمہ میں عمرہ سے فارغ ہو کر احرام کھول دے (حلال ہو جائے) پھر مکہ معظمہ میں حج کا احرام باندھے اسے تمتع اور حاجی کو تمتع کہتے ہیں سوم یہ کہ میقات سے حج و عمرہ دونوں کی نیت کرے اور دونوں کا احرام ایک دفعہ باندھے یہ سب سے افضل ہے اسے قرآن کہتے ہیں اور حاجی کو قارن۔ (۱) تو اگر مفرد ہے تو احرام کی دو رکعت کے سلام کے بعد کہے انی ارید الحج فیسرہ لی و تقبلہ منی نوبت الحج و احرمت مخلصا للہ تعالیٰ اور تمتع یہ کہے۔ اللہم انی ارید العمرۃ فیسرہ لی و تقبلہا منی نوبت العمرۃ احرمت بہا مخلصا للہ تعالیٰ اور قارن یہ کہے۔ اللہم انی ارید الحج والعمرۃ فیسرہما لی و تقبلہما منی نوبت العمرۃ والحج مخلصا

لہ تعالیٰ۔ پھر یہ نیت حج پڑھے لبیک اللہم لبیک لا شریک لک لبیک ان الحمد والنعمة لک لبیک لا شریک لک بشروع میں تین مرتبہ لبیک کہے۔ فرض نمازوں کے بعد اور نمازوں پیادوں سے ملنے وقت بلندی پر چڑھتے اور پستی پر اترتے اور سحر کو اور خواب سے بیدار ہوتے وقت اور ہر مرتبہ سوار ہوتے اور اترتے وقت لبیک پڑھا کرے۔

نہ

احرام کے لئے ایک مرتبہ زبان سے کہنا ضروری ہے۔ اگر اس کی جگہ سبحان اللہ یا کوئی اور ذکر الہی کیا اور احرام کی نیت کی تو احرام ہو گیا مگر سنت لبیک کہنا ہی بہتر ہے۔ نیز احرام کے لئے نیت شرط ہے۔ اگر بغیر نیت لبیک کہا احرام نہ ہوا۔ اسی طرح حیائیت بھی کافی نہیں۔ جب تک کہ لبیک یا اس کا قائم مقام کوئی اور لفظ نہ ہو (۲) احرام کے وقت لبیک کہے تو اس کے ساتھ ہی نیت بھی ہو۔ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں۔ دل میں ارادہ نہ ہو تو احرام درست نہیں ہوگا اور بہتر یہ ہے کہ زبان سے بھی کہے مثلاً انا احرام میں لبیک بالعمرۃ والحج اور تمتع میں لبیک بالعمرۃ اور افراد میں لبیک بالحج کہے۔

اہل امور جو احرام میں حرام ہیں

جب یہ نیت احرام لبیک کہہ لیا تو اب آدمی محرم ہو گیا۔ اب یہ کام حرام ہو گئے (۱) عورت سے صحبت (۲) بوسہ مساس گلے لگانا۔ جب کہ مشہوت ہوں (۳) عورتوں کے سامنے اس کام کا نام لینا (۴) فحش و گناہ ہمیشہ حرام تھے اب اور سخت حرام ہو گئے (۵) کسی سے دنیوی لڑائی جھگڑا (۶) جنگل کا شکار اس کی طرف شکار کرنے کو اشارہ کرنا یا کسی طرح بتانا۔ بددق۔ یا بارود دینا یا ذبح کرنے کو ٹھہری دینا اس کے لئے توڑنا پر اکھیرنا پاؤں یا بازو توڑنا دودھ دھونا۔ اس کا گوشت یا انڈے پکانا بھوننا۔ یا خریدنا کھانا (۷) اپنا یا دوسرے کا ناخن کترنا یا اپنا کتر دانا۔ سر سے پاؤں تک کہیں

سے کوئی بال کسی طرح جدا کرنا (۸) منہ یا سر کسی کپڑے وغیرہ سے چھپانا (۹) کپڑا پہننا (۱۰) خوشبو بدن بالوں یا کپڑوں میں لگانا (۱۱) ملا گیری یا کسم کسم کرنا خوشبو کے رنگے ہوئے کپڑے پہننا جب کہ ابھی خوشبو دے رہے ہوں (۱۲) مثلاً مشک و عنبر و عفران جاوڑی لو تک الا بختی۔ وار چینی زنجیل وغیرہ کھانا ایسی چیزیں آنچل میں باندھنا جس میں فی الحال مہک ہو جیسے مشک عنبر و عفران وغیرہ (۱۳) سریا داڑھی کو مٹکی یا کسی خوشبودار چیز یا کسی دوائی سے دھونا جس سے جوئیں مر جائیں (۱۴) دوسرے مہندی کا خضاب لگانا (۱۵) زیتون یا تل کا تیل اگرچہ بے خوشبو ہو بدن پر لگانا (۱۶) کسی کا سر موٹنا (۱۷) جوں مارنا پھینکنا کسی کو اس کے مارنے کا حکم کرنا۔ غرض کہ جوں کے ہلاک کرنے کا کوئی بھی طریقہ اختیار کرنا۔ یہ سب بحالت احرام حرام ہیں۔

احرام میں یہ امور مکروہ ہیں

بحالت احرام مندرجہ ذیل باتیں مکروہ ہیں۔ (۱) بدن کا میل چھڑانا (۲) بدن کو کھلی یا صابن وغیرہ سے دھونا (۳) ٹنگھی کرنا۔ اس طرح کھلانا کہ بال ٹوٹنے یا کھلنے کے گرنے کا اندیشہ ہو (۴) انگر کھا۔ چغہ۔ کرتا۔ پہننے کی طرح کندھوں پر ڈالنا (۵) خوشبو کی دھوٹی دیا ہوا کپڑا پہننا یا اوڑھنا جب کہ وہ کپڑا خوشبو دے رہا ہے (۶) خوشبو سو گھٹنا۔ اگرچہ خوشبودار پھل یا پتا ہو جیسے لیمو۔ نارنگی۔ پودینہ۔ عطر دان۔ یا فردش کی دوکان پر اس غرض سے بیٹھنا کہ خوشبو سے دماغ معطر ہوگا۔ سریا منہ یا بدن باندھنا (۷) غلاف کعبہ معظمہ کے اندر اس طرح داخل ہونا کہ غلاف سریا منہ سے لگے (۸) ناک وغیرہ منہ کا کوئی حصہ کپڑے سے چھپانا (۹) کوئی ایسی چیز کھانا جس میں خوشبو پڑی ہو اور نہ وہ لپکائی گئی ہو نہ یوز ائل ہو گئی ہو (۹) بے سلا ہوا کپڑا پہننا کیا ہوا یا پیوند لگا ہوا پہننا۔ (۱۰) تکیہ پر منہ رکھ کر اونٹ (۱۱) مہکتی خوشبو ہونے

ہونا جب کہ ہاتھ میں لگ نہ جائے ورنہ حرام ہے (۱۲) بازو یا گلے پر تعویذ باندھنا (۱۳) بے سلا کپڑے میں لپیٹ کر باندھا ہو (۱۴) بلا عذر و بدن پر پٹی باندھنا (۱۵) کرنا (۱۶) چادر اوڑھ کر اس کے آنچلوں میں گرہ دے لینا جیسے گانتی باندھتے ہیں (۱۷) طرح یا کسی اور طرح پر جب کہ سر کھلا ہو بحالت احرام مکروہ ہے ورنہ حرام اسی طرح کے دونوں کناروں پر گرہ دینا یا تھمند باندھ کر کمر بند یا رسی سے کسنا۔ یہ تمام بحالت احرام مکروہ ہیں۔

امور احرام میں جائز ہیں

(۱) کمر میں ہسانی باندھنا (۲) ہتھیار باندھنا (۳) بے میل چھڑائے حمام یا پانی میں غوطہ لگانا (۴) کپڑے دھونا جب کہ جوں مارنے کی غرض سے نہ ہو (۵) خاک کرنا۔ کسی چیز کے سایہ میں بیٹھنا یا چھتری لگانا (۶) انگلی پہننا (۷) بے لٹو کا سرمہ لگانا (۸) داڑھی اکھاڑنا اور بڑے بڑے ناخنوں کو جدا کر دینا۔ (۹) کسی توڑ دینا۔ فصد۔ بغیر بال موٹنے سے بچنے کرنا (۱۰) سریا بدن اس طرح آہستہ کھانا کہ بال نہ ٹوٹے (۱۱) احرام سے پہلے جو خوشبو لگائی اس کا انگر ہٹانا (۱۲) پالتو جانور و اونٹ گائے بکری مرغی وغیرہ ذبح کرنا۔ پکانا کھانا اس کا دودھ دھونا اس کے لٹے توڑنا بھوننا کھانا (۱۳) کھانے کے لئے مچھلی کا ڈکار کرنا (۱۴) بیرون حرم کی گھاس اکھاڑنا درخت کا شا وغیرہ (۱۵) جیل کو اچھا پھینکی سانپ پھونکھل چھڑا کرنا (۱۶) کسی وغیرہ غبیث موذی جانوروں کا مارنا اگرچہ حرم میں ہو (۱۷) منہ اور سر کے سوا اور جگہ زخم پر پٹی باندھنا (۱۸) سریا گال کے نیچے تکیہ رکھنا (۱۹) کان کپڑے سے چھپانا (۲۰) سر پر سینی یا بوری اٹھانا (۲۱) جس کھانے کے پکتنے میں مشک وغیرہ پڑے ہوں اگرچہ خوشبو یں یا بے پکائے جس میں کوئی خوشبو ڈالی اور وہ بوئیں دیتی اس کا کھانا کرنا۔ (۲۲) گھی چ۔ بی یا کڑوا تیل یا ناریل یا بادام کدو کا ہو کا تیل کہ خوشبودار نہ ہوں

بالوں یا بدن پر لگانا (۲۱) خوشبو کے رنگے کپڑے پہننا جب کہ ان کی خوشبو جالی ہو۔ مگر کسم یا کیسر کا رنگ مرد کو ویسے ہی حرام ہے (۲۲) آنسو دیکھنا (۲۳) نکاح کرنا۔ سب باتیں احرام میں جائز ہیں۔

فائدہ

ان سب مسائل میں مرد و عورت برابر ہیں مگر عورت کو چند باتیں جائز ہیں۔ سر چھپانا بلکہ محرم کے سامنے اور نماز میں سر چھپانا فرض ہے۔ دستانے۔ موزے۔ کپڑے پہننا۔ واضح ہو کہ جو باتیں بحالت احرام ناجائز ہیں وہ اگر کسی عذر سے بھول کر ہوں تو گناہ نہیں۔ مگر ان پر جرمانہ مقرر ہے۔ ہر طرح دینا آئے گا۔ اگرچہ وہ باتیں بے مقصد ہوں یا جبراً سوتے ہیں ہوں۔

روضہ اقدس کی زیارت قریب بواجب ہے

حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر انور کی زیارت افضل الاعمال اور قبول حج و سعادت دینی و دنیوی کے لئے ایک عظیم وسیلہ ہے۔ حضرت امام المتکلمین سید المحدثین امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ یہ مت کہو کہ میں نے حضور ﷺ کی قبر کی زیارت کی بلکہ یہ کہو کہ میں نے حضور ﷺ کی زیارت کی حاجیو! آؤ شہنشاہ کا روضہ دیکھو کعبہ تو دیکھ چکے کعبہ کا کعبہ دیکھو حج تو فرض ہے ہی مگر حضور سید عالم نور مجسم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے روضہ اقدس کی زیارت اور خاص طور پر حضور ﷺ کی قبر مبارک کی زیارت کے لئے مستحب کرنا مستحب بلکہ قریب بواجب ہے اور حج کے موقع پر بلا عذر حضور ﷺ کے دربار میں حاضری نہ دینا سخت محرومی ہے۔ حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی۔

(داہر قلمی)

جس نے حج کیا اور میری زیارت نہ کی اس نے مجھ پر جفا کی۔ (ابن ہدی)
جس نے میری وفات کے بعد میری زیارت کی تو گویا اس نے میری طاہری لہجہ میں میری زیارت کی۔ (بخاری)

جو میری زیارت کو آئے سواء میری زیارت کے کسی اور حاجت کے لئے نہ آیا تو مجھ پر حق ہے کہ میں اس کا شفع بنوں (طبرانی کبیر)

حضور کے روضہ اور منبر کے درمیان کی جگہ جنت کا ٹکڑا ہے

مَا مِنْ بَيْتِي وَمِنْبَرِي رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الْجَنَّةِ وَفِي رِوَايَةِ ابُو هريره وَمِنْبَرِي عَلِي خَوْضِي۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا میرے گھر اور منبر کی درمیان کی جگہ بہشت کی کیاریوں میں سے ایک کیاری ہے (اور روایت ابو ہریرہ میں اتنا اور ہے) میرا منبر میرے حوض پر ہے حدیث ہذا میں بیت سے مراد قبر ہی ہے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر مبارک آپ کے مسکن مکان میں ہے۔ یعنی حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے حجرہ مبارک میں ظاہر حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ اس قدر قطعہ زمین واقعی بہشت کا ایک ٹکڑا ہے۔ جیسے حجر اسود جنت کے یا قوتوں میں سے ایک یا قوت ہے۔ پانچویں جمہور علماء کی یہی رائے ہے اور یہی صحیح ہے۔

وَفِي رِوَايَةِ أَبِي هُرَيْرَةَ وَمِنْبَرِي عَلِي خَوْضِي کا بھی یہی مطلب ہے کہ اللہ تعالیٰ حضور ﷺ کے اسی منبر کو بعینہ دوبارہ جنت میں حوض کوثر پر نصب فرمادے گا اور یہ اللہ کی قدرت سے کچھ بعید نہیں۔ (مرقات)

بعض لوگ ان تقاریب کو جو مسلمانوں میں رائج ہیں مثلاً (عید میلاد النبیؐ) بزرگان دین کے اعراس فاتحہ نذر و نیاز۔ تیجہ و چہلم کو) ناجائز قرار دیتے ہیں ان کا معاملہ میں کفر و شرک تک کا فتویٰ دے دیتے ہیں۔ اس کے متعلق عرض ہے کہ تقریب جو کسی مقصد صحیح کے لئے منعقد کی جائے جائز ہے فرض واجب نہیں ہے بلکہ بھی رواج یافتہ تقریب یا مجلس کو حرام و ناجائز بدعت قرار دینے کے لئے دلیل شرعی ضرورت ہے۔ محض اپنی رائے سے بدعت کا فتویٰ دینا بہت بڑی زیادتی ہے۔

گیارہویں بزرگوں کے اعراس تیجہ چہلم دراصل ایصال ثواب کی مجالس ہیں اور تبلیغ اسلام کا بہترین ذریعہ خواہ ان کا نام کچھ رکھ لیا جائے۔ ان مجالس میں قرآن پاک کی تلاوت کی جاتی ہے ذکر ہوتا ہے علماء کرام مختلف اسلامی موضوعات پر بحث کرتے ہیں۔ وفات شدہ مسلمان کی روح کو ثواب پہنچایا جاتا ہے اور بطور صدقہ و حسب توفیق کھانا و پھل وغیرہ حاضرین میں تقسیم کر دیئے جاتے ہیں۔ غرضیکہ اس نوع کی مجالس کی اصل صرف ایصال ثواب ہے اور اس کا جواز و ثبوت قرآن و حدیث سے واضح ہے۔ اسی طرح عید میلاد النبیؐ حضور سرور دو عالم ﷺ کی سیرت و صورت اور آپ کی تعلیمات کی تبلیغ کا بہترین ذریعہ ہے۔ یونہی یوم صدیق اکبر، یوم فاروق اعظم، یوم عثمان غنی، یوم علی مرتضیٰ، یوم امام اعظم ابوحنیفہ، مشاہیر اسلام کی یاد کی تقاریب ہیں ان کا مقصد سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہے کہ ان بزرگان قوم کی سیرت۔ اخلاقیات اور ان کے دینی و ملی کارناموں سے مسلمانوں کو روشناس کیا جائے تاکہ مسلمانوں میں ان کی پیروی اور ان کے نقش قدم پر چلنے کا احساس پیدا ہو۔ یہی حال تاریخی واقعات پر مشتمل تقاریب کا ہے۔ جس سے اسلاف کے دینی و ملی کارناموں کی یاد تازہ کی جاتی ہے۔ اب ان مروجہ رسومات و تقاریب کے متعلق یہ کہنا کہ چونکہ دن مقرر کیا گیا ہے اور کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دی جاتی ہے اور چونکہ عہد نبوی و عہد صحابہ میں

تقاریب کا سراغ نہیں ملتا اور چونکہ ان تقاریب کو فرض و واجب کا درجہ دیا جاتا ہے اس لئے یہ حرام و ناجائز و بدعت ہیں۔ محض ضد اور خن پروری ہی ہے حالانکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کوئی مسلمان بھی ان رسومات کو فرض و واجب نہیں سمجھتا۔ اور نہ دن مقرر کرنے کو ضروری و لازمی جانتا ہے اور نہ یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ مہینہ کی ۱۱ تاریخ ہی کو حضور رغوٹ پال کو ایصال ثواب ہوگا۔ اگر ناجائز ہونے کی یہی دلیل ہے تو میں عرض کروں گا کہ عہد کھانا پینے کے پیچھے رکھ لیا کرو تاکہ یہ نزاع تو ختم ہو۔ رہا عہد صحابہ و عہد نبوی میں تقاریب کا ذکر نہ ہونا تو حق یہ ہے کہ ان کی اصل اور بنیاد تو عہد نبوی اور صحابہ میں مل جائے گی البتہ نام اور کیفیت کا پیشک ذکر نہیں مل سکتا۔ مگر ان تمام امور سے قطع نظر کہنا تو یہ ہے کہ یہ اصول سرے سے ہی غلط کہ جس عمل یا رسم کا ذکر عہد نبوی و صحابہ میں نہ آیا وہ بدعت ہے؟ بلکہ صحیح اصول یہ ہے جو عمل بھی قرآن و حدیث کے خلاف ہو یا قرآن و حدیث نے اس کی ممانعت کی ہو۔ وہ ناجائز و بدعت ہے۔ رہے وہ اعمال و افعال جو قرآن کے خلاف نہ ہوں اور قرآن و حدیث نے نہ تو ان کو منع کیا اور نہ ان کے کرنے کا حکم دیا۔ ایسے تمام اعمال و افعال جائز و مباح ہیں ان کو حرام و بدعت قرار دینا سخت ایجابی بلکہ شریعت پر افتراء کرنے کے مترادف ہے۔



قرآن مجید میں ایام اللہ بھی فرمایا گیا ہے اور حکم دیا ہے۔
وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ وَذَكِّرْهُمْ بِأَيَّامِ اللَّهِ
کہ ایام اللہ کو یاد لاتے رہو۔

یقیناً اللہ والوں کا دن اللہ ہی کا دن ہے۔ نیز ارشاد خداوندی ہے۔

وَإِذْ أَخَذَ اللَّهُ مِيثَاقَ النَّبِيِّينَ لَعَنَّا أَيْتُكُمْ مَنْ كَتَبَ وَحْكْمَةٍ ثُمَّ جَاءَهُ
فَمَا رَسُولٌ مُصَدِّقِي لِمَا مَعَكُمْ۔

”جب عہد لیا اللہ نے نبیوں سے کہ بے شک تمہیں کتاب و حکمت عطا فرماؤں
مگر تشریف لائیں تمہارے پاس وہ رسول (محمد ﷺ) تصدیق فرمائیں۔“
ان باتوں کی جو تمہارے ساتھ ہیں۔ تم ضرور ان پر ایمان لانا اور ضرور ضرور
ان کی مدد کرنا۔ فرمایا کیوں تم نے اقرار کیا اور اس پر میرا بھاری ذمہ لیا۔ سب پیغمبروں
نے عرض کیا، ہم نے اقرار کیا، تو فرمایا ایک دوسرے کے گواہ ہو جاؤ اور میں آپ
تمہارے ساتھ گواہ ہوں، تو جو کوئی اس کے بعد پھرے وہی لوگ بے حکم ہیں۔

(پارہ ۳، رکوع ۱۶)

قد جاءكم من الله نور وكتاب مبين

”تحقیق آیا اللہ کی طرف سے نور اور روشن کتاب۔“

یہ پہلی مجلس میلاد مجلس انبیاء کرام ﷺ ہے جس میں ذکر میلاد فرمانے والا
نے تعالیٰ سننے اور عہد فرمانے والے حضرات انبیاء کرام ﷺ ہیں۔ اس کے بعد ہر
انے میں، ہر قرن میں انبیاء و مرسلین ﷺ کو جلوہ آرائی کی بشارت دیتے
ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔

ومبشراً برسول يأتي من بعدى اسمه احمد

میں بشارت دیتا ہوں اس رسول کی جو میرے بعد تشریف لانے والے ہیں

عید میلاد النبی ﷺ

تیری آمد تھی کہ بیت اللہ مجھے کا جھکا
تیری ہیبت تھی کہ ہر بت تھر تھرا کر گر گیا

ماہ نور ربیع الاول شریف میں حضور نبی اکرم رسول محترم نور مجسم واقف اسرار
وقلم و امام المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین، اکرم الاولین و آخرین سیدنا محمد مصطفیٰ
احمد مجتبیٰ ﷺ نے باہر از جاہ و جلال اپنے قدوم میں سنت لزوم سے ان خاکدان عالم
منور و مشرف فرمایا۔ اس لئے یہ ماہ مبارک دنیا کے اسلام میں شروع ہی سے
محترم چلا آ رہا ہے اور ہر دور میں اکابر اسلام جشن عید میلاد النبی ﷺ نہایت
واحتشام سے مناتے اور اس کی فضیلت و برکت سے فیض یاب ہوتے رہے۔
حضور اقدس ﷺ کا ظہور پروردگار عالم کی عظیم ترین نعمت ہے۔ نعمت الکریم
ذکر اور اس پر شکر اور اس کی یادگار قائم کرنا، خوشی منانا کتاب و سنت سے واضح و
ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

وَسَلَامٌ عَلَيْهِ يَوْمَ وُلِدَ وَيَوْمَ يَمُوتُ وَيَوْمَ يُبْعَثُ حَيًّا

”ان پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے ان کی پیدائش کے دن اور ان کے وصال کے
دن اور جب وہ میدان حشر سے اٹھیں گے۔ اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا بیان ہے۔
مجھ پر اللہ تعالیٰ کا سلام ہے۔ میری پیدائش کے دن اور میرے وصال کے دن
اور جب میں میدان حشر میں اٹھوں گا..... یوم پیدائش، یوم وصال، یوم حشر“

جن کا نام پاک احمد ہے ﷺ

آیت: ان الذين بدلوا نعمة الله كفراً کی تفسیر میں حضرت سیدنا عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ نعمۃ اللہ محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

واما بنعمة ربك فحدث

”اپنے رب کی نعمت کا خوب جہ چاکرو“۔

حضور ﷺ سے پیر کے روزہ رکھنے کے متعلق پوچھا گیا تو فرمایا، اسی دن میری ولادت ہوئی اور اسی دن مجھ پر قرآن نازل ہوا۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لائے تو وہاں کے یہودیوں کو عاشورہ کا روزہ رکھتے ہوئے دیکھا تو ان سے فرمایا کہ تم عاشورہ کا روزہ کیوں رکھتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ یہ نہایت مقدس و مبارک ہے کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات بخشی اور ہم تقظیم اس دن روزہ رکھتے ہیں۔ تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

کہ ہم موسیٰ کی فتح کا دن منانے میں تم سے زیادہ حق دار ہیں۔ پس حضور ﷺ نے خود بھی روزہ رکھا اور صحابہ کو بھی روزہ رکھنے کا حکم فرمایا (بخاری، مسلم، ابوداؤد)

نور کیجیے، جس دن بنی اسرائیل کو فرعون سے نجات ملی۔ بنی اسرائیل اس کی تقظیم کریں اور اس کو منائیں اور حضور ﷺ بھی اس کی عملی طور پر تائید و توثیق فرمائیں تو جس دن رہبر عالم حضور ﷺ دنیا میں تشریف لائے۔ اس کی یاد دہانی کیوں کر بدعت ہو سکتا ہے۔

حضور ﷺ نے خود اپنا میلاد بیان فرمایا

اے جابر رضی اللہ عنہ تمام جہاں سے پہلے اللہ تعالیٰ نے میرے نبی کے نور کو اپنے

پیدا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں خاتم النبیین ہوں میں دعائے ابراہیم میں بشارت عیسیٰ ہوں، میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔

بے شک رسول اللہ ﷺ کی والدہ نے دیکھا۔ جب آپ پیدا ہوئے ایک (بنا۔ جس سے شام کے کل نظر آئے۔ (درقانی ج ۱: ۱۱۶)

ابن عباس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضرت آمنہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: جب حضور ﷺ پیدا ہوئے۔ ایک نور ایسا ظاہر ہوا کہ مشرق و مغرب تک روشنی ہو گئی۔

جب حضور ﷺ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو خداوند تعالیٰ نے حضرت کلیل کو حکم دیا کہ فرشتوں کی ایک بہت بڑی جماعت ساتھ لے جاؤ اور ایک محل جسڈا بیت المعمور کی چھت پر، ایک جسڈا بیت المقدس کی چھت پر اور ایک جسڈا خانہ کعبہ کی چھت پر نصب کرو اور اعلان کرو کہ خدا کا آخری نبی پیدا ہونے والا ہے اور جب آپ کی ولادت کا وقت قریب آیا تو اللہ تعالیٰ نے فرشتوں کو حکم فرمایا کہ ان کے دروازے کھول دو اور جہنم کے دروازے بند کر دو۔ فرشتے آپس میں ایک دوسرے کو مبارک باد دیتے تھے۔ (مواہب خصائص کبریٰ وغیرہ)

خانہ کعبہ کا اظہار عقیدت

حضرت عبدالمطلب سے منقول ہے۔ انہوں نے کہا میں شب ولادت کعبہ میں تھا۔ جب آدمی رات ہوئی تو میں دیکھا کہ کعبہ مقام ابراہیم کی طرف جھکا اور وہ لوگ اور کہا اللہ اکبر، اللہ اکبر محمد مصطفیٰ ﷺ جلوہ گر ہوئے تحقیق اب میرے رب کے گھر میں میری پیدائش ہوئی ہے۔ بچا لیا اور شرکوں کی پلیدیوں سے پاک فرما دیا۔

(مدارج النبوة جلد ۲ ص: ۱۷۰)

میں کی پریشانی

علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمہ اللہ خصائص کبریٰ جلد ۱ ص: ۱۰۱ مکرّمہ سے

روایت کرتے ہیں۔ جب آپ پیدا ہوئے تو ساری زمین نور سے چمک گئی اور بولا۔ آج رات ایک بچہ پیدا ہوا ہے۔ اب ہمارا کام مشکل ہو گیا حضور ﷺ کی ولادت کے وقت ایلیس تمکین و پریشان آواز کے ساتھ رویا اور جب ارادہ ہوا تو ساتھ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہونا چاہا تو حضرت جبریل علیہ السلام نے اس کو اپنے گھوڑے پر بٹائی کر وہ عدن میں جا کر۔ (سیرت حبیبہ جلد ۱ ص: ۶۵)

علامہ اسماعیل حقی رحمہ اللہ تفسیر روح البیان آیت کریمہ محمد رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں: کہ میلاد کرنا بھی حضور ﷺ کی ایک تعظیم ہے۔ جب کہ وہ اس طرح سے خالی ہو۔

علامہ سیوطی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہمارے لیے حضور ﷺ کی ولادت شکر کا اظہار کرنا مستحب ہے۔ (روح البیان)

شیخ محقق علامہ عبدالحق محدث دہلوی علیہ الرحمۃ کا عقیدہ

درنیا سند بیست مراحاں مولید را کہ در شب میلاد آنحضرت ﷺ سر آمد بذل اموال نہانید۔

”اس میں میلاد کرنے والوں کے لئے سند ہے کہ آنحضور ﷺ کی ولادت میلاد خوشیاں مناتے اور مال لٹاتے ہیں۔ (مدارج النبوة ج ۲ ص: ۲۶۱)

مولود شریف کے خواص و برکات میں سے ایک یہ بھی مجرب چیز ہے کہ (میلاد شریف) سے سال بھر امن و امان قائم رہتا اور میلاد کرنے والے کی ماہیت مرادیں پوری ہوتی ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔ اس شخص پر جو مولد مبارک کے مہینہ کی راتوں کو عید منائے، تاکہ جن (بد بخت) لوگوں کے دلوں میں حضور ﷺ کی دشمنی اور بد عقیدگی کی بیماری ہے۔ ان کے لئے شدت کی بیماری ہو۔

میلاد میں انوار کی بارش

شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ کے عقیدہ میں حضور نبی کریم ﷺ کی ولادت باسعادت کے دن حضور ﷺ کے مولد میں حاضر تھا، لوگ حضور ﷺ پر درپردہ تھے اور معجزے آپ کی ولادت کے وقت اور بخت سے پہلے ظاہر ہوئے۔ وہ ان کرتے تھے کہ میں نے دیکھا: یکبارگی انوار ظاہر ہوئے۔

پس میں نے تامل کیا تو معلوم ہوا یہ انوار ملائکہ کے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ ان لوگوں کے انوار، انوار رحمت سے ملے ہوئے ہیں۔

حضرت امام ربانی مجدد الف ثانی رحمہ اللہ مکتوبات میں میلاد کے بارے میں فرماتے ہیں:

نفس قرآن خواندن بصورت حسن دور قصائد و

منقبت خواندن چہ مضائقہ است

کہ ابھی آواز کے ساتھ قرآن، قصیدے نعت شریف اور فضائل بیان کرنے میں کیا مضائقہ ہے۔ (مکتوبات ج ۳ ص ۱۱۶ تا ۱۱۷)

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کہ میرے والد ماجد نے مجھ کو بتایا کہ میں میلاد شریف کے دنوں میں حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں کھانا پکھانا کرتا تھا۔ ایک سال سوائے بھنے ہوئے دال کے کچھ میسر نہ آیا تو وہی لوگوں میں تقسیم کر دیے تو حضور ﷺ کو خواب میں دکھا کہ بھنے ہوئے چنے آپ کے رو برو پڑے ہیں اور آپ بہت ہی مسرور و خوش ہیں۔ (دار الفکر فی البیہرۃ النبی الامین ص ۸)

اس الحمد ثین حضرت مولانا عبدالعزیز شاہ صاحب دہلوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ”کہ فقیر کے مکان پر سال میں دو مجلسیں ایک ذکر و قات شریف، دوسری ذکر

شہادت حسین ہوتی ہیں۔ سینکڑوں آدمی جمع ہوتے ہیں۔ درود شریف و قرآن پڑھا جاتا ہے۔ وعظ ہوتا ہے پھر سلام پڑھا جاتا ہے۔ بعد ازاں کھانے پر ختم شریف پڑھا جاتا ہے۔ حاضرین کو کھلایا جاتا ہے۔ اگر یہ سب باتیں فقیر کے نزدیک ناجائز ہوتیں تو فقیر کسم کرتا۔ (قادی عزیزیہ جلد اول)

حاجی امداد اللہ صاحب فیصلہ مسئلہ میں فرماتے ہیں۔
"اور مشرب فقیر کا یہ ہے کہ محفل مولد میں شریک ہوتا ہوں اور قیام میں لذت پاتا ہوں (فیصلہ مسئلہ مطبوعہ قادیان پریس کانپور: ۵۰)

یہی حاجی امداد اللہ صاحب شائلم ادا یہ میں فرماتے ہیں۔
"اور قیام کے بارے میں کچھ نہیں کہتا۔ ہاں مجھ کو ایک کیفیت قیام میں ہوتی ہے۔" (شائلم ادا یہ میں ۸۸)

محفل میلاد مبارک میں حضور ﷺ کی تشریف آوری کے متعلق حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی جملہ شائلم ادا یہ میں فرماتے ہیں:-

"ہمارے علماء مولد شریف میں بہت تنازعہ کرتے ہیں، تاہم علما جوازی طرز بھی گئے ہیں۔ جب صورت جواز موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اجاب حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر اسی تشریف آوری کا کیا جائے مضافاً نہیں کیونکہ عالم خلق مقید بزمان و مکان ہے، عالم مردوں سے پاک ہے۔ پس قدم رنجہ فرمانا ذات بابرکات کا بعید نہیں۔"

(شائلم ادا یہ میں ۱۰۳)
نیز فرماتے ہیں "اگر کسی امر میں عوارض غیر مشروع لاحق ہوں تو ان عوارض دور کرنا چاہیے نہ یہ کہ اصل عمل سے انکار کر دیا جائے۔ ایسے امور سے انکار کرنا فحش سے باز رکھنا ہے۔ جیسے قیام مولود شریف اگر بوجہ آنے نام آنحضرت ﷺ کے کوئی

مولوی رشید احمد گنگوہی کے استاد شاہ عبدالغنی صاحب دہلوی فرماتے ہیں۔
"حق آنست کہ نفس ذکر ولادت آنحضرت ﷺ و سرور فاتحہ نمودن یعنی اعمال ثواب بروح پر فتوح سید الطہلین از کمال سعادت انسان است (شفاء السائل)
اور یہ حق ہے کہ حضور ﷺ کی ولادت کے ذکر کرنے میں اور فاتحہ پڑھ کر آپ کی روح پر فتوح کو ثواب پہنچانے میں اور میلاد شریف کی خوشی کرنے میں ہی انسان کی کامل سعادت ہے۔"

حضرت شیخ زین العابدین علیہ السلام ہر جمعہ کی شب کو چند من چاول پکا کر بارگاہِ مالیت ﷺ میں نذرانہ پیش کیا کرتے تھے۔ لطف یہ کہ چاول کے ہر دانے پر تین روپے نقل ہوا اللہ شریف پڑھا ہوتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ ایام مولد میں ہر روز ایک ہزار (ایک ہزار پانچ سو) زیادہ کرتے رہے۔ حتیٰ کہ بارہ ربیع الاول شریف کو بارہ ہزار روپے چاول نکالتے تھے۔ (اخبار الاخیار شریف)

احسان بھی دراصل اسلام اور ایمان کی طرح دینی اور قرآنی اصطلاح ہے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلٰی مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ اُجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ
ہاں جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا اور وہ محسن ہے (یعنی یہ وصف اس میں وجود تو اس کے رب کے پاس اجر۔

وَمَنْ اَحْسَنُ دِيْنًا مِمَّنْ اَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ
اور اس سے اچھا دین اور کیا ہو سکتا ہے جس نے اپنی ذات کو خدا کے سپرد کر دیا اور وہ محسن ہے

معلوم ہوا کہ احسان قرآن پاک کی ایک خاص اصطلاح ہے اور یہ ایک خاص وصف ہے جو مومن مخلص میں پایا جاتا ہے جس سے عبادت میں حسن اور ثواب میں

اضافہ ہوتا ہے یوں تو احسان کے معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے ہیں، البتہ حدیث میں جس احسان کا ذکر ہے جواز موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں۔ ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے البتہ وقت قیام کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہیے اگر احتمالِ تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ نہیں۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان و مکان ہے۔ جواز موجود ہے پھر کیوں ایسا تشدد کرتے ہیں اور ہمارے واسطے اتباعِ حرمین کافی ہے۔ البتہ وقت قیام کے اعتقاد و تولد کا نہ کرنا چاہیے۔ اگر احتمالِ تشریف آوری کا کیا جائے مضائقہ۔ کیونکہ عالمِ خلق مقید بزمان و مکان ہے، لیکن عالمِ مردوں سے پاک ہے۔ پس رنجہ فرمانا ذاتِ بابرکات کا بعید نہیں۔“ (شام ادا یہ ص: ۹۳)

اہل مکہ شریف کی میلاد شریف سے عقیدت

علامہ احمد عابدین رحمہ اللہ فرماتے ہیں: اہل مکہ ہر سال میلاد شریف کی رات حضور ﷺ کے مولد شریف (جائے ولادت) میں حاضر ہوتے ہیں اور عیدوں سے بھی بڑھ کر محفل قائم کرتے ہیں۔ (جواہر الجاں ص: ۱۱۲۲)

تمام اہل اسلام کا عمل

علامہ سخاوی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ہمیشہ اہل اسلام تمام علاقوں اور بڑے شہروں میں میلاد شریف کرتے ہیں (سیرت حلبیہ ص: ۸۶) بے شک عملِ مولد کے لئے ابنِ حجر نے سنت سے اصل نکالی ہے اور اسی طرح حافظ سیوطی رحمہ اللہ نے بھی، ان دونوں نے فاکہانی مالکی پر اس کے اس قول میں سخت رد فرمایا ہے کہ (معاذ اللہ) عملِ مولد بدعت مذمومہ ہے اور اہل اسلام ہمیشہ محفلیں منعقد کرتے رہے۔ حضور ﷺ کے میلاد مبارک کے زمانے میں۔

غرض کہ حضور ﷺ کی ولادت باسعادت کی تقریب کو دھوم دھام، شان و

جست سے منانا جائز ہے۔ اور عید میلاد النبی ﷺ کی تقریب تبلیغ اسلام کا بہترین اور یقینی حجتی کہ میلاد کی خوشی سے ابولہب تک کو فیض پہنچا ہے۔ ابولہب کے مرنے کے بعد اس کے اہل میں سے کسی نے اس کو خواب میں دیکھا تو سخت عذاب میں پایا۔ دریافت کرنے پر معلوم ہوا۔ عذاب میں مبتلا رہتا ہے، لیکن پھر کے روز کچھ عذاب میں کمی ہوتی ہے اور جس انگلی کے اشارے سے حضور ﷺ کی ولادت کی خوشی میں اور لونڈی نے یہ کو آڑا دیا تھا۔ اسی انگلی سے پانی میسر آتا ہے جس سے پیاس بجھتی ہے۔ (بخاری و سیرت حلبیہ وغیرہ)

عید الاضحیٰ

عید الاضحیٰ کی قربانی ایک ایسی عبادت ہے جو عہدِ نبوی سے آج تک بلا اختلاف مسلمان ادا کرتے چلے آئے ہیں۔ صرف منکرینِ سنت کا ایک ٹولہ اس عبادت کو فضول قرار دیتا ہے۔ ورنہ روئے زمین کے مسلمان عید الاضحیٰ کی قربانی کے وجوب کے قائل ہیں۔ دین اسلام کا مقصد وحید یہی ہے کہ توحید خالص کا قیام ہو۔ چنانچہ اس سلسلہ میں قرآنی ہدایات کا خلاصہ یہ ہے کہ مشرکین بتوں کے لئے رکوع اور سجدہ اور قربانی کرتے ہیں اور مسلمانوں کو چاہیے کہ وہ یہ سب کام صرف خدا کے لئے (قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ)۔ مشرکین جانوروں کو بتوں کے نام پر چھوڑ دیتے ہیں۔ پھر نہ کسی کو اس پر سوار ہونے دیتے ہیں اور نہ ان کا گوشت کھانے دیتے ہیں۔ مسلمانوں کو حکم ہوا تم قربانی کا گوشت خود بھی کھاؤ اور دوسروں کو بھی کھاؤ۔

فَكُلُوا مِنْهَا اَطْعِمُوا الْفُقَارَى وَالْمُعْتَرَّ

”مشرکین اپنے جانوروں کو بتوں کا نام لے کر ذبح کرتے ہیں اور مسلمان ان پر صرف خدا کا نام لیں۔“ فَاذْكُرُوا اسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهَا قَرَأْنَ نے تصریح کی کہ

اللہ تعالیٰ تمہاری قربانی کے گوشت کا محتاج نہیں اور اس کے حضور قربانی کا خون گوشت نہیں پہنچتا ہے بلکہ تمہاری خالص نیت پہنچتی ہے۔ اللہ تعالیٰ تو یہ دیکھتا ہے کہ کون اس کے حکم کی تعمیل کرتا ہے اور کون نہیں کرتا اِنَّ يَسْأَلُ النَّاسَ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ وَلَا يَمْنَاؤُهَا وَلَكِنْ يَنْتَظِرُ النُّفُوسَ۔

قربانی ہر امت میں جاری رہی ہے

اللہ تعالیٰ نے ہر نبی کی امت کو قربانی کا حکم دیا ہے اور اسے عبادت قرار دیا ہے۔ وَلِكُلِّ أُمَّةٍ جَعَلْنَا مَنْسِبًا لِّهَا لِكُرِّهِمْ أَسْمَ اللّٰهِ عَلٰی مَا رَزَقْنَاهُمْ بِهِمْ حِمْلًا لِّلْأَنْعَامِ (الحج)

”ہم نے ہر امت کے لئے عبادت کا طریقہ مقرر کر دیا کہ وہ جانوروں کو اللہ کا نام لے کر ذبح کریں جو ان کو بخشے گئے ہیں۔“

جب قربانی کا عبادت ہوتا قرآن سے واضح ہے اور اللہ نے ہر امت کو قربانی کا حکم دیا ہے تو اللہ کے حکم میں تغیر و تبدل کا حق کس کو کیسے حاصل ہو سکتا ہے۔ پھر ایک قربانی ہی پر مکررین حدیث کا نزول کیوں کرتا ہے۔ حج کو بھی یہ کہہ کر ختم کیا جاسکتا ہے کہ لاکھوں روپے ہر سال حج کی ادائیگی پر خرچ ہوتے ہیں اس رقم سے محتاج خالے دینے چاہئیں۔ اسی طرح یہ کہنا کہ قربانی حج کے موقع پر صرف مکہ ہی میں ہو سکتی ہے غلط ہے۔ کیونکہ حج کے موقع پر جو قربانی دی جاتی ہے وہ مناسک حج سے متعلق ہے اور قرآن نے حج کی قربانی کو ہدی سے موسوم کیا ہے اور اس کا الگ آیت میں حکم دیا ہے۔ حج کی قربانی بے شک مکہ کے ساتھ خاص ہے، لیکن عید الاضحیٰ کی قربانی ہے، الگ نصاب پر واجب ہے خواہ وہ کہیں بھی ہو۔

حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے سوال ہوا کہ حضور یہ قربانی کیا ہے۔ حضور نے جواب دیا سُنَّةُ آبَائِكُمْ اَبْرَاهِيْمَ (ابن ماجہ ابن کثیر: ۲۲۱) تمہارے باپ ابراہیم

ت ہے۔

عید کے دن سب سے پہلا کام نماز کے بعد قربانی ہے۔ جس نے نماز کے بعد قربانی کی۔ اس نے ہماری سنت کو پالیا۔ (بخاری)

دسویں ذی الحجہ میں ابن آدم کا کوئی عمل اللہ کے نزدیک قربانی سے زیادہ پیارا نہیں ہے۔ قربانی کا خون زمین پر گرنے سے قبل بارگاہ الہی میں قبول کو پہنچ جاتا ہے۔ لہذا قربانی خوش دلی سے کرو۔

جس میں وسعت ہو اور قربانی نہ دے۔ ہماری عید گاہ کے قریب نہ آئے۔ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی کا ثواب ملتا ہے۔

ابو امامہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ مدینہ میں قربانی کے جانور خوب کھلا پلا کر دنا کرتے تھے اور عام مسلمانوں کا بھی یہی قاعدہ تھا۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ دو مینڈھوں کی قربانی کیا کرتے تھے اور میں بھی وہی مینڈھوں کی قربانی کیا کرتا ہوں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ ہم مدینہ میں قربانی کے گوشت کو نمک لگا کر کھوایا کرتے تھے اور پھر حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کرتے تھے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ مدینہ میں دس سال مقیم ہے۔ اس عرصہ میں آپ نے ہر سال قربانی کی۔ (مشکوٰۃ - ترمذی)

حضرت علی بن حبیس کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ بقر عید کے دن دو مینڈھے خریدتے تھے۔ خوب مونے تازے بڑے سینکلوں والے۔ چت کبرے۔ پھر جب آپ نماز پڑھ چکے اور خطبہ سے فارغ ہو جاتے تو آپ اس کو ذبح فرماتے تھے۔ (مسند احمد)

حضور ﷺ دس سال مدینہ میں جلوہ فرما رہے۔ آپ نے قربانی دی اگر قربانی

مکہ کے ساتھ خاص ہوتی تو مدینہ میں حضور قربانی کیوں دیتے؟ ایک مسلمان کے لئے تو حضور اکرم کے حکم ﷺ کے بعد کسی دلیل کی ضرورت ہی نہیں رہتی ہے۔ ازیں اگر بقرعید کی قربانی کا اسلام میں کوئی ثبوت نہ ہوتا تو عہد رسالت سے آج تک کے مسلمان مثلاً بعد نسل اس کو کیسے اختیار کرتے چلے آتے امت نبویہ کا اس پر متواتر عمل بھی قربانی کی مشروعیت کی بڑی دلیل ہے۔

عشرہ ذی الحجہ کے مسائل

حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں۔ ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔

(ترمذی - ابن ماجہ)

قرآن مجید سورۃ الفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم یاد فرمائی ہے وہ دس راتیں جمہور کے قول میں بھی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں۔ خصوصاً نویں ذی الحجہ کا روزہ رکھنا ایک سال گزشتہ اور ایک سال آئندہ کا کفارہ ہے اور عید کی رات میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول ہونا بہت بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

تکبیر تشریق

اللہ اکبر، اللہ اکبر لا الہ الا اللہ واللہ اکبر اللہ اکبر واللہ الحمد اور یعنی نویں تاریخ کی صبح سے تیرھویں تاریخ کی عصر تک جماعت مسجد کے بعد ہر مکلف پر ایک مرتبہ تکبیر مذکورہ پڑھنا واجب ہے۔ امام بھول جائے مقتدی یاد دلائیں۔

ترکیب نماز عید

عید الاضحیٰ کے روز یہ چیزیں مسنون ہیں صبح سویرے اٹھنا غسل و مسواک

کرنا پاک و صاف عمدہ کپڑے جو اپنے پاس ہوں پہننا خوشبو لگانا عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا عید گاہ کو جاتے ہوئے تکبیر مذکورۃ الصدر ہا واز بلند پڑھنا۔ نماز عید اور رکعت ہیں مثل دوسری نمازوں کے فرق صرف اتنا ہے کہ اس میں ہر رکعت کے اندر تین زائد تکبیریں ہیں پہلی رکعت میں سب تکبیریں اللھم پڑھنے کے بعد تکبیریں زائد ہیں پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے اور دوسری رکعت میں قرأت کے بعد رکوع سے پہلے ان زائد تکبیروں میں کالوں تک ہاتھ اٹھانا چاہیے۔ پہلی رکعت میں دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھ لیں، دوسری رکعت میں تینوں تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیے جائیں، چوتھی تکبیر کے ساتھ رکوع میں چلے جائیں۔ نماز عید کے بعد خطبہ سنتا چاہیے۔

قربانی

قربانی ایک اہم عبادت ہے اور شعائر اسلام میں سے ہے۔ حضور سید عالم ﷺ نے بعد ہجرت دس سال تک مدینہ طیبہ میں قیام فرمایا۔ ہر سال برابر قربانی کرتے تھے جس سے معلوم ہوا کہ قربانی صرف مکہ معظمہ کے لئے مخصوص نہیں ہر شخص پر ہر شہر میں بعد تحقیق شرائط واجب ہے۔ (ترمذی)

قربانی کس پر واجب ہے

قربانی ہر مسلمان مرد و عورت عاقل، بالغ پر واجب ہے۔ جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا ساڑھے سات تولہ سونا یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجات اصلیہ سے زائد موجود ہوں، یہ مال خواہ سونا یا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکن مکان سے زائد کوئی مکان وغیرہ (شامی) قربانی کے معاملہ میں سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں، بچہ اور مجنون کی۔

ملک میں اگر اتنا مال بھی ہو تو اس پر یا اس کی طرف سے اس کے ولی پر قربانی لازم نہیں۔ اسی طرح جو شخص شرعی قاعدہ کے مطابق مسافر ہو اس پر بھی قربانی لازم نہیں (شامی) جس شخص پر قربانی واجب نہ تھی اگر اس نے قربانی کی نیت سے کوئی جانور خرید لیا تو اس پر قربانی واجب ہوگی۔

قربانی کے دن

قربانی صرف تین دن کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے دنوں میں قربانی نہیں قربانی کے دن ذی الحجہ کی دسویں گیارہویں اور بارہویں کی عصر تک ہیں ان میں چاہے قربانی کر سکتا ہے۔ البتہ پہلے دن کرنا افضل ہے۔

قربانی کے بدلے صدقہ و خیرات

اگر قربانی کے دن گزر گئے۔ تاواقیف یا غفلت یا کسی عذر کی وجہ سے قربانی نہیں کر سکا تو قربانی کی قیمت کا فقراء و مساکین پر صدقہ کرنا واجب ہے۔ لیکن قربانی کے دنوں میں جانور کی قیمت صدقہ کر دینے سے یہ واجب ادا نہ ہوگا۔ ہمیشہ گناہ رہے گا۔ کیونکہ قربانی ایک مستقل عبادت ہے۔ جیسے نماز پڑھنے سے روزہ اور روزہ رکھنے سے نماز ادا نہیں ہوتی زکوٰۃ ادا کرنے سے حج ادا نہیں ہوتا۔ ایسے ہی صدقہ و خیرات کرنے سے قربانی ادا نہیں ہوتی۔ رسول کریم ﷺ کے ارشادات اور تعامل اور تعامل صحابہ کرام اس پر شاہد ہے۔

قربانی کا وقت

جن بستیوں، شہروں میں نماز جمعہ و عیدین جائز ہے۔ وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں۔ اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس کو دوبارہ قربانی لازم ہے۔ البتہ چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ و عیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں۔ یہ

دوہیں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ ایسے ہی اگر کسی عذر کی وجہ سے نماز عید پہلے دن نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست۔ (اور مختار) قربانی رات کو بھی جائز ہے۔ مگر وہ اس صورت میں ہے کہ اندھیرے میں صحیح طریقہ پر ذبح نہ ہو سکے۔

قربانی کے جانور

بکرا، دنبہ، بھیڑ کی ایک ہی شخص کی طرف سے قربانی کی جاسکتی ہے۔ گائے، بیل، اونٹ، سات افراد حصہ دار ہو سکتے ہیں بشرطیکہ سب کی نیت ہو ثواب کی کسی کی نیت محض گوشت کھانے کی نہ ہو، بکرا بکری ایک سال کا پورا ہونا ضروری ہے۔ چھ ماہ کا دنبہ اگر اتنا فربہ اور تیار ہو کہ دیکھنے میں سال بھر کا معلوم ہو تو یہ بھی جائز ہے۔ گائے بھی بیس دو سال کی۔ اونٹ پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ ان عمروں سے کم کے جانور کی قربانی جائز نہیں۔

اگر جانوروں کو فروخت کرنے والا عمر پوری بتاتا ہے اور ظاہری حالات سے اس کے بیان تکذیب نہیں ہوتی تو اس پر اعتماد جائز ہے۔

جس جانور کے سینک پیدا انشی طور پر نہ ہوں یا بچ میں سے ٹوٹ گیا ہو تو اس کی قربانی درست ہے۔ ہاں سینک جڑ سے اکڑ گیا ہو۔ جس کا اثر دماغ پر ہونا لازم ہے۔ اس کی قربانی درست نہیں (شامی) خاصی (بدھیا) بکرے کی قربانی جائز بلکہ افضل ہے۔ (شامی)

جس جانور کے دانت بالکل نہ ہوں یا اکثر نہ ہوں اس کی قربانی جائز نہیں (شامی و مختار) اسی طرح جس جانور کے کان پیدا انشی طور پر نہ ہوں اس کی قربانی درست نہیں۔

اگر جانور صحیح سالم خرید تھا۔ اس میں کوئی عیب مانع قربانی پیدا ہو گیا تو اگر

قربانی کی کھال

(۱) قربانی کی کھال کو اپنے استعمال میں لانا مثلاً مضطرب بنالیا جائے یا چمڑے کی کھال چیز ڈول وغیرہ بنالیا جائے۔ یہ جائز ہے لیکن اگر اس کو فروخت کیا تو اس کی قیمت اپنے خرچ میں لانا جائز نہیں۔ بلکہ اس کا صدقہ کرنا واجب ہے اور قربانی کی کھال کو فروخت کرنا بد و نیت صدقہ کے جائز نہیں (عالمگیری)

۲۔ کسی کام کی اجرت میں قربانی کی کھال دینا درست نہیں۔

۳۔ مدارس اسلامیہ کے نادار اور غریب طلباء کھالوں کا بہترین مصرف ہیں کہ ان میں صدقہ کا ثواب بھی ہے اور احیائے علم دین کی خدمت بھی۔

اہم مسائل

(۱) مسافر پر قربانی اگرچہ واجب نہیں، مگر نفل کے طور پر اگر دے دے تو ثواب ملے گا۔

(۲) نابالغ پر نہ خود قربانی واجب ہے اور نہ اس کی طرف سے اس کے باپ یا رشتہ دار واجب ہے۔ بیوی اگر صاحب نصاب ہے تو اس پر علیحدہ قربانی واجب ہے۔

(۳) اور شوہر اپنی بیوی سے اجازت لے کر اپنی قربانی کے علاوہ اس کی طرف سے بھی قربانی کر دے تو جائز ہے۔

(۴) شہریوں کے لئے ضروری ہے کہ وہ نماز عید کے بعد قربانی کریں۔ بہتر یہ ہے کہ نماز اور خطبہ کے بعد قربانی دیں، لیکن اگر کسی نے نماز کے بعد اور خطبہ سے پہلے قربانی دی تو ایسا کرنا مکروہ ہے۔

(۵) شہر میں متعدد جگہ نماز ہوتی ہے تو پہلی جگہ نماز ہو چکنے کے بعد قربانی جائز ہے۔

(۶) قربانی کرنے کے وقت اگر جانور اچھلا کودا اور اب جانور میں عیب پیدا ہو گیا

خریدنے والا غنی صاحب نصاب نہیں ہے تو اس کے لئے اسی عیب دار جانور کی قربانی جائز ہے۔ اور اگر یہ شخص غنی صاحب نصاب ہے تو اس پر لازم ہے کہ اس جانور کو بدلے دوسرے جانور کی قربانی (در مختار)

قربانی کا مسنون طریقہ

اپنی قربانی کے جانور کو اپنے ہاتھ سے ذبح کرنا۔ اگر نہیں جانتا تو دوسرے سے ذبح کرا سکتا ہے۔ مگر ذبح کے وقت وہاں خود بھی رہنا افضل ہے۔

مسئلہ: قربانی کی نیت صرف دل سے کرنا کافی ہے۔ زبان سے کچھ کہنا ضرورت نہیں البتہ ذبح کرتے وقت بسم اللہ اللہ اکبر کہنا ضروری ہے۔ سنت ہے کہ جب جانور کو ذبح کرنے کے لئے رو بہ قبلہ لٹائے تو یہ دعا پڑھے۔

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهَیْ لِلدِّیْنِ فَطَرَزَ السَّمَوَاتِ وَالْاَرْضِ حَنِیْفاً وَمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاحِیْ وَنُصْرَکَیْ وَمَعِیَایْ وَمَعَالِیْ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ اور ذبح کرنے کے بعد دعا پڑھے۔

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِکَ مُحَمَّدٍ وَخَلِیْلِکَ اِبْرَہِیْمَ عَلَیْہِمَا السَّلَامُ۔

قربانی کا گوشت

جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے۔ اگر کسی سے تقسیم نہ کریں (۲) افضل یہ ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اہل و عیال کے لئے رکھے۔ ایک حصہ احباب و اعزاء میں تقسیم کرے۔ جس کے پاس زیادہ ہوں وہ سارا گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے۔ (۳) ذبح کرنے والے کی اجرت گوشت یا کھال دینا جائز نہیں اجرت علیحدہ ہونی چاہیے۔

تو اس کی قربانی جائز ہے۔

(۷) قربانی کا جانور مر گیا تو غنی پر لازم ہے کہ دوسرے جانور کی قربانی کرے۔

(۸) اگر قربانی کا جانور گم ہو گیا یا چوری ہو گیا اور اس کی جگہ دوسرا جانور خریدا یا

اب پہلا جانور بھی مل گیا تو غنی کو اختیار ہے کہ دونوں میں سے جس کو چاہے قربانی

دے لیکن فقیر پر دونوں کی قربانی واجب ہے۔

(۹) سات آدمیوں نے گائے کی قربانی میں حصہ لے لیا۔ ان میں ایک کا ۱۵۱

ہو گیا اور اس کے ورثا نے شرکاء سے یہ کہہ دیا کہ تم اس گائے کو اپنی طرف سے اور ہر

کی طرف سے قربانی کرو۔

انہوں نے کر دی تو سب کی جائز ہوگی اور اگر اس کے ورثا کی اجازت

بغیر شرکاء نے قربانی کر دی تو کسی کی نہ ہوگی۔

(۱۰) قربانی کا گوشت کا فراورہ بد مذہب کو نہ دیا جائے اسی طرح عیسائی اور مجوسی

بھی نہ دیا جائے۔

(۱۱) جس پر قربانی واجب نہیں ہے۔ اگر اس نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا

اور وہ گم ہو گیا تو اس پر دوسرے جانور کی قربانی واجب نہیں ہے۔

(۱۲) قصائی کو قربانی کی کھال اجرت میں دینا جائز نہیں۔ گاؤں میں مولوی کو

کرائی کی اجرت میں دل وغیرہ دیتے ہیں یہ بھی ناجائز ہے۔

(۱۳) امام مسجد کی کھال امامت کے عوض دینا بھی ناجائز ہے۔ ہاں اگر امام

امامت کی اجرت نہیں بلکہ ویسے ہی اللہ واسطے کھال وغیرہ دے تو جائز ہے۔

(۱۴) ذبح سے پہلے قربانی کی جانور کے بال کاٹنا یا دودھ دہنا مکروہ و منسوخ ہے۔

اسی طرح قربانی کے جانور سے نفع حاصل کرنا مثلاً سواری کرنا، بوجھ لادنا یا اجرت

دینا منع ہے۔ اگر قربانی کے جانور کی اون کاٹ لی تو اس کو صدقہ کر دے۔

(۱۵) قربانی کے جانور کے اگر بچہ پیدا ہو جائے تو اس کو بھی ذبح کر دے اور اگر

وہ ہے تو اس کو پھینک دے خواہ کیسا بھی گنہگار مسلمان ہو۔ اگر اس کو شریک کر کے

قربانی کی تو جائز ہو جائے گی۔

حرم کی دس تاریخ

کو مندرجہ ذیل اہم واقعات رو پڑے ہوئے ہیں۔

زمین و آسمان کی پیدائش یوم عاشورہ میں ہوئی۔

سب سے پہلے بارش اسی دن ہوئی۔

حضرت آدم علیہ السلام کو توبہ اسی دن قبول ہوئی۔

نوح علیہ السلام کی کشتی نے اسی دن طوفان سے نجات پائی۔

حضرت ادریس علیہ السلام کو مکان علیا کی رفعت اسی دن حاصل ہوئی

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ناز و نمرود اسی دن گل و گلزار بنی۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو توریت اسی دن عطا ہوئی اور اللہ نے آپ سے کلام فرمایا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو لشکر فرعون پر اسی دن فتح یابی ہوئی اور فرعون غرق نیل

ہوا۔ حتیٰ کہ صفحہ قلب سے نہ مٹنے والا واقعہ کر بلا بھی اسی یوم عاشورہ میں ہوا۔

دس محرم کا روزہ

دس محرم کو صدقہ خیرات کرنا باعث برکت ہے۔ خصوصاً حضرت امام حسین و

ان کے بھائی کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی فاتحہ۔ غزائیں کھانا وغیرہ جو میسر ہو

تکمیل کرنا۔ شربت یا پانی کی سبیل لگانا جائز و مبارک ہے۔ بلکہ باعث اجر و ثواب ہے۔

حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کی مجلس

یعنی کر بلا کے صحیح واقعات بیان کرنے کے لئے وعظ کی مجلس قائم کرنا جائز

ہے۔ لیکن شیعہ حضرات کی مجالس گھوڑا و تعویہ میں شرکت گھوڑے پر چڑھاوا چڑھاوا تعویہ کو امام حسین رضی اللہ عنہ کی جلوہ گاہ سمجھ کر اس پر ہار پھول ڈالنا اس لکڑی و پنی و پیرا بنے ہوئے تعویہ سے منت ماننا۔ اس کی تعظیم کرنا۔ جزع فزع واویلا کرنا سیدہ کوٹنا، بال نوچنا، پرٹھانچے مارنا، دس محرم کو خاص سوگ کے لئے کالے کپڑے پہنا کر امام حسین کا فقیر بننا، گھوڑے کے پیچھے سے مستورات کا گزارنا تاکہ اولاد ہو تو گھوڑے سے مرادیں مانگنا۔ اس قسم کی تمام باتیں قرآن و سنت کی روشنی میں غلط و ناجائز ہیں۔ سنی مسلمانوں کو بہر حال ان خلاف شرع باتوں سے بچنا لازم و ضروری ہے۔ سنی مسلمانوں کا فرض ہے کہ وہ اپنی مستورات کو ان جاہلانہ افعال و عقائد سے روکیں اکثر شہادت نامے غلط مبالغہ آمیز۔ عقل شکن صحیح و غلط واقعات پر مشتمل ہوتے ہیں۔ ان کو پڑھنا سننا بہت غیر مناسب ہے۔

دس محرم کو اپنے اہل و عیال

پر کھانے پینے کی اشیاء پر معمول سے زیادہ خرچ کیا جائے تو تمام سال رزق میں وسعت ترقی برکت اور فراخی رہتی ہے۔

حضور نبی کریم ﷺ نے فرمایا جس نے عاشورہ کے دن اپنے کنبہ والوں پر خرچ کرنے میں وسعت کی۔ اللہ تعالیٰ اس پر تمام سال فراخی وسعت فرمائے گا۔ (مسلم) حضرت سفیان رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔ ہم نے اس کا تجربہ کیا۔ حضور ﷺ نے جیسا فرمایا ویسی ہی سال بھر برکت رہی۔

محرم کے مہینہ میں شادی بیاہ

شادی بیاہ کو بعض منہوس و ناجائز حرام سمجھتے ہیں۔ یہ بات غلط ہے۔ ہاں حرام و ناجائز عقیدہ نہ رکھتے ہوئے ماہ محرم میں بیاہ شادی کی رسوم نہ ادا کی جائیں تو حرج نہیں۔

ولادت سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ

شہزادہ کوئین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ کی ولادت ۵ شعبان ۴۰ھ کو مدینہ منورہ میں

وئی۔ حضور ﷺ سید عالم ﷺ نے آپ کا نام حسین اور شیر رکھا۔ آپ کی کنیت ابو عبد اللہ لقب سبط رسول ہے۔ آپ کے برادر معظم کی طرح آپ کو بھی حضور ﷺ نے جنتی جوانوں کا سردار اور اپنا فرزند فرمایا۔ حضور ﷺ کو آپ کے ساتھ کمال محبت تھی۔ حضور فرمایا کرتے تھے حسین سے محبت مجھ سے محبت ہے اور ان سے محبت مجھ سے عداوت رکھنا ہے۔

اہل شکل نبی

سیدنا حسن رضی اللہ عنہ سے لے کر سر تک اور سید الشہداء امام حسین رضی اللہ عنہ صحابہ کرام کا بیان ہے کہ جب آنکھیں سیدنا المرسلین رضی اللہ عنہم کے لئے ترس جاتیں تو ہم حسن حسین کو دیکھ کر اپنی آنکھوں کو ٹھنڈا کر لیتے تھے۔ جب آپ نے برج قاطمہ سے نزول فرمایا تو جبریل امین جہنیت ولادت کے ساتھ تعزیت بھی لائے۔ اس وقت حضور سرور عالم ﷺ امام حسین کے گلوئے نازنین کو چوم رہے تھے۔ جبریل نے عرض کی۔ ”سرکار اسی بوسہ گاہ پر خنجر چلے گا اور یہ گل نبوت راہ خدا میں شہید ہوگا۔ جب یہنا امام حسین رضی اللہ عنہ پیدا ہوئے تو حضرت اسماء نے آپ کو زرد کپڑے میں لپیٹ کر انہوش سرور میں دیا۔ آپ نے فرمایا زرد کپڑے میں ان کو نہ لپیٹا کرو۔ فوراً سفید کپڑا بدل کر دیا حضور ﷺ نے دائیں کان میں اذان اور بائیں میں اقامت کہی۔ فرمایا اے اس نو نوال کا کیا نام رکھا۔ عرض کی سرکار آپ کے ہوتے ہوئے کیا نام رکھیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے بھی وحی کا انتظار ہے۔

اسی میں ملکوتیوں کا سردار مقررین کا شہنشاہ جبریل ایک پارچہ ریشمی پر آپ کا نام نقش لائے اور زمین ادب چوم کر عرض کی۔ سرکار انگلشن قاطمہ سے نکلتا ہے اس پھول کا نام سیدنا ہارون رضی اللہ عنہ کے صاحبزادوں کے نام پر رکھیے۔ چنانچہ اس مقدس پھول کا نام حسین رضی اللہ عنہ رکھا گیا۔

آپ کی ولادت کے ساتھ آپ کی شہادت کی خبر بھی مشہور ہو چکی تھی۔ الفضل کہتی ہیں ایک دفعہ میں نے امام حسین کو حضور ﷺ کی گود میں دیا تو کیا ہوا ہوں چشم نبوت سے آنسوؤں کی لڑیاں جاری ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ میرے باپ حضور پر قربان، یہ کیا حال ہے۔ فرمایا ابھی جبریل میرے پاس آئے تھے انہوں نے خبر سنائی کہ میری امت میرے فرزند کو شہید کرے گی اور جبریل میرے پاس حضور کے مقتل کی مٹی بھی لائے تھے۔ (تہذیبی)

حضور سید عالم ﷺ کو جناب حسین رضی اللہ عنہ سے بہت محبت تھی۔ ہر روز انہیں دیکھتے سینہ سے لگاتے۔ پیار کرتے چومتے اور گود میں لے کر انہیں سوگھتے اور فرماتے میرے پھول ہیں۔ حضور ان کی خاطر منبر سے اتر آتے ان کے لئے سجدہ لمبا کر دیتے۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ ایک گلی سے گزرے۔ ملاحظہ فرمایا کہ بچے کھیل رہے ہیں آپ نے ایک بچہ کو گود میں لے کر پیار کیا۔ صحابہ نے عرض کی حضور اس بچہ میں کی خصوصیت ہے۔ فرمایا ایک دن میں نے اس بچہ کو اپنے تخت جگہ نور نظر حسین کی خاک پاؤ کو آنکھوں سے لگاتے دیکھا تھا۔ اس لئے اس بچہ سے مجھے خاص محبت ہے میں اس کی اور اس کے والدین کی شفاعت فرماؤں گا۔

ایک مرتبہ دونوں بھائی کشتی کر رہے تھے اور حضور دونوں کی کشتی کا منظر دیکھ رہے تھے۔ آپ بوقت ملاحظہ یہ فرماتے جا رہے تھے۔ حسین احسن کو اس طرح پکڑو۔ سیدہ فاطمہ عقیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا نے عرض کی۔

حضور آپ حسین سے فرما رہے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا حسین سے جبریل یہی کہہ رہے ہیں۔

حضرت امام حسین عابد و زاہد تھے۔ پورا پورا دن اور ساری ساری راتیں ان میں گزار دیتے، آپ دن رات میں ہزار ہزار رکعت ادا کرتے تھے ذکر و عبادت

خداوندی کا یہ ذوق مدینہ سے کوفہ تک کے اس سفر میں بھی نہ بھولا جو سفر کربلا سے موسوم ہے اور جو آپ کی عمر کا آخری سفر تھا۔ ۲۷ رجب کو جب مدینہ سے روانہ ہوئے تو دربار نبوی میں حاضر ہوئے۔ وہاں رات کا ایک حصہ دعا و مناجات میں گزارا ۹ محرم ۶۱ھ کو جب آپ نے لشکر استیاء سے ایک رات کی مہلت لے لی۔ بس یہ رات نمازوں دعاؤں اور مناجاتوں میں گزری جعفر بن سلیمان کہتے ہیں کہ میں درمیان خیمہ سے روشنی پھوٹی دیکھی جھانک کر دیکھا کہ امام کے سامنے قرآن کھلا ہوا ہے۔ تلاوت فرما رہے ہیں اور آنکھوں سے آنسو جاری ہیں۔

اسوہ حسین

امام حسین سیدنا امام حسن رضی اللہ عنہ کا بے حد احترام کرتے تھے ایک مرتبہ دونوں بھائیوں میں شکر رنجی ہو گئی۔ ایک آدھ دن ہی گزرا تھا کہ امام حسین رضی اللہ عنہ مضطرب ہوئے۔ چاہا کہ بھائی کے حضور حاضر ہو کر صلح کر لیں۔ لیکن ایک حدیث یاد آ جانے کی وجہ سے رک گئے اور امام حسن رضی اللہ عنہ کی خدمت میں پیغام بھیجا کہ آج آپ کی خدمت میں حاضری کا ارادہ کر لیا تھا۔ مگر مجھے نانا جان کی یہ حدیث یاد آ گئی کہ جو صلح میں پہل کرے گا وہ جنت میں پہلے داخل ہوگا اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ جنت میں آپ سے پہلے جاؤں اس لئے آپ خود میرے ہاں تشریف لے آئیے، یہ سن کر امام حسن بھائی کے گھر آئے اور دونوں شیر و شکر ہو گئے۔

یزید

یزید بن معاویہ وہ بد نصیب شخص ہے جس کی پیشانی پر اہل بیت کرام کے بے گناہ قتل کا سیاہ داغ ہے۔ جس پر ہر زمانہ میں دنیا کے اسلام ملامت کرتی رہی ہے اور حشر تک اس کا نام تحقیر کے ساتھ لیا جائے گا۔ یہ بد باطن و سیاہ دل، تنگ خاندان ۲۵ھ

میں امیر معاویہ کے گھریلا ہوا۔ نہایت بد صورت، بد خلق، فاسق، شرابی بدکار ظالم اور اوب اور گستاخ تھا۔ جب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ نے وفات پائی تو یہ کور باطن باپ کی وصیتوں کو فراموش کر کے تحت سلطنت پر بیٹھ گیا۔ اور جس اسلام نے جابرانہ بادشاہت اور ملوکیت کے تصور کو ہمیشہ کے لئے ختم کر کے خدا ترسی عبادت اور خدمت خلق کو ایک حکمران کا معیار قرار دیا تھا یزید نے اسی اسلام کے نام پر حضور سید عالم ﷺ کی سنت کی بجائے قیصر و کسریٰ کی سنت کو تازہ کر کے جابرانہ ملوکیت کو پھر سے زندہ کیا۔ اسلامی روح کو کچل کر اسے بادشاہت کا کفن پہنایا۔ حریت و جمہوریت کا گھاگھونٹ کر ظلم و استبداد اور جبر و قہر کی بنیاد پر بدترین شخصی حکومت کی عمارت کھڑی کی اور اس پر ستم یہ کہ حضرت امام حسین کو اپنی بیعت پر مجبور کیا۔

اگر امام، یزید کی بیعت فرما لیتے تو یزید آپ کی قدر و منزلت کرتا بلکہ آپ کی بہت سے دنیاوی فوائد بھی حاصل ہو جاتے۔ مگر دین کا نظام درہم برہم ہو جاتا اور یزید کی بدکاری کے جواز کے لئے امام کی بیعت سند بن جاتی۔ اس لئے آپ نے جان کو خطرہ میں ڈال دیا۔ سردے دیا مگر اسلام پر آنچ نہ آنے دی۔ سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جب کہ جان کا خطرہ تھا۔ تقیہ سے کام نہیں لیا۔ حالانکہ تقیہ کے لئے اس سے بہتر وقت اور کونسا ہو سکتا تھا۔ امام چاہتے تو بطور تقیہ وقتی طور پر بیعت کر کے سکھ چین کی زندگی بسر فرماتے۔ مگر آپ کا وجود تو رہتی دنیا تک کے لئے روشنی کا پیارا تھا۔ امام نے اپنے عمل سے یہ بتایا کہ جان دے دو مگر راہ حق میں بطور تقیہ بھی باطل کے سامنے مت جھکو۔

کوفیوں کے خطوط

سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہم کو بلا کیوں تشریف لے گئے؟ اس کی وجہ یہ نہ تھی کہ آپ اقتدار کے خواہش مند تھے۔ بلکہ اس کی وجہ یہ تھی کہ اہل کوفہ امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے

زمانہ ہی میں آپ کو درخواستیں بھیج رہے تھے لیکن اس وقت آپ نے صاف انکار کر دیا تھا۔ اب امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کی وفات اور یزید کی جابرانہ تخت نشینی کے بعد اہل عراق کی جماعتوں نے متفق ہو کر عرضیاں بھیجیں جن میں اپنی نیاز مندی اور جذبات و عقیدت کا اظہار تھا اور یزید کے ظلم و ستم کا تذکرہ جب التجائناموں کی تعداد ڈیڑھ سو کے قریب پہنچ گئی تب جا کر حضرت امام نے کوفہ کو قصد فرمایا۔

یزید کی بادشاہت جبر و اکراہ پر مشتمل تھی۔ اس کی حکومت دین کے لئے خطرہ تھی اور اس پر مزید یہ کہ قوم بھی فاسق و ظالم کی بیعت پر راضی نہ تھی اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ (جو خلافت کا استحقاق رکھتے تھے) خدمت میں درخواست بیعت پیش کر دی تو ایسی صورت میں امام اگر ان کی درخواست کو قبول نہ فرماتے تو امام کے پاس بارگاہ الہی میں کوفیوں کے اس مطالبہ کا کیا جواب ہوتا کہ ہم نے تو یزید کے فسق سے بھجور ہو کر اس کی بیعت کر لی اور نہ اگر امام ہماری دست گیری فرماتے تو ہم ان کی بیعت کر لیتے۔ یہی مسئلہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ کو درپیش تھا اور جس کا حل یہ ہی تھا کہ آپ کوفیوں کی درخواست کو قبول فرمائیں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں۔ ایک روز دو پہر کو حضور ﷺ کی زیارت سے خواب میں مشرف ہوا۔ دیکھا کہ..... گیسوئے معطر کے پال بکھرے ہوئے اور خبار آلود ہیں۔ دست اقدس میں ایک خون بھرا شیشہ ہے۔ یہ حال دیکھ کر بے چین ہو گیا۔ عرض کی آقا! قربانت شوم یہ کیا ہے۔ فرمایا حسین اور ان کے رفیقوں کا خون۔ میں آج صبح سے اسے اٹھا رہا ہوں۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں، یہ تاریخ اور وقت یاد رکھا۔ جب خبر آئی تو معلوم ہوا کہ حضرت امام حسین رضی اللہ عنہ اسی وقت شہید ہوئے تھے۔ (بخاری)

حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں میں نے سید عالم ﷺ کو خواب میں دیکھا

کہ ریش مبارک پر گردوغبار ہے۔ عرض کیا۔ جان کنیزاں قمار تو باد۔ سرکار کیا حال ہے۔ فرمایا ابھی حسین کے مقتل میں گیا تھا۔

پھر رنج کرنے والوں میں انسان ہی نہیں بلکہ سارا عالم اس حادثہ جانکاہ سے متاثر ہے۔ صحیح روایت سے ثابت ہے کہ جس روز امام شہید ہوئے تو آسمان سے غول برسا۔ پانی کے منکے خون سے بھرے ہوئے پائے گئے۔ پتھروں کے پیچھے تازہ خون پایا گیا۔ شہادت کے بعد تین روز کامل اندھیرا رہا۔ سات روز تک آسمان سے غول برسا۔ جس کے اثر سے دیواریں، عمارتیں رنگین ہو گئیں۔ اور جو کچڑا اس خون سے رنگین ہوا اس کی سرخی پرزے پرزے ہوئے تک نہ گئی۔ (ابو نعیم حنفی)

دس محرم ۶۱ھ جمعہ کا دن شہادت

محرم ۶۱ھ کی دسویں تاریخ جمعہ کا دن تھا۔ عظمت اور اسلامی اقتدار کی حفاظت کے لئے اپنی جانیں قمار کر چکے مگر سیاہ دلان باطل کسی طرح حق قبول کرنے اور خون نا حق و ظلم بے نہایت سے باز رہنے پر مائل نہ ہوئے تو شہزادہ کوئین سیدنا امام حسین رضی اللہ عنہ میدان میں گامزن ہوئے۔ یعنی۔

عشرے کی سحر حضرت کے لئے پیغام شہادت لائی ہے

جتنے تھے ستارے ڈوب چکے اب چاند کی باری آئی ہے

ایک نورانی جسم تھا جو شبیر رسول تھا۔ ایک پیشانی مصفا تھی جو بوسہ گاہ رسول تھی۔ ایک پیکر نورانی تھا جو خاتون جنت کا تخت جگر اور مولائے کائنات علی مرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی آنکھوں کی ششک تھا۔ یعنی ایک طرف نور تھا حق تھا اور دوسری طرف ظلم و عدوان اور سرکشی و طغیان کا سیلاب عظیم تھا۔ امام گھوڑے پر سوار داد شجاعت دے رہے تھے کہ یکایک باطل نے مجمع ہو کر تیروں کی بارش شروع کر دی اور امام کی جبین پر ضیا گھائل ہو گئی۔ امام کو چکر آیا۔ گھوڑے سے نیچے آئے۔ اب نامرادان سیاہ باطن نے نیزہ پر رکھ

نورانی پیکر خون میں نہا گیا۔ امامت کا ذرہ ہوار زمین پر جلوہ فرما ہوا۔ دس محرم جمعہ کے دن چھپن سال پانچ ماہ پانچ دن کی عمر مبارک میں امام نے رحلت فرمائی اور سر جس آپ کی والدہ ماجدہ جناب خاتون جنت سیدہ عقیقہ طیبہ طاہرہ فاطمہ زہری رضی اللہ عنہا نے پہلو میں مدفون ہوا۔

نہ یزید کا وہ ستم رہا نہ زیاد کی وہ جفا رہی

جو رہا تو نام حسین کا جسے زندہ رکھتی ہے کر بلا

غرض یہ کہ تیرہ سو برس گزر گئے مگر خون حسین کی رنگینی میں فرق نہیں آیا ہے۔ دلو کوئی شقی ازلی ہی ہوگا۔ جو شہادت حسین رضی اللہ عنہ پر خوشی منائے گا اور یزید کے جبر و استبداد کی داستان سن کر اس کا دل مضطرب و پریشان نہ ہو۔ مگر اظہار غم کے کچھ قواعد و اصول ہیں اور یہ قواعد وہی ہیں جو سید الشہد آ کی بے مثال قربانی صبر و استقلال اور اطلاق امت علی الحق سے اخذ ہوتے ہیں۔

السلت محبت اہل بیت کو ایمان بلکہ ایمان کی جان سمجھتے ہیں۔ ہماری آنکھیں بھی واقعات شہادت کو سن کر روتی ہیں۔ دل بے قرار ہو جاتا ہے۔ لیکن ہم اظہار رنج و غم کے ان طریقوں کو نہیں اختیار کرتے جو زمانہ جاہلیت میں مروج تھے اور جن سے خود سید الشہداء نے منع فرمایا ہے۔ ہم شہادت امام سے حق و صداقت اور استقامت علی الحق کا سبق حاصل کرتے ہیں اور یہ کوشش کرتے ہیں کہ اسوۂ حسینی کو اپنائیں اور طاغوتی طاقتوں کے خلاف آواز اٹھا کر سنت حسینی کو زندہ کریں۔

مید معراج النبی ﷺ

۲۷ ربیع کو حضور ﷺ کو حریم حق میں رسائی کا شرف حاصل ہوا اور اللہ تعالیٰ نے آپ کو اپنی تمام آیات ساری کائنات جنت و دوزخ عرش و کرسی لوح و قلم سب کا شاہد کرایا۔ یہ دن حضور ﷺ کے عز و شرف اور مرتبہ و مقام کی بلندی کا دن ہے۔

اس لئے اگر اس دن خوشی منائی جائے، ذکر معراج کی مجلس قائم کی جائے اور حضور ﷺ کی روح اقدس کو ایصالِ ثواب کے لئے غرباً میں کھانا تقسیم کیا جائے قرآن پڑھا جائے۔ درود شریف کا ورد کیا جائے تو یہ سب باتیں جائز و مباح ہیں۔ بعض مسلمان شب معراج اپنے گھروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ مسجدیں سجائی جاتی ہیں۔ اس میں بھی حرج نہیں کہ یہ سب کچھ حضور ﷺ کی شان و عظمت کے اظہار کے لئے کیا جاتا ہے۔ کسی بھی مباح و جائز کام کو بدعت قرار دینے کے لئے دلیل شرعی کی ضرورت ہے۔ کیونکہ فقہ اسلامی کا ضابطہ یہ ہی ہے کہ اصل تمام اشیاء میں اباحہ (جائز ہونا) ہے۔

شبِ برات

شعبان کے مہینہ کی پندرہویں رات نہایت مقدس اور متبرک رات ہے۔ اس رات کو عبادت و ذکر و فکر قرآن مجید کی تلاوت۔ درود شریف کا ورد اور جس قدر خوشی و دل کے ساتھ نوافل پڑھ سکیں۔ پڑھیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ شعبان کی پندرہویں رات کو اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول اجلال فرماتا ہے اور قبیلہ بنی کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد سے زیادہ اپنے بندوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ لہذا اس شب مبارک میں ذکر الہی۔ نوافل، کلمہ شریف، تلاوت قرآن، درود شریف کثرت سے پڑھنا باعثِ اجر و ثواب ہے۔

روزہ

حضور ﷺ نے فرمایا شعبان کی پندرہویں شب کو قیام یعنی نفل پڑھو اور پندرہ ۱۵ شعبان کا روزہ رکھو۔ اس روز قبرستان جا کر اپنے عزیزوں اور عام مسلمانوں

لے لئے دعائے مغفرت کرنا سنت ہے۔ حضور ﷺ اس شب قبرستان تشریف لے جاتے اور مسلمانوں کی مغفرت کی دعا فرمایا کرتے تھے۔

ایصالِ ثواب

اسی طرح اموات کے ایصالِ ثواب کے لئے کھانا پکا کر تقسیم کرنا غریبوں کی امداد و اعانت یا قرآن پڑھ کر ان کی روح کو بخشا بھی جائز ہے۔

حلوہ

حلوہ پکانے کا عام رواج ہے، لیکن اس کو ضروری نہیں سمجھنا چاہیے۔

آتش بازی

ایک نہایت فضول رسم ہے اس سے خود کو اور اپنے بچوں کو بچانا چاہیے۔ ہر سال لاکھوں روپے آتش بازی کی نذر کر دیے جاتے ہیں۔ بچے زخمی ہوتے ہیں بعض اوقات مکانات جل جاتے ہیں۔ سخت نقصان ہوتا ہے۔ راہ چلتی مستورات پر پٹائے چھوڑے جاتے ہیں جو نہایت شرمناک حرکت ہے۔ غرض یہ کہ آتش بازی ایک فضول رسم اور ناجائز و ممنوع ہے۔ مسلمانوں کا یہ مذہبی و اخلاقی فرض ہے کہ وہ بچوں کو آتش بازی کے سامان کی جگہ کام کی چیزیں خرید کر دیں انہیں سمجھائیں۔ پیار و محبت سے اس فضول خرچی سے روکیں۔

ایام القدر

سال کی راتوں میں شب قدر افضل ترین ہے۔ یہ رمضان کی ستائیسویں شب ہے۔ اس رات اللہ تعالیٰ خصوصی طور پر متوجہ بخشش ہوتا ہے۔ تلاوت قرآن، ذکر الہی، درود شریف کی کثرت کیجئے جتنی توفیق ہو نفل پڑھیے اور اس رات میں کثرت سے

وخلیفہ پڑھیں جو کہ حضور ﷺ نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو تعلیم فرمایا تھا۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّكَ عَفُوٌّ تُجِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي۔ (ترمذی)

لیلۃ القدر نہایت ہی مقدس اور بابرکت رات ہے۔ اس رات میں فرشتے ہیں اللہ تعالیٰ اپنی رحمتیں برکتیں نازل فرماتا ہے اور مانگنے والوں کو جو مانگیں عطا فرماتا ہے لیلۃ القدر کا مفصل بیان کتاب الصوم میں آچکا ہے۔

غیر ضروری کو ضروری سمجھنا

متعدد ایسے جائز کام ہیں جن کو کرنا باعث برکت ہے اور بہت کام ایسے ہیں جو جائز ہیں جن کے کرنے پر ثواب اور نہ کرنے پر گناہ نہیں۔ بعض تشدد اور خاندانہ تقویٰ کے سر بیض۔ افراد کسی مستحب کام کے نہ کرنے والے پر اعتراض و تنقید کرتے نظر آتے ہیں اور کسی مستحب کام کے کرنے کی تلقین و تبلیغ کے معاملہ میں سخت غلو و تشدد سے کام لیتے ہیں۔ ایسے خطیب و واعظ اور علماء دراصل مغز شریعت سے ناواقف ہیں فقہاء احناف یہ تصریح فرماتے ہیں کہ جو شخص کسی امر مستحب کو فرض و واجب کا درجہ دے تو جان لو کہ اس پر شیطان کا داؤد چل گیا۔ علامہ طیبی شارح مشکوٰۃ لکھتے ہیں:

اس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص کسی امر مستحب کو ضروری سمجھے اور رخصت پر عمل نہ کرے۔ شیطان کا داؤد اس پر چل گیا (کہ شیطان نے اسے گمراہ کر دیا) جب کسی مستحب کو ضروری سمجھنے کا یہ حکم ہے تو اندازہ لگاؤ کسی بدعت یا منکر کو ضروری سمجھنے والے کا کیا حال ہوگا۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی شخص اپنی نماز میں شیطان کا حصہ نہ رکھے۔ یعنی اس بات کو ضروری نہ سمجھے کہ امام کے لئے سلام کے بعد وہ اپنی طرف بیٹھنا ہی ضروری ہے۔ کیونکہ میں نے حضور سرور عالم ﷺ کو بائیں طرف بیٹھتے ہوئے بھی دیکھا ہے مطلب یہ ہے کہ بعد از سلام امام کو اپنے طرف بیٹھنے

ضروری و لازمی سمجھنا زیادتی ہے، لیکن اس سلسلہ میں یہ بات بھی یاد رکھنے کی ہے کہ کسی جائز یا مستحب کام کو فرض و واجب کا درجہ دے دینا غلط ہے اسی طرح کسی جائز و مستحب کام کے کرنے والے کو محض اس بدگمانی کی بنا پر روکنا اور اس تکلیف کرنا کہ وہ اس جائز یا مستحب کام کو ضروری و لازمی سمجھ کر ہی کر رہا ہے۔ یہ بھی زیادتی ہے۔ بعض مسلمانوں میں رائج بعض امور کو جو فی نفسہ جائز یا مستحب ہیں اس بنیاد پر روکتے بدعت ہونے کا فتویٰ دیتے ہیں کہ یہ کام مسلمان فرض یا واجب سمجھ کر کرتے ہیں۔ حال کے طور پر:-

کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کا رواج ہے۔ نماز کے کھڑے ہونے کی اطلاع دینے کے لئے درود و سلام پڑھنے کا رواج ہے۔ یا نماز کے بعد ذکر بالجہر کا رواج ہے۔ اب ان جائز افعال کو محض اس بدگمانی کی بنیاد پر بدعت قرار دینا کہ لوگ انہیں فرض و واجب سمجھ کر کرتے ہیں۔ یہ دراصل نیت پر حملہ اور نیت پر فتویٰ ہے اور..... کوئی ظاہر پر ہوتا ہے اور یہ بات واقعے کے بھی خلاف ہے کہ مسلمان مذکورہ بالا امور کو فرض و واجب کا درجہ دیتے ہیں۔ ہاں اگر کوئی واضح طور پر اپنے اس خیال کا اظہار کرے کہ میرے نزدیک کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا۔ نماز کے بعد ذکر بالجہر یا بوقت ان درود و سلام پڑھنا فرض و واجب و ضروری ہے تو بے شک یہ نظر یہ قابل تردید علاج ہے۔ لیکن جو لوگ صرف جواز کے قائل ہوں۔ ان امور کو فرض و واجب نہ سمجھیں۔ ایسے افراد کو بدعتی قرار دینا حق و صداقت کا خون کرنا ہے۔

رنگان دین کے مزارات کی زیارت

بزرگان دین کے مزارات کی زیارت کیلئے دور دراز سے سفر کرنا اور صاحبِ رُوحانیت سے برکت حاصل کرنا جائز و مباح ہے کیونکہ کسی حدیث میں مزاراتِ امام کی زیارت کی نیت سے سفر کی ممانعت نہیں آئی بخاری شریف کی حدیث جس

میں حضور ﷺ نے فرمایا کجاوے نہ کسے جائیں (سفر نہ کیا جائے) مگر تین مسجدوں کی طرف مسجد حرام مسجد اقصیٰ اور میری مسجد..... تو اس حدیث سے مزارات اہل بیت کی زیارت کو ناجائز قرار دینے کا استدلال کرنا غلط ہے۔ کیونکہ اس حدیث کا صحیح مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر ہے کہ ان تین مسجدوں میں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ہے۔ اہل بیت تین مسجدوں کے علاوہ دنیا کی کسی بھی مسجد کی طرف اس نیت اور عقیدہ سے سفر کرے کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملے گا۔ یہ ممنوع ہے چنانچہ حدیث کا جو مطلب ہم بیان کیا ہے اس کی تائید کی حدیث سے ہوتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تُشَدُّ الزَّحَالُ إِلَى مَسْجِدٍ يُصَلِّي فِيهِ إِلَّا إِلَى قَلْبَةِ مَسْجِدٍ
سفر نہ کیا جائے کسی مسجد کی طرف تاکہ اس میں نماز پڑھی جائے مگر تین مسجدوں کی طرف۔

اس حدیث میں مسجد کا لفظ موجود ہے جس سے واضح ہوا کہ دنیا کی کسی بھی مسجد میں نماز پڑھنے کا ثواب یکساں ہے اور حدیث میں ممانعت اس امر کی ہے کہ کسی مسجد کی طرف (مسجد حرام نبوی اور بیت المقدس کے سوا) اس عقیدہ و نیت کے ساتھ سفر کرے جانا کہ وہاں نماز پڑھنے کا ثواب زیادہ ملے گا۔ یہ ناجائز ہے لیکن کسی بزرگ کے مزار کی زیارت اور حصول برکت کے لئے وہاں کا سفر کرنا۔ نہ یہ ممنوع ہے اور نہ حدیث میں اس کی ممانعت فرمائی گئی ہے۔

عرس بزرگان دین

یعنی بزرگان دین کے یوم وفات پر انہیں ایصالِ ثواب کے لئے قرآن شریف نعت ثوانی، وعظ کی مجلس، کھانے و شیرینی پر فاتحہ دینا جائز و مباح ہے۔ فرض و اہم نہیں اس طرح عرس کے موقع پر مزار کو سجانے روشنی کرنے چادر پھول وغیرہ وغیرہ

(۱) لَا يَجْعَلَنَّ أَحَدُكُمْ لِلشَّيْطَانِ شَيْئًا مِنْ صَلَاحِهِ يَوْمِي حَقًّا

بھی حرج نہیں کہ یہ کام اس بزرگ کی عظمت کے اظہار کے لئے کیے جاتے ہیں۔ اہل شرع کام ہر حال اور ہر جگہ ممنوع ہیں اور بزرگوں کے مزارات کے پاس خلاف شرع کام کرنا اور بھی زیادہ برا ہے فقہ حنفی کی مشہور کتاب رد المحتار میں ہے کہ حضور ﷺ نے سالِ شہداء کے مزارات پر تشریف لے جاتے تھے۔ خلفاء راشدین بھی ایسا ہی کرتے تھے۔ انصار صحابہ کا بھی یہ طریقہ تھا کہ جب ان کا کوئی آدمی سر جاتا تو اس کی قبر پر جمع ہوتے۔ قرآن پڑھتے (شرح الصدور ص: ۱۳۰)

حضرت علی رضی اللہ عنہ دو بکریاں قربانی دیتے تھے۔ ایک اپنی طرف سے عید الاضحیٰ کی قربانی کی اور دوسری حضور ﷺ کے ایصالِ ثواب کے لئے (ترمذی) حضور ﷺ کو دو جانور ذبح فرماتے۔ ایک اپنی طرف سے اور دوسری امت کے ان لوگوں کی طرف سے جو بوجہ غربت قربانی نہ دے سکیں (ابوداؤد و ترمذی)

حضرت شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ نے اپنے والد کے انتقال پر تیسرے دن فاتحہ پڑھائی فرماتے ہیں بھوم حساب سے باہر تھا۔ اکیاسی کلام اللہ پڑھتے گئے اور کلمہ شریف کا ہر ایک شمار نہیں (ملفوظات عزیزی ص: ۸۰)

حضرت شاہ عبدالعزیز محدث فاضل عزیزی ص: ۳۵ پر لکھتے ہیں: بہت لوگ جمع ہوں اور ختم قرآن کریں۔ شیرینی پر فاتحہ پڑھ کر حاضرین میں تقسیم کر دیں (عرس کی یہ قسم) گو حضور اکرم ﷺ و خلفاء راشدین کے زمانہ میں رواج نہ تھی لیکن اگر کوئی کرے تو حرج نہیں بلکہ زندوں سے وفات شدہ افراد کو فائدہ پہنچاتا ہے۔ آج کل عرس کی مجالس کو یہ کہہ کر بدعت قرار دیتے ہیں کہ عرس کرنے کے لئے عرس کو واجب سمجھتے ہیں۔ شاہ عبدالعزیز رحمہ اللہ ہر سال اپنے والد کا عرس کیا کرتے تھے۔ اس پر مولوی عبدالحکیم ملتانوی نے یہی اعتراض کیا۔ شاہ صاحب نے حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسجد حرام میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ کے برابر اور مسجد نبوی و اقصیٰ میں ایک نماز کا ثواب پچاس ہزار نمازوں کے برابر ہے۔

زہدۃ الصالحین فی مسائل الذبائح میں یہ جواب دیا کہ:

یہ طعن لوگوں کے حالات سے بے خبر ہونے کی وجہ ہے۔ کوئی شخص بھی شریف کے مقرر کردہ فرائض کے سوا کوئی فرض نہیں جانتا۔ ہاں صالحین کی قبروں سے بکھڑکھڑ اور ایصالِ ثواب و تلاوت قرآن اور تقسیم شیرینی و طعام سے ان کی مدد کرنا۔ اہل علم سے امر مستحسن ہے۔ عرس کا دن اس لئے مقرر کیا کہ وہ دن ان کی وفات کو یاد دلانے کا ہے۔ دارالعمل سے دارالثواب کی طرف درجہ جس دن بھی یہ کام کیا جائے۔ یہ سب فلاح و نجات ہے۔

حضرت حاجی امداد اللہ صاحب مہاجر کی رحمۃ فیصلہ صفت مسئلہ میں فرماتے ہیں: ”فقیر کا مشرب اس امر میں یہ ہے کہ ہر سال اپنے پیرومرشد کی روح مبارک پر ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ اول قرآن خوانی ہوتی ہے اور گاہ گاہ اگر وقت میں وسعت ہو تو مولیٰ پڑھا جاتا ہے۔ پھر ماہِ محرم کھانا کھلایا جاتا ہے اور اس کا ثواب بخش دیا جاتا ہے۔“ علامہ علی قاری رحمۃ اللہ شرح شفا میں ایک واقعہ نقل فرماتے ہیں کہ:

حضرت عارف باللہ شیخ الدین ابن عربی رحمۃ اللہ نے فرمایا کہ مجھے حضور ﷺ کی یہ حدیث پہنچی۔

مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَبْعُوثِينَ أَلْفَ مَوْءٍ غَيْرَ وَكُنْتُ ذَكَرْتُ الْعَذْدَ وَمَا غَيَّرْتُهُ

کہ جس نے کلمہ طیبہ ستر ہزار بار پڑھا تو وہ بخش دیا جائے گا تو میں نے ہزار بار کلمہ طیبہ پڑھ لیا تھا لیکن اس کا ثواب کسی کو بخشا نہ تھا۔

تو میں ایک دعوت میں ایک جوان کے ساتھ شریک ہوا جس کے متعلق یہ تھا کہ وہ صاحب کشف ہے (جب کھانا سامنے آیا تو وہ جوان رونے لگا۔ میں اس جوان سے رونے کی وجہ دریافت کی تو اس نے جواب دیا کہ میں اپنے والد

عذاب میں مبتلا دیکھ رہا ہوں۔ یہ سن کر میں نے اپنے دل میں ستر ہزار بار کلمہ شریف کا ثواب اس جوان کے والدین کو بخش دیا اب وہ نوجوان ہنسنے لگا۔ میں نے اس سے ہنسنے کی وجہ دریافت کی تو اس نے کہا۔

أَرْفَعُ عَنْهُمَا الْعَذَابَ

(اب) میرے والدین سے عذاب اٹھا لیا گیا ہے۔

حضرت ابن عربی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضور ﷺ کی مذکورہ بالا حدیث کا عملی مظاہرہ اس نوجوان کے کشف سے جانا اور مجھ پر اس نوجوان کا صاحب کشف ہونا اس حدیث سے واضح ہوا۔ (شرح شفا جلد ۲ صفحہ ۳۹۹)

فقہاء احناف نے تصریح کی ہے

کہ اہل سنت و جماعت کے نزدیک آدمی اپنے نیک عمل کا ثواب دوسرے کو پہنچا سکتا ہے وہ نیک عمل خواہ نماز ہو یا روزہ حج یا صدقہ ان کے علاوہ کوئی نیک عمل (جیسے قرآن۔ ذکر الہی۔ درود شریف۔ کلمہ شریف وغیرہ) تو یہ نیک عمل میت کو پہنچے گا اور نفع دے گا۔ اس پر اجماع ہے کہ دعائیت کو نفع دیتی ہے۔

اور جو کوئی اپنے عمل کا کو ثواب کسی فوت شدہ کو پہنچائے گا وہ اس کا ثواب اس کو پہنچے گا۔

مگر اس کے اپنے اجر سے کچھ کم نہ ہوگا۔

گیارھویں

در اصل حضور سیدنا غوث اعظم حضرت شیخ سید عبدالقادر جیلانی قدس سرہ العزیز

(۱) شامی ج ۲ ص ۳۰ ہدایہ۔ شامی ج ۲ ص ۲۲۲۔ شرح فقہ اکبر ص ۱۱۸۔ شرح عقائد ص ۲۲۰۔ طحاوی ص ۳۶۳۔

کے عرس (ایصالِ ثواب) کا نام ہے۔ جو فاتحہ آپ کی روح مبارک کو ثواب پہنچانے کے لئے دی جائے عرف عوام میں گیارہویں کے نام سے موسوم ہے جو دلائل عرس اور ایصالِ ثواب کے ہیں وہ ہی دلائل گیارہویں کے جواز کے ہیں۔ نام کے بدلنے سے حقیقت نہیں بدلتی۔ بعض لوگ گیارہویں کو بدعت و حرام کہتے ہیں یہ سخت زیادتی اور شریعت پر افتراء ہے کچھ لوگ یہ سوال اٹھاتے ہیں کہ کیا حضور ﷺ نے یا صحابہ کرام نے گیارہویں دی تھی۔ یہ سوال ایسا ہی لچر ہے۔ جیسے کوئی یہ کہے کہ حضور ﷺ نے یا صحابہ کرام نے یوں اقبال یوم قائد اعظم یوم پاکستان منایا تھا اور اس دن ملک میں عام تعطیل کا حکم دیا تھا۔

ما اهل به لغير الله

بعض لوگ یہ کہتے ہیں کہ جو جانور کسی بزرگوں کے نام ایصالِ ثواب کے لئے نامزد کر دیا جائے تو وہ حرام ہو جاتا ہے۔ کیونکہ قرآن مجید میں یہ فرمایا۔

ما اهل به لغيره الله لیکن یہ بات بالکل غلط ہے۔ جب لوگ یہ کہتے ہیں کہ یہ بکریا کھانا گیارہویں کا ہے۔ تو اس کا مطلب یہ صرف ہوتا ہے کہ اس بکرے کو بسم اللہ اللہ اکبر کہہ کر ذبح کیا جائے گا اور اس کے گوشت کو حضور غوث پاک ﷺ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے پکا کر تقسیم کیا جائے گا۔ اس میں کوئی خلاف شریعت بات نہیں ہے اور آیت بالا کا مطلب جو تمام مفسرین نے بیان کیا ہے صرف یہ ہے کہ بوقت ذبح (بسم اللہ اللہ اکبر) نہ پڑھا جائے۔ کسی بزرگ کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو وہ حرام ہے۔ یعنی آیت کا مطلب یہ ہے کہ جانور اللہ کا نام لے کر ذبح کیا جائے حلال ہے اور وقت ذبح اللہ کا نام قصد نہ لیا جائے کسی اور کا نام لے کر ذبح کیا جائے تو حرام ہے۔ آیت کا گیارہویں کے بکرے سے کوئی تعلق ہی نہیں۔



پیدائش سے موت تک

انسان کا وجود بھی اللہ تعالیٰ کی حکمت و قدرت کا شاہکار ہے۔ انسان کچھ بھی نہیں ہے اور سب کچھ ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات کو سمجھنا کیسا کچھ مشکل ہے مگر انسان کی صفائی اور کارگیری کا پیکر جمیل انسان کو سمجھنا کیا آسان ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ناک کان آنکھ سننے سمجھنے دیکھنے کی قوتیں۔ عقل و شعور کی دولت انسان کو عطا فرمائی ہے دنیا میں اربوں انسان ہیں لیکن خالق کائنات کی مصوری کا کمال کہ ایک آدمی کی سیرت و صورت ناک نقشہ دوسرے سے مختلف ہے۔ ناک آنکھ کان تو ہے مگر دوسرے کی آنکھ کان سے مختلف نوعیت اور کیفیت کے انسان کو دل اور دماغ بھی دیا گیا ہے مگر ہر شخص کے قلب و دماغ کی بصیرت و بصارت سیرت و کردار جدا جدا ہیں انسان اللہ کی قدرت کا ایک ایسا شاہکار ہے جسے دیکھ کر اس کے بنانے والے خالق کی عظمت و کمال اعتراف کرنا پڑتا ہے: **لَئِنْ شِئْنَا لَنَخْلُقَنَّ الْاِنْسَانَ اَفْخَرًا**۔ قرآن مجید میں انسان کے مدارج پیدائش کا ذکر آیا ہے۔

نطفہ۔ صاف پانی پھر حلقہ خون کا تو تھڑا پھر مضغہ گوشت کا ٹکڑا پھر مخلقہ یعنی اہل الاعضاء بچہ پھر طفل پھر صبی، اس نوع کے انقلابات سے انسان کو گذرنا پڑتا ہے۔ قرآن نے مدارج پیدائش کو بیان کر کے یہ بتایا ہے کہ جو قادر قدیر خدا ایک بے جان مٹی سی بوئہ کو اتنے انقلابات سے گزار کر جاندار آدمی بنا دیتا ہے وہ مرے ہوئے انسان کو دوبارہ زندہ فرمادے تو یہ بات اس کی قدرت سے کیا بعید ہے سبحان اللہ رب العالمات ایک جان و راسی چیز پر تصویر بناتا ہے جیسے چاہتا ہے پھر اس میں روح ڈالتا

ہے اور اللہ ہی بڑی برکت والا ہے۔

بریں باتوں سے روکنا ہر مسلمان کا مذہبی و ملی فرض ہے

تعلیم مصطفویٰ میں جماعت کے افراد پر حسب قوت و قدرت دوسرے افراد کی نگرانی فرض ہے۔ ہر مسلمان کا یہ مذہبی و ملی فریضہ ہے کہ وہ اپنی اصلاح کے ساتھ دوسروں خصوصاً اپنے زیر اثر رشتہ داروں اور ماتحتوں کی اصلاح و نگرانی کے فرض میں تامل نہ کرے قرآن نے مسلمانوں کو خیر امت بہترین امت قرار دیتے ہوئے ان کا ممتاز وصف یہ بیان فرمایا ہے۔

اتَّقُوا اللَّهَ بِالْعَزُوفِ وَتَقْتَهُونَ عَنِ الْمُنْكَرِ (آل عمران)

تم اچھی بات کا حکم دیتے اور بری بات سے روکتے ہو۔

لیکن یہ ضروری ہے کہ اللہ کے راستہ کی طرف حکمت اور اچھی فصیحت سے کام لیا جائے۔ فصیحت خوش اسلوبی نرمی اور مصلحت کے ساتھ کی جائے۔ ایسا انداز نہ اختیار کیا جائے کہ سننے والے میں ضد پیدا ہو بلکہ پیار و محبت کی فضا میں فصیحت و فہمائش کی جائے حضور ﷺ نے فرمایا تم میں سے ہر ایک اپنے ماتحتوں کا نگران ہے اور قیامت کے دن اس نگرانی کی ادائیگی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ (مشہور حدیث بخاری)

ہر مسلمان کو مبلغ ہونا چاہیے

عالم دین کی برتری اور فضیلت عابد پر اتنی ہے جیسے میری برتری تم میں سے کسی آدمی پر۔

اللہ عز و جل رحمت نازل فرماتا ہے اور اس کے فرشتے ساکنان زمین و آسمان یہاں تک کہ چوہنیاں اپنے پنلوں میں اور مچھلیاں تک دعا مغفرت کرتی ہیں اس شخص کے لئے جو لوگوں کو دین کی تعلیم دیتا ہے۔ (ترمذی بیہی ج ۱)

اس میں کیا شک ہے عبادت گزار عبادت و ریاضت سے اپنے لئے سامانِ ملاح و تجمات مہیا کرتا ہے مگر مبلغ اسلام معاشرہ میں پھیلی ہوئی تاریکی کو چھانٹتا ہے۔ اس کے چراغ علم سے بہتوں کو صراطِ مستقیم پر چلنے کا موقع ملتا ہے۔ اس لئے اسلامی نقطہ نظر یہ ہے کہ جو ایک کام انفرادی طور پر کیے جائیں خواہ وہ اپنی مقدار اور ثواب کے اعتبار سے کیسے ہی زیادہ کیوں نہ ہوں مگر ان سے بدرجہا بہتر وہ اعمال ہیں جن سے اجتماعی اور عمومی فائدہ حاصل ہوتا ہے۔ ہر مسلمان کا فریضہ ہے کہ دین کی جو بات اسے صحیح طریقہ پر یاد ہو دوسروں کو بھی بتائے اور سنائے اور فی زمانہ اہل ثروت کے لئے تبلیغ دین میں حصہ لینے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ وہ دینی لڑچکر دینی کتابیں خود پڑھوائیں۔ یا جو ادارہ شائع کر رہا ہے اس کی امداد و اعانت کریں تاکہ دین اسلام کے احکام و مسائل گھر گھر پہنچ جائیں۔ لوگ وعظ کی مجلسوں میں حدیثِ قرصتی کیوجہ سے اور کچھ دین سے بے رغبتی کی وجہ سے نہیں آتے۔ لڑچکر جس کی میز پر بھی پہنچ گیا وقت فرصت میں بہر حال مطالعہ میں آجائیگا اور اس طرح دین کی تبلیغ ہوگی۔

حضور سرورِ دو عالم ﷺ فرماتے ہیں کہ نیکی کی طرف بلانے والے اس کی تحریک و ترغیب دینے والے اور نیکی کے لئے ذریعہ و وسیلہ بننے والے کو بھی اللہ عز و جل ایسا ہی اجر و ثواب عطا فرماتا ہے جیسا کہ خود بھلائی کرنے والے کو عطا فرماتا ہے۔

حدیث الاعمال بالنیۃ کے چند اہم فوائد و مسائل

عن عمر بن الخطاب ان رسول اللہ ﷺ قال الاعمال بالنیۃ ولكل امرء ما نوى

حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اعمال کا ثواب نیت سے ہے اور ہر شخص کے لئے وہی ہے جو وہ نیت کرے۔

اس حدیث سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اعمال خواہ وہ فرائض ہوں یا واجبات

مستحبات ہوں یا مباحات ان کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ نیت صالح ہو۔ نیز بات یاد رکھنے کی ہے کہ اس حدیث میں اعمال سے کوئی خاص عمل مراد نہیں ہے لہذا اس میں وہ عمل بھی داخل ہے جس کے متعلق شریعت نے نہ کرنے کا حکم دیا ہے اور اس سے منع کیا ہے یعنی مباح ثواب اس اصول کی روشنی میں یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہر کام جو مباح ہو اور جس کے کرنے پر ثواب بھی مقرر نہ ہو اگر اسی کام کو آدمی نیت نیک کے ساتھ کرے تو وہ عبادت ہو جائے گا اور اس کا ثواب ملے گا چنانچہ علامہ بخاری رحمہ اللہ اسی حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں۔

وفيه الحث على نية الخير مطلقا والله يثاب على نية

(یعنی جلد اول ص ۳۶۸)

اس حدیث میں نیت خیر کی ترغیب دی گئی ہے۔ مطلقاً اور یہ کہ آدمی کو اس کے عمل کا ثواب نیت کی وجہ سے مل جائے گا۔

(۲) حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمہ اللہ اشعۃ الملمعات میں لکھتے ہیں کہ احادیث میں آیا ہے جب ملائکہ بندوں کے اعمال آسمانوں پر لے جاتے ہیں تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ النی ثلاث الصحیفۃ۔ اس صحیفہ کو پھینک دو۔ یعنی یہ ہمیں منظور نہیں ہے۔ فرشتے عرض کریں گے الہی اس بندے نے نیک کام کیے۔ ہم نے سنے اور دیکھے اور لکھ لئے ان کو کیسے پھینک دیں۔ حکم ہو گا لم یروہ وجہی چونکہ اس بندے نے اس عمل کے ساتھ میری رضا کا ارادہ نہیں کیا۔ اس لئے یہ میرے حضور میں مقبول نہیں ہیں۔ اسی طرح ایک دوسرے فرشتے کو حکم ہو گا۔ انکسب لعلانی شکلاً و شکلاً فلاں بندے کے اعمال نامہ میں فلاں فلاں عمل لکھ لئے۔ فرشتہ عرض کرے گا۔ الہی یہ کام تو اس نے کیا ہی نہیں؟ ارشاد ہو گا کہ گو وہ کر نہیں سکا۔ مگر اس کا ارادہ اور نیت تو اس کام کے کرنے کی تھی۔ دیکھئے نیت صالح سے عمل کے بغیر ہی ثواب مل گیا اور بری نیت

سے کئے ہوئے اعمال ضائع ہو گئے۔

(۳) حضرت رومی رحمہ اللہ نے مثنوی میں لکھا ہے کہ ایک شخص نے مسجد کے پاس اپنا مکان بنوایا اور مسجد کی طرف ایک کھڑکی رکھ لی۔ اس کے پیچھے پوچھا یہ کھڑکی کیوں رکھی ہے۔ جواب دیا ہوا کے لئے۔ آپ نے فرمایا اگر یہ نیت کرتا کہ کھڑکی اس لئے رکھتا ہوں تاکہ اذان کی آواز یا جماعت کے کھڑے ہونے کا علم ہو جایا کرے تو ہوا تو خود بخود آ ہی جایا کرتی اور تجھے تیری نیت کا ثواب ملتا۔

(۴) غریب کی مدد کرنا کا ثواب ہے قرآن وحدیث نے اس عمل پر ثواب مقرر کیا ہے ثواب اگر کسی ایسے غریب کی مدد کرے جو اس کا رشتہ دار ہے اور نیت یہ کرے کہ غریب رشتہ دار کو دینے میں صلہ رحمی بھی ہے تو ایسی صورت میں تعدد نیت کی وجہ سے دو ثواب مل جائیں گے۔ ایک صدقہ کا دوسرا صلہ رحمی کا۔

(۵) نماز پڑھنا کا ثواب ہے۔ لیکن آپ ایک ایسی مسجد میں جا کر نماز پڑھتے ہیں جو ویران ہے اور آپ کی نیت ہے کہ اس ویران مسجد میں جب نماز پڑھوں گا تو میری وجہ سے اور لوگ بھی یہاں آئیں گے اور مسجد آباد ہو جائے گی۔ یہاں بھی تعدد نیت کی وجہ سے دو ثواب ملے گا۔ ایک نماز کا دوسرے مسجد کو آباد کرنے کا۔

(۶) مسجد میں بیٹھنا ایک عمل ہے۔ اگر اس کے ساتھ احتکاف کی نیت کرے تو ثواب احتکاف مل جائے گا۔ پھر احتکاف کے ساتھ یہ نیت بھی ہو کہ جماعت کا انتظار ہے تو حکم حدیث جماعت کا منتظر نماز میں ہے نماز کا ثواب بھی ملے گا پھر اس کے ساتھ یہ نیت کرے کہ جتنی دیر مسجد میں ٹھہروں گا۔ تمام اعضاء کی جملہ برائیوں سے حفاظت ہوگی۔ تو یہ ثواب بھی مل جائے گا۔ اسی طرح اس کے ساتھ ساتھ درود شریف پڑھنے کی نیت کرے یا یہ نیت کرے کہ مسجد میں علم کا افادہ یا استفادہ ہو گا یا کوئی دینی بھائی مل جائے گا۔ اس کی زیارت کروں گا۔ یا کوئی سلام کہے گا اس کو جواب دوں گا۔ کسی کو

چھینک آئے گی تو بَرَحْمَلَتِ اللہ کہوں گا۔ الغرض جتنی باتیں کرے گا سب کا ثواب مل جائے گا۔ دیکھئے کام ایک ہی ہے مگر نیتیں متعدد ہیں اور نیتوں کا الگ الگ ثواب مل رہا ہے کیونکہ حدیث بالا کے الفاظ لُغَوِیَّۃً اَمْرٌ بِمَنْعِ مَا یَمْلُکُ لَیْسَ بِمَنْعِ مَا یَمْلُکُ کرے گا وہی پائے گا۔

(۷) ایک شخص اپنی ضرورت سے بازار جا رہا ہے۔ بازار جانا ایک مباح عمل ہے لیکن اگر وہ اس میں یہ نیت کرے کہ راستہ میں جو تکلیف وہ چیز ہوگی اس کو ہٹا دوں گا سلام کی اشاعت کروں گا۔ کسی کو برا کام کرتے دیکھوں گا تو منع کروں گا۔ کسی مسلمان بھائی کو خوش کرنے کے لئے مسکرا دوں گا۔ جتنی باتیں کرے گا سب کا الگ الگ ثواب مل جائے گا۔ اور وہ بازار جانا کا ثواب ہو جائے گا۔ پھر لطف یہ کہ ارادہ تو ان امور کے کرنے کا لیا مگر نہ کر سکا تو بھی ثواب مل جائے گا اسی لئے حدیث میں فرمایا اللہ المؤمن ابلغ من عمله کہ مومن کی نیت اس کے عمل سے زیادہ محترم ہے۔

(۸) غرض کہ اس حدیث مبارک سے یہ اصول لگتا ہے کہ ہر وہ کام جس کی ممانعت حضور اکرم ﷺ نے نہیں فرمائی۔ جب وہ نیک نیتی سے کیا جائے تو ہو کام عبادت ہو جائے گا اور اس پر ثواب ملے گا۔

چنانچہ اس اصول کی روشنی میں اگر دیانتداری سے مسائل کی حیثیت دیکھی جائے تو بہت سے ایسے مسائل حل ہو جاتے ہیں جن میں آج بحث و مباحثہ۔ مکابروہ مجادلہ کا بازار گرم ہے۔

(۱) مثلاً مجلس میلاد کے قیام و اہتمام کو بھیجیے۔ اگر نیت یہ ہے کہ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ کی شان ظاہر ہو۔ آپ کے فضائل و مناقب بیان ہوں اور آپ کی سیرت مبارکہ قوم کے سامنے رکھی جائے تو اس حدیث کی رو سے جائز ہے اور کار ثواب ہے اگر مجلس میلاد کے قیام کی غرض ریا و سمعہ ہو یا اس کو فرض و واجب سمجھ لیا جائے اور یہ خیال

لیا جائے کہ صرف ربیع الاول کی ۱۲ تاریخ کو ہی یہ مجلس قائم ہو سکتی ہے اور دوسرے دنوں پر رسول ہو ہی نہیں سکتا۔ یہ نیت غلط ہے اس کی اصلاح کر دینی چاہیے۔

(۲) یا مثلاً میت کے تیسرے، ساتویں یا چالیسویں دن کھانا پکا کر مساکین کو کھلایا جائے اور یہ نیت ہو کہ دن مقرر کرنے میں آسانی ہوتی ہے۔ مساکین جمع کر لئے جاتے ہیں، تو حدیث ہذا کی روشنی میں اس کے جواز میں کیا شبہ ہو سکتا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ اگر نیت یہ ہو کہ دن مقرر کر کے ہی فاتحہ دینے میں ثواب پہنچتا ہے ویسے نہیں یا کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینا ضروری ہے تو اس کی اصلاح کر دینی چاہیے اور بتا دینا چاہیے کہ ثواب پہنچانے کے لئے دن مقرر کرنا ضروری نہیں ہے جس روز میں ایصال ثواب کیا جائے۔ کھانا پکا کر غربا میں تقسیم کیا جائے یا قرآن پڑھ کر اس کا ثواب میت کو پہنچایا جائے۔ ہر طرح جائز ہے۔ ہاں اگر ان قیود میں کوئی مصلحت ہو تو حرج نہیں کیونکہ اعمال کا مدار نیت پر ہے۔

(۳) اسی طرح میت کے دفن کے بعد لوگ جمع رہتے ہیں اور کلمہ پڑھتے ہیں۔ ان کی نیت یہ ہوتی ہے کہ بیکار بیٹھے رہنے اور فضول گفتگو کرنے سے بہتر ہے کہ کلمہ طیبہ کی نسبت حدیث میں آیا ہے کہ افضل الذکر یہ ہی ہے کہ پڑھتے ہیں، تو یقیناً موجب برکت ہے۔ پھر اگر بعض روایات کے مطابق ستر ہزار بار ہو جائے اور میت کو بخشا جائے تو امید مغفرت ہے، لہذا اس حدیث کی رو سے ضرور ان کو اجر ملے گا اور پھر وہ میت کو بخشش کے تو ضرور میت کو پہنچے گا۔ کیونکہ اعمال کا مدار حسن نیت ہے بدعتی قرار دینا اور یہ کہنا کہ کیا یہ کام حضور اکرم ﷺ نے کیا تھا۔ کیسا فضول اعتراض ہے۔ بہر حال دیانت و امانت اور حق و انصاف کے ساتھ سوچا جائے تو اس قسم کے بہت سے مختلف فیہ مسائل اسی حدیث کی روشنی میں حل ہو جاتے ہیں۔

احسان بھی مومن کا ایک خاص وصف ہے۔

احسان بھی دراصل اسلام اور ایمان کی طرح دینی اور قرآنی اصطلاح ہے۔
تعالیٰ فرماتا ہے۔

بَلَىٰ مَنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهُ أَجْرُهُ عِنْدَ رَبِّهِ.

”ہاں جس نے اپنے کو خدا کے سپرد کر دیا اور وہ محسن ہے (یعنی یہ وصف اس

میں موجود ہے۔ تو اس کے رب کے پاس اجر ہے۔“

وَمَنْ أَحْسَنُ دِينًا مِّمَّنْ أَسْلَمَ وَجْهَهُ لِلَّهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ.

”اور اس سے اچھا دین اور کیا ہو سکتا ہے جس نے اپنی ذات کو خدا کے سپرد

دیا اور وہ محسن ہے۔“

معلوم ہوا کہ احسان قرآن پاک کی ایک خاص اصطلاح ہے اور یہ ایک خاص
وصف ہے جو مومن مخلص میں پایا جاتا ہے جس سے عبادت میں حسن اور ثواب میں
اضافہ ہوتا ہے یوں تو احسان کے معنی کسی کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کے ہیں۔
حدیث میں جس احسان کا ذکر ہے۔ اس کی حقیقت خود زبان نبوت نے بیان فرمادی
ہے۔ یعنی احسان یہ ہے کہ

”خدا کی بندگی ایسے کی جائے کہ وہ قہار و قدوس ذو الجلال والجلال ہمارے

آنکھوں کے سامنے ہے اور گویا ہم اسے دیکھ رہے ہیں۔“

اس کو یوں سمجھ لیجیے کہ غلام ایک تو اپنے آقا کے احکام کی تعمیل اس وقت کرتا
ہے جب کہ وہ اس کے سامنے موجود ہو اور اس کو یقین ہو کہ وہ مجھے اچھی طرح دیکھ
رہا ہے۔ اور ایک رویہ اس کا اس وقت ہوتا ہے جب کہ وہ آقا کی غیر موجودگی میں کام
کرتا ہے۔ عموماً ان دونوں وقتوں کے طرز عمل میں فرق ہوتا ہے اور عام طور پر جس کو
اسلوبی محنت اور دیانت کے ساتھ وہ آقا کی موجودگی میں کام کرتا ہے۔ مالک کی

موجودگی میں اس کا وہ حال نہیں ہوتا۔ تو یہی حال بندوں کا اپنے مالک حقیقی کے ساتھ
ہے۔ جس وقت بندہ یہ محسوس کرے کہ میرا رب میری ہر حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے
عالم الغیب والشہادۃ ہے میرے ہر کام کی اس کو خبر ہے۔ اس تصور کے ساتھ جب بندہ
عبادت کرتا ہے۔ تو اس کی بندگی میں ایک خاص شانِ نیاز مندی ہوگی جو اس وقت
نہیں ہو سکتی۔ جب کہ بندہ کا دل اس احساس سے خالی ہو تو احسان یہ ہی ہے کہ اللہ
تعالیٰ کی بندگی اس طریقہ سے کی جائے کہ گویا وہ ہماری آنکھوں کے سامنے ہے اور ہم
اس کے سامنے ہیں اور وہ ہم کو دیکھ رہا ہے۔

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ احسان اور احتساب دونوں ایک ہی چیز ہیں۔ احتساب
کے معنی یہ ہیں کہ عمل میں خلوص انتہا کو پہنچ جائے اور ریا کا شائبہ بھی نہ رہے اور یہ جیسی ہو
سکتا ہے جب کہ یہ یقین محکم ہر وقت قائم رہے کہ اس قادر و قدیر خدا سے ہماری کوئی
حرکت پوشیدہ نہیں ہے اور جب اس تصور سے عمل کیا جائے تو یقیناً اس میں خلوص ہوگا۔

ہر عمل میں احسان ہے

پھر احسان کا تعلق صرف نماز ہی سے نہیں ہے کہ بس نماز کو پورے خشوع و
مخضوع سے ادا کر لیا جائے۔ بلکہ اس کا تعلق انسان کی پوری زندگی سے ہے۔ دوسری
روایت کے الفاظ یہ ہیں۔

أَنْ تَخْشِيَ اللَّهَ كَمَا نَلْتَ قَرَاهُ.

”احسان یہ ہے کہ تم خدا سے اس طرح ڈرو گویا کہ اس کو دیکھ رہے ہو۔“

أَوْ أَحْسَانُ أَنْ تَعْمَلَ لِلَّهِ كَمَا نَلْتَ قَرَاهُ.

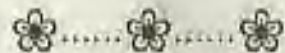
”احسان یہ ہے کہ تم ہر کام اللہ کے لئے اس طرح کرو کہ گویا تم اس کو دیکھ
رہے ہو۔“

ان دونوں روایتوں سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ احسان کا تعلق صرف نماز

سے نہیں بلکہ اعمال خیر سے ہے اور اس کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر عبادت بندگی اور اس کے ہر حکم کی اطاعت و فرمانبرداری اس طرح کی جائے اور اس کے مواخذہ سے اس طرح ڈرا جائے کہ گویا وہ ہمارے سامنے ہے اور ہماری حرکت و سکون کو دیکھ رہا ہے۔ یہی احسان ہے۔

اخلاص کا اخروی فائدہ

غلوں نیت کی اہمیت کو سمجھنے کے لئے حضور ﷺ کے اس ارشاد کو پیش رکھے۔ حضور ﷺ فرماتے ہیں کہ قیامت کے دن بندہ بارگاہ الہی میں پیش ہوگا اس کے دانے ہاتھ اس کے نامہ اعمال میں حج، عمرہ جہاں زکوٰۃ، صدقہ ایسی نیکیاں لکھی ہوں گی جنہیں دیکھ کر وہ دل میں کہے گا میں نے دنیا میں یہ نیکیاں نہیں کیں۔ میرے نامہ اعمال میں یہ کہاں سے آئیں گی؟ اللہ تعالیٰ فرمائے گا۔ تو دنیا میں یہ آرزو کیا کرتا تھا کہ مجھے زندگی ملی میرے پاس مال ہوا تو حج کروں گا زکوٰۃ دوں گا جہاد میں شریک ہوں گا۔ تو اگرچہ یہ کام نہیں کر سکتا مگر اس نیت میں سچا تھا تو میں نے آج ان چیزوں کا ثواب تجھے عطا فرمادیا۔ اسی طرح جو نیکی خدا کی رضا کے لئے نہ کی جائے ریا و سمعہ اور دکھاوے اور ناموری کی نیت سے کی جائے خواہ وہ کیسی ہی بڑی نیکی کیوں نہ ہو آخرت میں ایسی نیکی وبال جان بن جائے گی۔ ایک حدیث کا خلاصہ یہ ہے کہ بارگاہ الہی میں عالم، زاہد، نمازی، متقی پرہیزگار پیش ہوں گے۔ سوال پر عرض کریں گے۔ الہی یہ نیکیاں ہم نے تیری رضا کے لئے کی تھیں۔ دلوں کا حال جاننے والا رب العلمین فرمائے گا۔ نہیں شہرت و ناموری کے لئے تم نے یہ نیک کام کیے تھے اور وہ دنیا میں تم کو حاصل ہوئی۔ اب ہمارے پاس تیرے لئے کوئی ثواب نہیں ہے۔ (مسلم)



چند بڑے گناہ جن سے مسلمان کو بچنا ضروری ہے

گناہ کبیرہ

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ گناہ کبیرہ نو ہیں (۱) شرک باللہ (۲) حق قتل کرنا (۳) آزاد مکلف مسلمان پاک دامن عورت پر تہمت لگانا (۴) زنا کرنا (۵) یتیم کا مال ناحق کھانا (۶) مسلمان والدین کی نافرمانی کرنا (۷) چادو کرنا (۸) جہاد سے بلاوجہ شری بھاگ آنا۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت میں سود لینا اور حضرت علی کرم اللہ وجہہ کی روایت میں چوری کرنا اور شراب پینا بھی گناہ کبیرہ میں شمار کیا گیا ہے۔ ابو طالب کی سے روایت ہے کہ گناہ کبیرہ سترہ ہیں۔ چار وہ جن کا تعلق دل سے ہوتا ہے (۱) شرک (۲) گناہوں پر اصرار (۳) اللہ کی رحمت سے ناامید ہو جانا (۴) چار وہ ہیں جن کا تعلق زبان سے ہے (۱) جھوٹی گواہی دینا (۲) عقیقہ کو تہمت لگانا (۳) چادو کرنا (۴) حرم میں گناہ کرنا..... تین وہ ہیں جن کا تعلق پیٹ سے ہے۔ (۱) شراب پینا (۲) یتیم کا مال ناحق کھانا (۳) سود لینا..... دو وہ ہیں جن کا تعلق شرم گاہ سے ہے (۱) زنا (۲) لواطت..... ایک وہ ہے جس کا تعلق پاؤں سے (۱) بلاوجہ شری جہاد سے بھاگ جانا..... ایک وہ ہے جس کا تعلق تمام بدن سے ہے۔ (۱) والدین کی نافرمانی کرنا..... دو وہ ہیں جن کا تعلق ہاتھ سے ہے۔ (۱) ناحق قتل کرنا (۲) چوری کرنا شرح عقائد میں ۸۲ روایات میں جن گناہوں کو کبیرہ کہا گیا ہے یہ بطور حصر نہیں ہے۔ بطور مثال

ہے یعنی مذکورہ بالا گناہ کے علاوہ اور بھی بہت باتیں گناہ کبیرہ ہیں مثلاً بلا عذر شرعی نماز ترک کرنا، روزہ نہ رکھنا، زکوٰۃ نہ دینا، والدین کو کفر سے نہ کرنا، ظلم کرنا، جھوٹ بولنا، بیعت کرنا، دھوکہ دینا، گالی دینا، ڈاکہ ڈالنا، دو مسلمانوں میں لڑائی کرنا، عورتوں کا طاعنی عریانی کو اختیار کرنا، نامحرم عورت پر بلا ضرورت شرعی نظر ڈالنا، سودا کم تولنا، حلال قرآن اور عالم دین کی توہین کرنا، عذاب الہی سے بے خوف ہو جانا، اپنی بیوی کا ظلم و ستم کرنا، سور کا گوشت کھانا، مسلمان والدین کو ناحق ستانا، بلا وجہ گچی گواہی چھپا کر قلع رحم کرنا، بلا وجہ مسلمان سے لڑتے رہنا، قرآن پاک کو یاد کر کے بھلا دینا، کسی جاہل کو آگ میں جلاتا، خاوند کی نافرمانی کرنا۔

بعض وہ کام جن کے کرنے پر وعید آئی ہے

سود لینا و بیار شوت چوری خیانت بددیانتی چغلی خوری، منکبر، شراب پینا، بتانا نا اہل، غیبت بہتان بدگمانی، جھوٹ بھل، حرص و طمع بے ایمان ناپ تول میں کمی۔ بغض و کینہ، ظلم رشتہ داروں سے بدسلوکی۔ بلا وجہ ہمسائے کو ستانے والا۔ احسان کر کے جتانے والا۔ ماں باپ کو ایذا دینے والا اللہ و رسول پر جھوٹ باندھنے والا۔ قبر یا پیر کو کھد کرنے والا۔ بوقت مصیبت ہال نوچنا، سینہ کوٹنا۔ رخسار پر طمانچے مارنا، ناشکری۔ کلمات زبان پر لانا، دکھاوے (ریا) ناموری کے لئے نیک کام کرنا جھوٹی قسم کھا کر واضح رہے کہ جس کام کے ارتکاب پر قرآن و حدیث میں وعید آئی ہو اسے گناہ کبیرہ کہتے ہیں اور جس پر وعید نہ آئی ہو اسے صغیرہ کہتے ہیں۔ گناہ صغیرہ سے بھی بچنا چاہیے مگر گناہ کبیرہ کا ارتکاب سخت گناہ ہے۔ گناہ کبیرہ کا مرتکب اگرچہ ایمان میں ضعف پاتا ہے، تاہم دائرہ اسلام سے اس وقت تک خارج نہیں ہوتا جب تک کہ وہ گناہ جانے اور اس کے ارتکاب کو عقیدۂ حرام و ناجائز ہی سمجھے۔ چند کبیرہ گناہوں میں مفسد و انجام کی کیفیت یہ ہے۔

قتل ناحق

سورہ نساء میں فرمایا جو کوئی مسلمان کو قصداً عداً ناحق قتل کرے گا اس کا بدلہ جہنم ہے۔ قاتل پر اس کا غضب اور لعنت ہے۔ قیامت کے دن سخت و شدید عذاب کا مستحق ہے۔ مسلمان کا قتل گناہ سخت گناہ اور بہت ہی بڑا گناہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ دنیا اور برباد ہو جانا اللہ کے نزدیک قتل مسلم سے ہلکا ہے۔ مسلمان کے خون کی حرمت اہل سنت کعبہ سے زیادہ ہے۔ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے اور اس کے قتل کو حلال سمجھنا ظلم ہے۔ آج کل معمولی بات پر ایک مسلمان دوسرے مسلمان کو قتل کر دیتا ہے؟ اللہ نے غضب و لعنت سے نہیں ڈرتا حالانکہ یہ معمولی گناہ نہیں ہے۔ اتنا سنگین گناہ ہے کہ قرآن نے اس کی سزا میں خالداً ہیہا تک کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ یعنی ناحق قتل کرنے والا جہنم میں ایک طول و طویل عرصہ تک سزا پاتا رہے گا۔

گناہ بہت بڑا گناہ ہے

حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کی قوت شہوانی کی تسکین کے لئے حد مقرر فرمائی ہے۔ اب جو اس حد سے آگے بڑھتا ہے وہ فحشا اور فاحشہ کا مرتکب ہوتا ہے۔ قرآن نے مسلمان کی نشانی یہ بتائی ہے کہ وہ اپنی شرم گاہ کی تکہانی کرتا ہے۔ وَالَّذِينَ هُمْ لِغُفْوٰ جِهَنَّمَ خَافُونَ (مومنوں) ۱۔ قرآن نے زنا کا نام فاحشہ اور افسوس فتنج رکھا ہے۔ اور حکم دیا ہے کہ زنا کے قریب بھی نہ جاؤ (اسرائیل) ۲۔ سورہ سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ جس قوم میں زنا ظاہر ہو گا وہ قحط میں اور جس میں عورت چاری ہوگی وہ بزدلی کے مرض میں گرفتار ہو جائے گی (ترمذی) جس بستی میں سود کا کاروبار ہو اس بستی کے لئے عذاب الہی حلال ہو جاتا ہے۔ تین شخصوں کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ نہ پاک کرے گا۔ نہ ان کی طرف نظر رحمت سے دیکھے گا بلکہ

ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ بوڑھا زانی جھوٹ بولنے والا بادشاہ فقیر (مسلم و نسائی) ساتوں آسمان اور زمین بوڑھے زانی پر لعنت کرتی ہیں زانیوں کی شرارت کی بدبو جہنمیوں کی ایذا کا باعث ہوگی (بزار) شرک کے بعد اولاد کو فقر و فاقہ کی سزا سے قتل کرنا۔ اپنے پڑوسی کی عورت سے زنا کرنا بہت بڑا گناہ ہے (بخاری و مسلم) باتوں کو عملی طور پر قبول کرو۔ میں تمہارے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ بات کرہ تو یہی وعدہ کرو تو پورا کرو۔ امانت میں خیانت نہ کرو۔ اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرو۔ لگا ہوں پتلی رکھو۔ برائی سے ہاتھ روکو۔ (احمد)

زنا کی سزا

زنا کا شرعی ثبوت ہو جانے پر شادی شدہ شخص کو سنگسار کرنا زنا کی حد ہے۔ اگر غیر شادی شدہ کی سزا سو کوڑے ہیں لیکن یہ کوڑے اس قسم کے نہیں ہوتے جو آج کل جیل میں لگائے جاتے ہیں حد اس سزا کو کہتے ہیں جس کی مقدار قرآن وحدیث نے مقرر کر دی ہے حد قائم کرنا بادشاہ اسلام یا اس کے نائب کا کام ہے۔ زانی پر حد اس وقت لگانی جائے گی جب کہ چار عادل مسلمان بالکل واضح صاف صریح الفاظ میں ایک ہی مجلس میں لفظ زنا کے ساتھ شہادت ادا کریں۔ عورتوں کی گواہی اس معاملہ میں نہیں مانی جاتی۔ یا خود زنا کرنے والا۔ قاضی کی عدالت میں چار بار پیشیوں میں صاف و صریح لفظوں میں زنا کا اقرار کر لے۔ قاضی ہر بار اس کے اقرار کو رد کیا دے گا اور یہ کہے گا نہیں تو نے زنا نہیں کیا محض چھوایا بوسہ لیا ہوگا، لیکن جب چوتھی پیشی پر بھی قاضی کے سامنے اپنے اقرار پر بالکل واضح طور پر قائم رہے تو پھر حد لگانی جائے گی۔ زنا کا اسلامی عدالت میں اس کے تمام ضابطوں کے ساتھ ثابت کرنا بہت مشکل کام ہے ان مسائل کی قانونی حیثیت سے واقفیت کے لئے کتاب بہار شریعت کا مطالعہ مفید ہوگا۔

مل قوم لوط

گناہ کبیرہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اس جرم کے مرتکب قاتل و مفعول کو قتل کر دو (ترمذی) اللہ تعالیٰ حق بات کرنے سے حیا نہیں فرماتا۔ جو عورت کے پیچھے کے مقام میں جماع کرے ملعون ہے۔ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہے گا۔ (ترمذی)

قوم لوط کا عمل کرنے پر حضرت علی رضی اللہ عنہ نے دونوں کو جلا دیا۔ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ نے دونوں پر دیوا گرا دی۔ قوم لوط کا عمل انتہائی ذلیل اور کبیرہ حرکت ہے اور طبی لحاظ سے بھی سخت نقصان دہ ہے۔ جو جوان اس میں مبتلا ہو جاتے ہیں جوش میں ہوش کھودیتے ہیں مگر پھر سخت سمجھتے ہیں۔ انہیں مختلف قسم کی بیماریاں لگ جاتی ہیں۔ تپ دق ہے۔ بدی کے کام کے نہیں رہتے۔ من چھپاتے پھرتے ہیں مگر اب تیرہ زرہ سے نکل چکا ہوتا ہے اس لئے عداوت سمجھتے ہیں اور کف افسوس ملنے کے سوا کوئی چارہ نہیں ہوتا۔

جوا اور شراب خوری

شراب پینا گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن نے خمر و جوا۔ شرابیں اور جوئے کے تمام اقسام کو انتہائی خبیث فعل قرار دیا ہے اور شیطانی کام جوا و شراب کی آمدنی حرام ہے۔ شراب خوری اور جوئے بازی آدمی کو ظالم۔ بدخلق بے شرم بے حیائاتی ہے۔ اخلاقی قدروں سے محروم کر دیتی ہے۔ نماز اور نیکی سے روکتی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے دنیا میں شراب پی آخرت میں شراب ٹھہرے محروم رہے گا (ترمذی) شراب پینے پلانے بیچنے۔ خریدنے۔ نہوڑنے لیجانے اور جس کے پاس لے جائے اس پر خدا لعنت کرتا ہے (ابوداؤد) حضور ﷺ نے ہرنشہ والی چیز کے استعمال سے منع فرمایا (ابوداؤد) ہر پینے والی چیز جو نشہ لائے حرام ہے (بخاری) حضور ﷺ نے

فرمایا میری امت کے کچھ لوگ نام بلی کر شراب استعمال کریں گے..... چرس بھگ
ایفون تازی چاٹو مار فیا اور اسی قسم کی تماشہ آور اشیاء سخت مضرت ہیں۔ نو جوان
جوانی کے جوش اور غلط اور آزاد منش دوستوں کی صحبت میں نشہ کے عادی ہو جائے
ہیں۔ مگر جب یہ نشہ والی چیزیں صحت برباد کر دیتی ہیں تو پھر بچھتاتے ہیں۔ اس لئے
ابتداء سے ان کے قریب نہیں جانا چاہیے۔ عام حالات میں دواء کے طور پر بھی شراب
(خمر) کا استعمال حرام و ناجائز ہے

نیک شادی شدہ عورت پر تہمت لگانا

اس کی عزت پر حرف رکھنا بھی گناہ کبیرہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس میں
جو برائی نہیں اس کی نسبت اس کی طرف کرنا بہتان ہے۔ قرآن نے جھوٹی تہمت
لگانے والے کو فاسق کہا ہے (نور) اور جو جھوٹی تہمت کا مرتکب ہو اور شرعی گواہی پیش
نہ کر سکے اس پر حد ہے۔

حد قذف زنا کی تہمت کی سزا

(۱) کسی مسلمان مرد عورت پر زنا کی تہمت لگانے کو حد قذف کہتے ہیں۔ یہ
بہت بڑا گناہ ہے۔ زنا کی تہمت لگانے والا اگر ثابت نہ کر سکے گا تو اسی کوڑے حد ہے۔
زنا کا ثبوت دوسروں کی گواہی یا اس کے اقرار سے ہوگا عورتوں کی گواہی اس معاملہ
میں بیکار ہے۔ تہمت لگانے والے پر حد واجب ہونے کے لئے چند شرطیں ہیں۔ اول
جس پر تہمت لگائی وہ مسلمان عاقل بالغ آزاد پارسا ہو اور تہمت لگانے والے کا لڑکا
پوتا یا گونگا یا خفی نہ ہو۔ دوم صاف و صریح لفظ (زنا) سے تہمت لگائی ہو۔ سوم یہ کہ جس
پر تہمت لگائی ہے وہ قاضی کی عدالت میں مطالبہ کرے تو حد لگائی جائے گی ورنہ
نہیں..... جب زنا کی تہمت لگائی اور چار گواہ زنا کے پیش کر دیئے یا خود اس نے چار

ارزنا کرنے کا اقرار کر لیا تو اس پر زنا کی حد لگائی جائے گی اور تہمت لگانے والا بری
ہو جائے گا اور اگر تہمت لگانے والا ثبوت شرعی نہ پیش کر سکا تو پھر اس کو اسی کوڑوں کی
حد لگائی جائے گی..... کسی عقیقہ پارسا عورت کو رٹڑی یا کبھی کہا تو یہ قذف ہے اور ایسا
کہنے والے پر اسی کوڑے حد ہے۔

(۲) زنا کے علاوہ کسی اور گناہ کی تہمت لگائی یا لواطت کی تہمت لگائی تو یہ بھی گناہ
کبیرہ ہے۔ ثابت نہ کر سکا تو قاضی جو چاہے مناسب سزا دے گا۔ یعنی اس معاملہ میں
حد نہیں ہے تعزیر ہے۔

سودی کاروبار

کرنے والوں کے لئے قرآن وحدیث میں سخت و شدید وعید آئی ہے سود
حرام قطعی ہے۔ اس کو حلال جاننے والا دائرہ اسلام سے خارج ہے اور سودی لین دین
کرنا گناہ کبیرہ ہے..... حضور ﷺ نے فرمایا۔ سود کا گناہ بائیس حصے ہے۔ ان میں
سے ادنیٰ یہ ہے کہ کوئی اپنی ماں سے زنا کرے (مسلم) سود لینے والے۔ دینے والے
سود کا کاغذ لکھنے والے اور گواہوں پر اللہ کی لعنت ہے (ترمذی) سود ایک درہم جس کو کوئی
کھائے چھتیس مرتبہ زنا سے بھی سخت ہے (احمد) قیامت کے دن سود خور کا پیٹ
مانپوں سے بھرا ہوا ایک کرہ کی طرح ہوگا۔ (ابن ماجہ) قرآن مجید میں:

سودی کاروبار نہ چھوڑنے والوں کو اللہ و رسول کی طرف سے جنگ کا چیلنج دیا گیا
ہے۔ چنانچہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو صحابہ کرام نے اپنے تمام سودی مطالبے ترک کر
دیئے اور یہ کہتے ہوئے تابع ہوئے کہ اللہ و رسول سے لڑائی کی ہمیں کیا تاب۔

قرض لے کر ادا نہ کرنا

یہ مرض عام ہو گیا ہے لوگ ضرورت کے وقت قرض لیتے ہیں اور ادا نہیں

کرتے جائیداد کرایہ پر حاصل کرتے ہیں مگر کرایہ نہیں دیتے یہ فعل شریعت کی نظر میں سخت برا اور گناہ کبیرہ ہے۔ مزدور سے کام لینے میں اور اجرت ادا کرنے میں ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں۔ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا۔ مزدور کی مزدوری اس کا پہلا سوکھنے سے پہلے ادا کرو۔ (بخاری)

حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس ہستی مقدس کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اگر کوئی شخص (تین بار) راہ خدا میں شہید کیا جائے اور اس پر قرض ہو تو جب تک قرض ادا نہ کر دے جنت میں نہ جائے گا (احمد) جس شخص پر قرض ہوتا تھا حضور ﷺ اس کی نماز جنازہ نہیں پڑھاتے تھے۔ قرض دار اگر تکدست ہے تو اسے معاف کر دینا یا مہلت دینا بہت ثواب کا کام ہے تکدست کو مہلت دینے والا قیامت کے دن اللہ کے خاص سایہ رحمت میں ہوگا لیکن یہ تصویر کا ایک رخ ہے۔ ہماری حالت یہ ہے۔ قرض کی ادائیگی کی فکر نہیں کرتے ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں جس کا نتیجہ یہ ہے کہ کسی مسلمان کی حاجت پوری کروینے کا جو بند یہ ایک مسلمان میں ہوا چاہیے وہ سرد پڑ رہا ہے اور جو لوگ کسی مسلمان کی حاجت پوری کرنے کی بطور قرض طاقت رکھتے ہیں وہ بھی اس کا رخیر سے ہاتھ روک لیتے ہیں اور یہ خیال کرتے ہیں قرض دے کر وصولی تو جب ہوگی پریشانی دہنی کوفت اور بلا وجہ کی دشمنی سے دوچار ہونا پڑے گا۔۔۔۔۔۔ بہر حال جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی و ثواب چاہتے ہیں انہیں بہر حال نیکی کرنی چاہیے۔ ایسے پر آشوب دور میں نیکی کرنا نیکی کا بہت ہی اونچا درجہ ہے۔

والدین کی نافرمانی کرنا

ان کی بے عزتی سخت گناہ کبیرہ ہے۔ ہمارے معاشرہ میں آج کل والدین کی عزت و احترام جیسا کہ چاہیے نہیں کیا جاتا مغربی تہذیب و تمدن نے اس معاملہ میں بہت زیادہ برا اثر ڈالا ہے۔ بہر حال قرآن و حدیث نے والدین کی عزت و احترام

سے متعلق جو ہدایات دیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ والدین کے ساتھ احسان کرو ماں باپ کے آرام و آسائش کے لئے وصیت کرو۔ والدین کی ضروریات زندگی پوری کرو۔ والدین کے لئے میراث میں چھٹا حصہ دو۔ اللہ کی عبادت کے بعد والدین کے ساتھ نیک برتاؤ فرض ہے والدین انتقال کر جائیں تو ان کے لئے دعائے مغفرت کرو۔ والدین کا شکر ادا کرو۔ (سورہ بقرہ لوح نمل عنکبوت لقمان احقاف مریم ابرہیم بنی اسرائیل نساء) حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا۔ محبوب ترین عمل نماز کے بعد والدین کے ساتھ نیکی کرنا ہے۔ والدہ کا حق باپ سے زیادہ (تین گنا) ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ماں کے قدم چومنا جنت کی چوکت چومنے کی طرح ہے۔ والدین جنت کا دروازہ ہیں۔ والدہ کے قدموں میں جنت ہے۔ والدین کو محبت کی نظر سے دیکھنا حج مقبول کے برابر ثواب ہے۔ والدین کی اطاعت و دخول جنت کا سبب ہے۔ جس کے والدین ضرورت مند ہوں اسے جہاد میں شرکت جائز نہیں۔ والدہ اور خالہ کی خدمت سے گناہ معاف ہوتے ہیں۔ والدین کے دوست و احباب کی بھی تعظیم کرو۔ والدین اگر مشرک ہوں تو بھی ان کے ساتھ تہذیب سے پیش آؤ۔ والدین کو گالی دنیا حتیٰ کہ اف کہنا بھی حرام ہے۔ والدین کے احسان کا بدلہ چکانا ناممکن ہے (ترمذی مسلم ابن ماجہ ابو داؤد ترمذی بخاری مشکوٰۃ) خوب یاد رکھیے ماں باپ کی بے حرمتی و بے عزتی کا نتیجہ اسی دنیا میں نکل آتا ہے۔ اولاد ان کے ساتھ بھی وہی سلوک کرتی ہے جو انہوں نے والدین کے ساتھ کیا تھا گواہ کا احساس نہ کیا جائے مگر بات یہ ہی صحیح ہے کہ والدین کو ایذا پہنچانے والا نامراد ہی رہتا ہے۔

اطاعت والدین حدود و شریعت کے اندر ہوگی

اگر وہ کسی ایسی بات کا حکم کریں جو شریعت کے خلاف ہو یا جس سے اللہ کے یا اس کے بندوں کے حقوق تلف ہوں وہاں ان کی اطاعت ہرگز نہ کی جائے گی۔ البتہ

چغل خوری

حضور ﷺ ایک دفعہ ایک قبر سے گزرے فرمایا چغل کھانے کے جرم میں اسے قبر میں عذاب ہو رہا ہے (بخاری) چغل خور جنت میں داخل نہ ہوگا۔ چغل خوری ایک ایسی فتنہ پردازی ہے جس کے نتائج بعض اوقات نہایت خطرناک صورت میں ظاہر ہوتے ہیں قتل و خونریزی تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔

غیبت و بدگوئی

گناہ کبیرہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا غیبت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی کی اس بات کا ذکر کرو جسے وہ ناپسند کرے (ابوداؤد) قرآن نے غیبت ایسے جرم کی سنگینیت کو مرے ہوئے بھائی کے گوشت کھانے سے تعبیر کر کے اس طرف اشارہ کیا ہے کہ لوگ تو شدت غم میں مردہ بھائی کی لاش کا چہرہ دیکھنا گوارہ نہیں کرتے مگر جو مردہ بھائی کی لاش کا گوشت نوچ کھاتا ہے (غیبت کرتا ہے) اس کی سنگدلی اور قساوت کا کیا نمونہ ہے۔ غیبت کے معنی یہ ہیں کسی شخص کے پوشیدہ عیب کو (جس کو دو دوسروں کے سامنے ظاہر کرنا پسند نہ کرے) اس کی برائی کرنے کے طور پر ذکر کرنا قرآن مجید میں حکم دیا گیا۔

لَا يَغْتَابُ بَعْضُكُم بَعْضًا

تم آپس میں ایک دوسرے کی غیبت نہ کرو۔

رشک جاتز ہے

اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی میں کسی نعمت کو دیکھ کر اللہ سے دعا کرنا کہ الہی مجھے اس نعمت کی مثل عطا فرما۔ یا کسی صالح کو نیکی کرتے دیکھ کر یہ آرزو کرنا کہ الہی مجھے بھی نیکی کاموں کی توفیق عطا فرمایا جائز ہے۔ حضور سید عالم نور مجسم ﷺ نے فرمایا

ضروری ہے کہ اگر وہ کوئی خلاف شرع حکم دیں تو انہیں نرمی کے ساتھ کر دیا جائے کہ حضور چونکہ یہ بات خلاف شرع ہے لہذا قبول نہیں کر سکتا۔

سب سے زیادہ حسن سلوک کے مستحق ماں باپ ہیں

سورہ بنی اسرائیل میں فرمایا۔ ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو۔ اگر وہ بڑھاپے کو پہنچ جائیں تو ان کو اف بھی مت کہو۔ نہ ان کو جھڑکو۔ ان سے نرمی و ادب سے بات کرو۔ ان کے لئے اطاعت کا بازو محبت سے جھکا دو۔ اور ان کے لئے بارگاہ الہی میں رحمت کی دعا کرو۔ (بنی اسرائیل ۳) قائدہ کی جو چیز تم خرچ کر دو ماں باپ اور رشتہ داروں پر پہلے خرچ کرو۔ فلولو الدین والاقربین (بقرہ ۳۶)

صدقات و خیرات رشتہ داروں کو دینے میں زیادہ ثواب ہے

فلولو الدین والاقربین (بقرہ)

جو چیز تم خرچ کرو۔ وہ ماں باپ اور رشتہ داروں وغیرہ پر (پہلے خرچ کرو۔ صدقات و خیرات..... اور زکوٰۃ فطرانہ) جب کہ مستحق ہوں (عزیز و اقارب کو دینا زیادہ ثواب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے اس کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا۔ اللہ تعالیٰ اس کا صدقہ قبول نہیں فرماتا جس کے رشتہ دار اس کے سلوک کے محتاج ہوں اور یہ غیروں کو دے مجھے اس ذات کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ایسے شخص کی طرف قیامت کے دن نظر (رحمت) نہیں فرمائے گا۔ لیکن یہ یاد رکھیے کہ صدقات و اجبہ زکوٰۃ فطرانہ ماں باپ دادا وادی تانا تانی اپنی اولاد پوتا پوتی نو اسانو اسی اگرچہ محتاج ہوں نہیں دے سکتے۔ دے دی تو ادا نہ ہوگی اپنے اصول و فروع کو صدقات و اجبہ نہیں دے سکتے۔

باتیں ایسی ہیں جن میں رشک کیا جاسکتا ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے مال و دولت دی اور وہ اس کو نیک کاموں میں خرچ کرتا ہے۔ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ نے علم و دین اور دولت عطا فرمائی اور وہ اس کے مطابق فیصلے کرتا اور اس کی تعلیم دیتا ہے۔ (بخاری)

رشک نیک باتوں پر کرنا چاہیے۔ بری باتوں اور گناہوں پر رشک کرنا مذموم ہے۔

قطع رحمی گناہ کبیرہ ہے

قرآن مجید اور حدیث رسول نے صلہ رحمی یعنی رشتہ داروں کے ساتھ نیک سلوک کو واجب قرار دیا ہے اور قطع رحم کو حرام و گناہ کبیرہ رشتہ کے درجات میں تفاوت ہے۔ اس لئے سب سے پہلے والدین پھر دادا و دادی نانا نانی شوہر زوجہ بیٹی پوتی بہن وغیرہ۔ ان کے بعد بقیہ رشتہ دار علی قدر مراتب صلہ رحم کے مستحق ہیں۔ باپ کے بعد دادا۔ اور بڑا بھائی بہنزلہ باپ کے ہے۔ چچا بھی باپ کی جگہ اور خالہ ماں کی جگہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ رشتہ والوں سے نیک سلوک کرنے سے عمر میں برکت رزق میں زیادتی اور بری موت سے نجات ملتی ہے۔۔۔ (حاکم) رشتہ عرش الہی سے لپٹ کر یہ کہتا ہے جو اسے ملائے گا اللہ اسے ملائے گا جو اسے کائے گا اللہ سے کائے گا۔ (بخاری) رشتہ کاٹنے والا جنت سے محروم ہے۔ (بخاری) دنیا و آخرت میں بہترین اخلاق یہ ہے کہ تم اس کو ملاؤ جو تمہیں جدا کرے جو تم پر ظلم کرے اسے معاف کر دو (حاکم) صلہ رحمی یہ ہے کہ رشتہ داروں کو ہدیہ یا تحفہ دیا جائے۔ حسب طاقت ان کی امداد اور اعانت ان کے ساتھ لطف و مہربانی سے پیش آیا جائے۔ ان سے ملاقات کی جائے۔ خط و کتابت رکھی جائے۔ غرض یہ کہ ہر وہ اچھا فعل جس سے باہمی محبت و الفت بڑھے صلہ رحمی ہے بہتر یہ ہے کہ ملاقات ایک دن کرے دوسرے دن نہ جائے۔ اسی طرح محبت و الفت زیادہ ہوتی ہے۔ فی زمانہ دینی تعلیم سے بے خبری کی وجہ سے اگرچہ اس قسم کے کردار کا مظاہرہ کرنا مشکل ہو گیا ہے، لیکن بایں ہمہ ہمارے مقدس

دین کی تعلیم یہ ہی ہے کہ اندھیروں میں چراغ جلاؤ۔ کوئی نیکی کا بدلہ کیا دیتا ہے اس سے بے نیاز ہو کر نیکی کرو۔

قسمیں کھانا

قسم کھانا جائز ہے، مگر قسم کو نیک کلام بنالینا خواہ بات سچی ہو یا جھوٹی بہت معیوب ہے۔ غیر خدا کی قسم قسم نہیں۔ قسم کے الفاظ یہ ہیں۔ خدا کی قسم۔ رحمن رحیم پروردگار۔ قرآن کی قسم۔۔۔۔۔ اپنے خیال سے سچی قسم کھانی مگر حقیقت میں جھوٹی ہے، مثلاً کسی کے حلق جانتا ہے کہ نہیں آیا۔ اس کے نہ آنے کی قسم کھالی۔ حقیقت میں وہ آ گیا تھا تو اس ہول چوک کی قسم کو یقیناً انوکھتے ہیں۔ اس میں نہ گناہ ہے نہ کفارہ لازم۔ ۲۔ آئندہ کے لئے قسم کہ خدا کی قسم میں یہ کام کروں گا یا نہیں کروں گا اس کو یقیناً منعقدہ کہتے ہیں۔ اس کے توڑنے پر کفارہ لازم ہے۔ دس مسکینوں کو کھانا کھلانا یا کپڑے پہنانا کفارہ ہے۔

قسم کا کفارہ

دس مسکینوں کو صبح و شام کھانا ضروری ہے اور یہ بھی شرط ہے کہ جن کو صبح کھلایا شام کو بھی انہیں ہی کھلائے۔۔۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا مثلاً قرض ادا نہیں کیا اور یہ جانتا ہے۔

جھوٹی قسم گناہ کبیرہ ہے

اور پھر جھوٹی قسم کھاتا ہے کہ دا کر دیا ہے اس کو یقیناً غصے کہتے ہیں۔ یہ گناہ کبیرہ ہے۔ تو یہ استغفار لازم و واجب ہے کفارہ لازم نہیں یعنی جھوٹی قسم اتنا بڑا گناہ ہے کہ کفارہ سے اس کی تلافی نہیں ہوتی صرف صدق دل سے توبہ و استغفار کرنا ضروری ہے۔ قرآن و حدیث میں جھوٹی قسم پر سخت وعید آئی ہے اور اسے منافقوں کا کردار قرار دیا گیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کے حق کو جھوٹی قسم سے لینا

چاہے گا اللہ تعالیٰ اس پر آتش دوزخ واجب کر دے گا۔ (مسلم)

کاہن یا نجوی کی بات کو سچا ماننا کفر ہے

حدیث پاک میں فرمایا کاہن یا نجوی جو غیب جاننے کا دعویٰ کرے۔ اس کی بات کو سچا ماننا کفر ہے کیونکہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ انبیاء کرام علیہم السلام کو عطا فرماتا ہے۔ کاہن یا نجوی کو نہیں جیسا کہ قرآن مجید کی سورہ جن میں اس کی تصریح ہے کہ اللہ تعالیٰ صرف اپنے رسولوں کو غیب کا علم عطا فرماتا ہے۔

رحمت خداوندی سے مایوسی کفر ہے

جیسے اللہ کی رحمت سے ناامید ہونا کفر ہے اسی طرح اس کے خوف سے بے ہوش ہونا کفر ہے۔ مسلمان نہ تو اللہ تعالیٰ کی رحمت سے ناامید ہوتا ہے خواہ کیسا ہی گنہگار ہو اور نہ اللہ کے خوف سے بے نیاز ہوتا ہے۔ اللہ کی رحمت سے مایوسی اور اس کے خوف سے بے نیاز صرف کافر ہوتا ہے۔ مسلمان نہیں۔ ایمان اُمید اور خوف کے درمیان ہے۔ زندگی میں اس کا خوف ہونا چاہیے اور رحلت کے وقت رحمت خداوندی کا امیدوار۔ اگر یہ معلوم ہو کہ جنت میں ایک ہی آدمی جائے گا رحمت الہی کی امید رکھنے کا مطلب یہ ہے کہ یہ امید رکھے میں ہی جنتی ہوں اور اگر سنے دوزخ میں ایک ہی شخص جائے گا تو اس سے ڈرے کہ وہ ایک شخص میں ہی ہوں گا۔ اَلْاِيْمَانُ بَيْنَ الْخَوْفِ وَالرَّجَا کا یہی مطلب ہے۔

گناہ پر فخر کرنا شریعت کا مذاق اڑانا

شریعت کے احکام کا مذاق اڑانا یعنی توہین کرنا اگرچہ اعتقاد اس کے خلاف ہی رکھے اور گناہ پر فخر کرنا حلال جاننا ہلکا سمجھنا بھی قریب بہ کفر ہے۔ احکام شریعت سے تمسخر و مذاق دراصل شریعت کے جھٹلانے اور انکار کرنے کی طرح ہے۔ اگر شیطان

کے قلب کی وجہ سے گناہ ہو جائے تو اسے گناہ ہی سمجھنا چاہیے۔ گناہ پر فخر و غرور اور اسے ہلکا نہ سمجھنا چاہیے۔

نفس کی حالت میں کفر

بکئے سے اگرچہ کفر نہیں ہوتا۔ مگر ہوش آنے کے بعد جب لوگ بتائیں تو توبہ و استغفار کرنی چاہیے۔

چوری کرنا

چوری وزنا کرنا گناہ کبیرہ ہے حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جب آدمی وزنا کرتا ہے۔ شراب پیتا ہے، چوری کرتا ہے اس وقت مومن کامل نہیں رہتا۔۔۔۔۔ پھر صدق دل سے توبہ کرے تو نور ایمان واپس آ جاتا ہے۔ (بخاری و مسلم و ترمذی) چوری کی سزا ہاتھ کاٹ دینا ہے۔ مگر اس سزا کے لئے بہت اہم شرائط ہیں جس کی تفصیل اس کتاب کے حصہ دوم میں بیان ہوں گی۔ گناہ کبیرہ ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا:

کاروبار میں دھوکہ فریب کرنا

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْا اَمْوَالَكُمۡ بَيْنَكُمۡ بِالْبَاطِلِ اِلَّا اَنْ تَكُوْنَ بَیْنَكُمْ عَنْ قَرَٰضٍ مِّنْكُمْ (۵)

”اے ایمان والو! تم آپس میں ایک دوسرے کا مال نا جائز طریق سے مت کھاؤ۔ لیکن یہ کہ لین دین ہو آپس کی خوشی سے۔“

یہ آیت لین دین کے متعلق ایک اصولی حیثیت رکھتی ہے۔ اور اس نے لین دین کے ان طریقوں کو جو ایمانداری کے خلاف ہیں اور جن کی کوئی حد نہیں ہے۔ ایک لفظ باطل سے بیان کر دیا۔ یعنی کسی کی چیز خواہ دھوکہ و فریب ظلم و جور سے لی جائے یا چوری اور غصب، رشوت اور خیانت اور سود کے ذریعہ حاصل کی جائے غرض یہ کہ جس

ناجائز طریقہ سے بھی دوسرے کا مال لیا جائے بدترین قسم کا گناہ کبیرہ ہے۔

اشیائے خوردنی میں ملاوٹ

بدترین کبیرہ گناہ ہے۔ اشیاء خوردنی میں ملاوٹ، دھوکہ فریب حتیٰ کہ بھول کے استعمال کی معمولی دوائی کی بوتلوں پر جعلی لیبل لگا کر فروخت کرنا یہ سب خواہش نفس ہی کے محرکات ہیں اور اللہ کا دین یہ کہتا ہے کہ نفع کم ہو یا زیادہ، تجارت میں فائدہ ہو یا نقصان، جھوٹ فریب دھوکہ کے ذریعہ حصول رزق حرام و ممنوع ہے۔ لہذا بندے کی بندگی اور فرہر داری کا سب سے زیادہ سخت امتحان معاملات و معاشرت کے احکام میں ہوتا ہے۔ قرآن مجید نے فرمایا:

وَمَنْ يُؤْفِكْ شَيْخًا نَفْسِهِ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْمُفْحُشُونَ۔ (حشر ۱۱)

اور جو اپنے شیخ کی بیعت سے بچائے گئے وہی لوگ فاحش پانے والے ہیں۔

سورہ شمس میں فرمایا

قَدْ أَفْلَحَ مَنْ زَكَّاهَا وَقَدْ خَابَ مَنْ دَسَّاهَا۔ (شمس)

مراد کو پانچاؤ جس نے اپنے نفس کو پاک کیا اور ناپا مراد ہو وہ جس نے اس کو مٹا

اور گندہ کیا۔

مطلب یہ کہ یہ حرص و طمع کا جذبہ ہی ہے جو انسان کو برائی اختیار کرنے حتیٰ کہ ایک کو دوسرے کی جان لینے تک پر ابھارتا ہے۔ ان آیات کی توجیہ میں حضور ﷺ نے فرمایا:

”حرص و طمع سے بچو کہ اسی نے تم سے پہلو کو برباد کیا۔ اسی نے ان کو آمادہ کیا کہ انہوں نے خون بہایا اور حرام کو حلال سمجھا“ (مسلم)۔ نسائی کی حدیث میں فرمایا: ایمان اور حرص ایک دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ (نسائی)

ظاہر کہ ایمان کا دل کا نتیجہ صبر، توکل اور قناعت ہے اور حرص کا نتیجہ بے اطمینانی

ہے مہری اور ہوس ہے جو تمام برائیوں کا سرچشمہ ہے۔ ایک اور حدیث میں فرمایا:

”انسان بوڑھا ہوتا ہے مگر اس کی دو چیزیں جوان رہتی ہیں۔“ جینے کی خواہش

اور مال کی حرص۔“ کئی صحابہ کا بیان ہے کہ آپ نے فرمایا:

”بھیڑیے جو بکریوں کے ریوڑ میں چھوڑ دیے جائیں وہ ان کو اتنا برباد نہیں

رہتے جتنی کہ مال و جاہ کی حرص انسان کے دین و ایمان کو برباد کر دیتی ہے۔“ (ترمذی)

معاملہ کار استعباری آخرت کی کامیابی کا مستحق ہے

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے جن لوگوں کے لئے اپنی مغفرت اور اجر عظیم کے

اعدے کیے ہیں۔ ان میں اسلام و ایمان اور خدا کی فرہر داری کے بعد پہلا درجہ بھوکوں

اور ہر قسم کے معاملات میں راست بازوں ہی کا ہے۔ سورہ احزاب میں فرمایا:

وَالصَّادِقِينَ وَالصَّادِقَاتِ آَعَدَ اللَّهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَأَجْرًا عَظِيمًا۔

”اور سچے مرد اور سچی عورتیں خدا نے ان کے لئے مغفرت اور بڑا اجر رکھا

ہے۔ (احزاب ۵) گناہ کبیرہ ہے۔ سورہ نساء میں فرمایا:

امانت میں خیانت

إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُكُمْ أَنْ تُؤَدُّوا الْأَمَانَاتِ إِلَىٰ أَهْلِهَا۔

بے شک اللہ عز و جل تم کو حکم دیتا ہے امانتوں کو ان کے مالکوں کے حوالے کر دیا

کرو۔

امانت کا دائرہ صرف روپے پیسے جائیداد اور مالی اشیاء تک محدود نہیں بلکہ مالی،

کالونی اور اخلاقی امانت تک وسیع ہے۔ کسی کا بھید آپ کو معلوم ہے تو اس کو چھپانا بھی

امانت ہے۔ کسی مجلس میں آپ ہوں اور وہاں آپ دوسروں کے متعلق کچھ باتیں سن

یں تو ان کو اسی مجلس تک محدود رکھنا اور دوسروں تک پہنچا کر فتنہ و ہنگامہ اور ملک کے

وقار کو نقصان پہنچانے کا باعث نہ بننا بھی امانت ہے اگر کوئی شخص کسی کا ملازم ہے تو کوری کی شرائط کے مطابق اپنی ذمہ داری کو محسوس کر کے انجام دینا یہ بھی امانت ہے اگر کوئی کسی کا بھتیجہ یا ملازم ہے اور وہ اس کی اجازت کے بغیر کچھ وقت چرا لیتا ہے بے سبب سستی کرتا یا دیر سے آتا یا وقت سے پہلے چلا جاتا ہے تو یہ بھی امانت کے خلاف ہے۔ یونہی ناپ تول میں کمی بیشی کرنا، خرید و فروخت کے وقت مبالغہ کے عیب کو چھپانا جھوٹ اور فریب سے کام لینا بھی امانت و دیانت کے خلاف ہے۔

ایک دن حضور ﷺ غلہ کے ایک ڈھیر کے پاس سے گزرے آپ نے دیکھا ہاتھ اس ڈھیر کے اندر داخل کر دیا تو اندر کچھ نمی وتری محسوس ہوئی۔ آپ نے وہاں سے دریاخت فرمایا کہ یہ کیا قصہ ہے اوپر سے تمہارے غلہ خشک ہے اور اندر سے نم ہے۔ اس نے عرض کی کہ کچھ بوندیں پڑ گئی تھیں جس سے غلہ تر ہو گیا تھا۔ آپ نے فرمایا پھر تم نے اس بھتیجے کو غلہ کو ڈھیر کے اوپر کیوں نہیں ڈالا کہ خرید اور تمہارے غلہ کے گیلے پن کو دیکھ سکتا۔ اس کے بعد فرمایا:

مَنْ غَشَّ فَلَيْسَ مِنِّي (مسلم)

جو کوئی (کاروبار میں ایسا) دھوکہ کرے وہ میرا نہیں۔

جو مال و دولت ناجائز طریقہ سے حاصل کی جائے وہ برکت سے خالی ہوگی اور اس کے بد اثرات اس دنیا میں بھی ظاہر ہوتے ہیں۔ چنانچہ بیماری، پریشانی، ناگہانی آفتیں بے اطمینانی اور نالائق اولاد سی کا نتیجہ ہوتے ہیں۔

روز حشر حق دار مدعی بن کر آئیں گے

آج کل کے بہت سے اچھے خاصے دیندار حلقوں میں بھی معاملات، قرض و فروخت، امانت قرض نوکری اور مزدوری کی اصلاح کا اتنا اہتمام نہیں جتنا کہ چاہیے۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بہت لوگ جن کی حالت نماز روزہ وغیرہ عبادات کے لحاظ سے

بے کچھ غنیمت بھی ہے۔ کاروبار کے بھی پاک نہیں۔ واضح رہے کہ لین دین میں جو کہ وخیات اللہ کی نافرمانی اور بندے کی حق تلفی ہونے کی وجہ سے ذیل جرم ہے۔

رہا یہ خیال، جیسے اللہ تعالیٰ کے کرم سے معافی کی امید ہی ہے۔ قیامت کے دن جس بندہ کی حق تلفی ہوئی ہے۔ اس سے بھی معافی حاصل کر لی جائے گی، تو اگرچہ اس کا امکان ہے، مگر کون کہہ سکتا ہے جو بندے ہم جیسے کم حوصلہ ہیں وہ قیامت کے دن ضرور ہی معاف کر دیں گے پھر اگر وہ معاف نہ کریں تو؟

حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں جب وہ لوگ عرصات محشر میں مقام حجاب پر پہنچیں گے جن کی دنیا میں حق تلفی کی گئی ہے۔ جن کے حقوق مارے گئے ہیں تو ان کی بن کر اللہ تعالیٰ سے انصاف کے طالب ہوں گے، پھر اللہ تعالیٰ انصاف اور فیصلہ دے گا اور نتیجہ یہ ہوگا کہ نماز روزہ صدقہ و خیرات کی قسم کی ان لوگوں کی ساری گامیائیں ان مدعیوں کو دلوا دی جائیں گی اور جب ان نیکیوں سے بھی ان لوگوں کے حق پورے نہ ہوں گے تو ان مدعیوں کے کچھ گناہ ان لوگوں پر لاد دیے جائیں گے ہالا خریہ لوگ جہنم میں ڈالوا دیے جائیں گے۔

رشوت دینا لینا

گناہ کبیرہ ہے۔ رشوت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی باطل غرض اور ناحق مطالبہ کی تکمیل کے لئے کسی ذی اختیار یا کارپرداز شخص کو کچھ دے کر اپنے موافق کرے۔ آج کل کے اغراض باطلہ فاسدہ کے حصول کے لئے رشوت دینے کو یہودیوں کے نام میں سے ایک بزم شمار کیا ہے۔ وہ اپنے پیٹ کی خاطر اپنے علماء کو اس لئے بھیس دیتے تھے کہ آنحضرت ﷺ کے جو اوصاف و ثورات میں ہیں وہ عام لوگوں کو بتائیں۔ قرآن مجید میں ان لوگوں کے متعلق فرمایا:

أُولَٰئِكَ مَا يَأْكُلُونَ لَيْسَ لَهُمْ نَصَبٌ وَلَا نَصْرٌ

”یہ یہود اپنے بیٹوں میں آگ بھرتے ہیں۔“

اس کے بعد قرآن نے مسلمانوں کو ہدایت دی کہ وہ یہود کی اس خصلت اور

اپنائیں، سورۃ بقرہ میں فرمایا:

وَتَذَلُّوا بِهَا إِلَى الْحُكَّامِ لِنَاكُلُوا مِنْ أَمْوَالِ النَّاسِ بِالْأَنفِ

”اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے مت لے

اور نہ مال کو حاکموں تک پہنچاؤ تا کہ لوگوں کے مال کا کچھ حصہ گناہ سے کھا جاؤ۔“

حضور ﷺ نے فرمایا رشوت دینے اور لینے والے دونوں پر اللہ کی لعنت ہے۔

(۲) اگر جان و مال اور آبرو (جو ناحق ضائع ہو رہی ہو) یا کسی کے ذمہ اپنا حق

ہے جو بغیر رشوت وصول نہ ہوگا، تو ایسی صورت میں رشوت دے سکتے ہیں، مگر لینے والا

بہر حال گنہگار و ظالم قرار پائے گا۔ اس کو حق دار کے حق کی ادائیگی کے لئے رشوت

تخت گناہ ہے۔ اس صورت میں بھی رشوت دینے سے بچا جائے اور صبر و شکر سے کام

لیا جائے تو یہ بھی نیکی کا اعلیٰ کردار ہے۔

قطع تعلق

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: مسلمان کے لئے یہ جائز نہیں کہ (وہ اپنا

رنجش کی وجہ سے) اپنے مسلمان بھائی سے قطع تعلق کرے، جب دونوں ملیں تو آپ

ادھر منہ پھیر لے اور دوسرا ادھر تین دن سے زیادہ قطع تعلق جائز نہیں۔ اگر تین دن گزر

گئے تو ملاقات کرے سلام کرے اگر دوسرا جواب دے دے راضی ہو جائے تو ٹھیک

تین دنوں شریک ہوں گے اور اگر دوسرے نے جواب نہ دیا۔ راضی نہ ہوا تو

گناہ گار رہے گا پہلا گناہ سے نکل جائے گا۔ (مسلم بخاری ابوداؤد) الغرض کسی مسلمان

سے دنیاوی رنجش کی بنا پر تین دن سے زیادہ قطع تعلق رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔

بغض و حسد

ایک مسلمان کو دوسرے مسلمان سے بغض و حسد رکھنا گناہ کبیرہ ہے۔ حضور سید

عالم ﷺ نے فرمایا: شعبان کی پندرہویں شب کو توبہ کرنے والوں کی توبہ قبول ہوتی

ہے، مگر دنیا کی وجہ سے بغض و حسد رکھنے والے کو اس کے حال پر چھوڑ دیا جاتا ہے

(قاضی) حسد عینوں کو اس طرح کھا جاتا ہے جیسے آگ گھاس کو کھا جاتی ہے۔ حسد

ایمان کو ایسا ہکا بٹاتا ہے جیسے ایلو اشہد کو کڑوا کر دیتا ہے۔ (دیلی ابن ماجہ) حسد کے معنی یہ

ہیں کہ کسی شخص میں خوبی دیکھی کہ وہ خوشحال وہ خوش خصال ہے۔ اب دل میں یہ آرزو

کرتا ہے یہ نعمت اس سے چھین جائے اور مجھے مل جائے۔

تعزیر کے معنی

وہ برے کام جن کے ارتکاب پر قرآن و حدیث نے سزا مقرر نہیں کی بلکہ

(قاضی) کی رائے پر چھوڑا ہے کہ جیسا مناسب سمجھے سزا دے دے اسے تعزیر کہتے

ہیں قاضی بطور تعزیر مندرجہ ذیل سزا دے سکتا ہے۔ قید کوڑے مگر کم سے کم تین زیادہ

سے زیادہ ۳۹ گوشالی، ڈانٹ ڈپٹ ترش روئی۔ ملزم کی طرف غصہ کی نظر سے دیکھنا۔

تعزیر بالمال جرمانہ لینا جائز نہیں مندرجہ ذیل جرموں پر قاضی تعزیر کر سکتا ہے۔

وہ جرائم جن کا مرتکب مستحق تعزیر ہے

شراب پیچنے والا۔ نوحہ ماتم کرنے والا بلا غدر شرعی رمضان کے روزے نہ

رکھنے والا تا بالغ بچی کو بھگا کر کسی سے اس کا نکاح کر دینے والا چوپایہ کے ساتھ برافضل

کرنے والا کسی مسلمان کو تھپڑ مارنے والا۔ برسر بازار پگڑی ٹوپی اتارنے والا۔

مسلمان کو فاسق قاذر غبیٹ لوطی۔ سود خوار شراب خور خائن لٹیوٹ، مخنث، بھڑوا، حرام

زادہ ولد الحرام، پلید، سفلہ، کمین، جواری کافر، منافق، زندیق، یہودی نصرانی کافر کا بچہ

نصرانی کا بچہ کہنے والا جب کہ وہ شخص ایسا نہ ہو جیسا اس نے کہا (سورکتا گدھا قتل بندر، آلو کہنے والا مستحق تعزیر ہے۔ جب کہ مقدمہ عدالت میں پیش ہو تعزیر قاضی کا کام ہے۔ جس کو گالی وغیرہ دی ہے۔ وہ اگر معاف کر دیں تو تعزیر ساقط ہو جائے گی۔ لی زمانہ اخلاق ایسے بگڑ گئے ہیں کہ بات بات پر ہنسی مذاق میں گالی گلوچ اور بدکلامی کو ہمارے نہیں سمجھا جاتا۔ حالانکہ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ مسلمان کو گالی دینا فسق ہے۔ (بخاری)

قانون شرعی کو اپنے ہاتھ میں لینا

ممنوع ہے سزا دینا قاضی و حاکم کا کام ہے جبکہ مقدمہ اس کی عدالت میں پہنچے۔ البتہ چند صورتیں ایسی ہیں کہ ظالم اور چور ڈاکو وغیرہ سے اپنے جان و مال و عزت و آبرو بچانے کے لئے (حفاظت خود اختیار) کی بناء پر قتل کر دے یا اسے زخمی کر دے تو جائز ہے۔ دے سکتا ہے۔

(۱) عورت اکیلی ہے اور ایک بد معاش زبردستی زیادتی کرنا چاہتا ہے اور آبرو جانے کا خطرہ ہے اور کسی طرح خلاصی کی راہ نہیں ہے تو عورت اس ظالم کو قتل کر سکتی ہے۔

(۲) اسی طرح چور ڈاکو وغیرہ چوری کرنے لگیں۔ شور مچانے اور مار پیٹ سے بھی باز نہ آئیں تو ایسی صورت میں قتل کر دے تو حرج نہیں۔ ان صورتوں میں قاتل پر کوئی قصاص ہو گا نہ گناہ۔

ذخیرہ اندوزی ممنوع ہے

یعنی کھانے پینے اور عام ضرورت کی چیزوں کو ذخیرہ کر کے رکھنا کہ جب گرام ہوگی فروخت کروں گا سخت ممنوع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو چالیس روز تک ادھکار کرے اللہ تعالیٰ اسے جزام اور اللہ اس میں مبتلا کرے گا۔ اللہ اور فرشتوں اور تمام

ادیبوں کی اس پر سخت ایسے شخص کے لئے قبول نہ فرض ادھکار اسی صورت میں ہوگا جب کہ ضروری اشیاء کا روکنا ذخیرہ کرنا وہاں رہنے والوں کے لئے مضر ہو۔ حکومت اسلامی ہو تو قاضی شرع حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے لائق غلہ رکھ لے باقی فروخت کر دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو قاضی شرع حکم دے گا کہ اپنے گھر والوں کے لائق غلہ رکھ لے باقی فروخت کر دے۔ اگر وہ ایسا نہ کرے تو قاضی شرع بالجبر فروخت کر دے گا اور ادھکار کرنے والے کو مناسب سزا بھی دے گا (ہدایہ) حاکم وقت کو قحط کا خطرہ ہو تو ادھکار کرنے والے کا غلہ بالجبر لے کر عوام میں تقسیم کر دے گا۔ پھر جب ان کے پاس غلہ آ جائے تو جس شخص نے جتنا جتنا لیا ہے مالک کو واپس دینا ضروری ہوگا۔ اگر تاجر اشیاء کے نرخ بہت زیادہ کر دیں تو حاکم شرع کو مناسب نرخ مقرر کرنا جائز ہے۔

کوئی چیز رہن رکھ کر اس سے نفع حاصل کرنا مکروہ ہے۔ حدیث میں ہے۔

کل فرض جوبہ نفعاً فہو ربوا

ہر وہ قرض جس سے نفع حاصل ہو وہ سود ہے

مذکورہ بالا صورت میں زمین کی پیداوار لینا مکروہ ہے مرتہن کو چاہیے کہ جس قدر پیداوار اس نے زمین سے حاصل کی ہے اس کی قیمت راہن کو واپس کر دے۔ فتاویٰ امام غزالی میں ہے۔

یکرہ للمرتہن ان ینضع بالمرہن وان اذن له الراہن

”مرتہن کے لئے مکروہ ہے کہ راہن سے نفع حاصل کرے اگرچہ راہن اس کو

اجازت دے دے۔

خود کشی حرام ہے اسے حلال سمجھنے والا کافر ہے

نبی ﷺ نے فرمایا جو شخص اپنا گلا گھونٹ کر جان ختم کرتا ہے وہ جہنم میں بھی

اپنا گناہ مٹاتا رہے گا اور جو شخص برہمن یا تیر سے اپنی جان لیتا ہے وہ جہنم میں بھی اس طرح مارتا رہے گا۔

مطلب حدیث یہ ہے کہ خودکشی کرنے والے نے عدم صبر کا مظاہرہ کیا۔ اللہ خدا پر اپنی جان نہ چھوڑی اور یہ خیال کیا کہ وقت آنے سے پہلے ہی سرجاؤں۔ حالانکہ وقت سے پہلے کوئی نہیں سرسکتا، خودکشی کرنے والا بھی وقت معین پر ہی مرتا ہے اور اس کا مرتا اسی طرح مقدر ہوتا ہے جو شخص خودکشی کو حلال جانے وہ کافر ہے۔ خودکشی کو حرام جانتے ہوئے خودکشی کرنے والا سخت گنہگار ہے۔ مگر اس کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ خودکشی بھی آج کل فیشن ہو گئی ہے۔ بعض نوجوان محض والدین پر رعب جمانے کے لئے ایسا فعل کرتے ہیں اور بعض مایوس ہو کر مگر یہ فعل ہے نہایت برا اور بزدلی اور حرام و ناجائز گناہ کبیرہ۔

ایک شخص کا جنازہ لایا گیا جس نے تیروں سے خودکشی کی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کا جنازہ نہیں پڑھایا۔ لیکن صحابہ کو پڑھنے سے منع بھی نہیں فرمایا۔ (بخاری) جس سے واضح ہوا کہ اگر قوم کا امام اور بزرگ کسی فاسق و فاجر کا اس لئے جنازہ پڑھے کہ لوگوں کو عبرت ہو تو حرج نہیں۔ حضور ﷺ نے اس شخص کی نماز جنازہ اسی لئے نہیں پڑھی تھی تاکہ لوگوں کو احساس ہو کہ ایسے جرم کے مرتکب کا جنازہ حضور ﷺ کی شرکت کے شرف سے محروم ہو جاتا ہے۔

گھروں میں جاندار کی تصویر رکھنا بے برکتی کا سبب ہے

گھروں، مکانوں، دوکانوں میں جاندار کی تصویریں خصوصاً عورتوں کی نگلی اور نقش تصاویر آویزاں کرنے کا عام رواج ہے مگر بات یہ ہی صحیح ہے کہ عمل ہمارا خواہ کچھ بھی ہو جاندار کی تصویریں بے برکتی کا سبب ہیں۔ ان کی جگہ حضور ﷺ کا روضہ اقدس طہین پاک وغیرہ متبرک چیزوں کے نقشہ آویزاں کرنا چاہیے تاکہ برکت ہو۔

حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ جس گھر میں جاندار کی تصویر ہوتی ہے۔ رحمت کے فرشتے نہیں آتے۔۔۔۔۔ جانوروں کی کھال میں بھوسہ بھر کر یا حنوط شدہ جانور گھر میں سجاوٹ کے لئے رکھتے ہیں یہ جائز ہے۔ اگر جاندار کی تصویر فرش یا پائندہ انداز میں ہو کہ اس پر چلیں پاؤں رکھیں تو یہ جائز ہے۔ اس صورت میں یہ کمرہ ملائکہ رحمت سے محروم نہیں رہے گا۔ کیونکہ تصویر موضع اہانت میں ہو تو جائز ہے۔ اسی طرح تصویر دارنوٹ۔ روپے پیسے رکھنا، بلکہ سنبھال کر اور نہایت احتیاط سے محفوظ مقام پر رکھنا یہ بھی بحال ضرورت جائز ہے۔ الضرورة تبيح المحظورات تصویر دارنوٹ اگرچہ بلا اہانت رکھا جاتا ہے، مگر ترک اہانت بوجہ تصویر نہیں بلکہ بے سبب مال ہے۔ اگر نوٹ یا سکہ پر تصویر نہ ہوتی۔ جب بھی وہ ایسے ہی احتیاط سے (بلا اہانت) رکھا جاتا (نافہم) اسی طرح تصویر دار اسٹامپ ڈاک کے ٹکٹ وغیرہ کا ضرورت رکھنا بھی جائز ہے۔

نکاح کرنا سنت ہے

حضور ﷺ نے فرمایا جو میرے طریقہ کو محبوب رکھے وہ میری سنت پر چلے اور میری سنت نکاح ہے۔ (تہذیبی) نکاح نظروں کو ٹپکنے سے روکتا ہے اور شر مگاہ کی حفاظت کرنے والا ہے (بخاری) پارسائی کے ارادہ سے نکاح کرنے والے کی اللہ تعالیٰ مدد فرماتا ہے (ترمذی) جب کوئی نکاح کرتا ہے تو شیطان کہتا ہے افسوس اس نے اپنا ذوق تہائی دین بچا لیا۔۔۔۔۔ حرام سے بچنے محبت و پیار کا معاشرہ قائم کرنے کے لئے نکاح کرنا مسنون اور ثواب ہے۔ باوجود وسعت کے نکاح نہ کرنا کوئی نیکی نہیں۔۔۔۔۔ اعتدال کی حالت میں جب کہ مہر و نفقہ پر قدرت ہو نکاح کرنا سنت مودکہ ہے۔ نکاح نہ کرنے پر اڑے رہنا گناہ ہے۔ غلبہ کی حالت میں کہ معاذ اللہ زنا میں ملوث ہو جائے گا یا بری نظر کو روکنے پر قادر نہ ہوگا تو نکاح کرنا واجب ہے۔ اگر یقین ہو کہ نکاح نہ کرنے سے زنا واقع ہو جائے گا تو نکاح کرنا فرض ہے۔ نکاح اور اس کے

حق و حقوق ادا کرنے اور اولاد کی تربیت میں مشغول رہنا شریعت کی نظر میں نوافل میں مشغول رہنے سے افضل ہے۔ واضح رہے نکاح ہر صورت میں اسی وقت فرض واجب ہو سکے گا جب کہ مہر و نفقہ کا مالک ہو ورنہ ترک نکاح پر گناہ نہ ہوگا۔

شادی بیاہ پر دف بجانا جائز ہے

شادی بیاہ کے موقع پر چھوٹی بچیاں دف یا منی کا گفڑ معمولی قسم کی دھوکی بجانیں۔ یا لوگ گیت (جو کہ اخلاق کو خراب کرنے والے اشعار پر مشتمل نہ ہوں) گائیں یا معمول سے زیادہ بطور زینت روشنی کریں خوشی و مسرت کا اظہار کریں جائز ہے۔ مگر کسی جائز کام میں بھی اسراف و تنہیز (فضول خرچی) رنڈیوں کے ناچ وغیرہ ایسی ہی مذاق جو بچوں بچوں جو انوں کے اخلاق کو خراب کریں ممنوع ہے۔

خوشی و مسرت کا ضابطہ

خوشی و مسرت کے موقع پر بہت سی رسمیں جاری ہیں۔ ان کے متعلق شرعی قاعدہ یہ ہے جو رسوم قرآن و حدیث کے خلاف ہوں وہ ناجائز ہیں..... اور جو قرآن و حدیث کے خلاف نہیں جائز تو ہیں مگر ضروری وہ واجب نہیں کہ قرض لے کر زمین یا کوئی قیمتی چیز رہن رکھ کر ضروران کو ادا کیا جائے ورنہ برادری میں ناک کٹ جائے گی کی بنیاد پر جو کام کیا جائے گا۔ بہر حال وہ نامناسب ہی ہوگا اور آدمی مشقت میں پڑ جائے گا لہذا چادر دیکھ کر پاؤں پھیلاتا چاہیے اور غیر ضروری اور غیر مناسب رسوم کو ترک کر دینا چاہیے مرد و عورت کو شادی کے موقع پر پھولوں کا سہرا اور ہار باندھنا جائز ہے۔

بیوی کیسی منتخب کی جائے

بیوی، باکرہ، بے بیاہی نیک سیرت، صالحہ دین دار صاحب جمال شریف منتخب کرنی چاہیے۔ نکاح میں مال حسب و نسب۔ جمال اور دین و مذہب کا لحاظ رکھا

جاتا ہے ان میں سے سب سے اہم دین و مذہب ہے۔ بد مذہب گمراہ عورت سے نکاح نہ کرنا چاہیے۔ اسی طرح فاسقہ زانیہ..... سے نکاح مناسب نہیں..... حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: نیک عورت اچھا وسیع مکان اچھی سواری نیک بختی کی علامت ہے (احمد) نیک بیوی سے بہتر کوئی چیز نہیں اور نیک بیوی وہ جو شوہر کی جائز بات مانے۔ اسے دیکھے تو خوش کر دے اگر کسی بات پر قسم کھا بیٹے تو قسم سچی کر دے اور کہیں باہر چلا جائے تو نفس اور شہر کے مال کی حفاظت کرے۔ (طبرانی)

شوہر کیسا ہو

تقریباً یہی ہی صفات شوہر میں بھی ہونی چاہیے۔ بیوی پر زیادتی ظلم کرنا۔ یار دوستوں میں خرچ کرنا اور بیوی بچوں کا خیال نہ رکھنا۔ بیوی کو نہ آباد کرنا اور نہ طلاق دینا جیسا کہ فی زمانہ عام ہے اسے اپنی خریدی ہوئی لونڈی سمجھنا۔ حرام دانا جائز اور گناہ کبیرہ ہے۔ مرد و عورت خوش خلق بنی ہونا چاہیے۔

عورت و مرد ایک دوسرے کا لباس ہیں

قرآن نے عورتوں کو مردوں کا اور مردوں کو عورتوں کا لباس قرار دیا ہے۔ (سورہ بقرہ) جس کا مطلب یہ ہے تم ان کی زینت ہو اور وہ تمہاری تم ان کی خوبصورت ہو اور وہ تمہارے ماں باپ اولاد کے بعد قریب ترین تعلقات کی فہرس میں میاں بیوی آتے ہیں۔ حقوق انسانیت کے لحاظ سے دونوں برابر ہیں، مگر عورت کی دیکھ بھال خبر گیری اس کے جائز مصارف کو پورا کرنے کا بوجھ اٹھانا عورت کی حفاظت و بچاؤ کی خاطر مرد کو جسمانی صلاحیتیں عورتوں سے زیادہ دی گئی ہیں۔ سورہ نساء میں فرمایا:

مرد و عورتوں کے سربراہ ہیں اس لئے کہ اللہ نے ایک کو ایک پر بزرگی دی ہے اس لئے کہ مرد اپنا مال ان پر خرچ کرتے ہیں تو نیک بیبیاں فرمانبردار ہوتی ہیں اور

غائبانہ شوہر کی تکہائی کرتی ہیں۔ (نساء: ۶)

یعنی نیک بیبیاں شوہر کی غیر حاضری میں اپنی شوہر کی عزت اور مال کا خیال رکھتی ہیں ان کی اللہ نے یہ ہی فطرت بنائی ہے۔ اب اگر کسی عورت سے اس کے خلاف ظہور میں آئے تو وہ فعل خلاف فطرت ہے، حضور ﷺ نے فرمایا، تم میں سب سے بہتر وہ جو اپنی بیبیوں سے بہتر سلوک کرے۔ (ترمذی)

جوان لڑکی کا بوڑھے سے نکاح

کردینا۔ اسی طرح تعلیم یافتہ کو جاہل ان پڑھ کے پلے باندھ دینا بہت سی خرابیوں کو پیدا کرتا ہے۔ اگرچہ نکاح ہو جاتا ہے مگر ہے بہت ہی نامناسب ناروا بالغ لڑکی کی اجازت و رضامندی نکاح کے لئے شرط ہے۔ اس کی اجازت و رضامندی کے بغیر زبردستی نکاح کر دینا باطل اور گناہ ہے جس عورت سے نکاح کرنا چاہتا ہے اسے سرسری طور پر دیکھنے میں حرج نہیں۔

جس سے نکاح کرنا چاہیے اسے دیکھ سکتا ہے

دیکھنے کا مطلب صرف یہ ہے کہ ایک نظر دیکھ لے اور بس یہ نہیں جیسا کہ یورپ میں ہوتا ہے کہ نکاح سے قبل ہی تمام مراحل طے کر لئے جاتے ہیں۔

بابرکت نکاح

حضور ﷺ نے فرمایا: نکاح پاک دامنی، صلہ رحمی اور پارسائی کی نیت سے ہو تو بابرکت ہے اور محض مال عورت کی عزت ووجاہت اور نسب کی بنا پر ہو تو بربکت نہیں ہوتی ذلت محتاجی اور کمینہ پٹی آئے گی۔ (طبرانی)

مہر کم باندھنا

آج کل مہر کم باندھنے کا رواج ہے جو نامناسب ہے۔ حسب توفیق مہر کی رقم ناظر خواہ ہونی چاہیے۔ کم از کم مہر کی مقدار دس درہم ہے۔ یعنی ۲۰ لے آٹھ ماش باندی اس سے کم مہر جائز نہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں۔ دونوں کی مرضی سے جس قدر باندھا جائے جائز ہے مہر عورت کا مرد پر قرض ہوتا ہے جس کی ادائیگی واجب ہے۔ یہ سمجھنا کہ مہر کتنا ہی باندھ لو کون لینا دیتا ہے یہ خیال بہت خراب ہے۔

جہیز

والدین حتی المقدور شادی کے موقع پر لڑکی کو جہیز دیں تو یہ ایک بہت مناسب رسم ہے۔ جہیز کو لعنت اور سماجی خرابی قرار دینا للط ہے۔ ہاں اسراف و تہذیر فضول خرچی یا ناموری یا سودی قرض لے یا تکبر و غرور کے اظہار کیلئے جہیز کا انبار لگا دینا جائز نہیں ہے۔

عدت کے اندر پیغام نکاح دینا ممنوع ہے

جو عورت عدت گزار رہی ہو عدت کے اندر اس سے نکاح کرنا حرام ہے۔ اسی طرح عدت کے اندر صاف و صریح الفاظ میں اس کو نکاح کا پیغام دینا بھی ممنوع ہے لیکن پردہ کے ساتھ خواہش نکاح کا اظہار گناہ نہیں۔ مثلاً یہ کہے کہ تم بہت نیک عورت ہو۔ اپنا ارادہ دل ہی میں رکھے اور زبان سے اظہار نہ کرے۔ اشارہ کنایہ سے خواہش کا اظہار ہو۔

دعوت ولیمہ

سنت ہے اپنی بیوی کے پاس جو پہلی رات گزاری جائے اور اس کی صبح کو جو دعوت کی جائے اسے ولیمہ کہتے ہیں۔ عزیز و اقارب دوست محلہ کے لوگ اور ہمسایوں

کو اس میں دعوت دی جائے۔ اس دعوت میں فقراء کو بھی مدعو کیا جائے انہیں بھی مہمانوں کی طرح عزت کے ساتھ کھانا دیا جائے۔ (مسلم) ولیمہ کی دعوت کو قبول کرنا کم از کم سنت مؤکدہ ہے بعض علماء وجوب کے قائل ہیں کیونکہ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے ولیمہ کی دعوت کو قبول نہ کی اس نے اللہ و رسول کی نافرمانی کی۔ حضور ﷺ نے سب سے بڑا ولیمہ حضرت زہیب کے نکاح پر کیا جس میں پوری بکری کا گوشت پکایا گیا۔ (مسلم) اس ولیمہ میں حضور ﷺ نے حاضرین کو پیٹ بھر کر گوشت روٹی کھلائی (بخاری) حضرت صفیہ کے ولیمہ میں کھجور اور غنیمت پر دعوت کی گئی (بخاری) ستوا اور کھجوریں تھیں (ترمذی) بہر حال ولیمہ کی ضیافت حسب قوت و طاقت کرنا سنت اور باعث برکت ہے۔ اس کے لئے قرض لینا مناسب نہیں۔ جتنی اور جس قدر کی طاقت ہو اس کے مطابق کی جائے۔

میاں بیوی کے حقوق

کے متعلق حضور سید عالم ﷺ کے مندرجہ ذیل دو ارشادات کو سامنے رکھ لیجیے۔ حضور فرماتے ہیں ہیں۔ اگر غیر خدا کو سجدہ جائز ہوتا تو میں عورتوں کو حکم دیتا کہ اپنے شوہروں کو سجدہ کریں اور بیوی کے حق کے متعلق فرمایا تم میں بہترین مسلمان وہ ہے جو اپنی بیوی سے اچھی طرح پیش آئے۔ ان دونوں حدیثوں کی روشنی میں اندازہ کر لیجیے۔ اسلام میاں بیوی میں محبت و پیار کی کیسی فضا کو پسند کرتا ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

وَعَايِشُ وَهَنَ بِالْمَعْرُوفِ

”مستورات سے اچھی معاشرت رکھو۔“

اگر کسی کی دو چار بیویاں ہوں تو کھانے، پہننے مکان، نان نفقہ وغیرہ سب میں عدل برابری و مساوات شوہر پر لازم و واجب ہے۔

شوہر پر کیا واجب ہے

اپنی مالی حیثیت و وسعت کے مطابق شوہر پر واجب ہے کہ وہ اپنی بیوی کو پکی پکائی روٹی، رہنے کے لئے علیحدہ کمرہ پہننے کے لئے گرمی و سردی کے لحاظ سے کپڑے مہیا کرے بچہ کی پیدائش پر جو اخراجات ہوں وہ بھی شوہر پر واجب ہیں۔ شوہر بیوی کیلئے خوشبو سرمہ مسی مہندی۔ صابن گنگھی تیل وغیرہ لائے تو عورت کو اس کا استعمال کرنا ضروری ہے شوہر کو خوش کرنے کے لئے صاف ستھرا رہنا۔ ہنساؤ سنگھار کرنا۔ عمدہ اور اچھے کپڑے پہننا بھی ضروری ہے۔ اور اس میں طرفین کا فائدہ ہے۔ شوہر جب عورت کو قریب آنے کے لئے کہے تو عورت کو بلا غلہ رانکار نہیں کرنا چاہیے، مگر شوہر کو بھی اول آفر عورت کے جذبات و احساسات کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

میاں بیوی میں کوئی پردہ نہیں

میاں بیوی میں کسی قسم کا پردہ نہیں۔ دونوں برہنہ نہا سکتے ہیں۔ ایک جگہ برہنہ رہ سکتے ہیں۔ میاں بیوی ایک دوسرے کے ہر عضو کو چھو سکتے ہیں۔ بیوی کا پستان منہ میں لینا گناہ نہیں جب کہ دودھ حلق میں نہاترے جذبات میں ایسی حرکت ہو جاتی ہے۔ مگر مناسب نہیں ہے۔

میاں بیوی ایک ہی بستر پر سو سکتے ہیں۔ مرد کے لئے ناف سے نیچے سے گھٹنوں کے نیچے تک چھپانا ضروری ہے۔ مرد کو ران کا کھلا رکھنا منوع ہے۔ مسلمان دائی مل سکے تو کافر عورت سے بچہ جنم کی خدمت ہرگز نہیں لینی چاہیے۔ میاں بیوی جب ایک بستر پر سوئیں تو دس برس کے بچہ کو اپنے ساتھ نہ سلائیں۔

ماں باپ کے قدم چومنا

مرد اپنی والدہ کے پاؤں دبا سکتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جس نے اپنی

والدہ کے قدم چومے تو ایسا ہے جیسے جنت کی چوٹ کو بوسہ دیا (رد المحتار) محارم کے ساتھ سفر کرنا اور ایک کمرہ میں ہونا جائز ہے جب کہ فتنہ کا خوف نہ ہو۔

بابِ یابزرگ کا نام لے کر پکارنا

(۱) باپ یا بزرگ کو یا بیوی کو شوہر کا نام لے کر پکارنا مکروہ ہے۔ (۲) بیوی ہے ہودہ بلکہ بدکار ہو تو شوہر پر واجب نہیں ہے کہ اسے ضرور طلاق دے دے۔ اصلاح کو کوشش ضرور کرے۔ اسی طرح شوہر اگر فاسق و فاجر ہو تو بیوی پر لازم نہیں کہ اس سے ضرور پیچھا چھڑائے۔ نرمی اور حکمت کے ساتھ نیکی کے راستہ پر لانے کی حتی المقدور کوشش کرنی چاہیے۔ اور عزیزوں اور رشتہ داروں کا یہ فرض ہے کہ وہ میاں بیوی کے درمیان محبت و الفت کی فضا پیدا کرنے کی ہر ممکن کوشش کریں۔

سائل و یہو

سہا کو چاہیے کہ وہ اپنی بہو کو اپنی بیٹی تصور کرے اور بہو کو چاہیے کہ وہ سہا کی ماں کی طرح عزت کرے۔ طرفین کو عزیزوں کی طرف سے محض سنی سنائی باتوں کی بناء پر پیار کی فضا کو خراب نہیں کرنا چاہیے۔ اگر کوئی ناگوار بات سامنے آجائے تو پہلے تحقیق کر لینی چاہیے۔ بعض عزیز واقرباء کو لڑانے اور ایک دوسرے سے بدظن کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ یہ حرام و گناہ ہے۔

بچہ کے پیدا ہوتے ہی اسے غسل دیا جائے

بچہ پیدا ہوتے ہی اسے غسل دیا جائے، نال کاٹا جائے جس قدر جلد ہو سکے اس کے داہنے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہی جائے۔ اذان خود بھی کہہ سکتے ہیں تاہم کسی بزرگ متقی پر ہی زگار سے یہ کام کرنا اور بھی باعث برکت ہے۔ حضور ﷺ بچوں کو تحنیک فرمایا کرتے تھے۔ جس کسی کو بھی آپ اپنے عقیدہ کے مطابق نیک

سالم اسمعیں اس سے (ٹھیک) یعنی کجھو ریا کوئی ایسی چیز وہ بزرگ چا کر بچے کے انویں لگا دیں کیونکہ بچے کی پہلی ٹھٹی جو دی جائے وہ بھی اثر رکھتی ہے۔

لوکی کی پیدائش پر غم کرتا

عام طور پر لڑکے کی پیدائش پر خوشی اور لڑکی کی پیدائش پر رنج منایا جاتا ہے۔
 چہ لڑکی کی ذمہ داری فی زمانہ زیادہ ہے اور کچھ مشکلات بھی ہیں، لیکن بایں ہمہ لڑکی
 پیدائش کو برا سمجھنا کافروں کا طریقہ ہے قرآن مجید میں فرمایا: **طُغْلٌ وَجُھُہُ مُسْوَدًّا**۔
 سب کافروں کو لڑکی پیدائش کی خبر دی جائے تو مارے غصہ کے ان کا منہ سیاہ پڑ جاتا
 ہے۔ اور اس سلسلہ میں بعض شوہر اور رشتہ کے لوگ لڑکی پیدا ہونے کی وجہ سے عورت
 کم کرتے ہیں اور اسے منحوس سمجھتے ہیں اور اچھے سلوک میں کمی کر دیتے ہیں۔ یہ سخت نا
 انحراف اور ظلم عظیم ہے عورت کا اس میں کیا قصور حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا جسے
 اللہ نے دولڑکیاں دیں اور وہ ان کی خوش دلی کے ساتھ تربیت کرے تو یہ لڑکیاں اس
 کے لئے جہنم کی آگ کے لئے روک ہو جائیں گی۔ (بخاری) جس نے اپنی دولڑکیوں
 کی بہتر طریقہ سے پرورش کی تو وہ حضور ﷺ کے پاس ہوں گے جیسے دو اگھیاں
 قریب قریب ہوتی ہیں۔ (مسلم)

اسی قسم کے دوسرے نام جس میں کسی نبی یا ولی کے نام کے ساتھ (بخش) کا لفظ بڑھا دیا جائے۔ جائز ہے۔ بہر حال نام ایسا رکھنا چاہیے جس میں اچھے معنی پیدا ہوں۔ ایک لڑکی کا نام عامیہ تھا۔ حضور ﷺ نے اس کو بدل کر جمیلہ رکھ دیا تو اگر نام برا ہو تو اسے بدل کر اچھا نام رکھ لینا چاہیے۔ اسی طرح نام کو بگاڑنا بھی شریعت کی نظر میں اچھا نہیں۔ معراج الدین کو ماجا۔ سراج الدین کو ساجا۔ یا بچوں کو پیار میں کہتے ہیں۔ کو۔ بو۔ ہو۔ وغیرہ بڑے ہو کر اسی نام سے پکارے جاتے ہیں۔ لڑکوں کا نام لڑکی جیسا اور عورتوں کا نام عورتوں جیسا رکھنا چاہیے۔ آج کل لباس کی وضع قطع سے یہ معلوم کرنا مشکل ہو گیا ہے کہ فلاں عورت ہے یا مرد۔ یہ ہی حال ہم نے ناموں کا کر دیا ہے۔ اگر کسی خالص نسوانی نام ہے مگر مرد بھی فرمیں بن گئے ہیں۔ نصرت عشرت نزہت۔ راحت نسوانی نام ہیں۔ مگر مرد بھی رکھ لیتے ہیں۔ جو نہایت غیر مناسب ہے۔ مرد کا نام کلثوم یا عائشہ یا حفصہ یا زہرہ رکھ دیا جائے تو بھلا تو نہیں لگتا۔

۲۔ بچہ مردہ پیدا ہو تو نام رکھنے کی ضرورت نہیں۔ بغیر نام رکھے دفن کر دیں۔ زندہ پیدا ہو کر خدا خواستہ وفات پا جائے تو نام رکھا جائے۔

شام کے وقت بچوں کو باہر نہ نکالو

حضور ﷺ نے فرمایا: جب شام ہو جائے تو بچوں کو گھر سے نہ نکالو کہ اس وقت شیاطین منتشر ہوتے ہیں۔ جب ایک گھڑی رات گزر جائے تو پھر حرج نہیں۔

موتے میں بچوں کی حفاظت کا طریقہ

حضور سرور انبیاء ﷺ نے فرمایا: بچوں سے کہو کہ سوتے وقت سورہ کا فردن پڑھ کر سوئیں ہر ایذا پہنچانے والی چیز سے محفوظ رہیں گے۔ اول تو بچوں کو یہ سوتے یاد کرنا دینی چاہیے۔ بچہ بہت چھوٹا ہو تو والدین میں سے کوئی اس سورہ کو پڑھ کر سوتے وقت

دودھ پلانا

یہ فیشن ہو گیا ہے کہ مستورات اپنا دودھ بچے کو نہیں پلاتیں۔ ذہبہ وغیرہ کا دودھ دیتی ہیں عام خیال یہ ہے کہ دودھ پلانے سے عورت کی صحت خراب ہو جاتی ہے۔ لحاظ سے بھی یہ بات غلط ہے۔ دودھ پلانا ایک فطری چیز ہے۔ اور ماں کے دودھ میں جو برکت و قوت ہوتی ہے۔ وہ کسی اور کے دودھ میں نہیں ہے۔ یہ بھی مشہور ہے کہ لڑکے کو دو سال ماں اپنا دودھ پلانے یہ بھی غلط ہے۔ قرآن مجید میں لڑکے اور لڑکی دونوں کے لئے دو سال سے دودھ پلانے کی مدت مقرر کی ہے۔ ہر ضمن اولاد میں حوالین کاملین (سورہ نساء) دو سال سے زیادہ دودھ پلانا ممنوع ہے۔

لڑکی کو میراث سے محروم کرنا

حرام ہے۔ قرآن مجید نے ایک مسلمان کی ساری اولاد لڑکے لڑکیاں وغیرہ میراث کا مستحق قرار دیا ہے۔ لڑکے کو لڑکی سے دو گنا ملتا ہے۔ لڑکیاں کو محروم کر دینا خالص ہندوؤں کا طریقہ ہے۔

بچہ کا نام رکھنا

زندہ بچے کا اچھا نام رکھا جائے۔ برے نام جیسے فرعون ہامان شداد پرویز رکھے جائیں۔ اس طرح جو نام التباس پیدا کریں جیسے احمد نبی محمد نبی احمد رسول اللہ ماں غفور اللہ غور الدین۔ طہ یسلین نام رکھنا ممنوع ہیں کیونکہ غفور کے معنی مٹانے کے ہیں۔ طہ یسلین۔ حروف مقطعات سے ہیں۔ غلام اللہ نام رکھنا بھی ٹھیک نہیں کہ غلام کے حقیقی معنی فرزند کے ہیں۔ سب سے بہتر سب سے پیارا سب سے اچھا نام ہے جس میں محمد احمد۔ محمد حسین۔ احمد علی۔ محمد ارشاد۔ فواد احمد۔ عبدالنبی۔ عبدالرسول۔ غلام صدیق۔ غلام فاروق۔ غلام عثمان۔ غلام علی۔ اس طرح محمد بخش احمد بخش۔ غلام غوث۔

بچہ پر دم کر دیں انشا العزیز ہر شیطانی اثر وغیرہ سے محفوظ رہے گا۔ حضور ﷺ نے فرمایا ہے کہ سورہ اخلاص یعنی قل هو اللہ احد اور سورہ تکوین یعنی قل یا ایہا الکفور قرآن کی سب سورتوں سے زیادہ شیطان پر بھاری اور سخت تر ہیں سورہ اخلاص کہلا قرآن کے برابر اور سورہ تکوین چوتھائی قرآن کے برابر ہے۔

ساتویں دن عقیقہ

عقیقہ کے لئے ساتواں دن بہتر ہے۔ اگر ساتویں دن نہ کر سکیں۔ تو چہ چاہیں کر سکتے ہیں۔ سنت ادا ہو جائے گی۔ تاریخ یاد نہ رہے تو دن کے حساب سے ساتویں دن کریں مثلاً جمعہ کو پیدا ہو تو جمعرات کو ہفتہ کو پیدا ہو تو جمعہ ساتواں دن ہوگا۔ پہلی صورت میں جس جمعرات کو اور دوسری صورت میں جس جمعہ کو عقیقہ کرے گا۔ اس میں ساتواں دن ضرور آئے گا۔ لڑکے کے لئے دو بکرے اور لڑکی کے لئے (مادہ) ایک بکری ذبح کی جائے۔ گائے ذبح ہو تو لڑکے کے لئے دو حصے لڑکی کے لئے ایک حصہ کافی ہے۔ یعنی سات حصوں میں سے دو حصے لڑکے کے لئے اور ایک حصہ لڑکی کے لئے کافی ہے۔ گائے کی قربانی ہوئی..... اس میں عقیقہ کی شرکت ہو سکتی ہے۔ عقیقہ کے جانور کی شرائط وہی ہیں جو قربانی کے جانور کی ہیں۔ یعنی بکرا بکری پورے ایک سال کا گائے پورے دو سال کی۔ اونٹ پانچ سال کامل سالم الاعضاء تندرست ہونا چاہیے بچہ کا سر موٹے کے بعد سر پر زعفران نہیں کر لگا دینا بہتر ہے۔ یہ بھی بہتر ہے کہ عقیقہ کے جانور کی ہڈی نہ توڑی جائے بلکہ ہڈیوں پر سے گوشت اتار لیا جائے۔ بچہ کی سلامتی کی نیک فال ہے۔ گوشت کو جس طرح چاہیں پکا سکتے ہیں۔ مگر بیٹھا پکانا بچہ کے اخلاق اچھے ہونے کی فال ہے۔ سری پائے حجام کو ایک ران دائی کو۔ باقی گوشت کے تین حصے کریں۔ ایک فقراء کا ایک دوست و احباب کا ایک حصہ گھروالے کھائیں۔ عوام میں یہ مشہور ہے کہ عقیقہ کا گوشت بچہ کے ماں باپ دادا دادی نانانی نہ کھائیں۔

یہ محض غلط ہے اس کا کوئی ثبوت نہیں۔ عقیقہ کے جانور کی کھال کا وہی حکم ہے جو قربانی کی کھال کا ہے۔ لڑکے کے عقیقہ میں ایک مادہ بکری کی لڑکی کے عقیقہ میں بکرا کیا تو عقیقہ کی سنت ادا ہو جائے گی۔ عقیقہ کے وقت دعا پڑھی جاتی ہے۔ اگر بغیر دعا بھی ذبح کر دیا تو عقیقہ ہو جائے گا۔

خفہ سنت ہے

اسلام کی بہت بڑی نشانی ہے۔ مسلم وغیرہ مسلم میں اس سے فرق و امتیاز ہوتا ہے اس لئے عرف عام میں اسے مسلمانی کہتے ہیں۔ خفہ کی مدت سات سات سال سے بارہ سال تک ہے ویسے ولادت سے ساتویں روز خفہ کر دینا مناسب ہے۔ ایام زوجگی میں خفہ سے فارغ ہو جانے میں زیادہ سہولت ہے۔ بوڑھا آدمی مشرف بہ اسلام ہوا جس میں خفہ کرانے کی قوت نہیں وہ نہ کرائے۔ جوان آدمی اگر خود کر سکتا ہے۔ یا کسی لیڈی ڈاکٹر سے نکاح کیا اور وہ کر سکتی ہے تو کرائے ورنہ ضرورت نہیں۔ خفہ میں جو کھال کاٹی جاتی ہے۔ پیدا نشی طور پر نہ ہو خفہ کی ضرورت نہیں۔

ایک ہندو سے جب مذہب کی حقانیت پر مناظرہ ہوا تو ایک مسلمان عالم نے کہا مذہب وہ سچا ہے جس کی نشانی نہ مٹ سکے۔ صلیب جینو، کرپان، چانگیہ، کڑا وغیرہ ستایا بٹایا جاسکتا ہے۔ مگر خفہ باقی رہنے والی نشانی ہے۔ اس لئے اسلام سچا دین ہے۔

لڑکیوں کے کان

چھ دو آنے جائز ہیں۔ حضور ﷺ کے زمانہ بھی مستورات کان چھ دو آنی تھیں جس کا سلسلہ اب تک جاری ہے۔ مگر مردوں کو ناک چھ دو آننا ممنوع ہے۔

موئے زیر ناف دور کرنا سنت ہے

حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا: پانچ چیزیں فطرت سے ہیں۔ خفہ کرنا پانچ

کے بال صاف کرنا۔ مونچھیں کم کرنا۔ ناخن ترشوانا۔ بغل اکھیرنا۔ عورت و مرد کو ہر عضو نہانا۔ بدن کو صاف ستھرا رکھنا۔ مونے زیر ناف و در کرنا مستحب ہے اور بہتر جمعہ کا دن ہے۔ پندرہویں روز کرنا بھی جائز ہے۔ اور چالیس روز سے زائد گزار دینا ممنوع و مکروہ ہے۔ استرے یا بال صاف پوڈر وغیرہ سے مونے زیر ناف صاف کیے جاسکتے ہیں۔ ناخن بھی ہر ہفتہ یا پندرہ دن کے بعد تراشنے چاہئیں۔ چالیس روز سے زیادہ مدت گزار دینا ممنوع ہے۔

عورتوں کے سر کے بال

ان کے فطری زینت ہیں۔ انہیں منڈوانا ممنوع و ناجائز ہے۔ بوجہ مرض بال کاٹنے یا مونڈنے جائز ہیں۔ بال ناخن حیض کا لہہ اور خون کو زمین میں دفن کر دینا اچھا ہے۔ ہمارے معاشرے میں حیض کے کپڑے سڑک و گلی پر پھینک دیے جاتے ہیں۔ یہ مناسب نہیں ہے۔

مصنوعی بال

مستورات کو ناکلون یا اسی نوع کی کسی چیز کے بال۔ یا خنزیر کے سوا کسی بھی جانور کے بالوں کا اپنے بالوں سے ملانا جائز و مباح ہے۔ اون سوت یا اسی نوع کی کسی چیز کی چوٹی وغیرہ بنانا بھی جائز ہے۔ البتہ انسانی بالوں کا استعمال مطلقاً ممنوع و حرام ہے انسانی بالوں کو اپنے بالوں میں ملانے والی عورت پر حدیث میں لعنت آئی ہے۔

یکمشت ڈاڑھی

مردوں کو یکمشت ڈاڑھی رکھنا سنت ہے منڈانا ممنوع ہے۔ جمعہ کے دن حجامت بنوانا ناخن ترشوانا، غسل کرنا، بدن کو پاک و صاف کرنا مستحب ہے۔ حضور ﷺ نے مونچھوں کو کاٹنے اور ڈاڑھی رکھنے کا حکم دیا ہے۔ سر کے بالوں کے متعلق

حضور ﷺ نے قزح کی ممانعت فرمائی ہے۔ قزح یہ ہے کہ متعدد جگہ سر کے بال مونڈنا اور جگہ جگہ باقی چھوڑنا۔ جس کو گل بنانا کہتے ہیں۔

مردوں کے بال

مردوں کو عورتوں کی طرح بال رکھنا ممنوع ہیں۔ بالوں میں بچ میں سیدھی مانگ لگانا سنت ہے اور نیزھی مانگ انسان کو میسر نہ ہوتی ہے۔ حضور ﷺ کے بال کبھی نصف کان تک اور کبھی کان کی لوتک ہوتے تھے یہ ہی مسنون ہیں۔

ابرو کے بال

آج کل عورتیں ابرو کے بال نہچا کر انہیں باریک بناتی ہیں۔ یہ ممنوع ہے۔ حضور ﷺ نے ایسی عورتوں پر لعنت کی ہے۔ اس طرح جسم کے کسی حصہ پر حروف و پھول وغیرہ گودنے مرد و عورت دونوں کے لئے ممنوع ہیں۔ عورتوں کو ہاتھ پاؤں میں مہندی لگانا جائز ہے۔ بھوؤں اور آبرو کے بال نوچنا از روئے طب سخت نقصان دہ ہے۔ آنکھوں کی پینائی کمزور ہوتی ہے۔

زیب و زینت

لڑکے کو سوتے میں یا بیداری میں احتلام ہو وہ بالغ ہو گیا اگر انزال نہ ہو تو پورے پندرہ سال کی عمر ہو جانے پر بالغ قرار پائے گا لڑکے کے بلوغ کے لئے کم سے مدت بارہ سال کی ہے۔ یعنی بارہ سال سے قبل وہ اپنے کو بالغ بتائے تو اس کا قول نہ مانا جائے گا..... لڑکی کا بلوغ احتلام حمل حیض آنے سے ہوگا۔ ان تینوں میں جو بات پائی جائے بالغ قرار دی جائے گی۔ اگر ان میں سے کوئی بات نہ پائی جائے تو جب تک پندرہ برس کی عمر نہ ہو جائے بالغ قرار نہیں پائے گی کم سے کم لڑکی کا بلوغ نو سال کی عمر میں ہو سکتا ہے۔ اس سے کم عمر ہے اور اپنے کو بالغ کہتی ہو تو اس کا قول معتبر نہ ہو

گاہ حکمائے اسلام فرماتے ہیں بالغ ہونے کے بعد عقل میں بھی کمال پیدا ہوتا ہے اور عاقل وہ ہے جو حوادث روزگار سے عبرت حاصل کر کے دنیا و آخرت کی بھلائی کے لئے اپنی صلاح جلد سے جلد کر لے۔

استقاط حمل ناجائز و حرام و گناہ کبیرہ ہے

خواہ پیٹ میں بچے کے اعضاء بنے ہوں یا نہ بنے ہوں بعض محض حمل ٹھہر جانے کی وجہ سے اور بعض اپنے فعل حرام کو چھپانے کے لئے مختلف طریقوں سے حمل ساقط کراتی ہیں یہ سخت و شدید گناہ کبیرہ ہے۔

نابالغ پر احکام شرع جاری نہیں ہوتے

نابالغ پر احکام شرع جاری نہیں ہوتے۔ اگر وہ بے عذر بھی روزہ نہ رکھے نماز نہ پڑھے تو اسے گنہگار نہیں کہیں گے۔ حضور سید عالم ﷺ فرماتے ہیں رفع القلم عن ثلاثة النخ و عن النصبی حتی یحطم لیکن بایں ہمہ جب بچہ آٹھویں سال میں قدم رکھے تو ولی (باپ یا سربراہ پر لازم ہے کہ اس کو نماز روزے کا حکم دے تاکہ اس کو عادت پڑے اور وہ عبادات سے مانوس ہو اور جب گیارہویں سال میں قدم رکھے تو ولی پر واجب ہے نماز روزہ ادا نہ کرنے پر مارے۔ مگر یہ مارنے کا حکم اس صورت میں ہے جب کہ نابالغ روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اور روزہ اس کی صحت کو مضرت نہ ہو اور اگر ایسا کمزور ہے کہ روزہ کی طاقت نہیں رکھتا یا روزہ اس کو ضرر دیتا ہے تو بچہ کو مار پیٹ کر روزہ رکھوانا جائز نہیں۔ (۲) اگر کوئی شخص ایسا کرتا ہے تو یہ ایسی زیادتی ہے جو شارع ﷺ کو مطلوب نہیں ہے۔ (۳) نابالغ اگر کوئی خلاف شرع کام کرے تو اس کے سر پرستوں کا فرض ہے کہ وہ اسے روکیں (۴) نابالغ کی نماز روزہ کا ثواب والدین کو ملتا ہے۔

نابالغ کے تصرفات کا حکم

نابالغ نے اپنی عورت کو طلاق دی یا اپنا مال ہبہ یا صدقہ کر دیا یا بہت زیادہ نقصان کے ساتھ فروخت کر دیا۔ یا کوئی چیز عام رائج قیمت سے زیادہ دے کر خرید لی تو اس کے یہ سب تصرفات باطل ہیں۔ (در مختار) جو مال اس نے ہبہ یا صدقہ کیا یا بیچا یا زیادہ ہبہ و بیع و صدقہ جائز نہیں قرار پائے گا۔ ہاں اگر نابالغ سمجھ دار ہے خرید و فروخت کے کاروبار کو خوب اچھی طرح سمجھتا ہے تو اس صورت میں اس کی خرید و فروخت نافذ و جائز قرار پائے گی۔

برتھ کنٹرول

حق یہ ہے جسے اللہ تعالیٰ نے پیدا کرنا ہے وہ ضرور پیدا ہو کر رہے گا۔ یہ عقیدہ نہیں رکھنا چاہیے کہ اولاد زیادہ ہوگی تو رزق کہاں سے آئے گا۔ رازق حقیقی تو ایک اللہ ہے۔ عورت کمزور ہو حمل سے بیماری کا اندیشہ ہو یا اللہ تعالیٰ کو موثر حقیقی عقیدہ رکھتے ہوئے نیت کی درستگی کے ساتھ اسباب کو محض سمجھتے ہوئے برتھ کنٹرول کرے تو مباح ہے۔ مگر یہ حقیقت ہے کہ مانع حمل جو دوائیں اس وقت مل رہی ہیں وہ سب کی سب عورت کی صحت کے لئے سخت نقصان دہ ہیں۔ ابھی تک مانع حمل بے ضرر دوائی ایجاد نہیں ہو سکی۔ نیز ان مانع حمل ادویہ و آلات نے فحاشی و عریانی و بدکاری کو بہت مدد پہنچائی ہے۔ اور اس کا پروجیکٹڈ کچھ اس انداز سے کیا جا رہا ہے کہ ایک مومن مسلمان کو اللہ تعالیٰ کی ذات پاک پر جیسا کچھ اعتدال یقین، توکل اور اس کی حکمتوں پر اعتماد یقین ہوتا چاہیے۔ اس میں کمی پیدا ہوتی ہے خدا کی طرف رجوع اور اس کے رزاق اور رب العالمین ہونے کا عقیدہ مضلل ہو رہا ہے۔ بہر حال خواہ کچھ بھی کرو۔ اسباب میں تاثیر اور بے تاثیر کی پیدا کرنا صرف اللہ کا کام ہے۔ بندہ اور اسباب کی کیا مجال کہ رب

کائنات کی مرضی وارادہ میں حائل ہو، خوب یاد رکھیے۔ اللہ تعالیٰ جو چاہتا ہے کرتا اس کے چاہے میں کوئی رکاوٹ نہیں بن سکتا۔ واللہ علی کل شیء قدير۔

علاج اور توکل

علاج توکل کے معانی نہیں ہے۔ خدا نخواستہ بیماری آگئی ہے تو اس کا علاج کرانا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے کبھی اور کسی حالت میں مایوس نہیں ہونا چاہیے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے صرف کافر ہی مایوس ہوتا ہے۔

مریض سے پرہیز کرنا جائز ہے

بعض متعدی امراض میں مبتلا افراد سے عقیدہ کی درستی کے ساتھ پرہیز کرنا جائز ہے۔ عقیدہ کی درستی کا مطلب یہ ہے کہ موثر حقیقی اللہ ہی کو جانے۔ کسی بھی بیماری کا خود بخود متعدی ہونے کا خیال ذہن میں نہ لائے۔ جیسے بیمار دوا کرتا ہے تو عقیدہ یہ ہی ہوتا ہے کہ شافی مطلق تو اللہ ہی ہے۔ دوا میں شفا و اثر بھی اللہ ہی نے رکھا ہے۔ خود بخود دوا نہ موثر ہے اور نہ شافی عرب یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بیماریاں خود بخود متعدی ہوتی ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے اس عقیدہ کی تردید ان الفاظ سے کی لا عدوی کوئی بیماری دوسرے کو خود بخود مریض بنادینے کی تاثیر نہیں رکھتی۔ ہاں بعض امراض میں۔ اللہ نے یہ تاثیر رکھی ہے کہ ان کے جراثیم ایک جسم سے دوسرے جسم میں منتقل ہو جانے سے بیماری آ جاتی ہے۔

کلمات کفریہ بکنے سے بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے

واضح ہو۔ اگر کوئی شخص دین اسلام کو چھوڑ کر کسی دوسرے مذہب کو قبول کر لے۔ جیسائی یہودی، سکھ، ہندو یا مرزائی ہو جائے تو ایسا شخص مرتد ہے۔ قرآن سے مرتد کی سزا ابدی جہنم قرار دیا ہے اور حدیث میں اس کی دنیاوی سزا قتل ہے۔ مگر یہ کام

حاکم اسلام کا ہے۔ اگر کوئی شخص مرتد ہو جائے تو اس کی بیوی نکاح سے نکل جاتی ہے۔ پھر اگر صدق دل سے توبہ کرے اسلام لائے تو عورت کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔ کافر و مرتد مرد کا کسی مسلمان عورت سے اور مسلمان عورت کا کسی مرتد کافر و مشرک مرد سے نکاح سرے سے ہوتا ہی نہیں، مرتد مرد کا ذبیحہ مردار ہے اور اس کے لئے دعائے مغفرت حرام ہے اور کافر و مرتد کے لئے دعا مغفرت اور اس کی نماز جنازہ جائز سمجھنا کفر ہے۔

مندرجہ ذیل کلمات زبان پر لانا کفر ہیں توبہ لازم و واجب ہے

گناہ و معصیت کو اسلام کہنا میں خدا کا حکم نہیں مانتا لیجاء اپنے خدا کو میں جہنم سے نہیں ڈرتا۔ تجھ پر اور تیرے اسلام پر لعنت۔ مجھے خدا نے شراب پینے کا حکم دیا ہے۔ خدا انصاف نہیں کرتا۔ اللہ ظالم ہے۔ عورتوں پر خدا کو بھی قدرت نہیں ہے۔ میں قرآن کو نہیں مانتا لیجاء اپنے قرآن کو۔ نماز روزے کا مذاق اڑانا۔ اذان کی آواز کو شور و غوغا کہنا۔ قرآن مجید کی توجہ نہ کرنا۔ توجہ نہ کرنا قرآن کو اٹھا کر زمین پر پھینک دینا۔ جس چیز کو شریعت نے حرام قرار دیا ہے اسے عقیدہ حلال جاننا۔ انبیاء کرام علیہم السلام کی ادنیٰ توجہ نہ کرنا۔ قرآن مجید میں کی ویشی کا عقیدہ رکھنا۔ یہ عقیدہ رکھنا کہ قرآن سے کچھ آیات نکال دی گئی ہیں۔ خلفاء راشدین یا حضور ﷺ کے کسی بھی صحابی کو کافر و منافق کہنا۔ حضور ﷺ کے لئے بعض علم غیب کا بھی انکار کرنا۔ کسی بھی فرشتہ کی توجہ نہ کرنا۔ حضرت عائشہ کو زنا کی تہمت لگانا۔ دعویٰ نبوت کرنے والے کو نبی یا مسلمان ماننا۔ مرزا قادیانی کو نبی یا مصلح یا مسلمان جاننا یہ سب کلمات کفریہ ہیں۔ ایسا کہنے اور عقیدہ رکھنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ اس کی بیوی اس کے نکاح سے خارج ہو جاتی ہے توبہ لازم و واجب ہے۔ توبہ کر لے تو عورت کی رضا سے دوبارہ نکاح ہو سکتا ہے۔

ہیں اس طرح شرعاً نکاح فسخ نہیں ہوتا۔ عورت بدستور اپنے شوہر کی بیوی ہی رہتی ہے۔ دوسری جگہ شرعاً اسے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔

بلاوجہ طلاق دینا گناہ ہے

طلاق ایک نہایت ہی ناپسندیدہ فعل ہے اور بلاوجہ شرعی طلاق دینا گناہ ہے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد ہے۔ تمام حلال چیزوں میں خدا کے نزدیک زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔ (ابوداؤد) اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر طلاق سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی چیز نہیں کی۔ طلاق دراصل نہایت اشد ضرورت کے وقت استعمال کرنے کی چیز تھی جس کو عوام نے اب بلا ضرورت استعمال کرنا شروع کر دیا ہے۔

تین طلاق ہرگز نہ دیجیے اس میں جائزین کا بھلا ہے

واضح رہے کہ طلاق کا لفظ استعمال کرنے میں نیت شرط نہیں ہے ہنسی مذاق غصہ میں اپنی بیوی سے کہا تجھے طلاق ہے تو طلاق واقع ہو جائے گی۔ اس طرح طلاق واقع ہونے کے لئے بیوی کو اس کی اطلاع ہونی ضروری نہیں ہے۔ اطلاع ہو یا نہ ہو طلاق دے دی تو طلاق واقع ہو جائے گی۔

۱۔ طلاق دینے میں جلدی نہ کی جائے۔ فریقین میں مصالحت کی ہر ممکن کوشش کی جائے اور دونوں فریق کے عزیز اقربا و بزرگان خاندان اس فرض کو ادا کریں۔ پھر اگر صلح کی کوئی تدبیر کام ہی نہ دے تو پھر سوچ سمجھ کر اشد ضرورت کے وقت طلاق کو استعمال کیا جائے۔

۲۔ ظاہر ہے کہ طلاق کوئی تفریق یا محبت کے جملے نہیں۔ جو شخص طلاق دیتا ہے غصہ اور ناراضگی میں دیتا ہے۔ لیکن عموماً ایسا ہوتا ہے۔ کہ طلاق دینے کے بعد خاوند کو انہوس ہوتا ہے اور فریقین میں صلح و آشتی کی فضا پیدا ہو جاتی ہے، لیکن چونکہ تیرکمان

طلاق دینے کا حق صرف شوہر کو ہے

قرآن نے صاف و صریح طور پر اس امر کی نشاندہی ہی کی ہے کہ نکاح کو توڑنے کا حق صرف شوہر کو ہے۔ الذی بیدہ عقیلة النکاح قرآن نے طلاق دینے کا قائل بھی صرف مرد کو قرار دیا ہے عورت مرد سے طلاق مانگ سکتی ہے مگر اطلاق جدا نہیں ہو سکتی۔ اگر مرد عورت کے حقوق ادا نہیں کرتا تو شرعی عدالت مرد کو حق ادا کرنے کا حکم دیتی ہے، مگر عدالت نکاح کو فسخ نہیں کر سکتی۔ واضح رہے کہ طلاق کے لفظ میں اللہ تعالیٰ نے نکاح کے توڑنے کی تاخیر رکھی ہے۔ اس میں نیت شرط نہیں ہے۔ شوہر خواہ ہنسی مذاق میں یا خواہ غصہ میں اپنی بیوی کو کہہ رہے تھے طلاق۔ تو طلاق واقع ہو جائے گی تنہائی میں بیٹھ کر اگر کہے ہیں نے اپنی بیوی کو طلاق دی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ بیوی کو اطلاع ہونا بھی طلاق واقع ہونے کے لئے ضروری نہیں ہے۔ اگر طلاق دے دی اور بیوی کو اطلاع نہ ہوئی تو بھی طلاق ہو جائے گی۔ طلاق یک دم تین دے مثلاً یوں کہے تجھے تین طلاق، یا علیحدہ علیحدہ کر کے طلاق کا لفظ بولے یا نکھوائے۔ طلاق بہر حال واقع ہو جائے گی۔ تین طلاق یک دم دی جائیں یا علیحدہ علیحدہ جتنی مذہب میں واقع ہو جائے گی۔ اور تین طلاق دینے کی صورت میں دوبارہ صلح یا نکاح نہیں ہو سکتا۔ عورت ہمیشہ کے لئے حرام قطعی ہو جاتی ہے۔

تفویض طلاق

یہ جائز ہے کہ عورت نکاح کے وقت خاوند کی رضا سے یہ شرط کر لے کہ اگر تم نے میرے حقوق ادا نہ کیے تو مجھے تمہاری طرف سے اپنے نفس پر طلاق جاری کرنے کا حق ہوگا اس صورت میں جب وہ شرط پائی جائے گی۔ عورت اپنے اوپر شوہر کی طرف سے طلاق جاری کرنے کی حق دار ہوگی۔ آج کل پچھری میں حاکم نکاح فسخ کر دیتے

سے نکل چکا ہوتا ہے اس لئے دونوں کو بچھڑانا پڑتا ہے اور اس کی وجہ یہ ہوتی ہے فریقین طلاق کے قانون اور اس کے اثرات سے عموماً ناواقف ہوتے ہیں وہ غصہ میں آکر طلاق دے دیتے ہیں مگر یہ نہیں سمجھتے کہ اس کے اثرات کیا مرتب ہوں گے۔ اس لئے عوام کا یہ فرض ہے کہ ہر موقع پر طلاق دینے سے پہلے علماء سے مشورہ کر لیا کریں اور اسٹام فروش کی دکان پر جانے سے پہلے کسی عالم سے طلاق اور اس کے اثرات کو ضرور معلوم کر لیا کریں۔

۳۔ طلاق دینے کی اگر ضرورت پڑ جائے تو صرف ایک یا دو طلاق تین طلاق ہرگز ہرگز نہ دیجیے۔ احکام فروش سے طلاق نامہ لکھوانا ہو تو اس کو ہدایت کیجیے کہ وہ صرف ایک یا دو طلاق لکھے اس سے یہ فائدہ ہوگا کہ اگر یہ بعد میں فریقین میں مصالحت کی کوئی شکل پیدا ہو جائے تو اس کی گنجائش باقی رہتی ہے۔ یعنی اگر زید نے اپنی بیوی کو ایک یا دو طلاق دیں تو اب زید کو عدت کے اندر رجوع کرنے کا اختیار ہے۔ یعنی زبان سے یہ کہے کہ رجوع کرتا ہوں یا فعل سے رجوع کرے اس صورت میں نکاح کافی کی ضرورت نہیں ہوتی ہے۔

اور اگر عدت گزر گئی ہے تو اب عورت کی رضا مندی سے دوبارہ نکاح کیا جا سکتا ہے لیکن اگر تین طلاق دے دی گئی ہیں تو اب شوہر کو نہ رجوع کرنے کی اجازت ہے اور نہ بغیر حلالہ نکاح ہو سکتا ہے۔ اب تو ہمیشہ کے لئے جدائی ہو جاتی ہے۔ ہمارا خیال ہے کہ اگر عوام مذکورہ بالا ہدایات پر عمل کریں تو ان کو بعد میں بچھڑانے اور افسوس کرنے اور بہت سی الجھنوں سے نجات مل سکتی ہے۔

عدت کا بیان

۱۔ جس عورت کو طلاق دی گئی۔ رجعی یا تن طلاق دی گئیں یا کسی طرح نکاح فسخ ہو گیا (تو ان صورتوں میں دخول ہو چکا یا خلوت صحیحہ ہوئی ہو تو عدت

دو تین حیض ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا گیا۔ بِأَنفُسِهِنَّ ثَلَاثَةَ قُرُوءٍ واضح رہے کہ غیر مدخلہ کے لئے عدت نہیں ہے۔ یعنی جب شوہر طلاق دے دے تو وہ اس کے فوراً بعد کسی دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے (۲) اگر عورت حاملہ ہے تو اس کی عدت وضع حمل ہے۔ قرآن مجید میں ہے۔ أَجْلُهَا أَنْ يَضَعَنَّ حَمْلَهَا (۳) جس عورت کا شوہر مر گیا۔ اس کی عدت چار مہینے دس دن ہے اور دسویں رات کا گزارنا ضروری ہے۔ عدت کی عدت، عورت کو بہر صورت گزارنا ضروری ہے خواہ نکاح کے بعد شوہر عورت کے بالکل قریب نہ گیا ہو۔ کیونکہ قرآن مجید نے مطلقاً عدت کو واجب قرار دیا ہے۔ بِمَوَاسِّنِ بِأَنفُسِهِنَّ أَرْبَعَةَ أَشْهُرٍ وَعَشْرًا (۴) اور جس عورت کو بوجہ نابالغی یا عمر درازی یا بدحالی یا حیض نہیں آتا۔ یا عمر کے حسابوں بالغ ہو چکی ہے، مگر ابھی حیض نہیں آیا تو اس کی عدت تین قمری مہینے ہیں۔ قرآن مجید میں ہے قَلْعَةُ ثَهْنٍ ثَلَاثَةَ أَشْهُرٍ طلاق کی عدت وقت طلاق سے ہے اگرچہ عورت کو طلاق کا علم نہ ہو حتیٰ کہ اگر تین حیض آنے کے بعد عورت کو طلاق کا علم ہوا تو عدت ختم ہو گئی۔ (جوہرہ)

ترہیت اولاد

حضور ﷺ نے ایک ہی جملہ میں حقوق اولاد کے متعلق تمام تفصیلات کو بیان فرمایا ہے۔

لَيْسَ مِنَّا مَنْ لَمْ يَرْحَمْ صَبِيحُنَا وَلَمْ يُؤَقِّرْ كَبِيرُنَا۔ (ترمذی)

”جو ہمارے چھوٹے پر شفقت نہ کرے اور ہمارے بڑے کا ادب نہ کرے وہ

ہم میں سے نہیں۔

بچہ جب زبان کھولے تو اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ طیبہ سکھائے۔ جب تمیز آئے، تو ادب سکھائے۔ کھانے پینے پھننے، بولنے اٹھنے، بیٹھنے چلنے پھرنے حیاء لحاظ، بزرگوں کی تعظیم، ماں باپ استاذ خصوصاً حضور اقدس ﷺ کی تعظیم و محبت

ان کے دل میں ڈالے کہ یہ ہی اصل ایمان ہے۔ حضور ﷺ کے آل و اصحاب الہدیہ کی محبت و تعظیم کی تعلیم دے۔ جب بچہ دس برس کا ہونماز مار کر پڑھائے۔ اس عمر میں اپنے اور کسی اور کے ساتھ نہ سلوائے۔ جدا بچھونے جدا پلنگ پر اپنے پاس رکھے۔ جب جوان ہوشا دی کرے۔ جب سفر سے آئے تو ان کے لئے کچھ نہ کچھ ضرور لائے۔ بیمار ہوں تو علاج کرے۔ سات برس کی عمر سے نماز کی زبانی تاکید شروع کر دے۔ دین خصوصاً وضو، غسل، نمازوں روزہ کے مسائل، توکل، قناعت، زہد، اخلاص، تواضع، امانت، صدق، عدل، حیا وغیرہ خوبیوں کے فضائل، حرص و طمع، حب دنیا، کبر، عجب، تکبر، خیانت، کذب، ظلم، فحش، غیبت، حسد، کینہ وغیرہ برائیوں کا مطلب ان کی خرابیاں اور ان سے بچنے کی تلقین کرتا رہے۔ ان کے ہنسنے کھیلنے بھٹکنے کی باتیں کرے۔ ان کی دلجوئی و دلداری..... محافظت ہر وقت حتیٰ کہ نماز و خطبہ میں ملحوظ رکھے۔ نیا میوہ نیا پھل پہلے انہیں کودے کہ وہ بھی تازے پھل ہیں نئے کو نیا مناسب ہے۔ کبھی کبھی حسب مقتدر انہیں شیرینی وغیرہ کھانے پہنچنے کھیلنے کی اچھی چیز کہ شرعاً جائز ہو دیتا رہے۔ بہلانے کے لئے جھوٹا وعدہ نہ کرے۔ بلکہ بچہ سے بھی وعدہ دہی کرے جو پورا کر سکے۔ بری مجلس برے دوستوں یا روں سے حکمت و نرمی کے ساتھ سمجھا کر بچائے۔ چنچے بچے ہوں تو سب کو برابر دے۔ کسی غلط بات پر تنبیہ تو کرے مگر کوستانہ رہے۔ مارے تو منہ پر نامارے۔ نیک صحیح العقیدہ استاذ سے دینی تعلیم دلوائے قرآن پڑھ لینے کے بعد اس کی تلاوت کی تاکید کرتا رہے۔ کہنے میں احتیاط رکھے۔ جو مانگے بروہ مناسب دے۔ پیار میں نام کو سن نہ کرے کہ جو نام پڑھ گیا پھر مشکل سے چھوٹا ہے۔ ماں اگر خود دودھ نہ پلا سکے تو یک دایہ نمازی صالحہ شریف القوم سے دو سال تک بچہ کو دودھ پلوائے۔ رضیل یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچہ کو بچائے، کیونکہ دودھ طبیعت کو بدل دیتا ہے۔ بچہ کا لقمہ ضروری اخراجات والد کے ذمہ واجب ہیں جن میں حضانت

یعنی دایہ سے پرورش کرانا اور دودھ پلوانا بھی شامل ہے۔ بچہ کو پاک کماٹی سے روزی دے کہ نہ پاک مال نہ پاک ہی عادتیں لاتا ہے۔ (۲۸) اولاد کے ساتھ تنہا خوری نہ برتے، بلکہ اپنی خواہش کو ان کی خواہش کا تابع رکھے۔ جس اچھی چیز کو ان کا جی چاہے انہیں دے۔ ان کی طفیل میں آپ بھی کھائے۔ زیادہ نہ ہو تو انہیں کو کھلائے۔ خدا تعالیٰ کی ان امانتوں کے ساتھ مہر و لطف۔ نرمی، محبت و پیار کا برتاؤ رکھے۔ انہیں پیار کرے۔ بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے۔

لڑکی کے حقوق

باپ کے لئے لازم ہے کہ لڑکی کی تعلیم و تربیت صحیح انداز سے کرے۔ سینا پروتا کھانا کھانا پکانا وغیرہ سکھائے۔ سورہ نور ترجمہ کے ساتھ پڑھائے۔ اپنے گھر میں انہیں لباس و زیور سے آراستہ کرے۔ کہ پیام رغبت کے ساتھ آئیں۔ جب مناسب رشتہ مل جائے تو نکاح میں دیر نہ کرے۔ کسی فاسق فاجر خصوصاً بد مذہب کے نکاح میں نہ دے۔ فحش اور اخلاق خراب کرنے والی مجالس میں نہ جانے دے۔ بیٹوں سے زیادہ ان کی دلجوئی اور خاطر داری رکھے کہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔ دینے میں انہیں اور بیٹوں کو کانٹے کے قول برابر رکھے۔ جو چیز دے پہلے انہیں دے کر بیٹوں کو دے۔ نو برس کی عمر سے نہ اپنے پاس سلوائے نہ بھائی وغیرہ کے پاس سونے دے۔ اس عمر سے خاص نگہداشت شروع کرے۔ اخلاق خراب کرنے والی کتابوں کا مطالعہ نہ کرنے دے۔ اکیلی گھر سے باہر نہ نکلنے دے۔ شوہر کی اطاعت اور خانداری کی ذمہ داری سنبھالنے کے طریقے اور آداب سکھائے۔

حقوق کرنا

آج کل نا فرمان اور آوارہ اولاد کو عاق کرنے کا طریقہ چلا ہے تو شرعاً اس کی

کوئی حیثیت نہیں ہے۔ مرنے کے بعد نافرمان اولاد بھی بہر حال وارث بن کر اپنا حصہ لے گی۔ عاق کرنے سے نہ تو رشتہ ختم ہوتا ہے اور نہ ہی وراثت سے محرومی ہوتی ہے۔ اس کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اگر واقعی عیاش و بد معاش اولاد کی اصلاح ناممکن ہوگئی ہے تو اپنی زندگی میں جس کو جو دینا چاہتا ہے رجسٹری کر اکر ان کے قبضہ میں دے دے تاکہ جائیداد بے جا تصرف اور تباہی سے بچ جائے۔

کھانا کھانے اور پانی کے آداب

حضور سرور کائنات ﷺ نے اس سلسلہ میں جو ہدایات دی ہیں ان کا خلاصہ یہ ہے۔ کھانا کھانے اور پانی پینے کوئی بھی ٹیک کام کرنے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔ اگر بھول جاؤ دوران کھانا یا آگے تو یوں کہو۔ بسم اللہ اولہ و آخرہ برکت و اہل آجائے گی (ترمذی) داہنے ہاتھ سے کھاؤ۔ تین اٹکیوں سے کھاؤ کھانے اور پانی میں پھونک نہ مارو (طبرانی) اکٹھے ہو کر کھاؤ۔ اس میں برکت ہے نگیہ لگا کر کھڑے ہو کر لیٹ کر ناچ کر دوڑ کر نہ کھاؤ کہ صحت کے لئے مضر ہے۔ اپنے آگے سے کھاؤ، کھانا ضائع نہ کرو۔ مگلاس میں سانس نہ لو تین سانس میں پانی پیو بیٹھ کر کھاؤ پیو حسب توفیق اچھی لذیذ مقوی غذا، کھانا جائز ہے قبل طعام اور بعد طعام ہاتھ گٹھن تک دھوؤ۔ یہ سب کام مستحب ہیں حضور ﷺ کا طریقہ سمجھ کر ان پر عمل کرنے میں ثواب ہے۔ عمل نہ کرے تو ثواب سے محروم ہے۔ گنہگار نہ ہوگا۔

آداب لباس

اچھا عمدہ قیمتی لباس پہننا جائز ہے۔ جس کو خدا نے دیا ہے۔ اسے اچھے قیمتی کپڑے پہننے چاہئیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کو یہ بات پسند ہے کہ اس کی نعمت کا اثر بندے پر ظاہر ہو (ترمذی) مستورات کو ایسے باریک کپڑے پہن کر یا ایسے

طرز و وضع کے کپڑے پہن کر غیر محرم کے سامنے جانا جس سے بدن ظاہر ہو منع ہے۔ حضرت اسماء باریک کپڑے پہن کر بخسور نبوی حاضر ہوئیں۔ حضور ﷺ نے منہ پھیر لیا اور فرمایا جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے بدن کا کوئی حصہ دکھائی نہ دینا چاہیے۔ سوائے منہ اور ہتھیلیوں کے۔

پا جامہ، تہبند یا شلوار کا ٹخنوں سے نیچا رکھنا

واضح ہو کہ یہ فعل نہ مطلقاً حرام و مکروہ ہے اور نہ مطلقاً مباح و جائز، دلائل شرعیہ کی روشنی میں اس کے تین درجے ہیں۔ (اول) ازراہ تکبر و غرور تہبند یا پا جامہ ٹخنوں سے نیچا رکھنا گناہ اور مکروہ تحریمہ ہے اور اس صورت میں نماز بھی مکروہ تحریمی واجب الاعادہ ہے۔ یعنی اس نماز کا دوبارہ لوٹنا ضروری (دوم) اگر یہ فعل ازراہ تکبر و غرور نہ ہو تو مکروہ تنزیہی اور نماز میں بھی غایت اس کی خلاف اولیٰ اور اس صورت میں نماز کا اعادہ ضروری نہیں۔ یعنی شلوار یا جامہ، پتلون تہبند کا ٹخنوں سے نیچے رکھنا اگر ازراہ تکبر و غرور نہ ہو محض سستی یا کالی یا محض فیشن و رواج کہ آج کل لوگ عموماً اس میں مبتلا ہیں کی بنا پر ہو تو مکروہ تنزیہی ہے۔ اگرچہ اس صورت میں گناہ نہیں مگر پرہیز بہتر و افضل (سوم) محض کسی عذر بیماری یا سردی کی وجہ سے پا جامہ یا شلوار کا ٹخنوں سے نیچا رکھا جائے جائز و مباح ہے کچھ گناہ نہیں۔ مکروہ تنزیہیہ بھی نہیں اور اس صورت میں نماز بلا کراہت درست و جائز ہے تکبر و غرور بہر حال ہر صحت میں ہر چیز میں حرام و ناجائز اور گناہ کبیرہ ہے۔



چاندی سونا پیتل تانبہ وغیرہ دھاتوں کے احکام و مسائل

سونے چاندی کے برتن میں کھانا، پینا ان کی پیالیوں سے تیل لگانا، یا ان کے عطر دان سے عطر لگانا، سونے چاندی کے چمچے سے کھانا۔ ان کی سلاخی سرمہ دانی سے سرمہ لگانا۔ ان کی قلم دوات سے لکھنا لوٹے یا طشت سے وضو کرنا۔ ان کی کرسی یا تخت وغیرہ پر بیٹھنا اور حق میں چاندی سونے کی منہال کا منہ سے استعمال چھڑی کی اوپر کی شام جو ہاتھ میں آتی ہے۔ مرد و عورت دونوں کے لئے ناجائز ہے مرد کو سونے کی انگوٹھی پہننا خالص سونے کی گھڑی سونے چاندی کی چین گھڑی میں لگانا ناجائز ہے۔

پیتل تانبے کے برتن

پیتل تانبہ اسٹیل، بلور ہاتھی دانت لکڑی مٹی کے برتنوں میں کھانا پینا ان سے بنی ہوئی چیزوں کو استعمال کرنا مثلاً کرسی تخت وغیرہ مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہے۔

نوٹ

لوہے اسٹیل تانبہ وغیرہ کی چین سے گھڑی کو کلائی پر باندھنا مرد کے لئے جائز ہے اس کے عدم جواز پر کوئی دلیل شرعی نہیں ملتی۔

وہ صورتیں جو مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہیں۔

چاندی سونے کے برتن یا کوئی اور چیز بطور سجاوٹ رکھنا۔ وہ کپڑا جس پر چاندی سونے کے پانی سے تیل بوٹے بنے ہوں۔ چاندی سونے سے طبع کیے ہوئے۔ برتنوں

ان کھانا مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہے۔ لکڑی یا لوہے۔ پیتل تانبے کی کرسی یا تخت وغیرہ پر سونے چاندی کا کام ہو یا گھوڑے کی زین میں کام بنا ہوا ہر دونوں کے لئے جائز ہے۔ (۱) سونے چاندی کی گھڑیاں (۲) سونے کا تگہ (۳) انگوٹھی کے تگہ (۴) سونے کی کیل (۵) سونے چاندی کے دندانے چاندی کی انگوٹھی میں (۵) سونے چاندی کے بٹن اٹوٹ وغیرہ مرد و عورت دونوں کو جائز ہیں۔ (۶) مرد کو چاندی کی بٹنی باندھنا۔ (۷) ملتے دانتوں میں چاندی سونے کے تار باندھنا۔ ٹوٹے ہوئے دانت کی جگہ چاندی سونے کے دانت لگانا امام محمد رحمہ اللہ کے نزدیک جائز اور امام اعظم رحمہ اللہ کے نزدیک صرف چاندی کا دانت جائز (۸) ایسے کپڑے پہننا مرد و عورت دونوں کے لئے جائز ہے جن پر سونے چاندی کے پانی سے لکھا ہو (۹) مجاہد کو سونے چاندی بلکہ ہر دھات پیتل تانبے لوہے اسٹیل وغیرہ سے بنی ہوئی زرہ، خود دستاں اور کسی ضرورت کی چیزیں پہننا جائز ہے۔ (۱۰) چاندی سونے پیتل تانبے فولاد وغیرہ کا طور و امر مرد و عورت کو کھانا جائز ہے (۱۱) شیر دانی، چادر، لوئی کبیل، صدری، کوٹ کرتا وغیرہ کے آنچلوں، دامنوں، گریبانوں، موٹڑھوں، عمامہ کے پلوؤں وغیرہ پر سونے چاندی کا کام غرض یہ کہ کسی چیز میں (کپڑے میں) کہیں کسی ہی متفرق بوٹیاں، پیتل، ہول، چمچاں ہوں یہ سب جائز ہیں۔ بشرطیکہ ان میں جو بوٹیاں تنہا چار انگل کے عرض سے تو زائد ہوں مگر متفرق کام (تیل بوٹے وغیرہ) ملا کر دیکھیں تو چار انگل سے بڑھ جائے تو اس کا کچھ ڈر نہیں جائز ہے کہ یہ بھی تابع قلیل ہے۔ (۱۲) چاندی کی انگوٹھی ایک تگہ کا وزن ساڑھے چار ماشہ مرد کو پہننا جائز ہے۔ (۱۳) اگر چادر قمیض کرتا وغیرہ پر چاندی سونے کا کام چار انگل عرض تک ہو اس کا پہننا جائز ہے۔ یہ کام خواہ کسی اہمیت کیفیت کا ہو کپڑے کی بناوٹ میں ہو یا بعد میں کلا بتوں کا مدانی وغیرہ کا ہو سب جائز اس قاعدہ کے مطابق سونے چاندی کے ہتھ سے، نگے ہوئے، ملبوسات

جب کہ چار انگل عرض تک ہو۔ مرد و عورت دونوں کو جائز ہے۔ (۱۴) اسی طرح چار انگل سونے کے پترے جو متفرق طور پر کپڑے میں ٹانگے جائیں، ہر پترہ چار انگل عرض کا ہو مگر ان متفرق پتروں کو ملائیں تو چار انگل سے زائد ہو جائیں تو بھی جائز۔ (۱۵) چادر کرنا، قمیض وغیرہ میں چاندی سونے کی چھوٹی چھوٹی بوٹیاں ہوں ہر بوٹی چار انگل سے زائد ہو مگر سب کو ملائیں تو چار انگل سے زائد ہو جائے جائز ہے۔

مستورات کو چاندی کے زیورات اور ریشم کا استعمال جائز ہے
عورتوں کو سونے چاندی کا ہر قسم اور ہر نوع اور ہر طرز کا زیور پہننا جائز نہیں ہے۔ عورتوں کو بطور زیور چاندی سونے کے کڑے چوڑیاں خواہ وہ کسی نوعیت و شکل کی ہوں زنجیر یا چین کلائی میں پہننا یا گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ اسی طرح خالص سونے چاندی کی گھڑی بطور زیور پہننا۔ عام گھڑیوں میں سونے چاندی ریشم کی زنجیر لگا کر اپنے گلے میں لٹکانا۔ قمیض وغیرہ سے لٹکانا جائز و مباح ہے۔ ریشم کے ملبوسات مرد و منوع ہیں اور مستورات کو خالص ریشم کے ملبوسات جائز و مباح ہیں۔ (عالمگیری)

کسی اور دھات کے زیور پہننا جائز نہیں

ہتھل تانبہ، لوہا، ایلومینیم، رولڈ گولڈ غرض یہ کہ تمام قسم کی دھاتوں کے زیورات وغیرہ مرد و عورت دونوں کے پہننا جائز ہے۔ انہیں پہن کر نماز پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے۔

مرد کو ریشم کا پہننا ممنوع ہے

حضور ﷺ نے فرمایا ریشم سونا مرد کے لئے حرام عورتوں کے لئے حلال ہے۔ مستورات کو ریشم کے ہر قسم ہر نوع کے لباس کا استعمال جائز ہے۔ اور مردوں کو ریشم کا کپڑا جس کا تانا بانا دونوں ریشم کے ہوں کا استعمال ممنوع ہے۔ مرد کے لئے ریشم کے

ہر قسم کے ملبوسات، ازار بند، لحاف کمر کی مٹی ٹوپی صدی کرتا، ریشم کے کپڑے کا تعویذ عمامہ وغیرہ ممنوع ہے۔ لیکن مرد کے لئے ریشم کر پردہ ڈالنا۔ ریشم کی مچھردانی، ریشم کا ٹکلیہ بچھونا پر بیٹھنا ریشم کے مصطفیٰ پر نماز پڑھنا۔ ریشم کا وہ کپڑا جس کا تانا ریشم کا ہو اور پانا ریشم کا نہ ہو پہننا جائز ہے البتہ مصنوعی ریشم ملبوسات مرد و عورت دونوں پہن سکتے ہیں۔

سلام کے مسائل سلام کی اہمیت

قرآن مجید میں فرمایا۔ جب تمہیں کوئی سلام کرے تو بہتر جواب دو جب گھروں میں داخل ہو تو ان کے اہل کو سلام کرو۔ سلام کرنا سنت ہے اور جواب دینا واجب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا: تم میں جب کوئی اپنے مسلمان بھائی کو ملے تو سلام کہے جس مسلمان سے واقف ہو اسے اور جس سے واقف نہیں اسے بھی سلام کرو (بخاری) سوار پیادے کو سلام کرے۔ چلنے والا بیٹھنے والے کو اور تھوڑے لوگ زیادہ لوگوں کو سلام کریں چھوٹا بڑے کو، گھر میں جاؤ تو جہاں ہو (بیوی اہی ہو) اسے سلام کرو۔ سلام بات چیت کرنے سے پہلے کیا جائے (ترمذی) مجلس میں پہنچنے کے بعد اور مجلس سے واپسی پر دونوں مواقع پر سلام کرے۔ (ابوداؤد) بچوں کو سلام کرو (مسلم) چھوٹا بڑے کو۔ سوار پیدل کو۔ گزرنے والا بیٹھنے ہوئے کو اور تھوڑے زیادہ آدمیوں کو سلام کریں اہل کتاب یہودی عیسائی سلام کریں تو جواب میں صرف علیکم کہہ دیں (مسلم) راستہ کا حق یہ ہے، نظر نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا۔ سلام کا جواب دینا۔ اچھی بات کا حکم اور بری باتوں سے روکنا (مسلم) السلام علیکم کہنے والے کے لئے دس نیکیاں۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہنے والے کے لئے بیس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کہنے والے کے لئے تیس۔ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ و مغفرتہ کہنے والے کے حق میں چالیس نیکیاں لکھی جاتی ہیں۔ (ابوداؤد) یہود و نصاریٰ سے تہہ نہ کرو۔ یہود کا سلام انگلیوں کے اشارہ سے ہے اور نصاریٰ کا سلام ہتھیلیوں کے اشارہ سے (ترمذی)

سلام کے ضروری مسائل

یہ اور اس مضمون کی احادیث سے فقہانے جو مسائل اخذ کیے ہیں ان میں سے چند یہ ہیں۔ سلام کرنے میں مسلم کی عزت و آبرو اور مال و جان کی حفاظت کی نیت کرے۔ ایک شخص کو سلام کرے تو اس کے لئے بھی جمع کا لفظ استعمال کرے۔ یعنی السلام علیکم کہے۔ جواب دینے والا بھی علیکم السلام کہے رحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کا اضافہ بہتر ہے صرف علیکم یا علیک نہ کہا جائے۔ سلام کا جواب فوراً دینا واجب ہے۔ یا عذر تاخیر کی تو گتہنگار ہوگا اور یہ گناہ جواب دینے سے رفع نہ ہوگا بلکہ توبہ کرنی ہوگی۔ مجلس میں سے کسی ایک شخص کا جواب دے دینا اہل مجلس کی طرف سے کافی ہو جاتا ہے۔ قاضی جب کی عدالت میں اجلاس کر رہا ہو۔ اس کو کسی نے سلام کیا تو اس پر جواب دینا واجب نہیں۔ جو شخص تلاوت میں یا درس و تدریس یا علمی گفتگو یا سبق کا تکرار کر رہا ہو۔ یا عالم دین و غزہ کر رہا ہے یا تعلیم میں مشغول ہے۔ یا تقریر ہو رہی اور لوگ سن رہے ہیں۔ ان صورتوں میں سلام نہ کیا جائے جو شخص پیشاب یا خانہ کبوتر اڑانے یا گانے یا حمام یا غسل خانہ میں نہکا نہہا رہا ہے۔ اس کو بھی سلام نہ کیا جائے۔ فاسق کو بھی سلام نہ کرے۔ گمراہ و بے دین کو سلام کرنا گناہ ہے۔ کسی کا سلام پہنچانے کا وعدہ کر لیا ہے تو سلام پہنچانا واجب ہے۔ عقلی یا انکلی کے اشارے سے سلام کرنا ممنوع ہے، یونہی اشارہ سے جواب دینا بھی کافی ہے۔ منہ سے علیکم السلام کہنا واجب ہے۔ رکوع کی حد تک جبکہ کر سلام کرنا حرام ہے۔ اور اس سے کم جھکنا مکروہ ہے۔ بندگی عرض ہے ان لفظوں سے سلام کرنا جائز ہے۔ آداب عرض ہے گو اس میں اتنی برائی نہیں، مگر سنت کے خلاف ہے۔ تسلیمات اور تسلیم اور سلام۔ یہ سلام ہی کے معنی میں ہے مگر السلام علیکم کہنا بہر حال افضل ہے۔ بچے جب سلام کریں تو عام طور پر جواب

میں جیتے رہو کہا جاتا ہے۔ یہ ناکافی ہے۔ یہ جواب ایام جاہلیت میں کفار دیا کرتے تھے۔ اس لئے اسلام نے سلام کے جواب میں علیکم السلام کا لفظ مقرر کیا ہے۔ جب کوئی کسی کا سلام پہنچائے تو جواب اس طرح دیا جائے علیک وعلیہ السلام۔.....

خط میں سلام لکھنا ہوتا ہے۔ اس کا جواب دینا بھی واجب ہے اور جواب کی دو صورتیں ہیں یہ کہ زبان سے جواب دے یا دوسری صورت یہ ہے کہ سلام کا جواب لکھ کر بھیج دے مگر چونکہ جواب سلام فوراً دینا واجب ہے اور تحریری جواب میں یہ صورت تاخیر ہوتی ہے، اس لئے فوراً جواب دے دے تاکہ تاخیر سے گناہ نہ ہو۔ کافر کو سلام نہ کیا جائے۔ مگر وہ سلام کریں تو جواب میں صرف علیکم وعلیک کہا جائے اور بقصد تعظیم کافر کو ہرگز ہرگز سلام نہ کیا جائے کیونکہ کافر کی تعظیم کفر ہے (درمقرر) اگر ایسی جگہ گزر ہو جہاں مسلم و کافر دونوں ہوں تو السلام علیکم کہے اور مسلمانوں کے سلام کا ارادہ کرے اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ السلام علی من اتبع الهدی کہے..... غیر مسلموں کو ابتداء سلام نہ کیا جائے حضور ﷺ نے فرمایا:

لَا تَبْدُءُ الْيَهُودَ وَالنَّصَارَى بِالسَّلَامِ

”یہود و نصاریٰ کو سلام کرنے میں پہل نہ کرو۔“

ظاہر ہے کہ یہود و نصاریٰ اہل کتاب ہیں جب انہیں سلام کرنے کی ممانعت ہے تو غیر اہل کتاب کفار تو بدرجہ اولیٰ اس حکم میں شامل ہو گئے اسی طرح بد مذہب ہے دین خصوصاً جن کے عقائد حد کفر تک پہنچ گئے ہوں کا بھی یہی حکم ہے۔ البتہ جب غیر مسلم ہمیں سلام کریں تو صرف و علیک کہنے کی ہدایت دی گئی ہے اور یہ حکم کوئی تنگ دلی اور بد اخلاقی پر مشتمل نہیں ہے بلکہ انصاف و دیانت اور خلوص و لہیت کا آئینہ دار ہے۔ بات دراصل یہ کہ اسلام علیکم میں جس سلامتی کا ذکر ہے۔ وہ اس محدود پیمانے کی سلامتی نہیں ہے۔ جو صرف دنیاوی عیش و آرام، امن و عافیت تک محدود ہو بلکہ اس میں

آخرت کی فلاح و نجات عافیت و خیریت بھی شامل ہے یعنی السلام علیکم یا علیکم السلام مفہوم یہ ہے کہ اللہ عز و جل تمہیں دنیا و آخرت دونوں میں امن و عافیت عطا فرمائے۔ ظاہر ہے کہ جب اہل کے لئے قرآنی تصریحات کے مطابق آخرت کی فلاح و نجات ہے ہی نہیں تو انہیں سلامتی کی دعا دینا کیسے درست ہو سکتا ہے۔ کیونکہ جس سلامتی کے ہم اہل کفر کے لئے قائل ہی نہیں ہیں۔ نہ صرف یہ کہ بلکہ قائل ہو جائیں تو مسلمان ہی نہیں رہ سکتے۔ اسی سلامتی کی دعا اگر ہم اہل کفر کو دے دیں تو یہ منافقانہ رواداری ہوگی اور مسلمان منافقانہ رواداری کا قائل نہیں ہے اور اس کو شرافت و نجات اخلاق کے خلاف سمجھتا ہے اس لئے ہمیں یہ ہدایت کی گئی ہے کہ غیر مسلموں کو سلام کرنے میں باہل نہ کریں یعنی ان کو السلام علیکم نہ کہیں اور اگر وہ ہمیں سلام کریں تو ہم صرف و علیک جواب میں کہہ دیں اور اس و علیک کا مطلب یہ نہیں ہے کہ تم پر سلامتی ہو "بلکہ" سلام" کو حذف کر دینے کے بعد و علیک کہنے کا مطلب یہ ہے کہ تم بھی وہی کچھ ہو جس کے تم مستحق ہو البتہ جہاں غیر مسلموں کے ساتھ مل جل کر رہنا پڑتا ہے یا ان کی حکومت ہوتی ہے اور ان سے رابطہ و ضبط ناگزیر ہوتا ہے۔ وہاں "آداب عرض" ہے ایسے جملے استعمال کر سکتے ہیں جن میں کوئی شرعی خرابی کا پہلو نہ لگتا ہو۔ لیکن السلام علیکم کے الفاظ بہر صورت نہیں کہیں گے۔ اسی طرح وہ الفاظ بھی استعمال نہیں کر سکتے جو غیر اسلامی ثقافت کا جز بن گئے ہیں، جیسے نمستے رام رام یا بے بھارت وغیرہ۔

کسی کے مکان میں جانے سے پہلے اجازت لینا ضروری ہے

جب کسی کے مکان پر جائے تو اندر جانے کی اجازت لے پھر سلام کرے۔ اس کے بعد بات چیت کرے۔ اگر صاحب خانہ اجازت نہ دے تو خوشی خوشی واپس ہو جاوے، دل میں کدورت نہ لادے کہ ممکن ہے اسے فرصت نہ ہو یا کسی ضروری کام میں مشغول ہو۔

چھینک و جمائی

حضور ﷺ نے فرمایا چھینک آئے تو الحمد للہ کہو (معمول کے مطابق چھینک آئے صحت کی نشانی ہے۔ جمائی آئے تو حتی المقدور روکو۔ یہ سستی و کاہلی کی نشانی ہے جسے شیطان پسند کرتا ہے۔

بوقت مصیبت بے اختیار آنسو آ جانا رحمت ہیں

بوقت مصیبت چلانا چٹینا، بال منڈانا کپڑے پھاڑنا وادبلا کرنا، منہ پر خاک ڈالنا بازو پر سوگ کے لئے کالی پٹی، باندھنا ممنوع و حرام ہے۔ لیکن رنج و غم کی وجہ سے بے اختیار آنسو جاری ہو جائیں تو یہ ایک فطری بات ہے کیونکہ یہ آنسو ناشکری کے نہیں ہوتے۔ حضور ﷺ کے صاحبزادے حضرت ابراہیم کا انتقال ہوا تو آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ صحابہ کے سوال پر آپ نے فرمایا: بے آنسو تو رحمت ہیں..... اسی طرح اللہ کے خوف و خشیت سے آنسوؤں کا جاری ہو جانا باعث ثواب ہے۔ خوف الہی سے آنسو جاری ہونا جانے والے شخص کو اللہ تعالیٰ روز قیامت اپنے خاص سایہ رحمت میں جگہ عطا فرمائے گا۔

اجنبی عورت کی طرف دیکھنا

اجنبی عورت کے چہرہ پر ہتھیلی کی طرف نظر کرنا جائز ہے۔ مگر بلا ضرورت شرعی چھونا ممنوع ہے۔ بری نظر سے کسی مسلمان عورت کی طرف دیکھنا حرام ہے۔ سخت ضرورت کے وقت ڈاکٹر و حکیم اجنبی عورت کو چھو سکتے ہیں۔ عورت کا عورت کو برہنہ دیکھنا ممنوع ہے۔ اجنبی عورت کے ساتھ خلوت یعنی تنہا ایک کمرہ میں رہنا ممنوع ہے کہ فتنہ کا خوف قوی ہے۔ سوتیلی لڑکی رضاعی بہن جب کہ جوان ہوں، اوساس کے ساتھ تنہائی میں ایک کمرہ میں ہونا ممنوع ہے۔ جب لڑکے لڑکی کی عمر دس سال کی ہو

جائے تو ان کو الگ الگ چار پائی پرسلانا چاہیے دو مرد یا دو عورتوں کا برہنہ ایک کپڑا اوڑھ کر لینا ممنوع ہے۔

تاک جھانک

کسی کے گھر میں تاک جھانک ممنوع ہے اور بری عادت۔ حضور ﷺ نے فرمایا: جو کسی کے گھر میں بلا اجازت جھانکے اور مالک مکان نے اس کی آنکھ پھوڑ دی تو نہایت ہے نہ قصاص (احمد نسائی) اور اگر مکان ہی ایسا ہے جو پردہ دار نہیں اور گھر کی مستورات پر نظر پڑی تو اس کی خطائیں۔ خطا مالک مکان کی ہے کہ اس نے پردہ دار مکان کیوں نہیں بنوایا۔ (غلامہ ترمذی)

نوٹ

والد کے چہرہ کی طرف کعبہ کی طرف۔ قرآن پاک کی طرف اور عالم باعمل کے چہرہ کی طرف نظر کرنا عبادت ہے۔

کھیل کود تفریح وغیرہ

کی اسلام نے ممانعت نہیں کی۔ البتہ یہ ضروری ہے کہ جائز تفریح اس طریقہ سے سرانجام دی جائے کہ فرائض میں کوتاہی نہ ہو۔ تیر اندازی، آلات حرب و ضرب، جنگی ہتھیاروں کا چلانا سیکھنا، کبڈی، کشتی، بیڈمنٹن، ہاکی تیراکی وغیرہ کھیل جائز ہیں بچوں کے لئے تعلیمی تاش جس سے جملے بنانے میں مفید تفریح ہے سکھائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تیر چلانا تیر ناؤ اور گھوڑا سواری سیکھو اور سیکھاؤ۔

مسابقت یعنی کسی کام پر شرط لگانا جائز ہے

مسابقت کا مطلب یہ ہے کہ چند اشخاص آپس میں طے کر لیں کہ کون آگے بڑھ جاتا ہے جو مسابقت لے جائے گا اسے یہ دیا جائے گا۔ یہ مسابقت صرف تیر اندازی

اور گھوڑ دوڑ میں ہو سکتی ہے اور اس کے جائز ہونے کی شرط یہ ہے کہ صرف ایک جانب سے مال شرط ہو مثلاً زید و بکر دونوں میں سے ایک نے یہ کہا کہ اگر تمہارا گھوڑا آگے نکل گیا یا تیر کا نشانہ لگا تو تم کو سو روپے انعام دوں گا اور اگر میں آگے نکل گیا تو تم سے کچھ نہ لوں گا۔ دوسری صورت جواز کی یہ ہے کہ تیسرا شخص ان دونوں سے یہ کہے کہ تم میں جو آگے نکل گیا اس کو میں سو روپے انعام دوں گا۔ مسابقت میں یہ بھی ضروری ہے کہ مسافت اتنی ہو جسے طے کر لیں۔ اور جتنے گھوڑے لئے جائیں وہ سب ایسے ہوں جن میں یہ احتمال ہو کہ ہر ایک آگے نکل جائے گا۔ اسی طرح تیر اندازی اور آدمیوں کی دوڑ میں یہی شرط ہے۔

(۲) اگر دونوں جانب سے مال شرط ہو مثلاً زید و بکر سے کہے کہ اگر تم آگے ہو گئے تو میں سو روپے دوں گا اور اگر میں آگے نکل گیا تو سو روپے تم سے لوں گا۔ یہ صورت جوئے کی ہے اور حرام و ناجائز ہے۔

(۳) اگر مسابقت لے جانے میں کوئی چیز مشروط نہ ہو تو پھر مسابقت ہر چیز میں ہو سکتی ہے۔

(۴) سابق کے لئے جو کچھ ملنا طے ہوا ہے وہ اس کے لئے حلال و طیب ہے مگر وہ اس کا مستحق نہیں یعنی اگر دوسرا نہ دے تو سابق قاضی کے ہاں دعویٰ کر کے جبراً وصول نہیں کر سکتا۔

(۵) اگر مسابقت صرف لہو لعب کے طور پر ہو تو مکروہ ہے۔ حضور سید عالم ﷺ اور صحابہ کرام نے تیر اندازی اور گھوڑ دوڑ میں جو حصہ لیا تو اس سے مقصود لہو لعب نہ تھا بلکہ جہاد کے لئے تیاری تھی یعنی ایک قسم کی یہ جنگی مشقیں تھیں۔

حرام و حلال جانور

کی تفصیل کے لئے دفتر درکار ہے۔ ضابطہ ہے کہ وہ جانور جو کھلی والا ہو اور

کیلی سے شکار بھی کرے۔ جیسے شیر، چیتا، ریچھ، لومڑی، بچو، کتا، بھگیاڑ۔ اسی طرح ہل والا پرندہ جو نیچے سے شکار کرے جیسے شکار، باز، بھری، خیل، گدہ، وغیرہ حشرات الارض، سانپ، بچھو، چوہا، چھپکلی، گرگٹ، گھونس،..... پھھر پھو، بھٹل، بکھی، مینڈک، کوا، مردار کھاتا ہے۔ گدھا، بچھو، کچھوا، دریا کے تمام جانور (چھپکلی جو پانی سے اپنے آپ مر کر پانی کی سطح پر الٹ گئی یہ سب حرام ہیں۔

خنزیر

کی ہر چیز کھال بال، ہڈی گوشت تمام اجزاء حرام قطعی اور سخت نجس ہے جیسا کہ مچھلی مٹھوک ہے۔ پانی کے جانوروں میں صرف مچھلی حلال ہے، چڑیا، کبوتر، ہرن، گورنر، نسل گائے، مرغابی، گائے، بھینس، دودھ، بکری، طوطا، خرگوش، مور، اونٹ، بلی، مرغی، ہدہ، بگلا سارس یا حلال جانور ہیں۔

گرگٹ اور چھپکلی کو مار دینا چاہیے

حضور ﷺ نے وزغ یعنی گرگٹ کے مارنے کا حکم دیا ہے اور فرمایا۔ جناب ابراہیم علیہ السلام کے لئے کافروں نے جو آگ جلائی تھی اسے یہ بھونکتے تھے۔

مکان میں پرند گھونسلا بنا لے تو اسے خراب نہ کیا جائے

مکان میں پرند گھونسلا بنالیں اور بچے بھی دے دیے تو جب تک بچے بڑے ہو کر اڑ نہ جائیں اس وقت تک گھونسلا کو بگاڑ نہ جائے۔

جانوروں کو لڑانا ممنوع ہے

مرغ، شیر، تیز، مینڈھے بھینسے وغیرہ جانوروں کو لڑانا منع ہے۔ جانمیں سے شرط ہو تو جوا ہے۔ حرام ہے۔ جانوروں کو لڑانا، ان کو ایذا و تکلیف دینا ایک فضول رسم

اور فضول خرچی ہے باوقار قوم کی شان کے خلاف ہے۔

تاش شطرنج

اسی طرح شطرنج مجتہد چوسر کھیلنا خطا ہے۔ اور جانمیں سے شرط ہو تو جوا ہے حرام ہے تاریخ بتاتی ہے کہ اس قسم کے قلعہ کھیل کود میں اشیاء کے مسلمانوں سے مسلماتیں چھین گئیں۔ لوگوں نے جائیدادیں تباہ کر دیں۔ حتیٰ کہ اس کے چسکے نے بیوی بچوں تک گروی رکھنے بیچے تک کے ذلیل فعل کا ارتکاب تک کر دیا ہے کیرم بورڈ بلیئر شرط کے کھیلنا جب کہ نماز و فرائض میں کوتاہی نہ ہو جائز ہے۔

جانور پالنا

شوقیہ طور پر جانور پالنا، کبوتر اور مختلف قسم کی پرند، طوطا، ہرن وغیرہ جائز ہے۔ مگر جانور پالا جائے تو اس کے حقوق بھی ادا کرنا فرض ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

جانوروں کے حقوق

ایک شخص اس بے بھاشا گیا کہ اس نے پیلا سے کتے کو پانی پلایا اور اس کی جان بچائی اور ایک شخص پر اس لئے عذاب ہوا کہ اس نے بلی کو باندھا آزاد نہ چھوڑا اور وہ بھوکے بے بسک بے بسک کر مر گئی۔ ایک شخص نے بلا وجہ چینی کو جلا دیا ہے۔ اس پر اس سے باز پرس ہوئی (بخاری) اس سے اندازہ کر لیجئے کہ جانور اگر رکھا ہے تو اس کے کھانے پینے کا خیال رکھنا کتنا ضروری ہے۔

جانور کو تکلیف دینا ناجائز ہے

وزغ کے بعد جانور جب بالکل ٹھنڈا ہو جائے پھر کھال اتاریں جانور کے سامنے چھری تیز کرنا ایک جانور کے سامنے دوسرے کو ذبح کرنا اچھا نہیں۔ جانور کو تیز

چھری سے ذبح کرنا چاہیے۔

ذبح کا طریقہ

ذبح میں چار رگیں کاٹی جاتی ہیں۔ حلقوم سانس کی رگ۔ مری کھانا پانی اترنے والی رگ و دھین۔ مذکورہ بالا رگوں کے ساتھ دو رگیں ہیں جن میں خون جاری ہوتا ہے ذبح کی ان چار رگوں میں تین کا کٹ جانا ضروری ہے۔ ورنہ جانور حلال نہ ہو گا۔ گورت مرد (بچہ جو ذبح کرنا جانتا ہو) ذبح کر سکتے ہیں۔ جانور کا منہ بوقت ذبح قبلہ رخ کر دینا مستحب ہے۔ ذبح کرنے والے کا صحیح اعتقاد ہونا ضروری ہے۔ ورنہ جانور حرام ہو جائے گا۔ بوقت ذبح بسم اللہ اکبر کہنا چاہیے۔ اگر قصداً بسم اللہ پڑھی جانور حرام ہے۔ بھول کر بسم اللہ نہ پڑھی تو جانور حلال ہے۔ بوقت ذبح بسم اللہ اکبر کی جگہ اللہ کے سوا کسی کا نام لے کر ذبح کیا جانور حرام ہے۔ ذبح کرنے والے کو بسم اللہ اکبر کہنا ضروری و لازمی ہے۔ ذبح ہر اس چیز سے کر سکتے ہیں جو رگیں کاٹ دے اور خون بہا دے۔ دھار دار پتھر کھچی سے بھی ذبح کر سکتے ہیں بدو ق کی گولی سے ذبح نہیں ہو سکتا کیونکہ یہ رگوں کو کاٹتی نہیں۔

جانور ذبح کیا اور اس کے پیٹ سے بچہ برآمد ہوا

بکری یا گائے ذبح کی اس کی پیٹ میں بچہ نکلا اگر وہ زندہ ہے تو ذبح کر دیا جائے حلال ہو جائے گا۔ اگر مراد ہوا ہے تو حرام ہے۔ اس کی ماں کا ذبح کرنا اس کے بچے کے لئے کافی نہیں۔ (در مختار)

جانور ایسے ذبح کیا کہ سر الگ ہو گیا

حضور ﷺ نے فرمایا دوسرے ہونے جانور حلال ہیں پھلی اور ٹڈی۔ یعنی ان کو ذبح نہیں کیا جاتا۔ بغیر ذبح حلال ہے اور دو خون یعنی تلی اور کلجی حلال ہے۔

کون سی چیزوں کا بیچنا ممنوع و حرام ہے

پاخانہ، پیشاب، خون، شراب، مشترک چیز بلا اجازت شریک، مردار، انسان کے اعضاء بال، ہڈی چربی وغیرہ یا جو مال ناجائز اور باطل طریقہ سے حاصل کیا ہو، شراب کے علاوہ دیگر اور نشہ آور چیزیں جو لوگوں کو نشہ پورا کرنے کے لئے فروخت کی جائیں، جس سے صحت خرابی ہوتی ہے اور بہت سی خرابیاں اور فتنے پیدا ہوتے ہیں ان تمام چیزوں کی خرید و فروخت حرام اور ممنوع ہے۔ البتہ گو بر کا بیچنا ممنوع نہیں۔ کھاد اور جلانے کے کام آتا ہے۔

پھلی کے سوا پانی کے تمام

جانور مینڈک، کیڑا وغیرہ حشرات الارض چوہا چھوہندر۔ گھونس پھلی، گرگٹ کوہ سانپ، بچھو، چوئی وغیرہ کی بیع ناجائز ہے۔ (فتح القدیر)

کتا، بلی، ہاتھی کی خرید و فروخت جائز ہے

اسی طرح چیتا، شکار، بھری کی خرید و فروخت جائز ہے۔ خواہ شکاری ہوں یا نہ ہوں۔

بچلوں کو پختہ ہونے سے قبل بیچنا ممنوع ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا لَا تَبِيعُوا الْفُسْرَةَ حَتَّى يَبْلُغَ أَهْلُهَا پھل اس وقت تک نہ بیچو جب تک اس کی پختگی ظاہر نہ ہو جائے۔

پختہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پھل درخت پر نمودار ہو جائیں۔ یا سرخ زردی مائل ہو جائیں جب پھل اس حالت میں ہو جاتے ہیں تو اب عموماً کسی آفت کی وجہ سے ان کا ضائع ہوتا۔ خراب ہونا یا جھڑ جانے کا خطرہ نہیں رہتا۔ مطلب یہ ہے کہ

درخت پر پھل کو پختہ ہو جانے کے بعد بیچنا جائز ہے۔ اس سے پہلے بیچنا جائز نہیں ہے۔ اب پھلوں کو درختوں پر کچی کھیتی جس میں غلہ بھی تیار نہیں ہوا اس کے فروخت کی میں صورتیں ہیں۔

اول: کچی کھیتی بیچ دی کہ مشتری ابھی کاٹ لے گا یا اپنے جانوروں سے چرا لے گا۔ یہ صورت جائز ہے۔

دوم: یہ کہ اس شرط پر خریدتا ہے کہ کھیتی کو تیار ہونے تک چھوڑ رکھے گا اور جب کھیتی تیار ہو جائے گی پھر کاٹے گا تو یہ صورت بیع قاسد کی ہے کیونکہ اس شرط میں مشتری کا نفع ہے۔

سوم: پھل اس وقت بیچ ڈالے کہ ابھی نمایاں بھی نہیں ہوئے ہیں تو یہ بیع باطل محض ہے۔ آج کل عام رواج ہے کہ باغات کو پھل نکلنے سے پہلے ہی بیچ دیتے ہیں۔ بلکہ کئی سال کے لئے پیشگی دیتے ہیں۔ یہ بیع باطل ہے کیونکہ کیا معلوم کہ پھل پیدا ہوں یا نہ ہوں۔

چہارم: اور اگر پھل ظاہر ہو گئے مگر ابھی کچے ہیں ان کو بیچ دیا تو یہ بیع جائز ہے۔ مگر مشتری پر درخت سے فوراً توڑ لینا ضروری ہے اور اگر شرط کر لی ہے کہ جب تک پھل تیار نہ ہوں گے درخت پر رہیں گے تو پھر بھی بیع قاسد ہے اور اگر بلا شرط خرید لئے یعنی پھل ظاہر ہو گئے اور خرید لئے اور شرط نہیں کی کہ پھل تیار ہونے یعنی پکے تک درخت پر رہیں گے اور بائع نے بعد بیع اجازت دے دی کہ تیار ہونے تک درخت پر رہنے دا تو اب کوئی حرج نہیں بیع جائز ہے۔ باغات اور کھیتی کو فروخت کرنے میں عام طور پر لوگ ان مسائل کا خیال نہیں رکھتے۔

مردار جانور کے بال و پروہڈی کے احکام

مردار جانور وہ ہے جو اپنی طبعی موت مر جائے یا اسے بسم اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہ کیا جائے یا پتھر سے مار دیا جائے یا کسی جانور نے اسے ہلاک کر دیا ہو۔ یا گلا گھونٹ

کر مار ڈالا گیا ہو۔

مردار کی کھال کو رکھنے سے پہلے بیچنا استعمال کرنا حرام ہے اور دباغت کے بعد جائز ہے۔ مردار کا پٹھا، بال، ہڈی، چوڑھ کھر، ناخن ان سب کو بیچ سکتے ہیں اور کام میں بھی لا سکتے ہیں۔ جب کہ اس پر گوشت اور چکنائی نہ ہو۔۔۔۔۔ خنزیر کے تمام اجزا ناپاک و نجس ہیں۔ خنزیر کے بال اور کسی جز کی بیع باطل ہے اور اس کی کھال و بال کا کسی صورت میں بھی استعمال جائز نہیں ہے کیونکہ خنزیر کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا: فسادہ جس خنزیر کے تمام اجزا نجس و ناپاک ہیں اسی طرح مردار کی چربی و گوشت کی خرید و فروخت حرام ہے۔

شکار جائز بھی ہے اور ناجائز بھی

ضرورت کے لئے شکار کرنا جائز ہے شکار کا گوشت ضائع کر دینا ممنوع ہے بعض شکاری محض تفریح طبع یا نشاندہ بازی کے لئے جانور کو مار دیتے ہیں اور یونمی چھوڑ دیتے ہیں۔ یہ گناہ ہے حضور ﷺ نے فرمایا جس نے چڑیا یا کسی جانور کو ناحق مارا روز قیامت اس سے سوال ہوگا۔ (نہائی) ہر وہ فعل جس سے جانور کو بلا فائدہ تکلیف پہنچے ممنوع ہے۔

سدھائے ہوئے کتے سے شکار کے احکام

(۱) کلب معلم اس کتے کو کہتے ہیں جو شکار کے لئے سدھالیا جاتا ہے۔ اس کی خصوصیت یہ ہوتی ہے کہ وہ عام جانوروں کی طرح شکار پھاڑ نہیں کھاتا بلکہ اپنے مالک کے لئے پکڑ رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے عام درندوں کا پھاڑا ہوا جانور حرام ہے اور سدھائے ہوئے کتے کا شکار حلال ہے۔

(۲) پھر چونکہ اس میں کتے کو مطلق رکھا گیا ہے اس لئے کسی بھی قسم و نسل کا کتا

چاہے وہ اسود ہی کیوں نہ ہو جب اس کو سدھالیا جائے تو اس کا شکار حلال ہے (لیکن امام مالک رحمہ اللہ کے نزدیک کلب اسود کا شکار حلال نہیں ہے)

(۳) حدیث سے واضح ہوتا ہے کہ غنّے کے ذریعہ شکار کرنے کے لئے چار شرطوں کا ہونا ضروری ہے۔ اول کتابہ سدھایا ہوا ہو۔ دوم ارسال یعنی کتے نے خود بخود شکار نہ کیا ہو، بلکہ مالک کا اشارہ پا کر اس نے جانور کو پکڑا ہو۔ سوم یہ کہ بوقت ارسال بسم اللہ پڑھ لی ہو۔ چہارم یہ کہ کتے نے شکار کو مالک کے لئے پکڑا ہو اور اس سے خود نہ کھایا ہو۔ اگر خود اس نے شکار سے کھالیا۔ تو شکار حرام ہوگا۔ چنانچہ حدیث کے یہ لفظ اِذَا اكْتُلَ فَلَا تَاْكُلْ سے یہ بالکل صراحت کے ساتھ معلوم ہوتی ہے۔

(۴) اگر بھول کر بسم اللہ نہیں پڑھی، تو شکار حلال ہے اور اگر قصداً نہیں پڑھی تو حرام ہے۔

(۵) اگر سدھائے ہوئے کتے کو چھوڑا اور دوسرا کتا بھی شکار کرنے میں شامل ہو گیا تو شکار حرام ہوگا کیونکہ شکاری نے بسم اللہ اپنے کتے پر پڑھی تھی نہ کہ دوسرے کتے پر۔

(۶) یہ ہدایت قرآن پاک کی اس آیت سے ماخوذ ہیں۔

وَمَا عَلَّمْتُمْ مِنَ الْجَوَارِحِ مُكَلِّبِينَ تُعَلِّمُوْنَهُنَّ مِمَّا عَلَّمَكُمُ اللّٰهُ فَاَكْلُوْا مِمَّا اَفْسَكْنَ عَلَيْكُمْ وَاذْكُرُوْا اَسْمَ اللّٰهِ عَلَيْهِ۔

”اور جو شکاری جانور تم نے سدھائے انہیں شکار پر دوڑاتے جو علم تمہیں خدا نے دیا اس میں سے انہیں سکھاتے تو کھاؤ اس میں سے جو وہ مار کر تمہارے لئے رہنے دے اور اس پر اللہ کا نام ہو۔“

یہ آیت ابن حاتم اور حضرت زید بن مہملہل کے حق میں نازل ہوئی جن کا نام حضور ﷺ نے زید الخیر رکھا تھا۔ ان دونوں صاحبوں نے عرض کیا، یا رسول اللہ ہم

لوگ کتے اور باز کے ذریعہ شکار کرتے ہیں کیا ہمارے لئے حلال ہے اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔

(الف) جو شکاری جانور خواہ وہ درندوں میں سے ہوں جیسے کتا اور چیتا یا شکاری پرندوں سے ہوں۔ جیسے باز شاہین، شکرہ وغیرہ جب ان کو اس طرح سدھالیا جائے کہ جو شکار کریں اس میں سے نہ کھائیں اور جب شکاری ان کو چھوڑے تب شکار پر جائیں اور جب واپس بلائے واپس آجائیں ایسے شکاری جانور کو معلم کہتے ہیں۔ آیت سے جو بات واضح ہوتی ہے، اس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس شخص نے کتا یا شکرہ وغیرہ کوئی شکاری جانور شکار پر چھوڑا تو اس کا شکار چند شرطوں سے حلال ہے۔

(۱) شکاری جانور مسلمان کا ہو اور سدھایا ہوا ہو۔

(۲) اس نے شکار کو زخم لگا کر مارا ہو۔

(۳) شکاری جانور بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر چھوڑا گیا ہو۔

(۴) شکار اگر زندہ ملے تو اس کو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح کر لیا جائے۔

(۵) اگر زندہ نہ ملے تو اس کے بغیر ہی حلال ہے کیونکہ بوقت ارسال بسم اللہ،

اکبر پڑھ لی گئی ہے۔

(ب) اور مندرجہ ذیل صورتوں میں شکار حرام ہوگا۔

۱۔ اگر شکاری جانور (غیر معلم) سدھایا ہوا نہ ہو (۲) یا اس نے شکار کے زخم نہ

کیا ہو (۳) یا شکار پر چھوڑتے وقت بسم اللہ، اللہ اکبر نہ پڑھا ہو۔ (۴) یا شکار زندہ ملا

ہو اور اس کو بسم اللہ، اللہ اکبر کہہ کر ذبح نہ کیا ہو۔ (۵) یا معلم کے ساتھ غیر معلم شکار میں

شریک ہو گیا ہو۔ (۶) یا ایسا شکاری جانور شکار میں شریک ہو گیا ہو کہ جس کو بسم اللہ،

اللہ اکبر کہہ کر نہ چھوڑا گیا ہو (۷) یا وہ شکاری جانور کسی مجوسی کافر کا ہو۔ ان سب

صورتوں میں شکار حرام ہے۔

کرنا واجب ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی تو نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ اس کو دوبارہ پڑھنا ضروری ہے اور اگر درہم سے کم ہے تو پاک کرنا سنت ہے کہ بے پاک کیے نماز پڑھی ہو گئی۔ مگر خلاف سنت ہے اس کو دوبارہ پڑھ لینا بہتر ہے۔

نوٹ

۱۔ جس شیشی میں پیشاب یا خون یا شراب ہے اس کو جیب میں رکھ کر نماز پڑھی، نماز نہ ہوگی (۲) اگر ایسے اٹے کو جس کی زردی خون ہو چکی ہے جیب میں رکھ کر نماز پڑھی تو ہو جائے گی۔ (۳) بیٹلی ہوئی ناپاک زمین یا نجس پھونے پر سوکھے ہوئے پاؤں رکھے اور پاؤں میں تری آگئی تو نجس ہو گئے۔ اور اگر صرف سیل ہے تو نجس (۴) پھیکے ہوئے پاؤں نجس زمین یا پھونے پر رکھے تو ناپاک نہ ہوں گے۔ اگرچہ پاؤں کی تری کا اس پر دھبہ محسوس ہو اور اگر اس زمین پھونے کو اتنی تری پہنچی کہ اس پھونے یا زمین کی تری پاؤں کو لگی تو اب پاؤں نجس ہو جائیں گے۔

نجاست خفیفہ

جن جانوروں کا گوشت حلال ہے جیسے گائے بکری وغیرہ کا پیشاب گھوڑے اور جس پرند کا گوشت حرام ہے خواہ شکاری ہو۔ جیسے کوا چیل شکراباز کی بیٹ، نجاست خفیفہ ہے۔ اس کا حکم یہ ہے کہ کپڑے یا بدن کے جس حصہ پر لگی۔ اس کی چھو تھائی سے کم ہے تو معاف ہے۔ نماز اس سے ہو جائے گی۔ اور اگر پورے چھو تھائی حصہ پر ہے تو بے دھوئے نہیں ہوگی۔

مندرجہ ذیل جانوروں کا لعاب پسینہ اور جوٹھا ناپاک ہے

تمام حلال جانور جیسے گائے بھینس، بکری، ہرن، دُنبہ، اونٹ، تیز شیر، کبوتر، چڑیا وغیرہ گھوڑا تمام وہ جانور جو پانی میں رہتے ہیں خواہ ان کی پیدائش پانی کے باہر ہو۔

مندرجہ ذیل جانوروں کا جوٹھا ناپاک ہے

سُور، کتا شیر، بھیلر، ہاتھی گیدڑ، اور دوسرے درندے وہ مرغی یا حلال جانور جیسے غلیظ کھانے کے عادت ہو چکی جب کہ اس نے چوہا کھایا اور فوراً برتن میں منہ ڈال دیا۔ اگر خوب زبان سے چاٹنے کے بعد کہ اس کے منہ میں چوہے کے خون وغیرہ کا اثر جاتا رہا۔ پھر برتن میں منہ ڈالا تو پاک ہے مگر مکروہ۔

مندرجہ ذیل جانوروں کا جوٹھا مکروہ ہے

گھر میں رہنے والے جانور جیسے بلی، چوہا، سانپ، چھپکلی اڑنے والے شکاری جانور جیسے شکر، باز، چیل، کوا اور گدھے خچر کا جھوٹا مشکوک ہے۔ لیکن اگر اس کا پسینہ کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک ہے۔

نوٹ

اچھے پانی کے ہوتے ہوئے مکروہ پانی سے وضو غسل مکروہ ہے۔ اگر اچھا پانی موجود نہیں ہے پھر مکروہ پانی سے وضو غسل میں حرج نہیں۔

بعض جانور جن کی بیٹ وغیرہ اور بعض چیزیں جو پاک ہیں

۱۔ باغی رطوبت جو ناک یا منہ سے نکلے اگرچہ پیٹ سے چڑھے۔ (۲) چمکاؤڑ کی بیٹ اور پیشاب جو پرندے اونچے اڑتے ہیں۔ جیسے کبوتر دینا، مرغابی قاز کی بیٹ (۳) پھلی اور پانی کے رہنے والے جانور کھٹل کا خون خچر اور گدھے کا لعاب اور پسینہ (۴) پیشاب کی نہایت باریک چھٹیں سوئی کے نوک برابر بدن یا کپڑے پر پڑ جائیں تو کپڑا اور بدن پاک ہے۔ (۵) وہ خون جو زخم سے بہاؤ ہو (۶) تلی بکلی میں جو خون باقی رہ گیا (۷) ناپاک چیز کا دھواں (۸) پاخانہ یا دیگر نجاست پر سے نکلیاں اڑ کر جسم یا کپڑے پر بیٹھیں (۹) راستہ کی کچھڑ جب تک اس کی نجس ہونا معلوم نہ ہو۔ سڑک پر

چھڑکاؤ کے پانی کی چھٹیں (۱۰) کتا بدن یا کپڑے سے چھو جائے۔ بشرطیکہ اس کے بدن پر کوئی اور نجاست نہ لگی ہو۔ (۱۱) سوا سوار کے تمام جانوروں کی وہ ہڈی جس پر مردار کی چکنائی باقی نہ ہو (۱۲) سوار کے سوا تمام جانوروں کے بال دانت جیسے ہاتھی شیر وغیرہ کے (۱۳) عورت کے پیشاب کے مقام سے جو رطوبت نکلے۔ یہ سب پاک ہیں۔ بدن یا کپڑے کو لگ جائیں بدن یا کپڑا ناپاک نہ ہوگا۔

مٹی و ودی ناپاک ہے

اسی طرح بوقت شہوت جو رطوبت بھی نکلے۔ اگر کپڑے کو مٹی لگ جائے اور ابھی گیلی ہو تو دھونے سے ہی کپڑا پاک ہوگا اور اگر غلیظ ہو اور سوکھ جائے اور اس کو خوب اچھی طرح رگڑ ڈالا جائے کہ اس کے اجزا کپڑے سے جھڑ جائیں تو اس کپڑے کے ساتھ بغیر دھوئے بھی نماز پڑھ سکتے ہیں اور کپڑا پاک ہو جائے گا۔

وضو و غسل کے پانی کا حکم

جو پانی وضو یا غسل کرنے میں سے گرا پاک ہے۔ مگر اس پانی سے وضو غسل جائز نہیں۔ پانی سے بھرے ہوئے لوٹے حمام یا بالٹی میں بے وضو شخص کا ہاتھ یا انگلی یا پورا ناخن بتصد یا بلا قصد بغیر دھوئے ہوئے پڑ جائے تو اس پانی سے بھی وضو جائز نہیں۔ اسی طرح جس پر غسل فرض ہے اس کے جسم کا کوئی بے دھلا ہوا حصہ پانی سے چھو جائے تو اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے۔

جو پانی سورج کی گرمی سے گرم ہو جائے

اگرچہ پاک ہے مگر جب تک گرم ہے اس سے وضو و غسل نہ کیا جائے کیونکہ ایسے پانی کے استعمال میں برص کے مرض میں مبتلا ہو جانے کا اندیشہ ہے۔

۲۔ آدمی خواہ جنبی ہو یا حیض و نفاس والی عورت اس کا جو ٹھپا پاک ہے۔ کافر کا

بھی پاک ہے مگر اس سے پھنسا چاہیے۔

دوران بارش چھت پر نالہ وغیرہ کے پانی کا حکم

دوران بارش پر نالہ سے جو پانی گرے اگر وہ چھت پر نجاست ہو تو اگر پانی کے رنگ و بو مزہ میں تہدیلی نہ ہو تو پاک ہے اور اگر بارش رک گئی پانی بہنا موقوف ہو گیا تو اب ٹھہرا ہوا پانی جو چھت سے چکے نخس ہے۔ اس طرح دوران بارش نالیوں یا سڑکوں کا پانی جب کہ اس کا رنگ و بو مزہ نہ بدلے پاک ہے۔

حرام جانور کا دودھ نجس ہے

حرام جانور کا دودھ نجس ہے۔ البتہ گھوڑی کا دودھ پاک ہے مگر کھانا جائز نہیں۔ آدمی کی کھال یا کوئی عضو جسم سے جدا ہو کر اگرچہ ناخن برابر ہو پانی میں گر جائے۔ وہ ناپاک ہے اور خود پانی میں ناخن گر جائے تو ناپاک نہیں۔

درم کا وزن اور اس کی پیمائش

نجاست غلیظہ اگر گاڑھی ہے جیسے پاخانہ گوشت و درہم کے برابر یا کم یا زیادہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وزن میں اس کے برابر یا کم یا زیادہ ہو درہم کا وزن ساڑھے چار ماشہ ہے۔ اگر نجاست غلیظہ پتلی ہے جیسے آدمی کا پیشاب شراب تو درہم سے مراد اس کا پھیلاؤ ہے جو تقریباً چاندی کے روپے کے برابر ہے۔

ناپاک اشیاء کو پاک کرنے کا طریقہ

نجاست اگر رنگدار ہے تو دھونے میں گنتی شرط نہیں ہے بلکہ اس نجاست کو پانی سے دور کرنا چاہیے کہ اس کا اثر بالکل زائل ہو جائے۔ خواہ ایک بار دھونے سے ہو یا تین بار اور اگر نجاست پتلی ہے جیسے پیشاب وغیرہ تو تین بار دھونے اور تینوں بار

نچوڑنے سے وہ چیز ناپاک ہوگی۔ ہر مرتبہ نچوڑنے کے بعد ہاتھ پاک کر لینا چاہیے۔ جو چیز نچوڑنے کے قابل نہیں جیسے چٹائی کپل، قالین منی کے کورے برتن تخت ناف گدا چڑے کی بنی ہوئی چیزیں، غرض یہ کہ ہر وہ چیز جو اپنے اندر نجاست کو جذب کر سکتی ہے اور نچوڑنا اس کا دشوار ہے تو اس کے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس کو دھو کر چھوڑ دیں۔ حتیٰ کہ پانی ٹپکنا بند ہو جائے تیسری بار میں وہ چیز پاک ہو جائے گی۔ ہر مرتبہ دھونے کے بعد سکھانا ضروری نہیں ہے جو کپڑا اپنی نازکی کی بنا پر نچوڑنے کے قابل نہیں انہیں بھی اسی طرح پاک کیا جائے گا۔ ایسی چیز جن میں مسام نہیں ہوتے نجاست اس میں بالکل جذب نہیں ہوتی۔ جیسے پتیلی، پتیل، تانبے، لوہے، اسٹیل کی اشیاء پالش کی ہوئی لکڑی روغن دار مٹی کے برتن آئینہ شیشہ وغیرہ صرف تین بار دھو لینے سے پاک ہو جائے گا۔

ناپاک گھی یا تیل کو پاک کرنے کا طریقہ

جی ہوئی چیز شہد یا گھی وغیرہ میں اگر چوہا یا اس کی مثل کوئی جانور گر جائے تو اس کو نکال کر پھینک دیں اور آس پاس سے تھوڑا تھوڑا گھی جہاں تک اس کی نجاست سرایت کرنے کا ظن ہو پھینک دیں۔ باقی کا پاک ہے اس کی وجہ یہ ہے کہ جیسے ہونے کی وجہ سے نجاست سارے گھی میں سرایت نہیں کرے گی بلکہ صرف اس حصہ میں سرایت کرے گی جو اس سے ملا ہوا گا۔ اس لئے آس پاس کے گھی کو نکال دینے سے باقی کا گھی پاک قرار پائے گا اور اگر گھی جما ہوا نہیں ہے تو پھر اسے پاک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ناپاک گھی کو اتنے بڑے برتن میں کر دیں کہ اس کا کچھ حصہ خالی رہے۔ پھر اسے پاک پانی یا اسی جنس کی پاک چیز اس برتن میں ڈالیں۔ حتیٰ کہ برتن کے منہ سے اگلنے لگے اور کناروں سے بہہ نکلے جو گھی برتن کے کناروں سے بہے گا

ناپاک ہے جو برتن کے اندر رہے گا وہ پاک ہو جائے گا۔ نیز اگر ناپاک گھی جم گیا ہے تو اسے پگھلا کر اسی طرح پاک کر سکتے ہیں۔

نوٹ

جو گھی یا تیل ناپاک ہو اس کا کھانا ناجائز ہے۔ البتہ جلانے یا اسی نوع کے دوسرے کاموں میں استعمال ہو سکتا ہے۔



کنواں پاک کرنے کا طریقہ

مندجذیل صورتوں میں کنویں کا کل پانی نکالا جائے گا۔

(۱) انسان یا کسی جانور کا پیشاب یا بہتا ہوا خون، شراب کا ایک قطرہ یا کوئی ایسی چیز جو نجس و ناپاک ہو، یا مرغی بلی کی بیٹ یا جن جو پاؤں کا گوشت حرام ہے ان کا پاشانہ پیشاب۔ یا آدمی بکری کتا کوئی بھی خون رکھنے والا جانور ان کے برابر ہو یا ان سے بڑا۔ یا مرغی بلی چوہا چھپکلی یا کوئی بھی خون رکھنے والا جانور کنویں میں گر کر مر کر پھول جائے یا یہ سب کنویں سے باہر مریں پھر کنویں میں گر جائیں خنزیر کنویں میں گر جائے زندہ نکلے یا مردہ ہو چھپکلی یا چوہے کی دم کٹ کر کنویں میں گرے اگر پھولی پھٹی نہ ہو۔ دو عدد بلیاں گر کر مر جائیں یا کا فر مردہ اگرچہ سو بار دھویا گیا ہو گر جائے جو تالیا گیند وغیرہ گرے۔ جب کہ ان کا نجس و ناپاک ہونا بالیقین معلوم ہو۔ یا مردار کی ہڈی جس پر گوشت یا چکنائی لگی ہو یا سڑکی ہڈی یا اس کا کوئی بھی جز یا چھ عدد چوہے گر کر مر جائیں کچے بچہ مردہ پیدا ہو کر جائے۔

(۲) چھوہا چھچھوہر، چڑیا چھپکلی گر گٹ یا ان کے برابر ان سے چھوٹا جانور جو خون رکھتا ہے گر کر مر گیا تو بیس ڈول سے تیس ڈول تک پانی نکالا جائے۔

(۳) کیوتر مرغی بلی یا یکدم تن چار پانچ تک چوہے گر کر مر جائیں تو چالیس سے ساٹھ ڈول تک پانی نکالا جائے۔

(۴) مندجذیل صورتوں میں کنواں پاک رہے گا۔ اگر میگنیاں، گوبر اور لیدر اگرچہ

ناپاک ہیں مگر گر جائیں تو ان کا قلیل معاف ہے۔ اڑنے والے حلال جانور کیوتر، چڑیا کی بیٹ یا شکاری پرند، چیل، شکر ہانڈ کی بیٹ گر جائے۔ چوہے چھگادڑ کا پیشاب یا نجس غبار گرے۔ پانی کا جانور جو پانی ہی میں پیدا ہوتا ہے کنویں میں مر جائے یا مرا ہو کر جائے اگرچہ پھول پھٹ گیا ہو۔ مرغی کا تازہ انڈا جس پر ہنوز رطوبت لگی ہو۔ بکری کا بچہ جو پیدا ہوتے ہی کنویں میں گر انگر مر انہیں۔ جس جانور میں خون نہیں ہوتا۔ جیسے پتھر مکھی وغیرہ گر جائیں تو کنواں پاک رہے گا۔

نوٹ

جس کنویں کا پانی نہ ٹوٹا ہو تو اندازہ کر کے کہ اس میں اتنا پانی ہے کل پانی نکالا جائے گا۔ کل پانی نکالنے کا مطلب یہ ہے کہ جب آخری ڈول ڈالیں تو آدھا بھی نہ بھرے۔ اس کی مٹی نکالنے کی ضرورت نہیں۔ دیوار سی ڈول بھی پاک ہو گئے۔ ان کو دوبارہ دھونے کی ضرورت نہیں جس چیز کی وجہ سے پانی نکالنے کا حکم ہے پہلے اس چیز کو نکال دیں اگر وہ اسی میں پڑی رہی تو کتنا ہی پانی نکالیں پاک نہ ہوگا۔ اگر وہ چیز گل سڑ کر پانی ہو گئی تو صرف پانی نکالنے سے کنواں پاک ہو جائے گا۔

(۱) ہر قسم کی گری پڑی چیز کا اٹھانا جائز ہے۔ مثلاً متاع جانور بلکہ اونٹ وغیرہ پڑا ہوا مال کہیں ملا اور یہ خیال ہو کہ میں اس کے مالک کو تلاش کر کے دے دوں گا تو اٹھا لینا مستحب ہے اور اگر اندیشہ ہو کہ شاید میں خود ہی رکھ لوں اور مالک کو تلاش نہ کر سکوں تو چھوڑ دینا بہتر ہے اور اگر ظن غالب ہو کہ مالک کو نہ دوں گا تو اٹھانا جائز ہے اور پڑا ہوا مال اپنے لئے اٹھانا حرام ہے۔ اگر یہ ظن غالب ہو کہ اگر نہ اٹھاؤں گا تو یہ چیز ضائع ہو جائے گی تو اٹھالینا ضروری ہے۔

(۲) حدیث میں یہ آیا کہ لفظ کی ایک سال تک تشہیر کی جائے۔ اٹھانے والے پر تشہیر کرنا لازم ہے۔ یعنی بازاروں اور شارع عام میں اور مساجد میں بہترین ذریعہ

ریڈیو اور اخبارات ہیں۔ ان کے ذریعہ تشہیر کرائے۔ تشہیر کی مدت میں اختلاف ہے۔ احناف کے نزدیک اتنے زمانہ تک تشہیر کرے کہ ظن غالب ہو جائے کہ مالک اب تلاش نہ کرتا ہوگا۔

(۳) لفظ اٹھانے والے کے ہاتھ میں امانت ہوتا ہے یعنی اٹھانے والے نے اس کی اپنے مال کی طرح حفاظت کی مگر اس کے باوجود تلف ہو گیا تو اس پر تاوان نہ ہوگا۔ مگر اس میں یہ شرط ہے کہ اٹھاتے وقت کسی کو گواہ بنالیا ہو اور اگر گواہ نہ کیا تو تلف ہونے کی صورت تاوان دینا پڑے گا۔ ہاں اگر وہاں کوئی نہ ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ گواہ بنانے کا تو ظالم چھین لے گا اور مالک تک نہ پہنچائے گا تو اس صورت میں تلف ہو جانے پر ضمان نہیں ہے۔

(۴) تشہیر کی مدت پوری ہو جانے کے بعد اٹھانے والے کو اختیار ہے کہ یا تو لفظ کی خود حفاظت کرے۔ تا آنکہ اس کا مالک مل جائے یا کسی غریب و مسکین کو دے دے یا اگر خود غریب و نادار ہے تو اپنے کام میں لے آئے لیکن ان سب صورتوں میں جب بھی مالک آگیا اس کو اختیار ہے کہ یا تو صدقہ کو جائز کر دے یا اگر وہ چیز بعینہ موجود ہے تو اس کو لے لے اور اگر ہلاک ہوگئی ہے تو تاوان لے لے۔

منت کا بیان

اگر کسی مسلمان نے یہ منت مانی کہ اگر اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے میرا کام پورا فرمادیا یا بیمار کو شفاء عطا فرمادی (جسے نذر فقہی کہتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے یعنی غیر اللہ کے لئے جائز نہیں) تو میں اتنے روزے رکھوں گا یا اتنی خیرات کروں گا تو جب شرط پائی جائے اسے پورا کرنا واجب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا یُسَوِّفُونَ بِاللَّذْوَدِ نیک لوگ وہ ہیں جو اپنی منت پوری کرتے ہیں۔ حج، عمرہ، نماز، روزہ، خیرات، احکام جس کی بھی منت مانی اس کو پورا کرنا ضروری ہے۔ اس صورت میں کفارہ

وغیرہ سے کام نہیں لیا جاسکتا۔

نا جائز منت

علم و تعزیر بنانے کی منت مانی۔ بعض عورتیں لڑکے کے کان چھدوانے یا چوٹیا رکھنے یا سونے چاندی یا پتیل کا کسی بزرگ کے نام پر کپڑا پہنانے کی منت مانتی ہیں۔ ایسی منت نا جائز ہے اور اس کا پورا کرنا لازم نہیں۔

کیونکہ یہ فضول اور لغو کام ہے اور اس قسم کی منت ایصالِ ثواب کے حکم میں بھی نہیں ہے۔ بزرگانِ دین کی جو منت مانی جاتی ہے (وہ نذر فقہی نہیں ہے) اس کا مطلب صرف اس قدر ہے کہ بندہ یہ کہے کہ اگر اللہ کے فضل سے میرا کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کی روح کو ایصالِ ثواب کروں گا یا کسی بزرگ کے مزار پر عرض کرنا کہ آپ دعا فرمائیں۔ اللہ تعالیٰ میرا یہ کام پورا فرمادے تو میں آپ کی روح کو ایصالِ ثواب کے لئے کھانا پکا کر یا جو بھی میسر ہوگا۔ غریبوں، یتیموں یا عام مسلمانوں میں تقسیم کروں گا یہ جائز ہے کیوں کہ یہ ایصالِ ثواب کے ضمن میں آتی ہے۔ اسے پورا کرنا اخلاقی فرض تو ہے لیکن فرض واجب نہیں اور ایصالِ ثواب کے طور پر جو چیز تقسیم کی جائے وہ صدقہ واجبہ نہیں ہے صدقہ نفلہ ہے جو امیر و غریب سب کو کھلایا دیا جاسکتا ہے ایصالِ ثواب کے مسائل اسی کتاب کے ۶۰۹ پر ملاحظہ فرمائیے۔

مسجد میں چراغ جلانے

کسی بزرگ کے مزار پر چادر چڑھانے یا گیارہویں کی نیاز دلانے یا مجلس میلاد کرنے کی منت مانی تو یہ نذر فقہی نہیں ہے مگر یہ کام منع نہیں جائز ہے۔ اس کو پورا کرے تو اچھا ہے۔ البتہ کوئی کام خلافِ شرع نہ ہونا چاہیے۔ بعض لوگ یوں منت مانتے ہیں کہ اگر میرا یہ کام ہو گیا تو فلاں بزرگ کے مزار پر گھی کے چراغ جلاؤں گا یہ

لفظ اور لغو ہے۔ اتنا بھی جو ضائع کرنا ہے اسے اس بزرگ کے ایصالِ ثواب کے لئے کسی غریب و مستحق کو دے دینا چاہیے۔ اسی طرح مزارات پر مٹی کے گھوڑے چڑھانا دھاکے باندھنا اس قسم کی رسمیں بھی فضول ہیں۔

تعویذ گنڈا

آیات قرآنیہ اللہ کے اسماء اور حدیث میں مذکورہ دعاؤں یا ایسے جائز الفاظ یا لکھنوں وغیرہ پر مشتمل تعویذ بغرض شفاء وغیرہ گلے میں ڈالنا جائز ہے۔ حدیث شریف میں ممانعت اس تعویذ کی آئی ہے کہ جس میں کوئی خلافِ شرع لفظ ہو۔ اسی طرح بغرض شفاء آیات قرآنیہ اسماء الہی و رو و شریف اور دعاؤں رکابی پر لکھ کر مریض کو پلانا بھی جائز ہے۔

نظر حق ہے

بچوں کو اور اشیاء کو نظر لگ جانا حق ہے۔ احادیث سے ثابت و واضح ہے۔ حدیث میں فرمایا جب اپنے یا کسی مسلمان بھائی کی چیز دیکھے اور پسند آئے۔ تو یہ کہے اللہ برکت دے یا ماشاء اللہ کہے تو نظر نہیں لگتی۔

اگر بچہ کو نظر لگ جائے تو سورہ فاتحہ اور چاروں قل پڑھ کر دم کریں۔ آپ بیکری کا دم بھی فائدہ مند ہے۔ یونہی صدقہ و خیرات بھی بلاؤں کو نالٹا ہے۔ بچہ کی ٹھوڑی پر سرمہ کا کالا لٹکے گا دینے سے بچہ نظر سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا نظر کا لگنا حق ہے۔ اگر کوئی چیز تقدیر پر غالب ہو سکتی ہے تو وہ نظر ہے۔

نیک فالی اور بد فالی

حضور ﷺ نے فرمایا فال اچھی چیز ہے اور فال یہ ہے کہ کہیں جاتے وقت یا کسی کام کا ارادہ کرتے وقت کسی کی زبان سے اچھا کلمہ نکل گیا یہ فال حسن ہے اور

بد فالی کوئی چیز نہیں۔ مثلاً بلی نے راست کاٹ دیا۔ الو بول اٹھا۔ یا اسی قسم کی باتیں جن سے بد فالی لی جاتی ہے اس کی کوئی حیثیت نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا اٹھو کون کسی کو واپس نہ کرے۔ یعنی کہیں جانے کا ارادہ ہے اتفاقاً ہاتھ سے گلاس گر کر ٹوٹ گیا اس سے بد فالی مراد لی تو ایسی صورت میں جہاں جانا ہے اللہ پر بھروسہ کر کے چلا جائے۔ بد فالی کی بناء پر کسی کام یا سفر سے رک جانا ممنوع ہے۔

ماہ صفر کو منخوس جانا لغو ہے

ماہ صفر کو بعض لوگ منخوس قرار دیتے ہیں۔ اس کی ابتدائی تیرہ تاریخوں (تیرہ تیزی) بہت منخوس مانی جاتی ہیں۔ اس طرح ذیقعد کے مہینہ کو بھی برا جانتے ہیں۔ بلکہ بعض لوگ ہر مہینہ کی ۳۳، ۳۳، ۲۸، ۲۸، ۲۸، ۲۸ کو منخوس سمجھتے ہیں۔ ان ایام میں بیاہ شادی سفر اور کپڑا کاٹنے اور سینے کو برمانتے ہیں۔ یہ سب باتیں لغو اور خلافِ شرع ہیں۔ نجوم کی اس قسم کی باتیں جن میں ستاروں کی تاثیرات بتائی جاتی ہیں۔ اسی طرح پختہ تروں کا حساب بھی غلط ہے۔

ہزاری و لکھی روزہ

ماہِ رجب کی ۲۶ اور ۲۷ کے روزہ رکھنے کو ہزاری و لکھی سے موسوم کرتے ہیں یعنی ۲۶ کے روزہ کے ثواب ہزار روزے کا اور ۲۷ کے روزہ کا ثواب ایک لاکھ روزے کا بتاتے ہیں تو ان روزوں کے رکھنے میں حرج نہیں باعثِ ثواب و خیر و برکت ہیں مگر یہ جو ثواب کے متعلق مشہور ہے اس کا ثبوت نہیں۔

پریشان خواب دیکھنا

حضور سرورِ عالم ﷺ نے فرمایا۔ نبوت کے اجزاء میں سے سوائے بھشرات (بشارتوں) کے اور کوئی چیز باقی نہیں رہی اور بھشرات سچے خواب ہیں۔ (بخاری) اگرچہ

خواب کی پیدائش و رویت دونوں منجانب اللہ ہوتے ہیں لیکن اچھا خواب اللہ کی طرف سے بشارت کی حیثیت رکھتا ہے تاکہ بندہ اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے تاکہ مسلمان پریشان ہو۔

حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی
إِذَا رَأَى أَحَدُكُمْ الرُّؤْيَا يَشْكُرُهَا فَلْيَنْصُقْ عَنْ لَيْسَانِهِ فَلَا تَأْتِي
وَيَسْتَعِذُّ بِاللَّهِ مِنَ الشَّيْطَانِ فَلَا تَأْتِي وَلْيَتَحَوَّلْ عَنْ جَنْبِهِ۔ (مسلم)

کوئی شخص برا خواب دیکھے تو تین مرتبہ بائیں طرف تھو کے اور شیطان سے اللہ کی پناہ چاہے اور اس کو بدل ڈالے جس پر خواب دیکھنے کے وقت پڑا تھا۔

برے خواب سے پریشان ہونے کی ضرورت نہیں ہے۔ وہم کو قریب نہ آنے دیجئے۔ البتہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگی چاہیے اور صدقہ کرنا چاہیے۔ برے خواب کو کسی سے نہ بیان کرنا چاہیے۔ حضور سید عالم ﷺ نے فرمایا اچھا خواب خدا کی طرف سے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ پسندیدہ اچھے خواب کی تعبیر اس شخص سے پوچھنی چاہیے جس سے محبت و اعتقاد ہو (نیک و صالح ہو) اگر برا خواب دیکھے تو اللہ تعالیٰ سے اس خواب کے شر و فساد سے پناہ مانگے اور ایسا خواب کسی سے بیان نہ کرے۔ اس طرح برے خواب کے بدنما کج سے انسان محفوظ ہو جائے گا۔ (خلاصہ مفہوم حدیث بخاری و مسلم)

قمری مہینوں کے نام

محرم الحرام، صفر المظفر، ربیع الاول، ربیع الثانی، جمادی الاولیٰ، جمادی الاخریٰ، رجب المرجب، شعبان المعظم، رمضان المبارک، شوال المکرم، ذیقعد و ذوالحجہ مسلمانوں کا یہ اخلاقی فرض ہے کہ اسلامی مہینوں اور سن سے اپنا حساب کتاب جاری کیا کریں۔

حقوق و فرائض

ہر انسان کے دوسرے انسان پر۔ بلکہ ہر انسان کا خود اپنی ذات بلکہ اپنے ایک ایک عضو کا حق ہے۔ اسی طرح جن چیزوں سے انسان کا تعلق ہے اور وہ ان سے نفع اٹھاتا ہے۔ ان کا بھی حق ہے۔ حتیٰ کہ آگ پانی مٹی جانور کا بھی حق ہے اسی لئے بلاوجہ بلا ضرورت پانی ضائع کرنا یا کسی چیز کو فضول خرچ کرنا منع ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا بیشک تیری جان تیرے بدن اور تیری آنکھوں کا بھی تجھ پر حق ہے اپنے آپ کو قصداً مشقت و مصیبت میں مبتلا کرنا اسی لئے ممنوع ہے۔

محنت مزدوری ضروری ہے

حقوق و فرائض کی ادائیگی کے لئے اپنے بیوی بچوں اور جن کا نفقہ آدمی پر واجب ہے کی ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے اور قرض کی ادائیگی کیلئے محنت مزدوری کرنا حلال روزی کما فی فرض ہے۔ جس کے پاس دن کے لئے کھانے کی چیز موجود ہو اسے سوال کرنا حرام ہے۔ سائل و گدا اگر اس طرح بھیک مانگ کر جو دولت جمع کرتے ہیں وہ مال خبیث ہے۔

حقوق العباد کا درجہ اللہ کے حق سے بھی زیادہ ہے

بندوں کے حقوق کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اسلام کی رو سے بندوں کا حق اللہ کے حق پر مقدم ہے کیونکہ بندہ محتاج ہے اور اللہ تعالیٰ غنی اور بے نیاز ہے۔ مثلاً اگر آدمی زنا کرتا ہے اور توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول فرما لیتا ہے لیکن اگر کسی پر ظلم و زیادتی کی ہے تو اس کی معافی قیامت کے دن اس وقت ہوگی جس پر ظلم کیا ہے یا جس کا حق مارا ہے معاف نہ کر دے۔

جہاد فرض ہے

قرآن مجید نے یہ تصریح کی ہے کہ کفار مسلمانوں سے ہمیشہ عداوت رکھیں گے اور جہاں تک ان سے ممکن ہوگا مسلمانوں کو دین سے منحرف کرنے اور اسلام کو نقصان پہنچانے کی کوشش کرتے رہیں گے۔ کفار کے شر و فساد سے بچنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر جہاد فرض کیا۔ جب جہاد کے شرائط پائے جائیں اور کافر مسلمانوں کے ملک پر چڑھائی کریں تو جہاد فرض میں ہوتا ہے ورنہ فرض کفایہ حضور ﷺ نے فرمایا راہ خدا میں ایک دن سرحد پر گھوڑا باندھنا دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ بلکہ ایک مہینہ کے روزے اور قیام سے بہتر ہے۔ قندہ قبر سے ایسا شخص محفوظ رہے گا۔ (بخاری مسلم) قرآن مجید کی متعدد آیات میں اللہ کی راہ میں جہاد کا حکم دیا گیا ہے۔ جہاد کو منسوخ کہنا سخت گمراہی و بے دینی ہے۔ جیسے مرزا قادیانی نے کہا ہے کہ اب کفار سے جہاد منسوخ ہو گیا ہے۔

مسلمانوں کے خون کی حرمت و عزت

حضور سید المرسلین خاتم النبیین ﷺ کے تاریخی چند کلمات طیبات جو آپ ﷺ نے اظہار نبوت کے پچیسویں سال منجانب اللہ تکمیل دین اسلام کا اعلان ہو جانے کے بعد حجۃ الوداع کے موقع پر عید الاضحیٰ کے دن وادی منیٰ میں کم و بیش ایک لاکھ انسانوں کے مجمع میں ارشاد فرمائے حسب ذیل ہیں۔

فَإِنَّ دِمَاءَكُمْ وَأَمْوَالَكُمْ وَأَنْفُسَكُمْ حَرَامٌ عَلَيْكُمْ كَحُرْمَةِ يَوْمِكُمْ هَذَا فِي شَهْرِكُمْ هَذَا فِي بَلَدِكُمْ هَذَا

بے شک تمہاری جان مال اور آبرو تم پر ایسی ہی حرام ہیں جیسے تمہارے اس شہر (سرزمین حرم) میں تمہارے لئے اس ماہ (حرم) میں اس (آج کے) دن کی حرمت

ہے۔ (مسلم)

یعنی جس طرح تمہارے ذہنوں میں شہر (مکہ) اس مہینہ (حرام) کا اور اس دن (یوم عید الاضحیٰ) کا احترام مسلم ہے۔ اسی طرح اللہ کے دین اسلام میں مسلمانوں کی جان اور مال اور آبرو کا احترام اور قدر و قیمت مسلم ہے اور جس طرح ان تینوں چیزوں کے احترام کی حفاظت کو تم اپنا فرض سمجھتے ہو بالکل اسی طرح مسلمانوں کے ان تین قیمتی سرمایوں کا توڑنا اللہ کی امانت میں خیانت ہے ایسے ہی ان تینوں سرمایوں پر دست درازی اللہ کے دین میں خیانت ہے۔

مسلمانوں کی جان و مال و آبرو کے تحفظ کی اہمیت بیان فرمانے کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا:

أَلَا قَبِيلُ الشَّاهِدِ الْغَالِبِ۔

سنو جو شخص یہاں حاضر ہے اور یہ حکم سن چکا ہے اس کا فرض ہے کہ جو لوگ اس وقت موجود نہیں ان کو یعنی آنے والی نسلوں کو یہ پیغام پہنچا دے۔

والدین غریب ہوں تو ان کی ضروریات پورا کرنا واجب ہے

(۱) قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ۔ (شوریٰ)

فائدہ کی جو چیز تم خرچ کرو تو وہ ماں باپ اور رشتہ داروں کے لئے ہے۔

(۲) إِنَّ اللَّهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَالْإِحْسَانِ وَإِيتَايَ ذِي الْقُرْبَىٰ۔ (نمل)

بیشک اللہ انصاف اور حسن سلوک اور قربت داروں کو دینے کا حکم کرتا ہے۔

ذی القربی سے وہ لوگ مراد ہیں جن کا رشتہ ماں باپ کے ذریعہ ہو۔

(۱) ماں باپ کے قربت دار جیسے نانا، نانی، ماموں، خالہ (۲) باپ کے قربت

دار جیسے دادا، دادی، چچا، پھوپھی۔ دونوں کے قربت دار جیسے حقیقی بھائی، بہن ان میں جس کا رشتہ زیادہ قوی ہوگا اس کا حق مقدم ہوگا۔ یہاں قربت داروں کو خصوصیت کے

ساتھ اس لئے بیان کیا گیا ہے کہ ماں باپ کے بعد یہ ہی لوگ نیک سلوک کے مستحق ہیں۔ قرابت داروں کے حقوق کی ادائیگی کی اہمیت کا اندازہ اس امر سے لگایا جاسکتا ہے کہ خود حضور اکرم ﷺ نے اپنی ان تمام محنتوں، زحمتوں، تکلیفوں اور مصیبتوں کا جو آپ کو تبلیغ کے سلسلہ میں پیش آئیں اور اپنے اس احسان و کرم کا جو ہدایت و تعلیم اور اصلاح کے ذریعہ ہم پر فرمایا۔ معاوضہ اپنی امت سے یہ طلب فرمایا کہ رشتہ داروں اور قرابت مندوں کا حق ادا کرو۔

قُلْ لَا أَسْأَلُكُمْ عَلَيْهِ أَجْرًا إِلَّا الْمَوَدَّةَ فِي الْقُرْبَىٰ (شوری)

تم فرماؤ۔ میں تم سے بجز اس کے کوئی مزدوری نہیں مانگتا کہ رشتہ داروں سے محبت و پیار کرو۔

یتیم کی پرورش

وہ کس بچہ جو باپ کے سایہ رحمت سے محروم ہو جائے اسے اپنی آغوش رحمت میں لینا بڑے ثواب کا کام ہے۔ قرآن مجید کی متعدد آیات میں یتیم کی حفاظت و تربیت کی تلقین کی گئی ہے اور اس پر ظلم و زیادتی کرنے۔ اس کے مال میں خیانت کرنے برباد کرنے کا حق اس کا مال کھانے سے منع کیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ سورۃ نساء میں مال دار متولی کو یتیموں کے جائیداد کی دیکھ بھال اور نگرانی کا معاوضہ قبول کرنے کو بھی غیر مناسب قرار دیا گیا ہے اور اگر متولی تنگدست ہو تو اسے منصفانہ طور پر معاوضہ لینے کی اجازت دی گئی ہے۔

حضور سرور دو عالم ﷺ نے فرمایا جو شخص یتیم کی پرورش کرے اور اس پر احسان کرے وہ دونوں جنت میں جائیں گے۔ یتیم کی پرورش کرنے والا میرے ساتھ جنت میں ہوگا۔ جو یتیم کے سر پر اللہ کی رضا کے لئے ہاتھ پھیرے تو جتنے بالوں پر اس کا ہاتھ گزرے ہر بال کے عوض اس کے لئے نیکیاں ہیں۔ سب سے بہتر گھر وہ

ہے جس میں کوئی یتیم پرورش پارہا ہو اور سب سے برا گھر وہ ہے جس میں یتیم سے برا سلوک اور اس پر ظلم کیا جا رہا ہو۔ جو شخص یتیم کو اپنے کھانے پینے میں شریک کرے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے ضرور جنت واجب کر دے گا۔ (شرح بخاری ابن ماجہ ترمذی)

ہمسایہ کا حق

حضور ﷺ نے فرمایا ہمسایہ کا حق یہ ہے کہ جب وہ تم سے مدد چاہے مدد کرو۔ قرض مانگے تو قرض دو۔ محتاج ہو تو اس کی اعانت کرو۔ اسے خوشی پہنچے تو مبارک باد دو۔ مصیبت پہنچے تو تعزیت کرو۔ مر جائے تو اس کے جنازہ میں شرکت کرو۔ (تہذیبی) وہ شخص مومن کامل نہیں جس کا پڑوسی اس کی زیادتیوں سے محفوظ نہ ہو (مسلم) اپنے پڑوسی کی عزت کرو (حاکم) وہ شخص مومن کامل نہیں جو خود پیٹ بھر کر کھائے اور اس کا پڑوسی اس کے پہلو میں بھوکا رہے (تہذیبی) جو اللہ و رسول سے پیار و محبت کا دعویٰ کرتا ہے وہ اپنے پڑوسی کا حق ادا کرے (تہذیبی) جو مسلمان روز جزا پر ایمان رکھتا ہے وہ اپنے پڑوسی کو ایذا نہ دے۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ جبرئیل امین مجھے پڑوسی کے متعلق متواتر وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے گمان ہوا کہ کہیں پڑوسی کی میراث میں حصہ دار نہ بنا دیا جائے (بخاری) ان احادیث سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ پڑوسی سے ہمارا سلوک کیسا ہونا چاہیے۔

اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے

تمام حقوق و فرائض کی جزیات کو تفصیل کے ساتھ بیان کرنے کے لئے ایک مستقل کتاب کی ضرورت ہے۔ تاہم حضور سید عالم ﷺ کے مندرجہ ذیل ارشادات جو اسلام کی اخلاقی تعلیمات پر مشتمل ہیں سے اندازہ کیا جاسکتا ہے کہ اسلام ہم سے کیا چاہتا ہے اور ہمیں زندگی کیسے گزارنی چاہیے۔

فضائل اخلاق

کمال ترین مومن وہ ہے جس کے اخلاق سب سے بہتر ہوں جو اپنے اہل و عیال پر مہربان ہو (ترمذی) اللہ سے خوف، تقویٰ اور حسن خلق جنت میں جانے کی صفیتیں ہیں۔ اللہ تمہاری نیکیوں کو دیکھتا ہے۔ صورتوں کو نہیں (مسلم) بردباری و قار مجیدگی اللہ کو پسند ہیں (مسلم) اچھے خلق کا نام نیکی ہے (مسلم) قیامت کے دن مومن کے ترازو میں سب سے زیادہ وزن دار چیز اچھا خلق ہوگا (ترمذی) اچھے خلق والا وہ درجہ حاصل کر لیتا ہے جو نفلی عبادت و نفلی روزہ سے حاصل ہوتی ہے (ترمذی) قیامت کے دن وہ شخص مجھے پیارا اور میرے دربار میں مجھ سے قریب تر ہوگا جس کا اخلاق اچھا ہوگا مگر چپا چپا کر باتیں بنانے والا اپنی خوش گپی سے دوسروں کو تھکا دینے والا مجھے ناپسند اور میرے قریب سے دور ہوگا۔ (ترمذی)

نیکی میں جلدی

رات کے تاریک گھڑوں کی طرح فتنے انھیں گئے۔ اس لئے نیک اعمال میں جلدی کرو (مسلم) جس نے کسی نیک کام کا آغاز کیا اس کو جو اس پر عمل کرے گا ثواب ملے گا۔ اس طرح جو کوئی برے کام کی ابتدا کرے گا تو اس کو اور جو اس پر عمل کرے گا گناہ ہوگا۔ (مسلم)

نماز وقت میں ادا کرنا

اللہ تعالیٰ کو سب سے زیادہ پسند ہے (بخاری) پانچ چیزیں جو انہیں ایمان کے ساتھ بجالائے گا جنت میں جائے گا۔ پانچوں نمازوں کو ان کی شرائط کے ساتھ ادا کرنا، روزہ رکھنا، حج کرنا، زکوٰۃ خوش دلی سے ادا کرنا، غسل جنابت کرنا۔ (طبرانی)

قیامت کے دن

قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اسراۓ کو: "اے نبیوں! سلیموں کو کھانے کھلانے اور رات کو نماز پڑھنے والوں کے درجات بڑھاتا ہے۔ قیامت کے دن سات شخص اللہ کے خاص سایہ رحمت میں ہوں گے۔

(۱) امام حاکم عدل کرنے والا (۲) وہ جوان جس کی جوانی عبادت میں گزرنے (۳) وہ مسلمان جس کا دل مسجد سے نکلے گا ہے (۴) جو اللہ کے لئے محبت اور اللہ ہی کے لئے دشمنی رکھے (۵) جسے کوئی صاحب جمال عورت برائی کے لئے بلائے اور وہ کہہ دے میں اللہ سے ڈرتا ہوں (۶) جس نے صدقہ کو چھپا کر دیا (۷) وہ شخص جس نے تنہائی میں اللہ کو یاد کیا اور خوفِ الہی سے اس کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ (مسلم)

راستہ کا حق

یہ ہے کہ نگاہیں نیچی رکھنا، سلام کا جواب دینا، برائی سے منع کرنا، تکلیف دہ چیز کو راستہ سے ہٹا دینا۔ (بخاری)

سادہ زندگی

سادہ زندگی گزارنا ایمان ہے (ابوداؤد) گرد و غبار سے اٹے ہوئے بال بکھرے ہوئے میلے کپڑے پہنے ہوئے شخص کو دیکھ کر حضور ﷺ نے فرمایا کیا اس کے پاس سنگھٹا نہیں کہ بال سنوار لے۔ صابون نہیں کہ کپڑے دھو لے۔ (مشکوٰۃ)

زبان کی حفاظت

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص مجھے اپنی زبان اور شرم گاہ کی حفاظت کی ضمانت دے تو میں اسے جنت کی ضمانت دوں گا۔ (بخاری)

قناعت

وہ شخص خوش نصیب ہے جو اسلام لایا اور ضرورت بھر سامان رکھتا ہے اور جو کچھ اللہ نے دیا اس پر قانع ہے۔ (مسلم)

مہمان نوازی

جو شخص خدا و قیامت پر ایمان رکھتا ہے وہ مہمان کی خاطر داری کرے۔ (بخاری)
حق مہمان نوازی تین دن تک ہے۔ مہمان کو میزبان پر بوجھ نہیں بننا چاہیے جو کچھ پیش کرے ممبر و شکر کے ساتھ کھالینا چاہیے۔ اعتراض اور طعن و تشنیع بری بات ہے۔ صدقہ و خیرات بلا کر اس طرح بجاتا ہے جیسے پانی آگ کو (بخاری)

ایثار و قربانی

یہ وہ اور غریب کے کام آنے والا خدا کی راہ میں عبادت کی طرح ہے (بخاری) جو شخص اپنے مسلمان بھائی کی حاجت پوری کرنے میں مصروف رہتا ہے تو خدا اس کی ضرورت پوری کرنے میں لگا رہتا ہے جو کسی کی مصیبت میں کام آئے گا تو اللہ تعالیٰ روز قیامت اس کی مصیبتوں میں سے کسی مصیبت کو دور فرمائے گا۔ (بخاری)

ظلم

ظلم قیامت کے دن ظالم کے لئے سخت اندیرا بنے گا (مکتوٰۃ) ظالم کے ہاتھوں کو ظلم سے روک کر اس کی مدد کرو اور مظلوم کی ظالم کے ظلم سے بچا کر (مسلم)
مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے کسی مسلمان کو ایذا نہ پہنچے (بخاری) آپس میں بغض حسد کینہ نہ رکھو بھائی بھائی ہو جاؤ (ابوداؤد) مسلمان پر لعنت کرنا (بلا وجہ شرعی) اس کو کافر کہنا اس کے قتل کے برابر ہے۔ (بخاری)

مسلمان کا حق مارنا

جو شخص قسم کھا کر کسی مسلمان کا حق مارے گا خواہ درخت کی ایک شاخ ہی ہو اس کے لئے دوزخ واجب اور جنت حرام ہے (مسلم) مسلمان مسلمان کا آئینہ ہے۔ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے۔ اس کے نقصان کو دور کرتا ہے اور اس کی عدم موجودگی میں اس کی حفاظت کرتا ہے۔ (ابوداؤد)

تکبر غصہ جھوٹ

متکبر جنت سے محروم رہے گا (ابوداؤد) پھلوان بچھاڑ دینے والا طاقتور نہیں ہے۔ بلکہ طاقتور حقیقت میں وہ ہے جو غصہ کے موقع پر اپنے اوپر قابو رکھتا ہے (بخاری)
سب سے بڑی خیانت یہ ہے کہ تم اپنے مسلمان بھائی سے کوئی بات کہو وہ اسے سچ سمجھے۔ حالانکہ جو بات اس سے تم نے کہی وہ جھوٹی تھی۔ (ابوداؤد)

بدزبانی، غیبت، بے جا حمایت

فحش بات کہنے والا اور اس کی اشاعت کرنے والا دونوں گناہ میں برابر ہیں۔ (مکتوٰۃ) غیبت زنا سے سخت تر گناہ ہے کیونکہ آدمی گناہ کرتا ہے پھر توبہ کرے تو اللہ تعالیٰ معاف فرما دیتا ہے لیکن غیبت کرنے والے کی معافی اس وقت تک نہیں ہوتی۔ جب تک جس کی غیبت کی گئی ہے وہ معاف نہ کر دے (مکتوٰۃ) چغل خور جنت میں نہ جائے گا (بخاری) کسی کی ناجائز حمایت کرنی ایسے ہے کہ کوئی اونٹ کنویں میں گر رہا ہے اور یہ اس کی دم پکڑے اور اس کے ساتھ ہی کنویں میں جا گرے۔ (ابوداؤد)

عیب جوئی، تجسس، حسد

حسد نیکوں کو اس طرح کھاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو (ابوداؤد) مسلمانوں کے

بھیدوں کی ٹوہ لگاؤ گے تو یا ان کو برا کر دو گے یا برائی کے قریب کر دو گے (ابوداؤد) عیب جوئی ایسا گندہ رنگ ہے کہ اگر اسے سمندر میں گھول دیا جائے تو پورے سمندر کو گندہ کر دے گا۔ (مختلّوہ)

دور خاپن منافقت

قیامت کے دن بدترین آدمی وہ ہوگا جو دنیا میں دو چہرے کے ساتھ ملتا ہے۔ کچھ لوگوں سے ایک چہرہ کے ساتھ دوسرے سے دوسرے چہرہ کے ساتھ (بخاری) منافق کی تین نشانیاں ہیں بات بھوٹی کرنے وعدہ خلافی کرے امانت میں خیانت کرے۔

بد نگاہی

اچانک نگاہ کسی عورت پر پڑ جائے تو پھیر لو۔ دوسری نگاہ اس پر نہ ڈالو پہلی اچانک نگاہ تمہاری ہے دوسری تمہاری نہیں (شیطان کی ہے)۔ (ابوداؤد)

بلا ضرورت سوال حرام ہے

بھیک مانگنا دراصل عزت نفس کے خلاف ہے۔ اسی لئے اسلام نے سخت ضرورت اور مفلسی کی حالت میں بقدر ضرورت سوال کی اجازت دی ہے اور یہ تاکید کی ہے کہ بقدر ضرورت سوال کرنے کے بعد سوال کو پیش نہ بنایا جائے تو جو شخص دنیا میں بلا ضرورت بھیک مانگ کر پیٹ بھرتا ہے وہ گویا اپنی عزت کو ختم کر دیتا ہے۔ ایسے شخص کا چہرہ روز قیامت بے رونق اور گوشت سے خالی ہوگا۔ (بخاری) پیشہ ور بھکاریوں کو بھیک دینا ممنوع ہے۔

علماء کا روبرو بار نہیں کرتے

وہ علماء جنہوں نے اپنی ذات کو دین کی تبلیغ و اشاعت کے لئے وقف کر دیا ہے

ان پر یہ اعتراض کہ یہ کاروبار نہیں کرتے درست نہیں۔ کیونکہ آدمی ایک ہی کام صحیح طریقہ پر کر سکتا ہے۔ اصحاب صفہ کی مثال ہمارے سامنے ہے۔ یہ حضرات دین کے تعلیم و تبلیغ تھے۔ انہیں اس کام سے اتنا وقت نہیں ملتا تھا کہ کاروبار کریں۔ حضور ﷺ کے زمانہ میں ایسے علماء و مبلغین کی بیت المال سے ضروریات پوری کی جاتی تھیں اگر اللہ توفیق دے اور قوم کی امداد و اعانت کا محتاج نہ ہو کر تبلیغ کے کام میں حصہ لے تو یہ نور علی نور ہے۔

سفید پوش غیور آدمی کی اعانت کا بہت ثواب ہے

وہ لوگ جو گردش ایام کی وجہ سے فقر و فاقہ میں مبتلا ہیں غیور ایسے ہیں کہ سوال کرنے میں شرم محسوس کرتے ہیں۔ یہ بظاہر سفید پوش ہوتے ہیں مگر حقیقت میں امداد کے مستحق۔ ان کی امداد و اعانت کا بڑا ثواب ہے۔ (بخاری)

مال و دولت کو ضائع کرنا حرام ہے

کسی بھی چیز کو بلا ضرورت ضائع کرنا منع ہے۔ بیاہ شادی کے موقع پر کافی کھانا ضائع کر دیا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے مال ضائع کرنے سے منع فرمایا ہے (بخاری) کھانے پینے کی چیزوں کو جمع کر لینا حتیٰ کہ وہ گل سڑ جائیں نہ اپنے کام آئیں نہ دوسرے کے کھانے پینے پہننے اوڑھنے وغیرہ میں اسراف (فضول خرچی) سے کام لینا۔ صدقہ و خیرات میں حصہ لینا اور قرض کی ادائیگی کی ٹکرنہ کرنا یا دوستوں میں دعوتیں اڑانا اور اپنے بیوی بچوں کے حقوق ادا نہ کرنا۔ دکھاوے نمائش کے لئے خوشی و مسرت کے موقع پر بے جا خرچ کرنا۔ نوٹ کے سگرٹ ہٹا کر چٹا پننگ کے ساتھ نوٹ باندھ کر اڑانا وغیرہ یہ سب مال ضائع کرنے کی صورتیں ہیں اور ناجائز و گناہ۔

دولت مندی کی بیماریاں

اسلام فرد کو اس کے فطری حقوق سے محروم نہیں کرتا۔ اسی لئے اس نے دولت

کمانے سرمایہ جمع کرنے کی کوئی حد مقرر نہیں کی مگر طبقاتی کشش کو روکنے اور دولت مندی میں توازن و اعتدال پیدا کرنے اور اس کی خرابیوں اور فتنوں سے آدمی کو محفوظ رکھنے کے لئے کچھ ضابطے قاعدے مقرر کر دیئے ہیں جن کی پابندی ہر مسلمان کے لئے لازم و واجب ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا۔

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَأْكُلُوا أَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ۔ (نساء)

اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کا مال ناجائز طریقہ سے نہ کھاؤ۔

(۱) اس آیت میں لین دین کے ان تمام طریقوں کو جو ایمان و دیانت کے خلاف ہیں دھوکہ فریب خیانت ظلم زبردستی لوٹ مار۔ چوری جو سود کی ممانعت فرمادی۔

(۲) وَاللَّهُ الْغَنِيُّ وَانْتُمْ الْفُقَرَاءُ سے یہ واضح کر دیا کہ اصل مالک تو اللہ ہے اور یہ مال و دولت اس کے پاس بطور امانت ہے۔ لہذا اس کو اصل مالک کے حکم کے مطابق صرف کرنا چاہیے۔

(۳) جو لوگ اپنے سرمایہ اور دولت سے حق داروں کا حق ادا نہیں کرتے اور چاندی سونے کو ذخیرہ کرتے رہتے ہیں ان کے متعلق فرمایا: وَالَّذِينَ يَكْتُمُونَ الذَّهَبَ وَالْفِضَّةَ وَلَا يَسْفِقُونَهَا فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَبَشِّرْهُمْ بِعَذَابٍ أَلِيمٍ۔ (سورہ توبہ) جو لوگ سونا چاندی کا ذکر کر رکھتے ہیں اور اس کو خدا کی راہ میں صرف نہیں کرتے ان کو سخت دردناک عذاب کی بشارت دو۔ قرآن نے حکم دیا۔

خُلِّمْنَ أَمْوَالَهُمْ صَدَقَةً تُطَهِّرُهُمْ وَتُزَكِّيهِمْ بِهَا۔

اے رسول ان کے مالوں میں سے صدقہ و زکوٰۃ وصول کرو۔

اسی آیت کی بناء پر حضور ﷺ نے زکوٰۃ کی شرح مقرر فرمائی۔

(۴) جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ساڑھے باون تولہ چاندی ہو تو سال گزر جانے کے بعد کل مال و دولت نقد و جنس زبورت دکان کا مال وغیرہ کا چالیسواں

حصہ زکوٰۃ ادا کی جانی فرض عین ہے۔

(۵) زمین میں جو کچھ پیدا ہو گندم ترکاری پھل حتیٰ کہ گھاس پھوس چارہ سب میں زکوٰۃ واجب ہے۔ زمین بارش کے پانی سے ندی نالے سے یعنی ایسے پانی سے سیراب ہو تو پھر کل پیداوار کا دسواں حصہ زکوٰۃ ہے اور اگر پانی ڈل چو سے سے نکال کر یا پانی خرید کر زمین سیراب کی جائے تو پھر کل پیداوار کا بیسواں حصہ زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ گائے بھینس تیس عدد تک ہو جائیں تو ایک چھڑا سال بھر کا اور جب بکریاں پوری چالیس ہو جائیں تو ایک عدد بکری زکوٰۃ دینی واجب ہے۔ زکوٰۃ کے مکمل مسائل اسی کتاب کے کتاب الزکوٰۃ کے دوسرے حصہ میں ذکر ہوں گے۔

دولت مندوں کے اخلاقی فرائض

اس کے علاوہ دولت مندوں پر یہ اخلاقی فرض عائد کیا کہ وہ اپنے مال کا کچھ حصہ رفاہ عام کے کاموں اور حاجت مندوں کی حاجت پوری کرنے پر صرف کریں۔ حضور ﷺ سے مسلمانوں نے دریافت کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم کو خیرات دیں۔ ارشاد ہوا۔ قُلِ الْعَفْوَ (سورہ بقرہ) تمہاری ضرورت سے جو بچ رہے۔ اس کو خیرات کر دو۔

قییموں مسکینوں کو جھڑکنے اور ہاتھ پھیلانے والے کو سختی سے واپس کرنے کی ممانعت کی گئی ہے۔

فَإِذَا تَنَهَّيْتُمْ فَلَا تَفْهَرُوا مِمَّا السَّائِلُ فَلَا تَنْهَرُوا۔

تم قییم کو نہ دبا یا کرو اور نہ مانگنے والے کو جھڑکو۔

یہ حکم بھی دیا گیا کہ اگر تم کسی حاجت مند کی مدد کرو تو اس پر احسان مت دھرو کہ وہ شرمندہ ہو۔ بلکہ اللہ کا شکر ادا کرو کہ اس نے تم کو کسی حاجت مند کی اعانت کی تو فیق عطا فرمائی۔

لَا تَبْتَغُوا أَصْدَقَ لَكُمْ بِأَلْمَنِ وَالْأَذَى - (سورہ بقرہ ۳۶)

تم اپنی خیرات کو، حاس جتا کر یا غصہ دے کر بر باد نہ کرو۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ان مسلمانوں کی مدح کی ہے جو خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھلا دیتے تھے اور خود تکلیف اٹھا کر دوسروں کو آرام پہنچاتے تھے۔

وَيُطْعَمُونَ الطَّعَامَ عَلَى حُبِّهِ، مَشْكُونًا وَيَتَنَبَّأُ وَيَسِيرًا - (سورہ بقرہ ۲۱۷)

اور وہ اپنی حاجت کے باوجود اپنا کھانا مسکین، یتیم اور قیدی کو کھلا دیتے ہیں۔

وَيُؤْتُونَ عَلَى أَنْفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ - (سورہ بقرہ ۲۱۷)

اور وہ اپنے آپ پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند ہیں۔

قرآن نے یہ بھی تصریح کی جو کچھ تم خدا کی راہ میں خرچ کرو گے تو اس سے تمہارا مال کم نہ ہوگا بلکہ اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور عطا فرمائے گا۔

وَمَا أَنْفَقْتُمْ مِنْ شَيْءٍ فَهُوَ يُخْلِفُهُ، وَهُوَ خَيْرُ الْوَارِثِينَ - (سورہ بقرہ ۲۱۷)

اور جو تم خرچ کرو گے اللہ تعالیٰ اس کی جگہ اور دے گا اور وہ بہتر روزی دینے والا ہے۔

غرضیکہ اسلام نے دولت مندوں کا یہ اخلاقی و انسانی فرض قرار دیا ہے کہ وہ غریبوں کی حاجت مندوں کی امداد و اعانت سے دریغ نہ کریں اور رفاہ عام کے کاموں میں دل کھول کر حصہ لیں۔

قارون کا واقعہ

قرآن مجید میں قارون کے واقعہ کو بیان کر کے اس امر کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ سرمایہ داری بری چیز نہیں ہے۔ سرمایہ پرستی بری ہے۔ سرمایہ پرستی یہ ہی ہے کہ وہ دولت کے نشہ میں غمور ہو کر تکبر و غرور کرنے لگے اپنے سے کم تر مسلمانوں کو ذلیل سمجھے اور یہ ذہن ہٹالے کہ جو مال و دولت مجھے حاصل ہوا ہے۔ اس میں اللہ کے فضل و کرم کا

غل نہیں ہے یہ تو میری ذاتی کوشش و قابلیت اور کمال علم و دانش کا نتیجہ ہے۔ جب قارون کو جناب موسیٰ علیہ السلام نے زکوٰۃ دینے کا حکم دیا تو اس نے یہ ہی کہا تھا۔

إِنَّمَا أُوتِيَتْهُ عَلَى عِلْمٍ عِبْدِي - (سورہ بقرہ ۱۷۸)

یہ دولت و ثروت صرف میرے علم و ہنر اور قابلیت کا نتیجہ ہے۔

گویا قارون میں سرمایہ پرستی کا مرض پیدا ہو گیا تھا۔ اس نے اسی پر اکتفا نہ کیا بلکہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی تبلیغ و ہدایت سے ناراض ہو کر آپ پر جھوٹی تہمت بھی دھروی نتیجہ یہ ہوا کہ وہ مع اپنی دولت کے زمین میں دھنسا دیا گیا۔ قارون کا یہ واقعہ دولت مندوں کے لئے درس عبرت ہے۔ قدرت کے فیاض ہاتھوں نے اسے بڑے خزانوں کا مالک بنا دیا تھا کہ جس کی صرف سنجیاں اٹھانے کے لئے ایک قوت والی جماعت کی ضرورت ہوتی تھی مگر سرمایہ پرستی نے اسے اناس سرکش اور مغرور بنا دیا کہ قبر الہی کی نذر ہو گیا۔ قرآن نے قارون صفت لوگوں کو نصیحت کی ہے کہ غربت کی حاجت میں وہ دعا کرتے ہیں کہ اگر ہمیں اللہ نے دولت دی تو ہم ضرور صدقہ و خیرات دیں گے۔ زکوٰۃ ادا کریں گے اور نیکیوں کا روں سے ہو جائیں گے پھر جب اللہ نے ان پر فضل کیا تو بخیل ہو گئے۔

بَخِلُوا وَتَوَلَّوْا وَهُمْ مُّعْرِضُونَ - (سورہ بقرہ ۱۷۸)

اللہ کے احکام سے پشت پھیر کر اعراض کرنے لگے۔

حضور علیہ السلام نے امت کی تعلیم کے لئے ہر نماز کے بعد یہ دعا کثرت سے مانگی ہے اور ہر مسلمان کو یہ دعا مانگنی چاہیے۔

أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ لِسْتَةِ الْغِنَى وَمِنْ شَرِّ لِسْتَةِ الْفَقْرِ - (بخاری)

الہی میں دولت کے فتنہ (سرمایہ پرستی) سے اور محتاجی کے فتنہ سے پناہ مانگتا ہوں۔

رزق حلال کی اہمیت

ہر وہ چیز جس سے فائدہ حاصل کرنے پر انسان قادر ہو اس کو رزق کہتے ہیں۔ رزق حلال وہ ہے جسے شریعت اسلامیہ جائز قرار دے۔ غذا کو انسانی اعمال و اخلاق میں کافی دخل ہے۔ جیسے پھلوں کا خوش ذائقہ اور بد ذائقہ ہونا غم سے متعلق ہے۔ جیسا غم ہوگا پھل بھی ویسے ہی ہوں گے۔ اس طرح حرام و ناجائز غذا سے دل میں بے حیائی و بزدلی اور برے اخلاق پیدا ہوں گے اور اعضاء برائی کو اختیار کریں گے اور حلال غذا سے قلب میں حیاء شجاعت، انکساری اور اخلاق حسنہ پیدا ہوتے ہیں اور اعضاء سے اعمال صالحہ صادر ہوں گے۔



بیماری سے دفن تک کے احکام و مسائل

بیماری کو عام طور پر ایک مصیبت سمجھا جاتا ہے۔ مگر حقیقتاً یہ ایک نعمت ہے۔ مسلمانوں پر مصیبتیں اور بلائیں مختلف رنگوں میں دو وجہ سے آتی ہیں۔ نیک اور صالح افراد بیمار ہوتے ہیں۔ مصیبتوں میں گرفتار ہوتے ہیں تو صبر و شکر کے ساتھ اس کو برداشت کرتے ہیں۔ اس لئے نیک مسلمانوں کو جو تکالیف پہنچتی ہیں، مگر دنیا و آخرت میں ان کے درجات کی بلندی کا سبب بنتی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ کے نیک بندے انبیاء و اولیاء کو سخت مصائب اٹھانے پڑتے ہیں۔ قرآن مجید میں فرمایا کہ ہم اپنے بندوں کو ڈر بھوک مال و جان اور اولاد میں نقصان سے ضرور آزماتے ہیں۔

یہ بندے صبر و شکر کے ساتھ ان مصیبتوں کو برداشت کر لیتے ہیں تو ایسے لوگوں پر اللہ تعالیٰ برکت و رحمت نازل فرماتا ہے۔ (بقرو)

متعدد حدیثوں میں حضور ﷺ نے فرمایا مسلمان کو جو تکلیف اذیت غم و رنج پہنچتا ہے وہ اس کے گناہوں کا کفارہ ہو جاتا ہے۔ (بخاری)

إِنَّ مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا۔

بیشک مصیبت کے ساتھ آسانی بھی ہے۔

سبھی مسلمانوں پر مصیبت ان کے گناہوں کی وجہ سے آتی ہے تاکہ وہ ہوش میں آجائیں۔

مَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَاللَّهُ يَغْفِرُ عَنْ كَثِيرٍ۔

تمہیں تمہارے اعمال کی وجہ سے مصیبت پہنچتی ہے اور اللہ تعالیٰ تو بہت سی برائیاں معاف فرمادیتا ہے۔

پھر اگر وہ توبہ کر لیں تو اللہ تعالیٰ اس تکلیف کے سبب ان کے گناہوں کو مٹا دیتا ہے۔ مرض جو ایک مصیبت ہے۔ جب نیک آدمی بیمار ہوتا ہے تو اس کا مرتبہ بلند ہوتا ہے اور جب بدکار ہوتا ہے تو اس کے گناہ دھلتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ حکیم مطلق ہے۔ مرض اور صحت دونوں ہی اس کی حکیمانہ شان کے مظہر ہیں۔

موت کی دعا کرنا ممنوع ہے

کسی دنیوی تکلیف، تنگ دستی، دشمن کا خوف، مال کے تلف و ضائع ہو جانے کے اندیشہ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ سے موت مانگنا مکروہ ہے۔ (۲) زلزلہ کے وقت مکان سے باہر آ جانا جائز ہے۔ جہاں طاعون یا کوئی وبائی بیماری پھیلی ہو وہاں نہ جانا چاہیے۔

عیادت

مریض کی بیمار پرسی کو عیادت کہتے ہیں۔ یہ بڑا ثواب کا کام ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر پانچ حق ہیں۔ سلام کا جواب دینا، مریض کی عیادت کرنا، جنازے کے ساتھ جانا، دعوت قبول کرنا، چھینکنے والے کا جواب دینا، عیادت حضور ﷺ کی سنت بھی ہے۔ حضور ﷺ جب کسی مریض کی عیادت کرتے تو فرماتے کوئی حرج کی بات نہیں۔ یہ مرض گناہوں سے پاک کرنے والا ہے۔ لاہما من طہور انشاء اللہ تعالیٰ۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو مسلمان کسی مسلمان کی عیادت کرتا ہے فرشتے اس کے لئے دعا مغفرت کرتے ہیں۔ وہ جہنم سے دور ہو جاتا ہے۔ جنت کے باغ میں ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت میں غوطے لگاتا ہے۔ (ابوداؤد و ترمذی)

عیادت سے مسلمانوں میں ہمدردی پیدا ہوتی ہے۔ بیمار کا دل نرم ہوتا ہے۔ اس حالت میں جب کوئی اس کی مزاج پرسی کرتا ہے تو اس کو ڈھارس بندھتی ہے۔ احادیث و آثار میں عیادت کے متعلق یہ ہدایت دی گئی ہے کہ اس کے پاس زیادہ دیر نہ بیٹھو (یہ اس صورت میں جبکہ مریض کو کسی کا بیٹھنا ناگوار ہو یا کسی کا زیادہ دیر بیٹھنا طبی ضابطہ کے مطابق مریض کے لئے نقصان دہ ہو۔ اس طرح مریض کے پاس شور نہ مچایا جائے اور اس کے مرض کے مہلک ہونے کا اسے احساس نہ دلایا جائے۔ بلکہ اسے تسلی و تسفی دی جائے اور اس کی صحت کے لئے دعا کی جائے۔

حضور ﷺ نے تو یہاں تک فرمایا ہے کسی مسلمان کو دیکھ کر اس لئے مسکرا دینا کہ تمہاری مسکراہٹ سے اس کا دل خوش ہو جائے گا۔ صدقہ (عیادت) ہے۔ (بخاری)

موت

موت سے کسی کو مفر نہیں۔ اس کا ایک دن مقرر ہے۔ ہر نفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔ موت کا اگر وقت آ ہی گیا ہے تو کوئی چیز اس سے بچا نہیں سکتی۔ قرآن مجید میں فرمایا: تم جہاں ہو موت تمہیں پالے گی۔
وَلَوْ كُنْتُمْ فِي بُرُوجٍ مُّشِيدَةٍ
اگرچہ مضبوط قلعہ میں بند ہو جاؤ۔

حضور نے فرمایا موت کو زیادہ یاد رکھو۔ موت کو یاد رکھنے سے معاشرہ میں توازن پیدا ہوتا ہے اور موت کو بھول جانے سے انسان برائیوں میں مبتلا ہوتا ہے۔

تلقین

جب کسی مسلمان پر موت کے آثار نمودار ہوں تو حضور ﷺ نے فرمایا اس کے سامنے کلہ طیبہ پڑھو تاکہ وہ بھی پڑھ لے۔ نزع میں سختی دیکھیں تو سورہ یٰسین و سورہ رعد

پڑھیں۔ سنت یہ ہے کہ اسے دُئی کروٹ لٹا کر منہ قبلہ کی طرف کر دیں اور جب تک روح پرواز نہ کر جائے اس کے سامنے کلمہ پڑھتے رہیں۔ جب روح پرواز کر جائے تو ایک چوڑی پٹی جبرے کے نیچے سے سر پر لے جا کر باندھ دیں۔ تاکہ منہ کھلا نہ رہے۔ آنکھیں بند کر دیں۔ انگلیاں ہاتھ پاؤں کی سیدھی کر دیں۔ لاش کو کپڑے سے اچھی طرح ڈھانپ دیں اور جلد سے جلد غسل و کفن کا انتظام کریں۔

غسل

میت کو نہلا تا فرض کفایہ ہے۔ بعض لوگوں نے یہ کام کر لیا تو سب بری ہو گئے۔

غسل کا طریقہ

تو اگر بغیر غسل کے دفن کر دیا گیا تو سب مسلمان گناہ گار ہوں گے اور اگر چند لوگوں نے غسل دے دیا تو سب کی طرف سے فرض ادا ہو گیا۔

نہلانے کا طریقہ ہے کہ جس محتضیٰ وغیرہ پر غسل دینا ہو اس کو پہلے صاف کر کے اس کے چاروں طرف کوئی خوشبو سلگا دی جائے پھر میت کو اس پر لٹا کر ناف سے گھٹنوں تک کسی کپڑے سے ڈھک دیں۔ پھر نہلانے والا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر پہلے استنجا کرائے۔ پھر منہ کہنوں تک ہاتھ سر کا مسح اور ٹخنوں تک پیر دھوئے جائیں یعنی وضو کے فرض ادا کئے جائیں کلی وغیرہ نہیں کرائی جائے گی۔ ہاں بھیگی ہوئی روئی سے دانت وغیرہ اور ناک صاف کر دی جائے۔ داڑھی اور سر کے بالوں کو پہلے صابن یا

(۱) مرنے والے کے ذمہ قرض وغیرہ ہو تو جلد سے جلد ادا کر دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مرنے والا قرض دار ہو تو اس کی روح معلق رہتی ہے۔ جب تک قرض اتار نہ دیا جائے۔ اگر مرنے والے نے مال نہ چھوڑا ہو عزیز و دوست احباب آپس میں رقم جمع کر کے قرض اتار دیں یا قرضے والوں سے معاف کرانے کی کوشش کریں۔ میت کے پاس قرآن مجید کی تلاوت کلمہ طیبہ درود شریف اور دیگر ذکر واذکار جائز ہیں بلکہ مناسب ہیں۔

کسی دوسری چیز سے دھوئیں پھر ہائیں کر دٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں پھر دائیں کر دٹ پر لٹا کر پانی ڈالیں۔ اتنا پانی ڈالا جائے کہ جسم کا ہر حصہ پر پانی بہہ جائے میت کی پیٹھ پر سہارا دے کر اٹھائیں اور پیٹ پر ہاتھ پھیریں تاکہ اگر کچھ پیٹ میں ہو تو نکل جائے اور جو کچھ گندگی نکلے اس کو صفائی سے دھو ڈالیں۔ وضو اور غسل دوبارہ کرانے کی ضرورت نہیں۔ آخر میں سرے سے پاؤں تک کا فوراً پانی ڈال کر جسم کو نرمی کے ساتھ کپڑے سے پونچھیں۔ غسل کا پانی معمولی گرم ہونا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ اس میں کوئی ایسی چیز ڈال کر اس کو خوب پکالیں جس سے بدن زائد صاف ہو۔ نہلانے کی جگہ پر پردہ ڈال دیا جائے اور وہاں غسل دینے والے اور اس کی مدد کرنے والوں کے علاوہ کوئی نہ ہو اور یہ لوگ بھی جسم کے پوشیدہ حصوں پر بلا ضرورت نظر نہ ڈالیں۔ نہلانے والا خود پاک و صاف ہونا چاہیے اور بہتر یہ ہے کہ میت کا کوئی قرہبی رشتہ دار ہو۔ نہلانے والے پر یہ ذمہ داری ہے کہ اگر وہ مردے کی کوئی خوبی یا کمال دیکھے۔ مثلاً میت کا چہرہ چمکنے لگا یا جسم سے خوشبو آئے تو اس کو ظاہر کر دے۔ لیکن اگر کوئی عیب کی بات دیکھے جیسے کسی کا منہ سیاہ ہو گیا یا جسم سے بدبو آنے لگی تو انہیں ظاہر نہ کرے اس سے مردے کے عزیزوں کو دکھ ہوگا۔ نہلانے کی جگہ خوشبو وغیرہ سلگانے میں کوئی حرج نہیں۔ مردے کے بالوں میں کنگھا کرنا کسی جگہ کے بال یا ناخن کا ثنا جائز نہیں۔ مرد میت کو مرد نہلائے اور عورت کو عورت نہلائے۔ کفن دینے سے پہلے دونوں ہاتھ سیدھے کر دیئے جائیں۔ ہاتھ سینے کے اوپر یا ناف کے اوپر رکھنا جائز نہیں اگر کسی مرد کو غسل دینے والا سوائے اس کی بیوی کے کوئی نہ ہو تو بیوی غسل دے سکتی ہے لیکن اگر مردہ عورت کو غسل دینے والا سوائے شوہر کے کوئی نہ ہو تو شوہر غسل نہیں دے سکتا۔ اس صورت میں مردہ عورت کو تیمم کرا کے بغیر غسل کے ہی دفن کر دیا جائے گا۔ شوہر اپنی بیوی کو نہ غسل دے سکتا ہے اور نہ چھو سکتا ہے۔ ہاں اس کا منہ دیکھ سکتا ہے۔ اس کے جنازے کو گندھا لگا سکتا ہے۔ اس کو

قبر میں اتار سکتا ہے اور دعوت اپنے شوہر کو غسل بھی دے سکتی ہے اور چھو بھی سکتی ہے۔

کفن

مردے کو کفن دینا بھی فرض کفایہ ہے۔ مرد کے لیے تین کپڑے سنت ہیں لافافہ، ازار اور قمیض۔ عورت کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں۔ لافافہ، ازار قمیض، اور سینہ بند لافافہ، ازار اور قمیض عورت کے لیے پانچ کپڑے سنت ہیں لافافہ، ازار قمیض، اور قمیض اور سینہ بند لافافہ یعنی چادر مردے کے قد سے اتنی لمبی ہو کہ دونوں طرف باندھی جاسکے۔ ازار قد کے برابر ہو قمیض آگے پیچھے دونوں طرف سے برابر کشنوں کے نیچے تک ہو۔ اور قمیض تین، گز اور سینہ بند پستان سے ران تک بہتر یہ ہے کہ کفن کا کپڑا سفید اور اتنا عمدہ ہو کہ اس کی قیمت اتنی ہو کہ جتنی قیمت کے کپڑے مردہ اپنی زندگی میں اہم موقعوں پر پہنا کرتا تھا۔ نبی اکرم ﷺ کا کفن بھی سفید تھا اور آپ نے اچھا کفن دینے کا حکم دیا ہے آپ نے ارشاد فرمایا:

إِذَا كُنَّ أَحَدُكُمْ أَخَاهُ فَحَسِّنْ كَفَنَهُ۔

جب تم میں سے کوئی اپنے بھائی کو کفن دے عمدہ کفن دینا چاہیے۔

کفن میں برکت

کفن میں برکت کے لیے بزرگوں کا استعمال شدہ کپڑا تیممات شامل کر دینا جائز ہے حضور ﷺ نے حضرت علی کی والدہ کو اپنی قمیص مبارک میں کفن دیا اور کچھ دیر خود ان کی قبر میں جلوہ فرما ہوئے اور فرمایا اپنی قمیض اس لیے پہنائی کہ ان کو جنت کا لباس ملے اور قبر میں اس لیے لینا کہ قبر کی تنگی دور ہو (دیلی) ایک شخص نے حضور ﷺ کا جہنم مبارک حضور ﷺ سے مانگ لیا اور کہا حضور ﷺ کا جہنم نے اس لیے حاصل کیا تاکہ یہ میرا کفن ہو۔ (بخاری)

کفن پہنانے کا طریقہ

کفن پہنانے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد اس کا جسم کسی کپڑے سے خش کر دیا جائے تاکہ کفن نہ بھیکے۔ کفن پر خوشبو لگائی جائے پہلے لافافہ (بڑی چادر) بچھائی جائے۔ اس تہ بند اور قمیض (کفنی) کا ایک حصہ بچھایا جائے اس پر میت کو رکھ کر پہلے کفنی پہنائیں اور میت کے جسم پر خوشبو مل دی جائے اور سجدے کے حصوں پر کا فور ملا جائے۔ پھر تہ بند اور اس کے بعد لافافہ لپیٹ دیں۔ پہلے بائیں طرف سے پھر دائیں طرف سے اور لافافہ کو سر اور پاؤں کی طرف سے باندھ دیا جائے۔ عورت کو کفن پہنا کر اس کے بالوں کو سینے کے دونوں طرف ڈال دیا جائے اور اوڑھنی پیچھے کے نیچے سے لاکر سر کے اوپر سے منہ پر نقاب کی طرح ڈال دی جائے سینہ بند سب کپڑوں کے اوپر پستان کے اوپر سے ران تک لاکر باندھ دیا جائے۔ کف کو کسی جگہ سے سیانہیں جائے گا۔ قمیض میں نہ آستیں لگائی جائے گی اور نہ چاک وغیرہ بلکہ ایک چادر کی طرح ہوگی جس کو درمیان سے پھاڑ دیا جائے گا تاکہ گلے کے اندر آسکے۔ کفن پر خاک شفا (حضور ﷺ) کے روضہ مبارک کی مٹی، یا انگلی کے اشارے سے کلمہ طیبہ لکھنے وغیرہ کا طریقہ بعض جگہ رائج ہے۔ اس میں کوئی حرج نہیں۔ اس کی برکت سے ضرور میت کو فائدہ ہوگا۔

غسل و کفن کے بعد جس قدر جلد ہو سکے نماز جنازہ اور دفن کا انتظام کیا جائے۔

دفن میں دیر کرنا بہت نامناسب ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا:

جنازے کو جلد لے جاؤ کیونکہ اگر وہ ٹیک ہے تو بھلائی ہے جس کی طرف تم

اسے لے جا رہے ہو اور اگر وہ برا ہے تویری چیز ہے۔

جنازہ اٹھانا نماز جنازہ میں شریک ہونا اور جنازہ کے ساتھ چلنا یہ سب کام عبادت

ہیں اگر جنازہ کسی متقی یا عالم دین کا ہو تو ان کاموں کا ثواب نقلی سے بھی زیادہ ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا:

مَنْ بَعَثَ جَنَازَةً وَحَمَلَهَا فَلَتْ مِرَارٍ لَقَدْ قَضَىٰ مَا عَلَيْهِنَ حَقَّهُا۔
جو کوئی جنازے کے پیچھے چلا اور اس کو تین مرتبہ اٹھایا تو میت کا اس پر جو کچھ حق تھا وہ اس نے ادا کر دیا۔

جنازہ اٹھانے کا طریقہ

کو جنازہ اٹھانے کا طریقہ یہ ہے کہ چار آدمی چاروں طرف سے اپنے کاندھوں پر اٹھائیں اور دوسرے اس طرح کاندھا لگاتے رہیں کہ جنازے کے داہنے سر ہانے پر دائیں پانچٹی پھر بائیں سر ہانے اور بائیں پانچٹی اور ہر مرتبہ کم از کم دس قدم میت کو لے کر چلے اس طرح کا چالیس قدم ہو جائیں گے۔ جنازے کو بلا ضرورت سواری پر لے جانا یا شریک ہونے والوں کو سواری پر جانا مکروہ ہے۔ ہاں اگر قبرستان دور ہو کہ لوگ اتنی دور چل نہ سکتے ہوں تو سواری پر جنازہ لے جانا اور اس میں شریک ہونے والوں کا سواری پر جانا جائز ہے۔ جنازہ لے کر نہ زیادہ تیز چلنا چاہیے نہ بالکل آہستہ۔ درمیانی چال چلنا چاہیے۔ عورتوں کا جنازہ میں شریک ہونا ناجائز ہے۔ جنازے میں شریک ہونے والوں کو نہ تو دنیا کی باتیں کرنا چاہیے نہ آپس میں کسی بات پر ہنسنا چاہیے۔ بہتر یہ ہے کہ موت کا خیال کر کے دل میں اپنے گناہوں سے توبہ کرتے اور شریعت کی پابندی کا ارادہ کرتے چلیں۔ زبان سے اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُونَ یا کلمہ طیبہ اور درود شریف وغیرہ پڑھتے جائیں۔ اگر جنازے کے ساتھ بلند آواز سے درود شریف، نعتیں، یا صلوات پڑھتے جائیں تو بھی کوئی حرج نہیں۔ کیونکہ جنازے کے ساتھ فرشتے بھی ہوتے ہیں۔ سگریٹ وغیرہ پیتے چلنا بھی ادب کے خلاف ہے۔ جنازہ جب تک نہ رکھا جائے اس وقت بیٹھنا مکروہ ہے اور جب رکھ دیا جائے تو کھڑے ہونے سے افضل بیٹھنا ہے۔

جنازہ کی صفیں

جنازہ کی کم از کم تین یا پانچ یا سات صفیں بنائی جائیں حضور ﷺ نے فرمایا جس مسلمان کے جنازہ کی تین صفیں نماز جنازہ پڑھیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔

نماز جنازہ کے بعد اہم مسائل

ہر مسلمان خواہ وہ نیک صالح متقی پرہیزگار ہو یا فاسق فاجر شرابی زانی سودخور غرض یہ کہ کیسا ہی گنہگار ہو خواہ وہ خود کشی کر کے مرا ہو مگر شرط یہ ہے کہ مسلمان ہواں سب کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔ نماز جنازہ فرض کفایہ ہے یعنی اگر چند مسلمان آدمی بھی پڑھ لیں تو سب بری الذمہ ہو گئے۔ ورنہ سب گنہگار ہوں گے۔

اس کے لیے جماعت شرط نہیں ایک آدمی بھی پڑھ لے تو فرض ادا ہو گیا۔ اس کے دور کن ہیں۔ چار بار تکبیر کہنا۔ کھڑے ہو کر پڑھنا اور اس کی تین سنتیں ہیں۔ اللہ کی حمد و ثنا کرنا۔ نبی ﷺ پر درود پڑھنا میت کے لیے دعا کرنا۔ میت سے مراد وہ ہے جو زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ جو بچہ مرا ہوا پیدا ہوا اس کی نماز نہیں۔ نیز میت کا سامنے ہونا ضروری ہے۔ غائب کی نماز نہیں۔ اگر کئی میتیں جمع ہو جائیں تو سب کے لیے ایک ہی کافی ہے۔ سب کی نیت کر لے اور علیحدہ علیحدہ افضل ہے۔ جنازہ کو کاندھا دینا عبادت اور بہت اجر و ثواب ہے۔ یہ جو عوام میں مشہور ہے کہ شوہر اپنی بیوی کے جنازہ کو نہ کاندھا دے سکتا ہے نہ قبر میں اتار سکتا ہے۔ نہ منہ دیکھ سکتا ہے محض غلط ہے۔ صرف شہلانے اور بلا حائل بدن کو ہاتھ لگانے کی ممانعت ہے۔ عورت اپنے شوہر کو غسل دے سکتی ہے۔

☆..... نماز جنازہ غائبانہ پڑھنا جیسا کہ آج کل رواج ہے۔ منع ہے۔

☆..... بحری جہاز میں انتقال ہوا ہے اور کنارہ زمین قریب نہیں ہے تو غسل و کفن و جنازہ پڑھ کر سمندر میں ڈیو دیں۔

☆..... اچانک موت آنے کو برا سمجھنا غلط ہے۔ اچانک موت مومن کے لیے راحت اور فاسق کے لیے افسوسناک ہے۔ (یعنی ج ۳ ص: ۲۳۰)

☆..... اگر اچانک انتقال ہوا ہے تو جب تک موت کا یقین نہ ہو جائے۔ کفن و دفن ملتوی رکھیں۔

☆..... حادثہ یا کسی اور وجہ سے..... مسلمان کا آدھے سے زیادہ دھڑ ملا تو غسل و کفن دیں گے نماز جنازہ پڑھیں گے اور نماز کے بعد باقی ٹکڑا بھی ملا تو اس پر دوبارہ نماز جنازہ نہیں پڑھیں گے اور اگر آدھا دھڑ ملا اور اس پر سر بھی ہے تو کفن و غسل اور جنازہ پڑھیں گے اور اگر سر نہ ملے یا طول میں سر پاؤں تک دھنایا یا ایک جانب کا خاصہ ملا تو ان دونوں صورتوں میں نہ غسل ہے نہ کفن نہ نماز بلکہ ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ کسی وجہ سے کوئی عضو جسم سے کاٹ دیا جائے جیسے ڈاکٹر آپریشن کے ذریعہ ہاتھ یا پاؤں یا کوئی عضو کاٹ دیں تو اس عضو کو دفن کر دینا مناسب ہے اس عضو کے لیے غسل و کفن و نماز جنازہ نہیں ہے۔

☆..... مردہ اگر کسی بھی علامت یا وضع قطع سے اس کا مسلمان ہونا واضح ہو غسل و کفن و دفن کریں گے ورنہ نہیں۔

☆..... مردہ کا بدن اگر ایسا ہو گیا کہ ہاتھ لگانے سے کھال ادھڑکی تو بغیر ہاتھ لگائے اس پر پانی بہا دیں گے یہ ہی اس کا غسل ہے۔

☆..... صرف اس مسلمان کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی جو زندہ پیدا ہوا اور پھر مر گیا۔ بچہ اگر زندہ پیدا ہوا پھر مر گیا۔ غسل و کفن و جنازہ پڑھیں گے۔ اگر پیدا ہی مردہ ہوا تو اسے وہی نہلا کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیں گے۔ اس کے لیے غسل و

کفن اور نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی۔

☆..... میت کو نماز پڑھے بغیر دفن کر دیا گیا اور مٹی دے دی گئی تو قبر پر نماز پڑھیں جب تک پھٹنے کا گمان نہ ہو اور اگر مٹی نہیں دی ہے۔ تو قبر سے نکال کر جنازہ پڑھ کر دفن کریں۔

☆..... کنویں میں گر کر مر گیا یا کسی ٹیلہ یا مکان میں دب کر مر گیا اور نکال نہ جاسکا تو اس جگہ اس کی نماز پڑھیں۔

☆..... دریا میں ڈوب کر مر گیا اور لاش نہ مل سکی تو اس کی نماز نہیں ہو سکتی کیونکہ میت کا نماز پڑھنے والے کے آگے ہونا معلوم نہیں ہو سکتا۔

☆..... اگر کوئی ایسی جگہ مر جائے جہاں غسل کے لیے تلاش کے باوجود پانی نہ ملے تو مردے کو حتم کر کر دفن کر دیا جائے اور اگر دفن سے قبل پانی مل جائے تو غسل دے کر دوبارہ نماز پڑھی جائے۔

☆..... مسجد میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جاسکتی۔ خواہ مرد و نمازی مسجد کے اندر ہوں یا مردہ مسجد سے باہر اور نمازی مسجد کے اندر ہر دو صورت میں جائز نہیں۔

☆..... زندگی میں اپنے لیے قبر کی جگہ مقرر کر لینا یا کفن کا کپڑا خرید کر رکھ لینا جائز ہے لیکن قبر کھدوا کر بنوا لینا بہتر نہیں کسی بزرگ کے جوار میں دفن ہونے کی خواہش و وصیت کرنا جائز ہے۔

☆..... جمعہ کے دن کسی کا انتقال ہو گیا۔ اگر جمعہ سے قبل غسل کفن و نماز ہو سکے تو پہلے ہی کر لیں۔ اس خیال سے روک لینا کہ جمعہ کے بعد جمع زیادہ نماز میں شریک ہوگا۔ مکروہ ہے۔ (رد المحتار)

☆..... مستحب یہ ہے میت کے سینہ کے سامنے امام کھڑا ہو۔ اور میت دور نہ ہو۔

☆..... جماعت تیار ہو تو فرض و سنت پڑھ کر نماز جنازہ پڑھیں۔ نماز عید کے وقت

جنازہ آیا تو پہلے عید کی نماز پڑھیں۔ پھر جنازہ پھر خطبہ (در مختار جو ہرہ) بلا ضرورت ایک قبر میں ایک سے زیادہ کا دفن کرنا جائز نہیں۔

قبر سے متعلق مسائل

قبر میں میت کا دفن کروٹ منہ کر دیں۔ کفن کی بندش کھول دیں۔ لحد کو کچی اینٹوں سے بھر ضرورت چھتوں سے بند کر دیں۔ اس کے بعد سر ہانے کی طرف سے کم از کم تین مرتبہ مٹی ڈالی جائے۔ پہلی مرتبہ کہا جائے۔

وَمِنْهَا خَلَقْنَاهُمْ

اس مٹی سے ہم نے تم کو پیدا کیا۔

دوسری مرتبہ:

وَلِيَهَا نَعْبُدُكُمْ

اور اسی میں تم کو لوٹائیں گے۔

تیسری مرتبہ

وَمِنْهَا نُخْرِجُكُمْ تَارَةً أُخْرَى

اور اسی سے تم کو دوبارہ نکالیں گے۔

مٹی وہی ڈالی جائے جو قبر سے نکلی تھی..... دفن سے پہلے میت کا منہ دکھانا بھی جائز ہے، مگر عورت کا منہ عورتیں دیکھیں یا وہ مرد جن سے اس کا نکاح جائز نہ تھا جیسے بھائی باپ بیٹا وغیرہ، غیر مردوں کو اس کا منہ دیکھنا جائز نہیں۔

طریقہ نماز

پہلے نیت کر کے امام مقتدی کا نون تک ہاتھ اٹھائیں اور اللہ اکبر کہتے ہوئے ناف کے نیچے باندھ لیں اور ثناء پڑھیں وَتَعَالَى جَدُّكَ کے بعد وَجَلَّ قَنَافُكَ

وَلَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ پڑھیں۔ پھر بغیر ہاتھ اٹھائے دوسری تکبیر کہیں اور درود شریف پڑھیں اور اس طرح تیسری کہیں اور میت کے لیے دعا پڑھی چوتھی تکبیر پر بغیر ہاتھ اٹھائے سلام پھیر دیں، مقتدی تکبیر آہستہ کہے اور امام بلند آواز سے۔

بالغ مرد و عورت کی دعا

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِحَيَاتِنَا وَمَيِّتِنَا وَشَاهِدِنَا وَغَايِبِنَا وَصُغِيرِنَا وَكَبِيرِنَا وَذَكِّرِنَا وَانْقِضِ اللّٰهُمَّ مِنْ اَحْيَيْنَا مِنْ اَحْيَيْنَا مِنْ اَحْيَيْنَا عَلٰى الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّيْتَهُ مِنَّا فَتَوَفَّهُ عَلٰى الْاِيْمَانِ .

الہی بخش دے ہمارے ہر زندہ کو اور ہمارے ہر متوفی کو اور ہمارے ہر غائب کو اور ہمارے چھوٹے کو ہر بڑے کو اور ہمارے ہر مرد کو اور ہماری عورت کو الہی تو ہم سے جس کو زندہ رکھے تو اس کو اسلام پر زندہ رکھ اور ہم میں سے جس کو موت دے تو اس کو ایمان پر موت دے۔

تابالغ لڑکے کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا قَرِطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا .

الہی اس (لڑکے کو) ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والے بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر (کا موجب) اور وقت پر کام آنے والے بنادے اور اس کو ہماری سفارش کرنے والا بنادے اور وہ جس کی سفارش منظور ہو جائے۔

تابالغ لڑکی کی دعا

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْهَا لَنَا قَرِطًا وَاجْعَلْهَا لَنَا اَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهَا لَنَا شَافِعَةً وَمُشَفَّعَةً .

الہی اس (لڑکی) کو ہمارے لیے آگے پہنچ کر سامان کرنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لیے اجر کی (موجب) اور وقت پر کام آنے والی بنادے اور اس کو ہمارے لیے سفارش کرنے والی بنادے اور جس کی سفارش منظور ہو جائے۔
دعا کے بعد چھوٹی بکیر کہہ کر دونوں طرف سلام پھیر دیں اور صغیں توڑ کر دعا مانگیں۔

دفن کے بعد

قبر پر سورہ بقرہ کا اول و آخر (سہ ماہی) (الم سے مصلحون) تک اور پانچویں آمن الرسول سے ختم سورت پڑھنا (جو ہرہ) دفن کے بعد اتنی دیر تک ٹھہرنا جتنی دیر میں اونٹ ذبح ہو کر اس کا گوشت تقسیم ہو جائے مستحب ہے۔ (جو ہرہ اتنی دیر ٹھہرنے میں میت کو انس ہوگا مگر اس کے جواب دینے میں وحشت نہ ہوگی۔ اس دوران ٹھہرنے والے تلاوت قرآن۔ درود شریف اور میت کے لیے دعا استغفار کرتے رہیں۔ قبر کے قریب کھڑے ہو کر اذان دینا بھی باعث برکت ہے۔

دعا بعد نماز جنازہ

جائز ہے حضور ﷺ نے فرمایا جب تم میت پر نماز پڑھ چکو تو اس کے لیے خالص دعا مانگو۔ حضور ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ پر بعد از نماز جنازہ دعا فرمائی (مواہب لدین ج ۲) نیز متعدد احادیث میں آیا ہے کہ حضور ﷺ نے دفن میت کے بعد فرمایا اپنے بھائی کے لیے دعا کرو۔ کیونکہ قبر میں اس سے سوال ہونے والا ہے۔

قبر پر پانی چھڑکنا پھول ڈالنا جائز ہے

قبر بنانے کے بعد اس پر پانی چھڑکنا جائز ہے۔ حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کو دفن کرنے کے بعد ان کی قبر پر پانی چھڑکا اور حضور ﷺ کی اسی

سنت کے مطابق حضرت بلال ابن رباح رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کے دفن ہو جانے کے بعد آپ کی قبر پر بھی پانی چھڑکا۔ قبر پر کسی درخت کا پودا لگا دینا یا پھول وغیرہ ڈالنا بھی سنت ہے۔ کیونکہ یہ تمام چیزیں اللہ کی پاکی بیان کرتی ہیں۔ اور ان کی تسبیح سے مردے کو فائدہ پہنچتا ہے۔ جیسا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ نبی کریم ﷺ دو قبروں سے گزرے۔ آپ نے اپنے ساتھیوں کو بتایا کہ ان مردوں پر اس وقت عذاب ہو رہا ہے کیونکہ ایک لَا يَسْتَنْزِلُ مِنْ الْبُؤْلِ پیشاب کے چھینٹوں سے نہیں بچتا تھا۔ اور دوسرا اَنَّ يَمْشِي بِالْثِيَابِ جھلی کھاتا تھا۔

پھر حضور ﷺ نے ایک تر شاخ لی اور اس کے دو ٹکڑے کیے اور ان کو دونوں قبروں پر گاڑ دیا۔ صحابہ کے سوال پر آپ نے فرمایا:
لَعَلَّهُ اَنْ يَخْتَفِ عَنْهُمَا مَا لَمْ يَتَّسِرَا۔
جب تک یہ دونوں خشک نہ ہوں گی اللہ تعالیٰ ان کی (تسبیح) کی وجہ سے ان کے عذاب کو کم کر دے گا۔

قبر کو پختہ بنانا

قبر کا پختہ بنانا جائز ہے لیکن صرف اوپر کا حصہ اندر سے قبر کا کوئی حصہ پختہ نہ بنایا جائے۔ قبر کے سرہانے نام کا کتبہ لگانا تاکہ دوست و احباب فاتحہ کے وقت قبر کو پہنچان سکیں جائز ہے۔ علماء اولیاء بزرگان دین کی قبروں پر قبہ بنانا تاکہ لوگوں کو معلوم ہو سکے کہ بزرگ کی قبر ہے اس طرح ان کی قبروں کے قریب عمارت بنانا تاکہ فاتحہ پڑھنے آئیں تو انہیں آرام ملے یا قبر کے قریب مسجد بنانا تاکہ جو لوگ اس میں نماز ذکر تلاوت کریں اس کا ثواب میت کو پہنچے جائز ہے۔

تعزیت بھی سنت ہے

صبر و شکر کی تلقین اور میت کے گھر والوں سے ہمدردی کے لیے ان کے گھر جا کر فاتحہ پڑھنے کو تعزیت کہتے ہیں۔ یہ سنت ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنے مسلمان بھائی کی عیادت و تعزیت کرے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اسے کرامت کا جوڑا پہنائے گا۔ (ابن ماجہ) لیکن تعزیت کا وقت صرف تین دن ہے۔ تین دن گزر جانے کے بعد تعزیت مکروہ ہے۔ کیونکہ اس طرح ان کا غم تازہ ہوگا۔ تعزیت کرنے والوں کو میت کے گھر زیادہ دیر نہیں رکھنا چاہیے۔ ہو سکتا ہے کہ زیادہ اجتماع کی صورت میں غم زدہ گھر والوں کو کرسیوں اور شامیانوں کے انتظام کی زحمت اٹھانی پڑے اور اہل میت کو یہ زحمت تعزیت کے خلاف ہے۔

میت کے پڑوسی یا دور کے رشتہ دار اگر میت کے گھر والوں کے لیے اس دن رات کے لیے کھانا لائیں تو بہتر ہے اور میت کے گھر والوں کو اصرار کر کے کھلائیں۔ یہ کھانا اسی مقدار میں بھیجا جائے جو صرف گھر والوں کے لیے کافی ہو اور دوسروں کو یہ کھانا کھانا منع ہے۔ عزیز رشتہ دار تین دن تک میت کے گھر والوں کو کھانا بھیجیں تو بھی جرح نہیں۔

شہید کو غسل نہ دیا جائے نماز جنازہ پڑھی جائے

اصطلاح فقہ میں شہید اس مسلمان عاقل بالغ طاہر کو کہتے ہیں جو بطور ظلم کسی آلہ جارحہ سے قتل کیا گیا ہو اور نفس قتل سے مال نہ واجب ہو اور دنیا سے نفع نہ اٹھایا ہو۔ شہید کا حکم یہ ہے کہ غسل نہ دیا جائے ویسے ہی خون سمیت دفن کر دیا جائے۔ شہید کے بدن پر جو چیزیں از قسم کفن نہ ہوں اتار لی جائیں۔ مثلاً ہتھیار ٹوپی، دستاں، جوتے و دیگر سامان جنگ وغیرہ۔

شہید کی نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

حضور ﷺ نے شہدائے اُحد کے حق میں فرمایا کہ ان کو غسل نہ دو۔ ان کا خون قیامت کے دن مشک کی طرح خوشبو دے گا (مسند احمد) اس حدیث سے غسل نہ دینے کی حکمت معلوم ہوگی۔

شہید غیر فقہی

واضح ہو کہ احادیث صحیح میں آیا ہے کہ طاعون، ڈوب کر، ذات الجذب پیٹ کی بیماری۔ جل کر دیوار کے نیچے آ کر مسافرت کی حالت، بخار سل کی بیماری درندہ کے حملہ، طلب علم دین، مال جان آبرو کی حفاظت میں قتل ہو گیا۔ یا مر گیا شہید ہے۔ مگر اس کا مطلب یہ ہے۔ ان حالات میں مرنے والوں کو اللہ تعالیٰ شہادت کا ثواب عطا فرماتا ہے۔ لہذا ان افراد کو غسل و کفن دیا جائے گا اور نماز جنازہ بھی پڑھی جائے گی۔

سوگ کے مسائل

حضرت زینب رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا: جس عورت کا خدا اور قیامت کے دن پر ایمان ہے۔ اس کے لیے کسی میت پر خاوند کے علاوہ تین دن سے زیادہ سوگ منانا حلال نہیں ہے۔ ہاں خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ منا سکتی ہے (بخاری) تین دن سے زیادہ سوگ جائز نہیں۔ مرد کو سوگ کے لیے سیاہ کپڑے پہننا منع ہے۔ میت کے گھر والوں کو تین دن اپنے گھر میں اس لیے بیٹھنا کہ لوگ آئیں اور تعزیت کر جائیں جائز ہے۔ لیکن مکان کے دروازہ یا شارع عام پر دریاں وغیرہ بچھا کر بیٹھنا بری بات ہے۔

عورت کے لیے سوگ واجب ہے

شوہر کے مرنے پر عورت کے لیے چار مہینے دس دن تک سوگ کرنا واجب

ہے حتیٰ کہ اگر مرنے والے یا طلاق دینے والے نے سوگ نہ کرنے کی وصیت کر دی۔ یا منع کر دیا تو بھی عورت پر سوگ کرنا واجب ہے۔ کسی قریبی رشتہ دار کے مرنے پر عورت صرف تین دن سوگ کر سکتی ہے عورت شوہر کے مرنے کے غم میں تین دن تک سیاہ کپڑے پہن سکتی ہے۔

حدیث میں تحد کا لفظ ہے جس کے معنی زینت کو ترک کرنے یعنی ہر قسم کے زیور چاندی، سونے جواہر وغیرہ کے اور ہر قسم اور ہر رنگ کے ریشم کے کپڑے اگرچہ سیاہ ہوں نہ پہنے اور بدن یا کپڑوں پر خوشبو استعمال نہ کرے نہ تیل استعمال کرے اگرچہ اس میں خوشبو نہ ہو۔ جیسے روغن زیتون اور سرمہ لگانا، کنگھا کرنا، مہندی لگانا اور زعفران یا کسم یا کیر و کار لگا ہوا یا سرخ رنگ کا کپڑا پہننا منع ہے۔ سوگ والی عورت کو عذر کی وجہ سے تیل لگانا سرمہ استعمال کرنا کنگھی کرنا جائز ہے۔ مثلاً آنکھیں آگئیں یا ان میں درد ہے۔ یا تیل نہ لگانے سے سر میں درد ہو جاتا ہے تو اس کا استعمال جائز ہے۔ یونہی سخت خارش ہے یا ریشمی کپڑے کے سوا اس کے پاس کوئی اور کپڑا نہیں ہے تو اسے پہن سکتی ہے۔ آنکھ میں بیماری ہے تو سیاہ سرمہ اس وقت لگا سکتی ہے جب کہ سفید سرمہ سے کام نہ چلے اور اگر رات میں لگانا کافی ہے۔ تو دن میں لگانا جائز نہیں ہے۔

میت پر نوحہ حرام ہے

نوحہ بلند آواز سے چیخ چیخ کر رونا۔ میت کے اوصاف میں مبالغہ کرنا، مصیبت کے وقت سر پر مٹی ڈالنا۔ کپڑے پھاڑنا رخسارے پینٹنا، سینہ کو بی کرنا، ناشکری کے کلمات زبان پر لانا، ران پر ہاتھ مارنا ممنوع ہے حضور ﷺ نے فرمایا جو مصیبت کے وقت چہرہ پیٹے گریبان چاک کر لے وہ ہم سے نہیں (بخاری) وہ جو حدیث میں آیا ہے۔ میت پر نوحہ کرنے سے اس کو عذاب ہوتا ہے۔ یہ اس صورت میں ہے جب کہ مرنے والے نے نوحہ کرنے کی وصیت کی ہو۔ ورنہ صرف نوحہ کرنے والے گنہگار

ہوں گے۔

حضور ﷺ نے فرمایا پیٹ کر صبر کرنا صبر نہیں۔ صبر تو یہ ہے کہ جو ابتداء میں کیا جائے۔ (بخاری) البتہ بوقت مصیبت بے اختیار آنسو آ جائیں دل رنج و غم میں ڈوب جائے یا بے اختیار چیخ نکل جائے تو ایک فطری چیز ہے یہ ممنوع نہیں..... حضور ﷺ کے نواسے کو بحالت نزع بحضور نبوی پیش کیا گیا اور جب حضور ﷺ کے صاحبزادے ابراہیم کا انتقال ہوا تو حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے صحابہ نے عرض کیا۔ حضور ﷺ یہ کیا؟ فرمایا یہ تو رحمت ہیں۔ (بخاری)

مصیبت میں صبر کرے تو دو ثواب ملتے ہیں۔ ایک مصیبت کا دوسرے صبر کا، لیکن بین کرنے اور ہزاع سے دونوں ثوابوں سے محرومی ہو جاتی ہے۔

وفات شدہ مسلمان کی برائی کرنا جائز نہیں

حضور ﷺ نے فرمایا: وفات شدہ افراد کو برا مت کہو۔ انہوں نے جیسے کام کیے وہ اس کا بدلہ پا چکے۔ (بخاری) اموات سے مراد اموات مسلمین ہیں۔ روایت ابن عمر سے بھی اس کی تائید ہوتی ہے حضور ﷺ نے فرمایا:

أَذْكُرُوا مَوْتَهُمْ مَوْتًا كَمُوتِهِمْ وَكُفُّوا عَنْ مَسْأَلِهِمْ۔ (ترمذی)

اپنے فوت شدہ مسلمانوں کے محاسن بیان کرو۔ ان کی برائیاں بیان نہ کرو۔ اس سے واضح ہوا کہ فوت شدہ مسلمانوں کی عیب جوئی کرنا ٹھیک نہیں اور نہ اس سے کوئی فائدہ ہوتا ہے۔ فوت شدہ مسلمانوں نے جو نیک یا بد کام کیے۔ اس کی جزا یا سزا اللہ کے اختیار میں ہے انہوں نے جیسا کیا ویسا پائیں گے۔ پھر یہ عیب جوئی اس کے عزیز و اقارب کو بری لگے گی اور اس طرح فساد کا دروازہ کھل جائے گا۔ البتہ کفار و مشرکین اور بد مذہبوں کے عندائے نظریات کی تردید کرنا جائز ہے۔ کیونکہ اس دین کی حفاظت مقصود ہے۔ قرآن مجید میں ابولہب کے متعلق فرمایا کہ ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے۔

دفن کے بعد میت کو نکالنا ممنوع و ناجائز ہے

امانت کے طور پر دفن کرنا اور پھر میت کو دوسری جگہ دفن کرنا ممنوع ہے۔ خواہ خواہ مند دیکھنے کے لیے قبر کھولنا مسلمانوں کی قبروں کو سہارا کرنا منع ہے۔ اگر کسی کی زمین میں اس کی بے اجازت دفن کر دیا اور وہ کسی طرح راضی نہیں ہوتا۔ یا قبر کے سیلاب میں بہہ جانے کا خطرہ درپیش ہو تو صرف اس صورت میں میت کو نکال کر دوسری جگہ دفن کر سکتے ہیں۔ قبر کو سجدہ کرنا ان کو پوجنا۔ یا قبر کو قبلہ سمجھ کر اس کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا حرام ہے۔ حدیث میں یہود پر اسی بنا پر لعنت آئی ہے کہ وہ بزرگوں کی قبروں کی سجدہ کرتے تھے۔ (بخاری)

قبر کی زیارت کو جانا

قبر پر جا کر مردوں کے لیے فاتحہ پڑھنا اور دعا کرنا بھی سنت ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

(۱) فَزُورُوا الْقُبُورَ فَإِنَّهَا تَذَكِّرُ الْمَوْتَ۔

”کہ قبروں کی زیارت کرو کیونکہ قبروں کو دیکھنے سے موت یاد آتی ہے۔“

(۲) میں نے تمہیں پہلے قبروں پر جانے سے منع کیا تھا۔ لیکن اب اجازت ہے قبروں کی زیارت کیا کرو کیونکہ (قبروں پر جانے سے) دنیا میں پرہیزگاری اور آخرت کی یاد پیدا ہوتی ہے۔

نبی اکرم ﷺ خود بھی قبرستان تشریف لے جاتے تھے اور مردوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تھے، یہ بھی ثابت ہے آپ اپنی والدہ کی قبر پر بھی تشریف لے گئے اور اکثر جنت البقیع جا کر مردوں کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تھے۔ قبرستان میں داخل ہو کر پہلے مردوں کو سلام کرنا چاہیے۔ کیونکہ مردے باہر والوں کو دیکھتے اور ان کی

باتیں سنتے ہیں۔ اگر سلام اس طرح کیا جائے تو بہتر ہے:-
السَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا أَهْلَ الْقُبُورِ يَغْفِرُ اللَّهُ لَنَا وَلَكُمْ أَنْتُمْ لَنَا سَلَفٌ وَنَحْنُ بِأَنْفُسِنَا۔

”اے قبر والو تم پر سلامتی ہو اللہ ہمارے اور تمہارے گناہ معاف فرمائے تم ہم سے آگے چلے گئے۔“

اور ہم تمہارے پیچھے آنے والے ہیں۔

قبرستان جانے کے لیے ہفتہ کے چار دن بہتر ہیں۔، پیر، جمعرات، جمعہ ہفتہ، ان دونوں کے علاوہ شبِ برات، شبِ قدر، عید الفطر، عید الاضحیٰ، عید میلاد النبی اور تمام اہم موقعوں پر قبرستان جانا باعثِ ثواب ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص قبرستان سے گزرے اور گیارہ بار سوہ اخلاص پڑھ کر اس کا ثواب اموات کو بخش دے تو اللہ تعالیٰ مردوں کی تعداد کے مطابق ثواب عطا فرماتا ہے سورہ یٰسین پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے تو عذاب قبر میں تخفیف ہو جاتی ہے والدین کی قبر پر سورہ یٰسین پڑھ کر ثواب پہنچایا جائے تو یہ باعثِ مغفرت ہے۔

(یعنی ج ص: ۸۷۰)

حضور ﷺ نے فرمایا جو اپنے والدین یا ان میں سے ایک کی قبر کی ہر جمعہ میں زیارت کرے۔ اس کی بخشش کی جائے گی اور وہ نیکوں میں لکھا جائے گا۔ (بخاری)

ایک حدیث میں فرمایا قبروں کی زیارت کرنے والی عورتوں پر لعنت ہو (ترمذی) یہ وعید ان عورتوں کے لیے ہے جو بے حجاب و بے نقاب جاتی ہیں اور وہاں جا کر خلافِ شرع کام کرتی ہیں۔ ورنہ حدیث میں مرد و عورت سب کو زیارتِ قبور کی تلقین کی گئی ہے لیکن بایں ہمہ فی زمانہ مستورات کو قبروں پر جانا ممنوع ہے کیونکہ ان کے جانے سے فتنہ پیدا ہوتا ہے اور عموماً عورتیں قبور صالحین کی زیارت کے آداب کا خیال نہیں رکھتیں اور

بہت سی ناجائز اور لغو حرکتیں کرتی ہیں۔ علماء کا فرض ہے کہ وہ عوام کی زیارت کو قبور کے آداب سے واقف کرانیں۔ زیارت قبور مسنون ہے۔ ہفتہ میں ایک دن یا جمعہ یا جمعرات کو زیارت کرے۔ زیارت قبور کا طریقہ یہ ہے کہ پاکتی کی جانب سے جا کر میت کے منہ کے سامنے کھڑا ہو سر ہانے سے نہ آئے کہ میت کے لیے باعث تکلیف ہے یعنی میت کو گردن پھیر کر دیکھنا پڑے گا کہ کون آتا ہے۔

قبروں کو سجدہ تعظیمی حرام ہے

قبر کو بوسہ دینا اور طواف تعظیمی عوم کے لیے ممنوع ہے اور سجدہ تعظیمی حرام اور سخت گناہ ہے۔

قبر پر پھول ڈالنا جائز ہے۔ جب تک تر رہیں گے تسبیح کریں گے۔ قبر پر سے ترگھاس نہ لوچی جائے کہ اس کی تسبیح سے رحمت اترتی ہے اور میت کو اُٹس ہوتا ہے اور نوپے میں میت کا حق ضائع کرنا ہے۔

میت کے ساتھ کھانا لے جانا فضول ہے

میت کے ساتھ کھانا لے جانا فضول ہے۔ مقصد تو میت کو ثواب پہنچانا ہے اور یہ میت کی طرف سے تصدیق کرنے سے ہو جاتا ہے۔ (۲) قبر کے اوپر عرق گلاب وغیرہ چھڑکنا فضول اور مال ضائع کرنا ہے۔ بہتر تو یہ تھا کہ بتنی رقم کا عرق گلاب وغیرہ ڈالتا ہے وہ رقم فقراء میں میت کے ایصال ثواب کے لیے تقسیم کی دی جاتی تاکہ میت کو اس کا ثواب پہنچتا۔ (۳) میت کی مغفرت کے لیے دعا کرنا ہر وقت جائز ہے اور چالیس قدم کی خصوصیت بلا وجہ ہے۔

میت کے گھر کا کھانا ناجائز و ممنوع ہے

دیہات اور خصوصاً برادری والوں میں یہ رسم ہے کہ جب کسی کا انتقال ہو

جائے تو میت کے روز وفات سے عزیز واقارت دوست و احباب اس کے یہاں جمع ہو جاتے ہیں۔ پھر کسی دوسرے تیسرے دن واپس ہوتے ہیں اور بعض چالیسویں تک قیام کرتے ہیں اور بدت میں ان عزیز واقارت کے قیام و طعام کا انتظام و اہتمام اہل میت کو کرنا پڑتا ہے اور اس طرح اہل میت صرف کثیر کے زیر بار ہوتے ہیں بلکہ بعض اوقات قرض لے کر عزیزوں کے مصارف قیام و طعام پورا کرتے ہیں۔ اگر ایسا نہ کریں تو برادری میں مطعون و بدنام ہوتے ہیں۔ ناک کٹنے کا خطرہ ہوتا ہے۔ یہ رسم ناجائز و ممنوع ہے متعدد احادیث میں اس کی ممانعت وارد ہوئی ہے۔ ہمارے حنفی فقہاء نے تصریح کی ہے۔ اہل میت کی طرف سے کھانے کی ضیافت تیار کرنی منع ہے شرع نے ضیافت خوشی میں رکھی ہے نہ کھانے میں اور بدعت شنیعہ ہے۔ (فتح القدیر)

فقہ حنفی کی معتبر کتب مراقی الفلاح خلاصہ و فتاویٰ خیر یہ تا تاریخانیہ عالمگیری وغیرہ بھی اس ضیافت کو ناجائز لکھا ہے۔

اتنی بات درست ہے کہ تعزیت کے لیے تین دن بیٹھ سکتے ہیں جب کہ کسی امر ممنوع کا ارتکاب نہ کیا جائے جیسے مکلف فرش بچھانا اور میت والوں کی طرف سے کھانے کا اہتمام کرنا جامع الرموز میں ہے۔ اور ان دنوں میں ضافیت بھی ممنوع ہے اور اس کا کھانا بھی منع ہے۔

پھر اگر یہ ضیافت وارثوں کے مال سے اُن کی اجازت کے بغیر کی جائے اور بھی زیادہ امر سخت اور شدید حرام ہے۔ قرآن مجید میں فرمایا: **إِنَّ الْبَلِيْنَ يَأْكُلُوْنَ أَمْوَالَ الْيَتَامَىٰ كُلُّهُمْ أَيْسَرَ** جو لوگ یتیموں کے مال ناحق کھاتے ہیں۔ بلاشبہ اپنے پیٹ میں انگارے بھرتے ہیں اور ظاہر ہے کہ وارثوں میں یتیم۔ اور نابالغ بچے بھی ہوتے ہیں۔ ایسی صورت میں مذکورہ بالا ضیافت یتیموں کے مال کو ظلم و جور سے کھانا اور برباد کرنا ہے۔ اور یہ حرام و ناجائز ہے۔

ایصال ثواب کا ممنوع طریقہ

اسی طرح میت کے لیے ایصال ثواب تیجہ دسواں چالیسواں وغیرہ اگر میت کے ترکہ سے کیا جائے اور ورثاء میں نابالغ بھی ہوں تو سخت حرام ہے۔ اگر بعض ورثاء موجود نہ ہوں اور ان سے اجازت بھی نہ لی جائے تو یہ بھی ناجائز ہے۔ اگر سب ورثاء بالغ ہوں اور سب کی اجازت سے میت کے چھوڑے ہوئے ترکہ (مال سے) ایصال ثواب کیا جائے۔ یا جو بالغ موجود ہیں وہ اپنے حصہ کی رقم سے یا اپنی ذاتی کمائی سے ایصال ثواب کریں تو بلا شک و شبہ جائز ہے۔

قَدَّوْیَ قَاضِی خَاں مِیں ہے۔ اِنْ اَتَّخَذَ لِلْمَيِّتِ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا اِلَّا اَنْ یُّکُوْنَ لِی الْوَرَّةِ صَغِيرًا فَلَا یَتَّخَذُ ذَالِکَ مِنَ التَّرْبِکَةِ اور ہندوستانیہ خانیہ تارخانہ میں ہے اِنْ اَتَّخَذَ طَعَامًا لِلْفُقَرَاءِ كَانَ حَسَنًا اِذَا کَانَ الْوَرَّةُ بِالْفِئْنِ فَاِنْ کَانَ لِی الْوَرَّةِ صَغِيرًا لَمْ یَتَّخِذُوا ذَالِکَ مِنَ التَّرْبِکَةِ مِنْهُ۔

ایصال ثواب جائز و مستحب ہے

قرآن مجید درود شریف، کلمہ طیبہ یا کسی بھی نیک عمل فرض و نفل نماز روزہ حج وغیرہ کا ثواب پہنچانا جائز ہے اسے بدعت کہنا سخت زیادتی ہے۔ زائدہ جو بھی نیک کام مردوں کو ثواب پہنچانے کی نیت سے کریں۔ غریبوں یتیموں مسکینوں کی امداد و اعانت کریں۔ دینی مدرسہ کے طلباء کو کھانا کھلائیں۔ صدقہ و خیرات کریں مسجد بنائیں۔ رفاہ عام کے کام کریں۔ سب کا ثواب مردوں کو پہنچتا ہے اور انہیں فائدہ ہوتا ہے۔ یہ تیجہ بیسواں چالیسواں سب ایصال ثواب ہی کی شکلیں ہیں۔ یہ دن قرآن کی تلاوت غریبوں کی امداد و اعانت کے لئے مقرر کئے جاتے ہیں۔ دن مقرر کرنا جائز ہے۔ اسے بدعت کہنا غلط ہے۔ ہاں ان دنوں کی پابندی کو فرض یا واجب ہرگز نہیں سمجھنا چاہیے۔

یہ بھی ہرگز ضروری نہیں ہے کہ طاقت نہ ہو تو قرض وغیرہ لے کر چالیسواں وغیرہ ضرور کیا جائے۔ حسب توفیق تیجہ دسواں چالیسواں کرنے میں حرج نہیں۔ اگر کھانا وغیرہ کے تقسیم کی طاقت نہ ہو کلمہ درود و تلاوت قرآن کر کے مردے کو ثواب پہنچایا جاسکتا ہے۔ نیز ایصال ثواب محض نمائش نام و نمود کی بجائے اچھی نیت اور ثواب پہنچانے کی نیت سے کرنا چاہیے۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ پڑھنا جائز ہے۔ اگر کھانا سامنے نہ بھی رکھا جائے تو بھی جائز ہے۔ کھانا سامنے رکھ کر فاتحہ دینے کو فرض و واجب نہیں سمجھنا چاہیے۔ تیجہ دسواں چالیسواں برسی فاتحہ نیاز عرس وغیرہ کا کھانا بہتر و افضل یہ ہے کہ غرباء کو کھلایا جائے۔ لیکن چونکہ یہ صدقہ ناقلہ ہے۔ اس لئے غریب و امیر عزیز رشتہ دار اور خود بھی کھا سکتا ہے۔ البتہ صدقات و اجیرہ کو قوت فطرانہ اور جوئے را اللہ تعالیٰ کے لئے مانی جائے وہ خالص غرباء (جو مالک نصاب نہ ہوں) کا حق ہے۔ اگر امیر و مالک نصاب ہے تو وہ خود اس کو استعمال میں نہیں لاسکتا۔

میت ایصال ثواب کا انتظار کرتی ہے

نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مَا الْحَيِّتُ لِي الْقَبْرِ اِلَّا كَالْفَرِیْقِ الْمَتَوَرِّثِ فَيَنْتَظِرُ دَعْوَةَ تَلَحُّفُهُ مِنْ اَبٍ اَوْ اُمٍّ اَوْ اَخٍ اَوْ صَدِیْقٍ۔

مردہ قبر میں اس ڈوبے ہوئے کی طرح ہوتا ہے جو اپنی جان بچانے کے لئے مدد چاہتا ہے۔ اسی طرح مردہ عذاب سے بچنے کے لئے اپنے ماں باپ بھائی یا دوست وغیرہ کی دعا کا انتظار کرتا ہے۔

فَاِذَا اَلْحَقْنٰهُ كَانَ اَحَبَّ اِلَيْهِ مِنَ الدُّنْيَا وَمَا فِيْهَا وَاِنَّ اللّٰهَ تَعَالٰی لَيَدْخِلُ عَلٰی اَهْلِ الْقُبُوْرِ مِنْ دُعَاۃِ اَهْلِ الْاَرْضِ اَنْفَالَ الْجِبَالِ۔

تو جب اسے یہ دعا اور اس کی تمام نعمتوں سے زیادہ پسند آتی ہے اور بیشک اللہ

تعالیٰ قبر کے مردوں کے سامنے زمین والوں کی دعائیں پہاڑوں کی طرح پیش فرماتا ہے۔ یعنی مردوں کو زندوں کی نیکیوں کا بہت زائد ثواب عطا فرماتا ہے۔

وَإِنَّ هَدْيَةَ الْآخِيَاءِ إِلَيَّ الْآفْوَاتِ الْإِسْتِغْفَارُ لَهُمْ۔

اور بیشک مردوں کے لئے زندہ کا تھان ان کے لئے مغفرت کی دعا کرتا ہے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ يَرْفَعُ الدَّرَجَةَ لِلْعَبْدِ الصَّالِحِ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ يَا

رَبِّ ائْتِنِي لِي هَلِيهِ. فَيَقُولُ بِاسْتِغْفَارٍ وَلَدَلْتُ لَكَ۔

بیشک اللہ تعالیٰ جنت میں ایک بندے کا مقام بلند فرمادیتا ہے تو بندہ پوچھتا

ہے۔ اے اللہ مجھے یہ مقام کیسے ملا تو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ تیری اولاد کے تیرے لئے

مغفرت کی دعا کرنے کی وجہ سے۔

ان حدیثوں سے واضح ہے کہ مردہ قبر میں انتظار کرتا ہے کہ کب اس کے عزیز

رشتے دار اس کو نیکی کا ثواب پہنچائیں۔

قرآن مجید میں فرمایا

وَالَّذِينَ جَاءُوا مِنْ بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ

سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ۔

جو ان کے بعد آئے وہ یہ دعا کرتے ہیں کہ اے رب ہمارے ہماری مغفرت

فرما جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔ (اور وفات پا چکے)

خود حضور سید عالم ﷺ یہ دعا فرمایا کرتے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لاهل بقیع الفرقہ۔

اے بقیع غرقہ کے رہنے والوں کی مغفرت فرما دے۔

اسی طرح نماز جنازہ میں حضور ﷺ نے یہ تعلیم دی کہ میت کے لئے اللہ

اغفر لہینا و مینا کے الفاظ کے ساتھ دعا مانگی جائے۔ اسی طرح ہر نیک عمل کا ثواب

میت کو پہنچایا جاسکتا ہے۔ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ میں اپنے والد کے ساتھ

ان کے مرنے کے بعد کیا نیکی کر سکتا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا۔ یہ نیکی کر سکتے ہو۔

ان تصلى لهما مع صلاتك وان تصوم لهما مع صيامك وان

تصدق عليهما مع صدقتك۔ (دار قطنی)

کہ ان کے ایصال ثواب کی نیت سے اپنی نماز کے ساتھ نماز پڑھ لو اور روزہ

کے ساتھ روزہ اور صدقہ کے ساتھ ان کے نام پر بھی صدقہ دے دو۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک شخص نے عرض کی یا رسول اللہ اگر ہم

اپنے وفات شدہ افراد کے ثواب پہنچانے کی نیت سے صدقہ دیں یا حج کریں تو ان کو

پہنچے گا۔ حضور ﷺ نے جواب دیا۔

نعم ویفرحون کما یفرح احدکم بالطبق اذا اھدی الیہ۔

(کتاب القاضی الامام ابوالحسنین)

ہاں ثواب پہنچے گا اور تمہارے صدقہ سے میت ایسے خوش ہوں گی۔ جیسے تم کو

کوئی ایک طشت کھانا وغیرہ ہدیہ میں دے۔

حضرت سعد نے عرض کی میں اپنی والدہ کے ایصال ثواب کے لئے غلام آزاد

کروں؟ حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! اور بخاری و مسلم میں ہے کہ ایک صاحب نے

عرض کی حضور! میری والدہ کا انتقال ہو گیا ہے تو میں صدقہ کروں تو ان کو نفع ہوگا؟

حضور ﷺ نے فرمایا: ہاں! حضرت ابو جعفر بن محمد بن علی بن حسین رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں

کہ حضرت حسین کریمین رضی اللہ عنہم حضرت علی کریم اللہ تعالیٰ وجہ التکرم کی ذات پاک

کو ایصال ثواب کے لئے غلام آزاد فرمایا کرتے تھے۔ (یعنی ج ۶ ص ۸۷۶)

ختم شریف کا طریقہ

اگرچہ ایصالِ ثواب تو صرف نیت کرنے سے ہو جاتا ہے۔ تاہم بزرگوں نے یہ طریقہ بتایا ہے جب قرآن مجید کلمہ طیبہ درود شریف وغیرہ پڑھ لیا جائے یا کھانا وغیرہ تیار ہو جائے تو کھانا سامنے رکھ کر

اعوذ باللہ۔ بسم اللہ۔ الھکم النکالو۔ قل یا ایھا الکفرون۔ قل ھو اللہ (تین مرتبہ) قل اعوذ برب الفلق۔ قل اعوذ برب الناس۔ الحمد۔
الم سے مفلحون تک پڑھنے کے بعد یہ آیتیں پڑھی جائیں۔

إِنَّ رَحْمَةَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ وَمَا أَرْسَلْنَاكَ إِلَّا رَحْمَةً لِّلْعَالَمِينَ۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ أَبَا أَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلَكِن رَّسُولَ اللَّهِ وَخَاتَمُ النَّبِيِّينَ پھر آیت درود (إِنَّ اللَّهَ وَمَلَائِكَتَهُ) پڑھ کر درود شریف پڑھا جائے اور پھر اس آیت کو پڑھ کر فاتحہ تم کی جائے اور دعا کر لی جائے۔

سُبْحَنَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُونَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِينَ
وَالْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ۔



دُعا.....اور.....اُس کے آداب

فضائل دعا

قرآن کریم میں اللہ تبارک و تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

اُجِيبْ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَا فِي مَسْجِدِهِمْ اَوْ فِي بَيْتِهِمْ اَوْ فِي مَجْلِسِهِمْ خَوَافًا فَذِكْرٌ لِلَّذِينَ هُمْ يُدْعَوْنَ لِيَتَذَكَّرُوْا اَنْ يَرْجِعُوْا سُبْحَانَ الَّذِي فِي يَدَيْهِ اَسْرَارُ السَّمٰوٰتِ وَالدَّارِ اِلٰهٍ عَزِيزٌ مُّبِيْنٌ

أَدْعُونِي أَجْتَبْ لَكُمْ۔

”مجھ سے دعا مانگو میں قبول فرماؤں گا۔“

تیسری جگہ فرماتا ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ يَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِيْ سَيَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دَاخِرِيْنَ -

جو لوگ میری عبادت سے تکبر کرتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے۔

یہاں عبادت سے مراد دعا ہے۔

حدیث شریف میں ہے۔

(۱) رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ میں اپنے بندے کے گمان کے پاس ہوں یعنی جیسا وہ مجھ سے گمان رکھتا ہے میں ایسا ہی کرتا ہوں وَأَنَا مَعَهُ إِذَا دَعَاہِیْ اور میں اس کے ساتھ ہوں جب مجھ سے دعا کرے۔

(۲) حدیث شریف۔ نبی اکرم ﷺ اپنے رب تعالیٰ سے لعل فرماتے ہیں۔ اے فرزند آدم تو جب تک مجھ سے دعا کرتا اور میرا امیدوار رہے گا میں تیرے گناہ کیسے ہی ہوں معاف فرماتا رہوں گا۔

(۳) حدیث: رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں۔ دعا مسلمانوں کا ہتھیار ہے اور دین کا ستون اور آسمان و زمین کا نور۔

(۴) حدیث: رحمت دو عالم ﷺ فرماتے ہیں۔ بلا اترتی ہے پھر دعا اس سے جا ملتی ہے تو دونوں کشتی لڑتی رہتی ہیں قیامت تک یعنی دعا اس بلا کو اترنے نہیں دیتی۔

(۵) حدیث: آقا و مولیٰ ﷺ فرماتے ہیں جو اللہ تعالیٰ سے دعا نہ کرے۔ اللہ تعالیٰ اس پر غضب فرمائے۔

(۶) حدیث قدسی: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے جو مجھ سے دعا نہ مانگے میں اس پر غضب فرماؤں گا۔ والعیاذ باللہ تعالیٰ۔

آداب دعا

جس قدر ہیں سب اسباب اجابت ہیں۔ انشاء اللہ العزیز ان کا اجتماع مورث اجابت ہوتا ہے بلکہ بعض مثلاً حضور قلب اور اپنے آقا و مولیٰ پر درود و سلام۔

(۱) دل کو حتی الامکان خیالات غیر سے پاک کرے کیونکہ اللہ عز و جل کا خاص محل نظر دل ہے جیسا کہ فرمایا: اِنَّ السَّلَہَ لَا یَنْظُرُ اِلَیْ صُوْرَتِکُمْ وَاَبْذَلِیْکُمْ وَلَیْکِنْ یُنْظُرُ اِلَیْ قُلُوْبِکُمْ وَیَبْیْئِکُمْ۔

(۲) بدن و لباس و مکان طاہر و پاک و لطیف ہوں کہ اللہ تعالیٰ پاک ہے اور پاکی کو دوست رکھتا ہے

(۵) جن کے حقوق اس کے ذمے ہوں ادا کرے یا ان سے معاف کرائے۔ خلق خدا کے حقوق غصب کر کے دعا کرنا ایسا ہے جیسے کوئی شخص اس حالت میں بادشاہ کے حضور بھیک مانگنے جائے کہ لوگ اسے چاروں طرف سے چھنے ہوئے ہوں اور داد فریاد کرتے ہوں کہ مجھے گالی دی۔ مجھے مارا پیٹا۔ مجھ سے میرا حق چھینا۔ غور کرے کہ اس کا یہ حال قابل عطا و نوال ہے یا لائق سزا و نکال۔

(۶) کھانے پینے لباس و کسب میں حرام سے اجتناب کرے کہ حرام خور اور حرام کار کی دعا اکثر رد ہوتی ہے۔

(۷) دعا سے پہلے گزشتہ تمام گناہوں سے توبہ کرے اور آئندہ نیک چلتی کا عہد کرے کہ نافرمانی پر قائم رہ کر عطا مانگنا ہے حیاتی ہے۔

(۱۰۹۸) بوقت دعا با وضو قبلہ رو و متوجہ دوزانو بیٹھ کر یا گھٹنوں کے بل کھڑا ہو۔ بہ نیت شکر توفیق دعا و التجالی اللہ مجبور کرے کہ یہ صورت سب سے زیادہ قرب رب کی ہے۔

(۱۱) دل میں خشوع و خضوع ہو اور نگاہ نیچے رکھے۔

(۱۲) اول و آخر حمد الہی بجالائے کہ اللہ تعالیٰ سے زیادہ کوئی اپنی حمد کو دوست رکھنے والا نہیں۔ تھوڑی حمد پر بہت راضی ہوتا ہے اور بے شمار عطا فرماتا ہے۔ حمد کا مختصر و جامع کلمہ لَا اُحْصِیْ نِعْمَہٗ عَلَیْکَ اِلَّا کَمَا اَنْتَ عَلٰی نَفْسِکَ اور اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ کَمَا نَقُوْلُ وَخَیْرًا مِّمَّا نَقُوْلُ ہے۔ یوں ہی اَللّٰهُمَّ لَکَ الْحَمْدُ حَمْدًا یُوْا بِیْ نِعْمَکَ وَیُکَافِیْ مَزِیْدَ کُحْمَلْکَ۔ یہ سب احادیث میں وارد ہیں۔

(۱۳) اول و آخر اپنے آقا و مولا اور ان کے آل و اصحاب پر درود کا تحفہ بھیجے کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مقبول ہے اور پروردگار عالم اس سے بالاتر ہے کہ اول و آخر کو قبول فرما کر وسط کو رد کر دے امیر المومنین فاروق اعظم رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ دعا زمین و آسمان کے درمیان رد کی جاتی ہے جب تک تو نبی اکرم ﷺ پر درود و سلام نہ بھیجے بلند نہیں ہونے پاتی گویا کہ دعا طائر ہے اور درود و سلام اس کے پر کہ اس کے بغیر اڑ نہیں سکتی۔

(۱۴) اب کہ دعا مانگنے کا وقت آیا۔ تصور عظمت جلال الہی میں ڈوب جائے اگر اس مبارک تصور نے وہ غلبہ کیا کہ زبان بند ہو گئی تو سبحان اللہ یہ خاموشی ہزار غرض

سے زیادہ کام دے گی ورنہ اس قدر تو ضرور ہوگا کہ حیا و ادب و خشوع و خضوع ہوگا کہ یہی روح دعا ہے کہ اس کے بغیر دعا تن بے جان ہے اور تن بے جان سے امید حماقت و جہالت۔

(۱۵) شروع میں اللہ عز و جل کو اس کے محبوب ناموں سے پکارے۔

أَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ پر ایک فرشتہ مقرر فرمایا ہے کہ جو شخص تین بار کہتا ہے فرشتہ کہتا ہے کہ اے اللہ اَرْحَمَ الرَّاحِمِينَ تیری طرف متوجہ ہوا۔ پانچ بار پڑھا کہنا بھی نہایت موثر اور موجب قبولیت ہے۔

(۱۶) اللہ تعالیٰ کے اسماء صفات اور اس کی کتابوں اور ملائکہ اور انبیاء کرام علیہم السلام خصوصاً نبی اکرم ﷺ نیز اس کے اولیاء و اصفیاء بالتحصیص حضور غوث اعظم علیہ السلام کے توسل سے مانگے کہ محبوبان خدا کے وسیلے سے دعا قبول ہوتی ہے۔

(۱۷) بکمال ادب ہاتھ آسمان کی طرف اٹھا کر سینے یا شانوں یا چہرے کے بالمقابل لائے۔ یہاں تک کہ بغل کی پیدی ظاہر ہو اور تفیلیاں پھیلا رکھے۔

(۱۸) نہایت نرم و پست الفاظ میں دعا کرے اور بار بار تکرار کرے کیونکہ تکرار سوال۔ صدق طلب پر دلیل ہے اور طاق مرتبہ ہو۔

(۱۹) آنسو چکانے میں کوشش کرے اگرچہ ایک ہی قطرہ ہو کہ دلیل اجابت ہے۔ رونانہ آئے تو رونے جیسا منہ بنا لے۔

(۲۰) دعا میں تمام مسلمان مردوں و عورتوں حاضر و غائب زندہ و مردہ کو شریک کرے۔ خصوصاً والدین جسمانی و روحانی کو جو موجب حیات ظاہری و باطنی ہیں۔

فوائد دعا

اول: عابدوں کے گروہ میں داخل ہوتا ہے کہ دعائی نفسہ عبادت بلکہ سر عبادت ہے۔

دوم: اپنے معجز و احتیاج کا اقرار اور مولیٰ کے کرم و قدرت کا اعتراف کرتا ہے۔

سوم: حکم شرع پر عمل کہ نہ مانگنے پر غضب الہی کی وعید آتی ہے۔

چہارم: اتباع سنت ہے کہ حضور اقدس ﷺ اکثر دعا مانگتے اور دوسروں کو بھی تاکید فرماتے۔

پنجم: دفع بلا و حصول مدعا کہ اَذْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لِحُکْمِ رِشَاوِ خُدا وندی ہے کہ مجھ سے مانگو میں عطا کروں گا۔ حضور اکرم ﷺ سے روایت ہے کہ دعا بندے کی تین باتوں سے خالی نہیں یا اس کا گناہ بخشا جاتا ہے یا دنیا میں اسے فائدہ حاصل ہوتا ہے یا اس کے لئے آخرت میں بھلائی جمع کی جاتی ہے کہ جب بندہ اپنے اس ثواب کو دیکھے گا جو دعا قبول نہ ہونے کی بناء پر اس کے لئے جمع ہوا تو وہ تنہا کرے گا کاش دنیا میں کوئی دعا قبول نہ ہوتی۔ بہر حال دعا میں ہی فائدہ ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ ہمیں اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

قبولیت دعا

دعا عبادت کا مغز ہے اللہ تعالیٰ مانگنے عاجزی کرنے سے خوش ہوتا ہے بندے کی عہدیت کا تقاضہ یہ ہے کہ وہ اپنے رب سے مانگتا رہے اَذْعُوْنِیْ اَسْتَجِبْ لِحُکْمِ تم دعا مانگو میں اسے قبول کروں گا (سورہ.....) قبولیت دعا کی شرطوں میں سب سے اہم حضور قلب اور رزق حلال ہے۔ تاہم دعا ہر حال میں کرنی چاہیے جو دعا قبول نہیں ہوتی تو یہ بھی اللہ کا احسان ہے کیونکہ بندہ جو مانگتا ہے وہ اس کو اس لیے نہیں دیا جاتا کہ وہ چیز اس کے حق میں علم الہی میں بہتر نہیں ہوتی یا پھر اللہ تعالیٰ اس کی جگہ جو بہتر ہو وہ عطا فرما دیتا ہے۔ کافر کی دعا قبول نہیں ہوتی گمراہ کی دنیا کے کاموں کے لیے دعا کرے قبول ہو جاتی ہے مظلوم خواہ کافر ہو یا مسلم اس کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اس لیے حدیث میں فرمایا: مظلوم کی بد دعا سے بچو۔ اس کے اور خدا کے درمیان پردہ نہیں ہوتا۔ دعا بلا کو دور کرتی ہے۔ اور صدقہ اللہ تعالیٰ کے غضب کی آگ کو بجھاتا ہے۔ زندوں کی دعاؤں اور ہر نیک عمل سے وفات شدہ لوگوں کو فائدہ پہنچتا ہے۔ حدیث

پاک میں ہے کہ جس مسلمان کی نمازہ جنازہ ہو مسلمان ادا کریں اس کی بخشش کے لیے دعا کریں وہ بخشا جاتا ہے۔

خوشحالی میں دعا

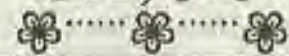
وَإِذْ مَسَّ الْإِنْسَانُ ضَرْبَ ذَعَارٍ مُنِيْبًا قَدْ إِذَا حَوَّلَهُ بِعَمَلَةٍ مِنْهَا بَسَى
مَتَا كَانِ يَدْعُوْهُ إِلَيْهِ مِنْ قَبْلِ وَجَعَلْ لِلَّهِ أَنْذَادًا۔ (زمرہ ۲۳)

”جب آدمی کو کوئی تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو پکارتا ہے۔ اسی کی طرف جھکا ہوا۔ پھر جب اللہ تعالیٰ نے اسے اپنے پاس سے نعمت دی۔ تو بھول جاتا ہے جس کے لیے پہلے پکارتا تھا اور اللہ تعالیٰ کے لیے برابر والے ٹھہرنے لگتا ہے۔

مصیبت میں اللہ کو یاد رکھنا اور چین و آرام کے زمانہ میں بھول جانا اَدَابِ بندگی کے خلاف ہے بندہ جس طرح مصیبت میں اللہ کا محتاج ہے۔ اس طرح امن چین کے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کا محتاج ہے عام طور پر ہمارا طریق یہ ہے کہ مصیبت کے وقت تو لمبی لمبی دعائیں کرتے ہیں۔ نمازیوں سے مسجد میں بھر جاتی ہیں۔ آیت کریمہ لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ سُبْحَانَكَ إِنِّي كُنْتُ مِنَ الظَّالِمِيْنَ کے وظیفے پڑھ جاتے ہیں اور جب مصیبت مٹ جائے تو اللہ کی بھول جاتے ہیں۔ حضور ﷺ کی ہدایت یہ کہ خوشحالی میں بھی دعا کرو۔ کیونکہ جب بندہ آرام و چین کے دور میں اللہ کو یاد رکھتا ہے۔ اور اس سے دعائیں مانگتا رہتا ہے تو مصیبت آنے پر جو دعا کرتا ہے۔ وہ بھی قبول کی جاتی ہے حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے کہ:

مَنْ سَرَّهُ أَنْ يَسْتَجِيبَ اللَّهُ لَهُ عِنْدَ الشَّدَائِدِ فَلْيَكْثِرِ الدَّعَاءَ فِي الرِّخَاءِ (ترمذی)

جسے یہ بات اچھی لگے کہ سختیوں کے وقت اللہ اس کی دعا قبول کرے۔ اسے چاہیے کہ امن چین کے زمانہ میں دعا کی کثرت کرے۔



کی یادگار
تصانیف

امام ابو الحسن علی بن ابی طالب
علیہ السلام
مکتبہ سید محمود احمد ضوی
مدت الہدی
سید احمد علی بن ابی طالب
سید احمد علی بن ابی طالب

مراجعی

مطابق

برکات

مقام

فیوض البیاضی

شان

دوشینی

شرح صحیح بخاری

شان صحابہ

سلاطین

دین

سیدی البرکات

لمحکم

روح ایمان

بصیرت

مسائل نماز

کتابخانہ
لاہور

رضوان کتب خانہ

